دورۂ مغرب
سنہ ۱۴۰۰ھ

اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (الطلاق:۴)

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد
اَیَّدَہُ اللّٰہُ تعالیٰ
کا

دورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ

- مغربی جرمنی
- ہالینڈ
- سوئٹزرلینڈ
- انگلستان
- آسٹریا
- سپین
- ڈنمارک
- نائیجیریا
- سویڈن
- غانا
- ناروے
- کینیڈا
- ریاستہائے متحدہ امریکہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام اور حضرت مہدی علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی ہجری کے آخری سال ۱۴۰۰ھ (مطابق ۱۹۸۰ء) میں پورے چار ماہ دنیا کے تین براعظموں میں پھیلے ہوئے تیرہ ممالک کا خالص دینی اغراض و مقاصد کیلئے جو دَورہ فرمایا اسکی تفصیلی رپورٹ جناب مسعود احمد خانصاحب دہلوی ایڈیٹر روزنامہ الفضل ساتھ ساتھ اپنے مؤقر روزنامہ کو بھیجتے رہے یہ رپورٹیں ساتھ ہی ساتھ روزنامہ الفضل ربوہ میں قسط وار شائع ہوتی رہیں — اس طویل تبلیغی اور تربیتی دَورہ میں حضور نے مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، آسٹریا، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، ہالینڈ، سپین، نائیجیریا، غانا، کینیڈا، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور انگلستان کے دانشوروں اور اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ ان ممالک میں مقیم احمدیوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کیلئے بیسیوں خطبات دیئے اور خطابات فرمائے۔ مبلّغین کی مساعی کا جائزہ لیا۔ طب اور تعلیم کے میدان میں جماعت احمدیہ افریقی ممالک میں جو عظیم خدمات انجام دے رہی ہے اس کا معائنہ فرمایا اور متعدد نئے منصوبوں کی منظوری دی۔ مغرب میں نئے مشنز اور مساجد کا افتتاح فرمایا۔ چودہ پُرہجوم پریس کانفرنسوں سے خطاب فرما کر اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا اور قرآن کریم کی درخشندہ اور لازوال تعلیمات بہت احسن طریق پر مغرب کے سامنے پیش فرمائیں حضور نے اپنے اس دَورہ کے اختتام پر سرزمین اندلس میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے آغاز کی علامت کے طور پر قرطبہ کے قریب ایک مسجد کا سنگِ بنیاد بھی رکھا جو قرطبہ میں مسلمانوں کے زوال کے ۷۴۴ سال بعد تعمیر ہونیوالی پہلی مسجد ہو گی۔ مذکورہ تمام کاموں کی تفصیل کے علاوہ یہ رپورٹیں نہایت درجہ ایمان افروز اور رُوح پرور واقعات اور حضور کے علم و معرفت سے معمور فرمودات پر مشتمل ہیں اسلئے ان کی مستقل افادیت کے پیشِ نظر نظارت انہیں کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

دُعا ہے کہ مغربی دُنیا اور برِاعظم افریقہ میں اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کی اس مستند دستاویز کا مطالعہ قارئین کے ایمان اور علم میں اضافہ کا باعث ہو۔ آمین۔

خاکسار: سیّد عبدالحی
نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف

فہرست

ربوہ سے روانگی صـ۳
لاہور میں ورود وقیام صـ۴
کراچی میں ورودِ مسعود صـ۵
احبابِ کراچی سے خطاب صـ۶
• تعلیمی ترقی کا منصوبہ اور اس کی اہمیت۔
• حالیہ سفر کی غرض وغایت۔

مغربی جرمنی۔

فرینکفورٹ میں ورودِ مسعود صـ۱۲
فرینکفورٹ میں خطبہ جمعہ صـ۲۲
فرینکفورٹ کے احباب سے اجتماعی ملاقات اور روح پرور خطاب۔ صـ۳۲
مغربی جرمنی کے وسطی اور جنوبی علاقوں کے احباب سے اجتماعی ملاقات اور خطاب۔ صـ۳۹
شمالی علاقوں کے احباب کی ملاقات۔ صـ۴۱
فرینکفورٹ میں ایک اہم پریس کانفرنس سے خطاب۔ صـ۴۵
• حالیہ دَورہ کی غرض وغایت۔
• اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت و اہمیت۔
• بین الاقوامی امن اور انسانی حقوق کے متعلق اسلامی تعلیم۔
• اسلام میں عورت کے مساویانہ حقوق۔
• قرآنِ کریم۔ ایک حیرت انگیز کتاب۔
• اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کا طریق۔
• خدائی تائید ونصرت کا ایک خاص پہلو۔

محبت کا سفیر۔ امام جماعت احمدیہ مرزا ناصر احمد (پریس کانفرنس پر جرمن اخبارات کا تبصرہ) صـ۶۱
احمدیہ مسلم مشن مغربی جرمنی کی طرف سے استقبالیہ صـ۶۹
فرینکفورٹ میں خطبۂ جمعہ صـ۷۲
• مرد اور عورت میں حقیقی مساوات۔
• عزت وشرف میں مساوات۔
• رحمت سے بہرہ یاب ہونے میں مساوات۔
• قرآنی آیات کا ایک جائزہ۔
• نیک اعمال کی جزاء میں مساوات۔
• مغربی ممالک میں رہنے والے احمدیوں کا فرض۔
حضور کے اعزاز میں ایک اور استقبالیہ تقریب۔ صـ۸۷
مجلسِ سوال وجواب۔ صـ۸۸

سوئٹزرلینڈ و آسٹریا

زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں تشریف آوری۔ صـ۹۲
احمدیہ مشن سوئٹزرلینڈ کی طرف سے حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب۔ صـ۹۷
جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی طرف سے استقبالیہ دعوت۔ صـ۱۱۳
زیورک میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب۔ صـ۱۱۵
• دَورہ کا مقصد۔
• اسلام کا غالب آنا بہرطور مقدر ہے۔
• مشرقی یورپ میں اسلام کی آبیاری۔
• باہمی تعاون کی فضا اور اس کی اہمیت۔

• تیسری عالمگیر تباہی سے بچنے کا طریق۔
پریس کانفرنس کا خوش کُن ردِّ عمل۔ ص۱۲۰
سوئس ریڈیو کا نشریہ۔ ص۱۲۱
ایک ہفت روزہ اخبار کے ایڈیٹر کی ملاقات۔ ص۱۲۳
حضور کے اعزاز میں زیورک کے میئر کا استقبالیہ۔ ص۱۲۴
زیورک (سوئٹزرلینڈ) سے روانگی۔ ص۱۲۵

مغربی جرمنی۔

فرینکفورٹ میں خطبۂ جمعہ۔ ص۱۳۰
فرینکفورٹ سے روانگی اور ہمبرگ میں ورود۔ ص۱۴۰
جرمن نومسلم احباب اور افریقی طلباء کی ملاقات۔ ص۱۴۳
ہمبرگ اور اس کے قریب کی جماعتوں کی اجتماعی ملاقات اور حضور کا خطاب۔ ص۱۴۶
• کھلی فضا میں قائم کی جانیوالی غیر مسقف مساجد کی اہمیت۔
• دنیوی علوم کی افادیت۔
• اسلامی معاشرہ کے حسین پہلو۔
• حقیقی مسلمان کی تعریف۔
• بیش بہا نصائح اور اجتماعی دعا
ہمبرگ میں پریس کانفرنس سے خطاب ص۱۵۵

ڈنمارک۔

کوپن ہیگن (ڈنمارک) کے لئے روانگی
جماعت احمدیہ کوپن ہیگن کی طرف سے استقبالیہ تقریب اور مجلس سوال وجواب۔ ص۱۶۱
• اشاعتِ اسلام کا بنیادی تقاضا۔
• اسلام کی پیش کردہ حقیقی مساوات۔
• اسلام اور مسلمانوں کا سیاسی طرزِ عمل۔
• مصنوعی اشیا اور ان کی مضرّت۔
ایک تاریخی قصبہ کی سیر۔ ص۱۶۸
احبابِ جماعت سے بصیرت افروز خطاب ص۱۶۹
• ایک احمدی کا مقام۔
• غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم۔
• دو مبارک زمانے۔
• بارش کی طرح نازل ہونے والے افضال۔
• جماعت احمدیہ کے لئے نازک دور۔
مسجد نصرت جہاں (کوپن ہیگن) میں نمازِ جمعہ۔ ص۱۷۳
احمدی احباب سے انفرادی ملاقاتیں۔ ص۱۷۶

سویڈن

کوپن ہیگن (ڈنمارک) سے روانگی اور گوٹن برگ (سویڈن) میں ورود۔ ص۱۷۹
گوٹن برگ میں اخباری نمائندوں سے گفتگو۔ ص۱۸۴
• دورہ کا مقصد
• تشدّد کی مخالفت
• نصرتِ الٰہی کی درخشندہ مثال۔
• کمیونزم ۔ سب سے کمزور نظریہ
• پیار کے ذریعہ مشرق ومغرب کی تسخیر۔
ترک اور لبنانی باشندوں کی ملاقات۔ ص۱۹۲
ایک خوش نصیب یوگوسلاوین بچی۔ ص۱۹۳
احمدیہ مشن گوٹن برگ کی طرف سے حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب۔ ص۱۹۴
گوٹن برگ کے مقامی میئر کی تشریف آوری اور حضور سے ملاقات۔ ص۱۹۶

• اہلِ شہر کی طرف سے خوش آمدید۔
• دنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد۔
• مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار
• جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ½ ۱ لاکھ انسانوں کی رہائش اور کھانے کا انتظام۔

ناروے

گوٹن برگ (سویڈن) سے روانگی اور اوسلو (ناروے) میں ورودِ مسعود۔ ص ۲۰۱
• مسجد نور (اوسلو) کی خصوصیات۔
• مسجد کے نام میں پوشیدہ حکمتیں۔
• مسجد کی عمارت اور حدودِ اربعہ۔
اوسلو میں حضور کا استقبال۔ ص ۲۰۶
مسجد نور کے افتتاح کا مبارک دن۔ ص ۲۰۹
پریس کانفرنس سے حضور کا خطاب۔ ص ۲۱۰
• دورے کا مقصد اور مسجد کے قیام کی غرض
• اسلام کے غالب آنے کا ثبوت۔
• اسلامی ملکوں کی سیاست اور اسلام۔
• عورت کے حقوق اور اسلام۔
• اسلامی فرقے اور ان کا باہمی فرق۔
• ناروے میں ایک مبلغ کا اوّلین فرض۔
مسجد نور اوسلو میں جمعہ کی افتتاحی نماز اور حضور کا پر معارف خطبہ۔ ص ۲۲۰
افتتاحی تقریب میں شریک سفارتی نمائندوں سے گفتگو۔ ص ۲۲۴
لوائے احمدیت کی پرچم کشائی۔ ص ۲۲۴
مسجد کے افتتاح کی خبروں کی وسیع پیمانہ پر اشاعت۔ ص ۲۲۶
اوسلو شہر کے میئر کی طرف سے استقبالیہ تقریب۔ ص ۲۲۸
ناروے کے احمدیوں کی اجتماعی ملاقات اور حضور کا درد انگیز خطاب۔ ص ۲۳۲
• جماعتی کاموں کا جائزہ۔
• نئے مشن ہاؤس کی مرمت۔
• باہم محبت و پیار سے رہنے کی تلقین
• افضالِ خداوندی کا ذکر۔
• ایک ضروری انتباہ اور عورتوں کو نصیحت
• ہولناک انجام سے بچنے کی تلقین۔
یورپین ممالک کے مبلغین کی میٹنگ سے خطاب۔ ص ۲۴۱

ہالینڈ

اوسلو (ناروے) سے روانگی اور ہیگ (ہالینڈ) میں تشریف آوری۔ ص ۲۴۲
ہالینڈ کے احمدیوں کی اجتماعی ملاقات۔ ص ۲۴۵
ڈچ پارلیمنٹ کے سکرٹری کی طرف سے حضور کا خیر مقدم ص ۲۴۶
پارلیمنٹ کے پریس روم میں پریس کانفرنس سے حضور کا خطاب۔ ص ۲۴۸
• دورہ کا مقصد۔
• موجودہ مسائل کا حل اور اسلام۔
• اسلام کی بہتر تفہیم کا ذریعہ۔
• دلوں میں تبدیلی کی اہمیت۔
• پوپ سے ملاقات کے بارہ میں سوال۔
پریس کانفرنس میں شرکت کرنیوالے اخباری نمائندت اور ڈچ اخبارات کا تبصرہ۔ ص ۲۵۲

انگلستان

ہیگ سے روانگی اور لندن میں ورودِ مسعود صـ ۲۶۰

مسجد فضل لندن میں نمازِ جمعہ۔ صـ ۲۶۴

- اللہ تعالیٰ کے بعض تازہ فضلوں اور نئے منصوبوں کا ذکر
- بے انداز برکت کا درخشندہ ثبوت۔
- انگلستان میں پانچ نئے مراکز کا قیام۔
- اوسلو میں سب سے پہلی مسجد اور مشن ہاؤس کا قیام۔
- سپین میں مسجد کے لئے زمین کی خریداری۔
- اشاعتِ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے منصوبے

احمدیہ مشن لندن کے محمود ہال میں درسِ قرآن کریم صـ ۲۷۲

لندن میں عید الفطر کی تقریب۔ صـ ۲۷۶

خطبہ عید الفطر صـ ۲۷۸

- رمضان المبارک کا قرآنِ کریم سے تعلق۔
- قرآن مجید کی تین بنیادی صفات۔
- رمضان کے روزوں کی حکمت
- زندہ تعلق کی زندہ علامت۔
- مومنوں کو عطا ہونے والی دو عیدیں۔
- قبولیتِ دعا کے بعض خاص دروازے۔
- ایک دن میں پانچ عیدیں۔

لندن میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس سے حضور کا خطاب صـ ۲۸۳ب

- اسلامی ملکوں میں باہم جنگ وجدال پر اعتراض کا جواب
- اسلام میں کوئی تضاد نہیں۔
- یورپ کب اسلام قبول کرے گا؟
- اسلام دنیا میں غالب آکر رہے گا۔
- فتووں کی حقیقت۔
- غیر ملکی سفیروں کے جان و مال کا تحفظ اور اسلام
- آئرش زبان میں قرآنِ مجید۔

ٹیلیویژن کارپوریشنوں کے نمائندوں سے علیحدہ ملاقات۔ صـ ۲۹۰

حضور کی پریس کانفرنس کی اخبارات میں وسیع پیمانہ پر اشاعت۔ صـ ۲۹۱

لندن میں حضور کا ایک بصیرت افروز خطبہ جمعہ۔ صـ ۲۹۲

- دینی نقطۂ نظر سے علومِ جدیدہ میں حصولِ کمال کی اہمیت۔
- تحصیلِ علم سے متعلق تین بنیادی باتیں۔
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد۔
- غلبۂ اسلام کا زمانہ اور ہماری ذمہ داری۔
- معرفتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ۔
- علمی ترقی کا اہم منصوبہ۔
- بچوں میں غذائیت کی کمی دور کرنے کی اہمیت

نائیجیریا

لندن سے نائیجیریا (مغربی افریقہ) کیلئے روانگی صـ ۳۰۰

ایمسٹرڈم میں وزیر اعظم ہالینڈ کی ملاقات۔ صـ ۳۰۴

نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں ورودِ مسعود صـ ۳۰۷

ایئر پورٹ پر والہانہ استقبال کا منظر صـ ۳۰۸

VIP لاؤنج میں اخباری نمائندوں سے گفتگو۔ صـ ۳۱۰

احمدیہ مشن نائیجیریا کی مختصر تاریخ۔ صـ ۳۱۶

جماعت احمدیہ نائیجیریا کی مجلس منتظمہ کی ملاقات۔ صـ ۳۱۹

مجلس منتظمہ کے اراکین سے حضور کا خطاب۔ صـ ۳۲۰

جماعت احمدیہ جمہوریہ بینن کے نمائندہ وفد کی ملاقات صـ ۳۲۱

لیگوس میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے حضور کا خطاب۔ ص ۳۲۴

• دہریت کے مقابلہ کا صحیح طریق۔

• دہریت کو مٹانے میں دوسرے مذاہب سے تعاون۔

• تشدد آمیز مخالفت پر ہمارا ردِ عمل۔

• مشرقی نائیجیریا میں مزید سکول کھولنے کا پروگرام

• مغربی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے اثرات۔

جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے دی گئی استقبالیہ دعوت میں شرکت۔ ص ۳۳۰

ابادان کے لئے روانگی۔ ص ۳۳۴

امدسان میں احمدیہ ہسپتال کی نئی عمارت کا افتتاح۔ معائنہ اور مختصر خطاب۔ ص ۳۳۵

اجیبواوڈے میں احمدیہ ہسپتال کا معائنہ ص ۳۴۰

ابادان میں ورودِ مسعود اور والہانہ استقبال۔ ص ۳۴۱

مرکزی احمدیہ مسجد ابادان کا افتتاح۔ ص ۳۴۲

حضور ایدہ اللہ کا تاریخی خطاب ص ۳۴۴

• احمدیوں کے اعتقادات۔

• احمدیت میں داخل ہونے کی اہمیت۔

• قرآنِ کریم کے علوم سیکھنے کی ضرورت۔

• دنیوی علوم کے حصول کی دینی اہمیت

ایک حادثہ اور معجزانہ حفاظتِ الٰہی۔ ص ۳۵۲

نائیجیریا کے مبلغین کی ملاقات۔ ص ۳۵۵

فیڈرل ریڈیو کارپوریشن کے نمائندہ سے گفتگو۔ ص ۳۵۷

• موجودہ دورہ کی اہمیت۔

• استعدادوں کی متوازن نشوونما کی مساعی۔

• حج کی فرضیت اور اس کی شرائط۔

• اسلام کا ساری دنیا میں غالب آنا مقدر ہے۔

• پوپ کی حیثیت۔

• نائیجیریا کے مسلمانوں کے لئے پیغام۔

جماعت احمدیہ ری پبلک نیجر کے وفد سے ملاقات۔ ص ۳۶۱

احمدیہ مشن لیگوس اور احمدیہ پریس کا معائنہ۔ ص ۳۶۳

مرکزی احمدیہ مسجد لیگوس کی نئی عمارت کا افتتاح ص ۳۶۶

استقبالیہ ایڈریس کا خلاصہ۔ ص ۳۶۷

حضور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب۔ ص ۳۷۱

• گزشتہ دس سال میں حالات میں خوشگوار تبدیلی۔

• قرآن کریم پڑھنے اور علوم حاصل کرنے کی ترغیب۔

• بچوں کو صحت مند بنانے کی تلقین۔

• اسلامی اخلاق کا عملی نمونہ پیش کرنے کی تلقین۔

• خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے کی اہمیت

شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کا پُرکیف منظر۔ ص ۳۷۷

لیگوس سے اِلارو کے لئے روانگی۔ ص ۳۸۲

اطفال و ناصرات کی تربیتی کلاس کا معائنہ۔ ص ۳۸۳

حضور کا پُرشفقت خطاب۔ ص ۳۸۵

احمدیہ سیٹلمنٹ اوجوکورو کا معائنہ۔ ص ۳۸۹

اِلارو میں والہانہ استقبال۔ ص ۳۸۹

مرکزی احمدیہ مسجد کا افتتاح۔ ص ۳۹۲

حضور کے خطبۂ جمعہ کا خلاصہ۔ ص ۳۹۳

احمدیہ ہال اِلارو کا سنگِ بنیاد۔ ص ۳۹۹

لیگوس میں انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں۔ ص ۴۰۰

احبابِ نائیجیریا کی اجتماعی ملاقات۔ صفحہ ۴۰۱
حضور ایدہ اللہ کے بصیرت افروز ارشادات۔ صفحہ ۴۰۳

غانا

لیگوس (نائیجیریا) سے غانا کے لئے روانگی۔ صفحہ ۴۰۶
اکرا (غانا) میں والہانہ استقبال کی کیفیت۔ صفحہ ۴۰۸
غانا کے صدرِ مملکت سے ملاقات۔ صفحہ ۴۱۴
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دس ہزار کے احمدی مجمع سے خطاب۔ صفحہ ۴۱۷
سالٹ پانڈ میں ورودِ مسعود۔ صفحہ ۴۲۴
مجلس خدام الاحمدیہ غانا کے اجتماع کی افتتاحی تقریب۔ صفحہ ۴۲۷
نمازِ جمعہ کا اجتماعِ عظیم۔ صفحہ ۴۲۸
سالٹ پانڈ سے واپسی۔ صفحہ ۴۳۲
صدرِ مملکت سے دوسری ملاقات۔ صفحہ ۴۳۳
حالیہ دورے کے خوش کن اثرات۔ صفحہ ۴۳۵

کینیڈا۔

غانا سے کینیڈا کے لئے روانگی۔ صفحہ ۴۳۸
ٹورنٹو میں ورود اور استقبال صفحہ ۴۳۹
ٹورنٹو میں حضور کا معرکہ آرا خطبۂ جمعہ صفحہ ۴۴۲
احبابِ جماعت اور سربرآوردہ شخصیات سے ملاقات۔ صفحہ ۴۴۶
ایک وسیع پریس کانفرنس سے حضور کا خطاب۔ صفحہ ۴۴۷
ٹورنٹو سے کیلگری کے لئے روانگی۔ صفحہ ۴۵۰
کیلگری میں ورودِ مسعود اور پُرتپاک استقبال۔ صفحہ ۴۵۲
کیلگری کے قائم مقام میئر کی طرف سے خیر مقدم۔ صفحہ ۴۵۴
پریس کانفرنس سے حضور کا خطاب۔ صفحہ ۴۵۷
حضور کے اعزاز میں استقبالیہ دعوت۔ صفحہ ۴۵۷
احمدیہ مشن ہاؤس کا معائنہ۔ صفحہ ۴۵۸
ہفت روزہ البرٹار پورٹ کے نمائندہ کی ملاقات۔ صفحہ ۴۵۹
یونیورسٹی کے صدر شعبۂ مذاہب سے تبادلۂ خیالات۔ صفحہ ۴۶۱
مختلف علوم کے ماہرین اور دانشوروں کی ملاقات۔ صفحہ ۴۶۳
جماعت احمدیہ کیلگری کی طرف سے استقبالیہ دعوت۔ صفحہ ۴۶۶
حضور ایدہ اللہ کا معرکہ آرا خطاب صفحہ ۴۶۷
اشاعتِ قرآن کے قابلِ قدر کام پر خوشنودی کا اظہار۔ صفحہ ۴۷۱

ریاستہائے متحدہ امریکہ

کیلگری سے سان فرانسسکو کے لئے روانگی۔ صفحہ ۴۷۳
سانفرانسسکو میں ورود اور استقبال۔ صفحہ ۴۷۶
حضور کے خطبۂ جمعہ کا خلاصہ۔ صفحہ ۴۷۸
انفرادی ملاقاتیں۔ صفحہ ۴۸۱
حضور کی طرف سے دعوتِ طعام صفحہ ۴۸۳
مجلسِ عرفان۔ صفحہ ۴۸۵
سانفرانسسکو سے روانگی اور واشنگٹن میں پُرخلوص استقبال۔ صفحہ ۴۸۸
واشنگٹن میں دیئے گئے خطبۂ جمعہ کا خلاصہ۔ صفحہ ۴۹۵
انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا طویل سلسلہ۔ صفحہ ۴۹۷

جماعتہائے احمدیہ کے صدرانِ جماعت کا خصوصی اجلاس ص ۴۹۵

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات ص ۵۰۱

• عیدگاہ کی اہمیت اور افادیت
• عیدگاہ کے لئے زمینوں کی خرید
• اشاعت لٹریچر و تبلیغ
• فولڈرز شائع کرنے کا منصوبہ
• مختصر تفسیر قرآن شائع کرنے کی ضرورت
• شادی بیاہ سے متعلق مشکلات کا حل
• جماعتی چندوں کی ادائیگی۔

احمدیہ مشن امریکہ کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت۔ ص ۵۰۷

واشنگٹن کے میئر کی طرف سے خوش آمدید ص ۵۰۸

حقیقی مسرت کا اصل موجب۔ ص ۵۰۹

سفیرِ امن کی خدمت میں خراجِ عقیدت۔ ص ۵۱۰

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے اعزاز میں لجنہ اماء اللہ کا استقبالیہ۔ ص ۵۱۱

جماعت کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں حضور کی تشریف آوری۔ ص ۵۱۲

حضور کے الوداعی خطاب کا خلاصہ ص ۵۱۳

• کائنات کی بنیادی حقیقت۔
• آنحضرتؐ کی بعثتِ عامہ اور اس کا ایک خاص پہلو۔
• آنحضرتؐ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا مفہوم
• انسانی شرف کا قیام اور اس کی حفاظت کا طریق۔
• دوسروں کی تقلید سے بچنے کے سلسلہ میں ایک ضروری احتیاط۔
• کھانے پینے سے متعلق اسلام کا ایک تاکیدی حکم۔
• والدین کی خدمت و اطاعت۔
• مغربی تہذیب کی ہلاکت آفرینیوں سے بچنے کی تلقین۔
• پیدائش انسانی کا اصل مقصد۔
• اس زمانہ کا عظیم ترین واقعہ
• پاکستانی اور امریکی احباب کے لئے لمحۂ فکریہ۔

انگلستان

امریکہ سے مراجعت کے بعد انگلستان میں حضور کی مصروفیات۔ ص ۵۲۷

مانچسٹر اور ہڈرزفیلڈ کے احمدیہ مشنوں کا افتتاح۔ ص ۵۲۸

بریڈفورڈ کے مشن ہاؤس کا افتتاح۔ ص ۵۳۰

جماعتہائے انگلستان کے سالانہ جلسہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پرمعارف خطاب۔ ص ۵۳۱

سپین

سرزمین سپین میں سات سو سال بعد مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب۔ ص ۵۳۸

پیدروآباد (سپین) میں ایک تاریخی پریس کانفرنس سے خطاب۔ ص ۵۴۵

سپین سے لندن کے لئے روانگی۔ ص ۵۴۹

ساؤتھ آل اور برمنگھم میں مساجد اور
مشن ہاؤسز کا افتتاح ص ۵۵۰
مراجعت۔

کراچی میں حضور کا شاندار استقبال۔ ص ۵۵۴
ربوہ میں حضور کا والہانہ استقبال۔ ص ۵۵۸

بحر منجمد شمالی
روس
ماسکو
اوسلو
گوٹن برگ
کوپن ہیگن
ایمسٹرڈم
لندن
فرینکفورٹ
زیورخ
روم
میڈرڈ
القاہرہ
تہران
بغداد
لاہور
کراچی
دہلی
بمبئی
کولمبو
چین
جاپان
ٹوکیو
ہانگ کانگ
منیلا
کوالالمپور
سنگاپور
جکارتا
بالی
بحر الکاہل
بحیرۂ عرب
بحر ہند
براعظم افریقہ
کانو
لیگوس
اکرا
فری ٹاؤن
نیروبی
آسٹریلیا
سڈنی
میلبورن
نیوزی لینڈ
دورۂ مغرب
سنہ ۱۴۰۰

گرین لینڈ
بحر منجمد شمالی
ماسکو
اوسلو
گاٹن برگ
کوپن ہیگن
ایمسٹرڈم
لندن
فرینکفورٹ
زیورک
میڈرڈ
روم
انقرہ
طہران
بغداد
مانٹریال
ٹورنٹو
نیویارک
شکاگو
واشنگٹن
ریاستہائے متحدہ امریکہ
میامی
بحر اوقیانوس
کانو
فری ٹاؤن
لیگوس
اکرا
براعظم افریقہ
نیروبی
جنوبی امریکہ

دَورۂ مغربْ

تحریر:- جناب مسعود احمد خان دہلوی

ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

ناشر:- سیّد عبدالحی - نظارت اشاعت لٹریچر و

تصنیف صدر انجمن احمدیّہ پاکستان ربوہ

طابع:- سیّد عبدالحی ایم-اے-

ضیاء الاسلام پریس - ربوہ

کتابت:- سیّد محمد باقر خوشنویس - ربوہ

مغرب کے آخری کناروں تک بسنے والی اقوام کو قرآنِ عظیم کا پیغام پہنچانے کی غرض سے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت تبلیغی سفر کا مبارک آغاز

لاہور اور کراچی میں مختصر قیام۔ یورپ روانہ ہونے سے قبل احباب کراچی سے ایمان افروز خطاب

سفر کی پہلی منزل کے طور پر فرینکفورٹ میں وُرودِ مسعود۔ مقامی احباب کی طرف سے والہانہ استقبال

—— رپورٹ نمبر ۱۔ بابت ۲۶ تا ۲۹ جون ۱۹۸۰ء ——

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مغرب کے آخری کناروں تک بسنے والی اقوام کو قرآنِ عظیم کا زندگی بخش پیغام پہنچانے اور اُن کے قلوب پر نبئ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا سکہ بٹھانے کی غرض سے ۲۶ احسان ۱۳۵۹ ہش مطابق ۲۶ جون ۱۹۸۰ء بروز جمعرات صبح چھ بجے ایک طویل تبلیغی و تربیتی سفر پر روانہ ہوئے۔

حضور صبح چھ بجنے میں پانچ منٹ پر قصرِ خلافت سے باہر تشریف لائے اور سفر کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دُعا کرائی جس میں وہ سب کثیر التعداد احباب شریک ہوئے جو حضور کو الوداع کہنے کی غرض سے وہاں آ جمع ہوئے تھے۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور موٹر کار میں سوار ہوئے۔ ٹھیک چھ بجے صبح حضور کی موٹر کار اور قافلہ کی متعدد دوسری کاریں احباب کی متضرعانہ دُعاؤں کے درمیان ربوہ سے جانبِ لاہور روانہ ہوئیں۔ اہلِ قافلہ کے علاوہ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ان کے عملہ کے بعض

ارکان نیز صدر انجمن احمدیہ کے بعض ناظر صاحبان اور دیگر مرکزی نمائندگان بھی مشایعت کی غرض سے علیحدہ کاروں اور ویگنوں میں حضور کے ہمراہ لاہور روانہ ہوئے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ امسال اس تاریخی سفر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہمراہ حضور کی حرمِ محترم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ مدظلہا، مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم ناصر احمد خانصاحب باڈی گارڈ مکرم لطف الرحمٰن صاحب شاکر اور راقم الحروف (مسعود احمد دہلوی)، کو جانے اور قافلہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ علاوہ ازیں مکرم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، مجلسِ مرکزیہ کے نمائندے کی حیثیت سے قافلہ میں شریک ہیں۔ مزید برآں مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ از خود اپنے طور پر یورپ، امریکہ اور افریقہ جانے اور وہاں کے احمدی بھائیوں سے ملنے اور وہاں غلبۂ اسلام کے خدائی وعدوں کے ظہور کا بچشمِ خود مشاہدہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اور اپنی تیاری مکمل کرنے کے بعد گویا پا بہ رکاب تھے۔ ان کی درخواست پر حضور نے انہیں از راہِ شفقت قافلہ میں شمولیت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ انہیں بھی اس تاریخی سفر میں حضور کی ہمرکابی کا خصوصی شرف حاصل ہے۔

لاہور میں وُرود اور مختصر قیام

ربوہ سے لاہور تک قریبًا ایک سو میل کا یہ سفر تین گھنٹے میں طے ہؤا۔ حضور ۹ بجے صبح لاہور پہنچے اور وہاں محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی کوٹھی واقع لاہور چھاؤنی میں مختصر قیام فرمایا۔ وہاں سے حضور مع اہلِ قافلہ گیارہ بجے قبل دوپہر لاہور ایئر پورٹ تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے پی آئی اے کے طیارہ میں ساڑھے گیارہ بجے کراچی

کے لئے روانہ ہوئے۔ ربوہ، لاہور اور شیخوپورہ کے متعدد احباب مشایعت کی غرض سے اسی طیارہ میں حضور کے ہمراہ کراچی گئے۔

کراچی میں ورود اور سہ روزہ قیام

حضور اُسی روز (یعنی ۲۶ / جون کو) ڈیڑھ گھنٹہ کی پرواز کے بعد ایک بجے دوپہر کراچی کے فضائی مستقر پہ ورود فرما ہوئے۔ فضائی مستقر پر محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور احباب کراچی نے نیز محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کراچی اور کراچی کی ممبرات لجنہ نے علی الترتیب حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کا والہانہ استقبال کیا۔ بعد ازاں حضور اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ دیگر اہلِ قافلہ کے ہمراہ موٹر کاروں کے ذریعہ ایئرپورٹ سے جماعت احمدیہ کراچی کے گیسٹ ہاؤس واقعہ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں تشریف لائے اور وہاں فروکش ہوئے۔ یورپ روانہ ہونے سے قبل حضور نے کراچی میں تین روز قیام فرمایا۔

کراچی میں مصروفیات کا اجمالی ذکر

قیامِ کراچی کے تینوں دن وہاں شدید گرمی رہی اور فضا میں رطوبت زیادہ ہونے کی وجہ سے حبس بھی بہت تھا۔ حضور نے یہ تین دن بالعموم ڈاک ملاحظہ فرمانے میں گزارے۔ ۲۶ / اور ۲۷ / جون کو دونوں روز حضور نے شام کو گیسٹ ہاؤس کے وسیع و عریض پُر فضا لان میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ دونوں روز کراچی کے دور و دراز علاقوں تک کے احباب بڑی کثرت سے آکر حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے۔

حسبِ پروگرام ۲۷ / جون کو مسجد احمدیہ مارٹن روڈ میں حضور کا ارادہ نماز جمعہ پڑھانے کا تھا لیکن گرمی کی انتہائی شدّت کے باعث ضعف کی تکلیف ہو جانے کی وجہ سے حضور

نماز پڑھانے تشریف نہ لے جاسکے۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں محترم چوہدری احمد مختار صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی اور نماز سے قبل گرمی کی شدّت کے پیشِ نظر مختصر خطبہ پڑھا۔

احبابِ کراچی سے حضور کا خطاب

۲۸ جون کو کراچی میں حضور کے قیام کا آخری دن تھا۔ اس روز شام کو اچانک بارش شروع ہوجانے اور بجلی کی رَو منقطع ہوجانے کی وجہ سے حضور مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھانے کے لئے تو تشریف نہیں لاسکے لیکن نمازوں کی ادائیگی کے بعد جو حضور کے ارشاد کی تعمیل میں محترم چوہدری احمد مختار صاحب نے پڑھائیں۔ اچانک بارش رُک گئی اور بجلی کی رَو بھی عود کر آئی۔ اس پر حضور نے گیسٹ ہاؤس کے لان میں تشریف لاکر جہاں احباب جمع تھے انہیں ایک بہت ایمان افروز خطاب سے نوازا۔ حضور کا یہ خطاب قریبًا ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور کے خطاب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

ایک مسئلہ اور اسلامی تعلیم کی رُو سے اس کا حل

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سُورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد جماعت کی بین الاقوامی حیثیّت اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بعض مسائل کا ذکر فرمایا اور اسلامی تعلیم کی رُو سے ایک خاص مسئلہ کے حل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ جماعت کی اس ترقی پذیر بین الاقوامی حیثیّت کی وجہ سے بعض نئے مسائل کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ بین الاقوامی شادیوں اور ان کی وجہ سے پیدا ہونے والے بعض اشکال سے تعلق رکھتا ہے۔

حضور نے فرمایا مثال کے طور پر جب افریقہ، امریکہ یا یورپ کے کسی ملک کی ایک لڑکی اسلام قبول کر کے احمدی ہوجاتی ہے تو طبعًا وہ یہی چاہتی ہے کہ اس کی ایک مسلمان

سے ہی شادی ہو اُدھر اس کے عیسائی والدین اس بات کو پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ وہ کسی عیسائی سے شادی کرے۔ مسلمان کے ساتھ شادی کی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ کی رُو سے لڑکی کا ولی ہونا ضروری ہے۔ سو اس کا ولی کون ہو؟ ایسی صورت میں اصول یہ ہے کہ اس کا ولی خلیفۂ وقت کسی ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو ولایت کے فرائض ادا کرنے اور اس تعلق میں تمام ذمہ داریاں نبھانے کا اہل ہو۔ اس کی عملی صورت یہ ہو گی کہ نائیجیریا گھانا یا دیگر ممالک میں جسے خلیفۂ وقت نے اپنا نائب مقرر کیا ہے یعنی اس مُلک کا مبلغ انچارج، یہ اس کا فرض ہے کہ ایسی لڑکی کا وہ خود ولی بنے یا وہ کسی ایسے شخص کو ولی مقرر کرے جو اسلامی قانون کی رُو سے ولایت کے فرائض ادا کرنے اور اس تعلق میں جملہ ذمہ داریاں نبھانے کی اہلیّت رکھتا ہو۔ اسلامی تعلیم بڑی حسین بھی ہے، واضح بھی ہے اور بڑی پختہ بھی ہے۔ چنانچہ مَیں نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کر دی ہے۔

تعلیمی ترقی کا منصُوبہ اور اس کی اہمیّت

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ دوسری بات مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے تعلیمی ترقی کا ایک منصُوبہ جاری کرایا ہے۔ یہ منصُوبہ غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اس منصُوبہ کو جاری کرنے سے میرا مقصد یہ ہے اور میری تمام تر دلچسپی اس بات میں ہے کہ قرآنِ کریم کے علوم کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت ہو اس تعلّق میں ایک بات مَیں نے یہ کہی ہے کہ کوئی احمدی بچّہ ایسا نہ رہے جو میٹرک پاس نہ ہو اس سے غرض یہ ہے کہ ہر احمدی میں قرآن کا بغور مطالعہ کرنے، اسے سمجھنے اور قرآنی علوم میں دسترس حاصل کرنے کی اہلیّت پیدا ہو جائے۔ کیونکہ جب تک تعلیمی بنیاد

مضبوط نہ ہو کوئی شخص علومِ قرآنی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ کسی شخص کی تعلیمی بنیاد جتنی زیادہ مضبوط ہوگی اور علمی استعداد جتنی زیادہ وسیع ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ قرآنی علوم کو سمجھنے اور ان سے استفادہ کرنے کے قابل ہوگا۔ تعلیم کا کم از کم معیار فی الحال میٹرک مقرر کیا گیا ہے۔ آگے چل کر کم از کم معیار بی۔ اے مقرر کیا جائے گا۔ کیونکہ بچّوں کو جتنی زیادہ تعلیم دی جائے گی وہ اتنا ہی زیادہ قرآن کو سمجھیں گے۔ فی الاصل یہ ایک نہایت ہی اہم منصوبہ ہے اور اس میں درجہ بدرجہ ترقی کے کئی مرحلے آئیں گے۔

حضور نے اس امر پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ وہ اپنے فضل و رحمت کے نشان کے طور پر جماعت کو بہت ہی ذہین بچّے عطا کر رہا ہے۔ حضور نے بتایا کہ ابھی حال ہی میں سرگودھا بورڈ کا میٹرک کا نتیجہ نکلا ہے لڑکیوں میں دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والی دونوں بچیاں احمدی ہیں۔ بورڈ بھر میں دو احمدی بچیوں کا اتنی اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کا یہ فضل اس امر پر دال ہے کہ وہ جماعت کو اعلیٰ ذہنوں سے نواز رہا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے دماغی قوّت اور ذہنی استعداد بڑھانے والے ایک خاص کیمیکل کا ذکر فرمایا جو لیسی تھین" (Le ci Thin) کہلاتا ہے اور اس امر کی طرف توجّہ دلائی کہ بچّوں کو مناسب مقدار میں "سویابین" (جس میں "لیسی تھین" کافی مقدار میں ہوتی ہے) ضرور استعمال کرانی چاہیئے۔

بچّوں کے نام جوابی خطوط کی ترسیل حضور نے فرمایا تعلیمی منصوبہ کے تحت مَیں نے تمام احمدی بچّوں اور بچیوں کے لئے لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اپنے اپنے امتحان کا نتیجہ نکلنے پر اپنے نتیجہ سے مجھے اطلاع دیں، اُن کے خطوط کے مَیں خود جواب دُوں گا۔ خطوط کے جواب ارسال کرنا اتنا آسان نہیں، جتنا کہ

بعض بچے سمجھتے ہوں گے۔ اب تک پندرہ ہزار سے زیادہ خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ ان خطوط کو پہلے شہروار اور ضلعوار ترتیب دینا تھا۔ پھر ان کا درجہ بندی کے بعد رجسٹروں میں اندراج ہونا تھا اور کارڈ سسٹم کے ذریعہ ان کا ریکارڈ تیار کرنا تھا۔ پھر جوابی خطوط تیار کرکے اور پتے وغیرہ درج کرکے انہیں پوسٹ کرانا تھا۔ اس کام کے لئے کافی وقت اور عملہ درکار تھا۔ بہرحال کافی تعداد میں مُربّیان کو اس کام پر لگانا پڑا تب جاکر خطوں کے جواب ارسال کرنے کا مرحلہ آیا۔ چونکہ بچّوں کو اپنے خطوط کے جواب کا انتظار ہوگا۔ اس لئے مَیں نے یہ وضاحت کر دی ہے۔ بچّے مطمئن رہیں انہیں عنقریب جوابی خطوط ملنے شروع ہوجائیں گے۔ میرے چلنے سے پہلے اکثر خطوط تیار ہوگئے تھے اور انہیں پوسٹ کرنے کا کام بھی قریبًا مکمّل ہوگیا تھا۔ چونکہ خطوط کی ترسیل میں دیر ہوگئی تھی اس لئے مَیں نے بچّوں سے معذرت کرنا تھی اور انہیں تسلّی دلانا تھی کہ آگے پیچھے اُنہیں جواب ملنے شروع ہوجائیں گے۔ ہزارہا کی تعداد میں خطوط یکدم تو ارسال نہیں کئے جاسکتے بہرحال ان کی ترسیل کا کام شروع ہوچکا ہے۔ جواب سب بچّوں کو مل جائے گا۔ کسی کو پہلے اور کسی کو ذرا بعد میں۔

حالیہ سفر اور اس کی غرض و غایت

حضور نے فرمایا۔ تیسری بات مَیں اپنے حالیہ سفر اور غیر ممالک کے دَورہ کے متعلق کہنا چاہتا ہوں یہ دَورہ کئی وجوہات کی وجہ سے ضروری ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں ایسے فضل فرمائے ہیں اور بیرونی ممالک میں ترقی کی ایسی نئی راہیں کھولی ہیں کہ اُن سے فائدہ اُٹھانے اور غلبۂ اسلام کے کام میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ان ممالک میں جانا ضروری ہوگیا ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ ۱۹۷۰ء میں جب میں سپین گیا تو میں نے کوشش کی کہ وہاں ایک چھوٹی سی خستہ حال اور غیر آباد مسجد نماز پڑھنے کے لئے ہمیں مل جائے۔ ہر چند کہ وہاں کی حکومت اس کے لئے تیار ہو گئی تھی لیکن پادریوں کی طرف سے شدید مخالفت کے باعث وہ ایسا نہ کر سکی۔ اس کے بعد دس سال کے اندر اندر ایسا انقلاب عظیم برپا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شہر قرطبہ کے قریب ایک قطعۂ زمین عطا کر دیا ہے جسے ہم نے قیمتاً خریدا ہے اور حکومت نے اس پر مسجد تعمیر کرنے کی باقاعدہ طور پر اجازت بھی دے دی ہے۔ خدا کے فضل سے ہمیں وہاں اتنی زمین مل گئی ہے کہ ہم وہاں مسجد تعمیر کرنے کے علاوہ مسجد کو آباد رکھنے کی غرض سے اس کے قریب چھ فلیٹس بھی بنا دیں گے تاکہ وہاں کے احمدی خاندان ان میں رہائش اختیار کر کے مسجد کو خدائے واحد کے ذکر سے آباد رکھ سکیں اور اس طرح وہ مسجد سپین میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ایک اہم مرکز بن سکے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے مزید بتایا کہ سکنڈے نیوین ممالک میں سے سب سے بڑی جماعت ناروے میں ہے لیکن ابھی تک وہاں نہ ہماری مسجد تھی اور نہ کوئی مشن ہاؤس تھا۔ ڈنمارک میں ہماری مسجد اور مشن ہاؤس ہے اور سویڈن میں بھی مسجد اور مشن ہاؤس کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ لیکن ناروے میں زمین نہ ملنے کی وجہ سے ہم ابھی تک مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر نہیں کر سکے تھے۔ حال ہی میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اوسلو کے قریب ایک سہ منزلہ شاندار عمارت عطا کر دی ہے جو مسجد اور مشن ہاؤس کے طور پر بخوبی استعمال ہو سکتی ہے اور وہاں ترقی کی راہیں کھل سکتی ہیں۔

حضور نے بتایا۔ اسی طرح مغربی افریقہ کے ممالک میں جہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں

ہائر سیکنڈری سکولز اور متعدد ہسپتال کھولنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ترقی کی نئی راہیں کھُل رہی ہیں اور وہاں کے لوگ اور حکومتیں ہمیں نئے سکول اور نئے ہسپتال کھولنے کے لئے کہہ رہی ہیں اور ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچانے کی پیشکش کر رہی ہیں۔ نائیجیریا سے حال ہی میں اطلاع آئی ہے کہ وہاں اللہ تعالےٰ نے جماعت کو مختلف علاقوں میں مزید تین بڑی بڑی مسجدیں تعمیر کرنے کی توفیق دی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ اس دَورہ میں مَیں ان کا بھی افتتاح کروں۔

اللہ تعالےٰ کے نئے افضال کا بہت ایمان افروز پیرائے میں ذکر کرنے کے بعد آخر میں حضور نے فرمایا۔ ہمیں بہت سارے کام کرنے ہیں، طاقت ہمارے پاس نہیں اور ہم بہت کمزور ہیں لیکن جس اعلیٰ اور مقتدر ہستی کا ہم نے دامن پکڑا ہے وہ کمزور نہیں ہے۔ دُنیا اس وقت اسلامی تعلیم کی پیاسی بھی ہے اور اسے اس کی ضرورت بھی ہے لیکن حالت یہ ہے کہ اگر اس کام کی انجام دہی کے لئے ایک ارب اکائی کوشش کی ضرورت ہے تو ہم میں اس کے بالمقابل ایک اکائی کوشش کی بھی طاقت نہیں ہے۔ لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا سے اس کی نصرت طلب کرنے میں لگے رہیں۔ اور ہمیشہ اس کی جناب میں جُھکے رہیں۔ مَیں نے ربوہ میں بھی یہ تحریک کی تھی اور اب آپ سے بھی کہتا ہوں کہ آپ سات دن تک خاص طور پر دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس دَورہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور غلبۂ اسلام کے حق میں یہ دَورہ بہت مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہو۔

حضور ایدہ اللہ کا یہ ایمان افروز خطاب جو آٹھ بجکر ۲۵ منٹ پر شروع ہُوا تھا ایک گھنٹہ جاری رہنے کے بعد ۹ بجکر ۲۵ منٹ پر ختم ہوُا۔ اس کے بعد حضور نے ایک

پُرسوز اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہُوئے۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور احبابِ جماعت کو بلند آواز سے السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، کہنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

اس طرح سفرِ یورپ پر روانہ ہونے سے قبل کراچی میں حضور کا سہ روزہ قیام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہؤا اور اُسی روز سوا دو بجے شب حضور بذریعہ طیارہ فرینکفورٹ روانہ ہوئے۔

فرینکفورٹ میں وُرُودِ مسعُود اور وا لہانہ استقبال

حضور ایدہُ اللہ مع اہلِ قافلہ کراچی سے ۲۹ جون کو علی الصبح سوا دو بجے پی آئی اے کے طیارہ کے ذریعہ فرینکفورٹ کے لئے روانہ ہُوئے۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کی سرکردگی میں بہت سے مقامی احباب، ربوہ کے مرکزی نمائندگان، نیز لاہور، شیخوپورہ اور راولپنڈی سے آئے ہُوئے احباب نے ایئرپورٹ پہنچ کر حضور کو دلی دُعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

طیّارہ پونے آٹھ گھنٹہ کی مسلسل پرواز کے بعد پاکستانی وقت کے مطابق پَونے دس بجے صبح فرینکفورٹ پہنچا۔ اس وقت فرانکفورٹ میں جرمنی کے وقت کے مطابق صبح کے پَونے سات بجے تھے۔ مغربی جرمنی کے مبلّغ انچارج مکرم منصور احمد خان صاحب، مبلّغ ہمبورگ مکرم لئیق منیر صاحب اور ہمارے جرمن نومسلم احمدی بھائی مکرم ہدایت اللہ حبش پہلے سے ایئرپورٹ پر موجود تھے انہوں نے ہوائی جہاز کے دروازے پر پہنچکر حضور کا استقبال کیا۔

بعد ازاں حضور مع اہلِ قافلہ ان کی مشایعت میں ایئرپورٹ سے موٹر کاروں کے ذریعہ مسجد نور تشریف لائے۔ مسجد نور اور احمدیہ مشن ہاؤس کے احاطہ میں فرانکفورٹ

اور اس کے مضافات کے علاوہ نیو زبرگ ، ہالٹن، کولن ،ہمبورگ اور بعض دوسرے مقامات کے دو صد کے قریب احباب حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں صف بستہ ایستادہ تھے ۔جونہی حضور وہاں پہنچے احباب نے پُرجوش اسلامی نعرے بلند کر کے حضور کا والہانہ انداز میں بہت پُرتپاک استقبال کیا ۔حضور نے جملہ احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور ان سے بہت پُرشفقت انداز میں باتیں کیں۔

احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمانے کے معًا بعد حضور مبلّغ انچارج مکرم منصُور احمد خان صاحب کی معیّت میں مشن ہاؤس کے عقبی لان میں تشریف لے گئے اور اس کا معائنہ فرمایا۔ حضور نے اس لان کو مزید بہتر بنانے اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کے بارہ میں ضروری ہدایات دیں۔

۲۹ ر جون سے حضور کا قیام مشن ہاؤس میں ہے۔ حضور پاکستان سے لاہور اور کراچی ہوتے ہوئے فرانکفورٹ تک کے طویل سفر کے نتیجہ میں تکان اور کوفت کی وجہ سے آجکل آرام فرما رہے ہیں البتہ روزانہ کچھ وقت کے لئے دفتر میں تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرماتے ہیں اور انتظامی امور کا جائزہ لے کر جرمنی کے مبلّغ انچارج مکرم منصور احمد خان صاحب کو ضروری ہدایات سے نوازتے ہیں ؁
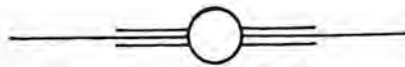
فرینکفورٹ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات

دفتری امور کی انجام دہی، باجماعت نمازوں کی ادائیگی، احمدیہ مشن کی لائبریری کا معائنہ اور ضروری ہدایات

شہر کی مضافاتی بستیوں، دور دور تک پھیلے ہوئے گھنے جنگلوں اور پُرفضا دیہات کی سیر

(رپورٹ نمبر۲- بابت ۳۰ جون تا ۲ جولائی ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۹ جون کو کراچی سے مغربی جرمنی کے شہر فرینکفورٹ پہنچنے کے بعد سے مسجد نور سے ملحق وہاں کے احمدیہ مشن میں قیام فرما ہیں۔

ان ایام میں جرمنی سمیت پورے شمالی یورپ میں موسم خلافِ معمول سرد ہے مطلع ہر وقت ابر آلود رہتا ہے۔ اور وقفہ وقفہ سے ہلکی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اِمسال یہاں موسم گرما میں گنتی کے چند ایام کے سوا ابھی تک کھُل کر دھوپ نہیں نکلی ہے اور لوگ کھُلے اور خوشگوار موسم کو ترس رہے ہیں۔ تاہم یہاں کی آب و ہوا کا حضور کی صحت پر خوشگوار اثر پڑا ہے۔ اور طویل سفر کی تکان اور کوفت کے باوجود طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے رفتہ رفتہ بحال ہو رہی ہے۔ ہر چند کہ حضور ابھی آرام فرما رہے ہیں۔ اور حسبِ پروگرام ابھی بھرپور تبلیغی اور تربیتی سرگرمیاں زور شور سے شروع نہیں ہوئی ہیں تاہم حضور مسجد نور میں نمازیں پڑھانے کے علاوہ دفتری اور انتظامی امور باقاعدگی سے انجام دے رہے ہیں۔ مصروفیت کا یہ سلسلہ روزانہ صبح سے رات کو بارہ بجے تک جاری رہتا ہے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ آجکل یہاں سُورج قریبًا ۵ بجکر ۱۰ منٹ پر طلوع ہوتا ہے اور ۹ بجکر ۴۲ منٹ پر غروب ہوتا ہے۔ گویا آجکل یہاں دن ساڑھے سولہ گھنٹہ کا ہے۔ حضور کی ۳۰ر جون سے ۲ر جولائی تک کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

۳۰ر جون ۱۹۸۰ء بروز پیر سفر کی تکان اور کوفت کے باوجود حضور نے آج گیارہ بجے قبل دوپہر مشن ہاؤس کے دفتر میں تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ضروری خط لکھوائے اور فرینکفورٹ میں قیام کے دَوران تبلیغی و تربیتی پروگرام سے متعلق مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اور مبلّغ انچارج مکرم جناب منصُور احمد خانصاحب کو ضروری ہدایات دیں۔ بعد ازاں پروگرام کی عملی تفصیلات طے کرنے اور انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے سلسلہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خُدّام الاحمدیہ مرکزیہ نے ان دونوں کا ہاتھ بٹایا۔

ساڑھے آٹھ بجے شام جبکہ ابھی سُورج غروب ہونے میں سوا گھنٹہ باقی تھا حضور مع اہلِ قافلہ موٹر کاروں کے ذریعہ فرینکفورٹ کی مضافاتی بستیوں میں سے ہوتے ہوئے ان کے قرب وجوار میں پھیلے ہُوئے نہایت سرسبز و شاداب اور بہت ہی گھنے اور سایہ دار جنگلوں میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سیر میں حضور کی موٹر کار ڈرائیو کرنے کا شرف مکرم شریف خالد صاحب کے حصّہ میں آیا۔ وہ ایک مضافاتی بستی ڈٹسن باخ (DIETZENBACH) میں اپنے ملکیتی مکان میں رہتے ہیں اور اس پورے علاقے اور اس میں سے گزرنے والے راستوں اور سڑکوں سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے جرمن نومسلم احمدی بھائی مکرم ہدایت اللہ حبش اور مکرم

عبداللہ واگس ہاؤزر بھی اس سیر میں حضور ایدہُ اللہ کے ہمراہ تھے۔حضور جن بستیوں کے گرد پھیلے ہوئے جنگلات میں سے بذریعہ موٹر کار گزرے ان میں والڈوف (WALDOF) ڈٹسن باخ (DIETZENBACH) اور لانگن (LANGEN) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں حضور نے موٹر میں بیٹھے بیٹھے ان جنگلات کے اندر قریبًا ۴۵ کلومیٹر کے دائرہ میں پَون گھنٹہ تک سیر کی اور پھر سُورج غروب ہونے سے قبل ساڑھے نَو بجے شام مشن ہاؤس واپس تشریف لے آئے۔

شہر کے قرب وجوار میں فاصلہ فاصلہ پر انتہائی سرسبز وشاداب اور گھنے جنگلات اور ان کے پہلو میں کثیر التعداد مضافاتی بستیوں کی موجودگی سے یورپ میں بُود و باش کے ایک مخصوص انداز کی نشاندہی ہوتی ہے جس نے شہری اور دیہاتی زندگی کے درمیانی فاصلوں کو پاٹ کر رکھ دیا ہے۔ وہاں شہری اور دیہاتی زندگیوں کے باہم کسی قدر مختلف دھارے پہلو بہ پہلو بہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شہروں کی ہماہمی سے اُکتا کر زیادہ تردّد کئے بغیر دیہاتوں اور جنگلوں کے پُرفضا اور پُرسکون ماحول سے لُطف اندوز ہونے کے مواقع کا جلد اور بآسانی میسّر آنا آجکل کی انتہائی مصروف زندگی میں ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ سرسبز وشاداب جنگلوں کی یہ سیر بہت پُرلُطف اور فرحت افزا ثابت ہوئی۔

یکم جولائی ۱۹۸۰ء بروز منگل

حضور ایدہُ اللہ نے آج بھی حسبِ معمول صبح گیارہ بجے سے دو بجے بعد دوپہر تک دفتر میں تشریف فرما رہ کر ڈاک ملاحظہ فرمائی، ضروری خطوط کے جواب لکھوائے۔ اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب اور مبلغ انچارج صاحب کو جماعتی امور کے بارہ میں ضروری ہدایات دیں۔ نیز قافلہ کے

رُکن مکرم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ کو یاد فرما کر ان کے ساتھ حالیہ دَورہ کے انتظامات اور یورپ میں اشاعت اسلام سے متعلق تبادلۂ خیالات فرمایا۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف کی یہ ملاقات قریباً دو گھنٹہ تک جاری رہی۔

چار بجے سہ پہر حضور نے مسجد نور میں تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ہر چند کہ اس وقت احباب اپنی ملازمتوں اور کاروباری مصروفیات کے سلسلہ میں ڈیوٹیوں پر تھے تاہم بہت سے احباب رخصت حاصل کر کے حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مسجد نور کے احاطہ میں مکرم جان محمد صاحب ساکن فیکٹری ایریا ربوہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ وہ اپنے بھائی مکرم محمد رفیق اختر صاحب سے ملنے تین مہینے کے ویزا پر فرینکفورٹ آئے ہوئے تھے۔ یہاں اچانک بیمار ہونے کی وجہ سے ایک روز قبل انہوں نے وفات پائی تھی۔ حضور نے محمد رفیق اختر صاحب سے ان کے بھائی کی وفات پر تعزیت بھی فرمائی۔ بعد ازاں حضور نے احمدیہ مشن فرینکفورٹ کی لائبریری کا معائنہ فرمایا اور بعض کتابیں لائبریری میں فراہم کرنے کے سلسلہ میں مبلّغ انچارج مکرم منصور احمد خان صاحب کو ضروری ہدایات دیں۔

جرمنی میں احمدیہ مشن نے حال ہی میں قرآن مجید کا جرمن ترجمہ مع عربی متن نہایت قیمتی کاغذ اور بہت خوبصورت اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے اور جلد کا معیار بھی بہت اُونچا ہے۔ اس پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے ہدایت فرمائی کہ آئندہ اس امر کا خاص خیال رکھا جائے کہ قرآن مجید کا عربی متن پہلے ہو اور ترجمہ اس کے سامنے بلحاظ ترتیب بعد میں درج کیا جائے۔ فرمایا اصل قرآن تو اس کا عربی متن ہے۔ بلحاظ ترتیب اس کا ترجمہ سے مقدّم ہونا ضروری ہے۔ البتہ ترجمہ اسی صفحہ پر عربی

متن کے بالمقابل درج ہونا چاہیئے۔

لائبریری کے معائنہ کے بعد حضور نے مشن کے دفتر میں تشریف فرما ہو کر کچھ وقت دفتری امور سرانجام دیئے اور پھر مقامی جماعت کے رکن مکرم شریف خالد صاحب کو یاد فرما کر ان سے حالیہ دَورہ کے تعلّق میں بعض امور کے بارہ میں قریبًا ایک گھنٹہ تک مشورہ فرمایا۔

۸ بجے شام حضور مع اہلِ قافلہ موٹر کاروں کے ذریعہ فرینکفورٹ کی بعض اَور مضافاتی بستیوں کے قرب وجوار میں واقع سرسبز و شاداب گھنے جنگلوں اور پُرفضا دیہات میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ آج بھی حضور کی کار ڈرائیو کرنے کا شرف مکرم شریف خالد صاحب کے حصّہ میں آیا۔ آج حضور نے ڈارم سٹاٹ (DARMSTADT) ڈِی برگ (DIEBURG) اُربَاخ (URBACH) اور ڈِٹسَن باخ (DIETZENBACH) نامی بستیوں کے قرب وجوار میں دُور دُور تک پھیلے ہُوئے جنگلات اور دیہات کی قریبًا سوا گھنٹے تک سیر کی اور سوا نو بجے شام مشن ہاؤس واپس تشریف لائے۔

حضور نے دس بجے شام مسجد احمدیّہ نور میں تشریف لاکر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ چونکہ احباب شام کو اپنی ڈیوٹیوں سے واپس آچکے تھے۔ اس لئے ظہر اور عصر کی نمازوں کی نسبت احباب مغرب اور عشاء کی نمازوں میں بہت کثیر تعداد میں شریک ہُوئے۔ نمازیں پڑھانے کے بعد حضور قیام گاہ میں واپس تشریف لے گئے۔

۲ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز بُدھ

آج بھی حضور ایّدہُ اللہ نے مشن کے دفتر میں ۱۱ بجے قبل دوپہر سے ۲ بجے بعد دوپہر تک تشریف فرما رہ کر

دفتری امور سرانجام دیئے اس میں موصول ہونے والی نئی ڈاک کا مطالعہ اور اُن کے جوابوں کی ترسیل شامل تھی۔

ساڑھے چار بجے حضور نے مسجد میں تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد حضور مشن کی لائبریری میں تشریف فرما ہوئے اور اراکینِ وفد نیز مبلّغ انچارج مکرم منصور احمد خان صاحب اور جرمن نومسلم احمدی بھائی جناب ہدایت اللہ حبش کو باہر سے آمدہ ایک تازہ اطلاع کی بناء پر یہ خوشخبری سنائی کہ فرانس میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ زمین مل رہا ہے۔ جس کا رقبہ ایک ایکڑ ہے اس قطعہ زمین کی افادیت کا اندازہ لگانے کی غرض سے حضور نے فرانس اور جرمنی کے نقشے طلب فرما کر اس علاقہ کا جس میں یہ قطعہ زمین ہے محلِ وقوع تلاش کروایا اور بتایا کہ بڑے بڑے شہروں کی بجائے دوسرے ملکوں کی سرحدوں سے ملنے والے علاقوں کے نسبتاً چھوٹے شہروں میں مساجد اور مشن ہاؤسوں کی تعمیر زیادہ مفید ہو سکتی ہے۔

ساڑھے دس بجے شب حضور نے مسجد نور میں تشریف لا کر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ مقامی احباب حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کیلئے شہر کے دُور و دراز علاقوں سے آئے ہوئے تھے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مشن ہاؤس کے دفتر میں جملہ اراکینِ وفد کی میٹنگ طلب فرمائی اور اراکینِ وفد کو ایک ہفتہ کے پروگرام سے مطلع فرمانے کے بعد مختلف ملکوں میں سفر کے دَوران بعض احتیاطیں ملحوظ رکھنے سے متعلق ضروری ہدایات دیں اور یورپ میں اسلام کے بارہ میں پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دُور کرنے کے طریقوں اور ان کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ یہ میٹنگ ساڑھے گیارہ بجے رات تک جاری رہی ؂

فرینکفورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات

حضور نے مسجد نور میں نمازِ جمعہ پڑھائی اور تعلیمی منصوبہ کی اہمیت پر بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا

(رپورٹ نمبر ۳۔ بابت ۴ر جولائی ۱۹۸۰ء)

فرینکفورٹ۔ مغربی جرمنی (بذریعہ ڈاک)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۴ر جولائی ۱۹۸۰ء کا دن (جو جمعہ کا دن تھا) بہت مصروفیت میں گزارا۔ اس روز حضور نے مسجد نور فرینکفورٹ میں نمازِ جمعہ پڑھانے اور قریبًا سوا گھنٹہ تک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمانے کے علاوہ ۸ بجے شام سے دس بجے رات تک فرینکفورٹ اور اس کی مضافاتی بستیوں میں رہائش رکھنے والے قریبًا دو صد احباب کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا اور انہیں بیش بہا نصائح سے نوازا۔

خطبۂ جمعہ میں حضور نے علی الترتیب فضلِ عمرؓ فاؤنڈیشن، نصرت جہاں سکیم اور صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے تحت نازل ہونے غیر معمولی افضالِ خداوندی اور غلبۂ اسلام کے حق میں ان کے طیب و شیریں ثمرات کا ذکر کرنے کے بعد اسی تسلسل میں جماعت کی تعلیمی اور علمی ترقی کے عظیم منصوبہ کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور نے واضح فرمایا۔ کہ صد سالہ احمدیہ جوبلی کا منصوبہ بھی ایک نئے مالی جہاد کی حیثیت رکھتا ہے اس کے نتیجہ میں تبلیغِ اسلام کے عملی جہاد نے مختلف شکلیں اختیار کرنا تھیں۔ سو اس عملی جہاد کی ایک شکل وہ عظیم تعلیمی منصوبہ ہے جو جماعت کی علمی ترقی اور غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیابی کی غرض سے جاری کیا گیا ہے۔ اس منصوبہ کا اصل اور بنیادی مقصد

یہ ہے کہ ہر احمدی زیورِ علم سے آراستہ ہو کر اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق قرآن کے حُسن سے حُسن لے کر اور اس کے نور سے نور حاصل کر کے اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے کی آسمانی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے کیونکہ اسلام کا موعُودہ غلبہ ایٹم بم وغیرہ کے ساتھ نہیں بلکہ علمی تفوّق کے ساتھ وابستہ ہے۔

اسی روز شام کو حضور نے جماعت احمدیہ فرینکفورٹ کے احباب سے اجتماعی ملاقات کے دَوران خطاب کرتے ہوئے انہیں نصیحت فرمائی کہ وہ دُنیا اور اس کی عارضی زینتوں کی طرف نہ دیکھیں بلکہ ہمیشہ رُو بخدا رہیں اور اس پر کامل توکّل رکھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو قرآنی انوار اور اس کے لازوال و بے مثال حُسن کا آئینہ دار بنائیں۔ تاکہ لوگ ان کے عملی نمونہ سے متأثّر ہو کر اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں اور اس طرح اُن کے ذریعہ سے اسلام دنیا میں غالب آتا چلا جائے۔

نمازِ جمعہ کا رُوح پرور اجتماع

۴ر جولائی جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں لے کر نازل ہؤا۔ نماز جمعہ کے لئے دو بجے بعد دوپہر کا وقت مقرر تھا لیکن احباب نے حضور ایدہُ اللہ کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کرنے اور حضور کے پُر معارف خطبہ سے مستفیض ہونے کے شوق میں گیارہ بجے قبل دوپہر سے ہی مشن ہاؤس پہنچنا شروع کر دیا۔ اکثر احباب نے اس غرض کے پیشِ نظر اس روز اپنی ڈیوٹیوں سے رخصت حاصل کر لی تھی۔ احباب فرینکفورٹ شہر کے مختلف حصّوں اور مضافاتی بستیوں سے ہی نہیں بلکہ جرمنی کے دُور دراز شہروں سے بھی کھنچے چلے آئے۔ اور ان کی مسلسل آمد کی وجہ سے مشن ہاؤس کی رَونق میں لحظہ بہ لحظہ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ احباب کی مسلسل آمد کی وجہ سے ایک رُوح پرور نظارہ

دیکھنے میں آیا۔ احباب ایک دوسرے سے مصافحہ اور معانقہ کرنے میں نہایت ہی خوشی محسوس کرتے اور مسرت ان کے چہروں سے پھوٹی پڑتی تھی۔ ایک بجے تک مسجد کا اندرونی حصہ احباب سے اور ملحقہ ہال مستورات سے پُر ہو چکا تھا۔ بعد میں آنے والے احباب کے لئے مسجد کے سامنے کے احاطہ میں قالین وغیرہ بچھا کر جگہ بنانا پڑی دو بجے تک یہ احاطہ بھی پُر شوق نمازیوں سے پُر ہو گیا۔

حضور ایدہ اللہ کے خطبۂ جمعہ کا خلاصہ

سوا دو بجے حضور ایدہ اللہ کے مسجد میں تشریف لانے پر مکرم محمد نصیر صاحب نے اذان دی۔ بعدہٗ حضور نے ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور کے خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درجِ ذیل ہے:۔

صحتیابی کے لئے دُعا کی تحریک

تشہد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے خطبہ کے آغاز میں اپنی صحت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ دوست جانتے ہیں کہ ۲۵ مارچ کو گردے کی انفیکشن کا مجھ پر حملہ ہوا تھا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ بیماری ۹۰ فیصد ٹھیک ہو چکی ہے صرف دس فیصد باقی ہے۔ جس کے لئے انٹی بائیوٹک (جراثیم کُش) ادویہ استعمال کرائی جا رہی ہیں ان ادویہ کے استعمال کی وجہ سے میں ایک گونہ کمزوری محسوس کرتا ہوں۔ سو پہلی بات جو میں کہنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ دوست دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے مجھے کامل صحت عطا فرمائے تاکہ میں اسی کی دی ہوئی توفیق سے اپنے فرائض کما حقہٗ ادا کر سکوں۔

حالیہ طویل سفر کی غرض و غایت

حضور نے مزید فرمایا کہ اس بیماری اور کمزوری کی حالت میں میں نے اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض

سے ایک طویل سفر اختیار کیا ہے۔ یورپ کے متعدد ممالک کے علاوہ افریقہ نیز امریکہ اور کینیڈا جانے کا ارادہ ہے۔ ایک تو یورپ کے مشنوں کی تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے اور ان میں دن بدن وُسعت پیدا ہو رہی ہے۔ ان کی طرف زیادہ وقت اور توجّہ دینے کی ضرورت ہے۔ دوسرے پاکستانی احمدی ان ممالک میں خاصی تعداد میں آچکے ہیں ان کی تربیت اور غیر اسلامی ماحول سے ان کی حفاظت ضروری ہے۔ وقت کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ مغربیت اور لادینیّت کے اثر سے انہیں بچایا جائے اور انہیں غلبۂ اسلام کی مُہم میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے کے قابل بنایا جائے۔ یہ سب امور ایسے ہیں جو وقت اور توجّہ چاہتے ہیں اور ان کے لئے سفر اختیار کرنا ضروری ہے۔

خدائی تدبیر اور اس کی کارفرمائی اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی ایک خاص تدبیر کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اس وقت مَیں بعض ضروری باتیں کہنا چاہتا ہُوں جن کا تعلّق غلبۂ اسلام کی صدی سے ہے جو چند سال کے بعد شروع ہونے والی ہے۔ اپنے شروع زمانۂ خلافت سے مجھے اللہ تعالےٰ کی ایک خاص تدبیر کارفرما نظر آرہی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو تحریک یا منصُوبہ بھی میری طرف سے جاری کیا جائے غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم سے اس کا تعلّق ضرور ہو گا۔

فضلِ عمرؓ فاؤنڈیشن:۔ سب سے پہلے میری طرف سے فضلِ عمرؓ فاؤنڈیشن کا منصُوبہ پیش ہوُا۔ جماعت نے اپنی ہمّت اور توفیق کے مطابق اس میں حصّہ لیا اس کے تحت بعض بنیادی نوعیّت کے کام انجام دیئے گئے۔ یہ گویا ابتداء تھی ان منصُوبوں کی جو خدائی تدبیر کے ماتحت غلبۂ اسلام کے تعلق میں جاری ہونے تھے۔

نصرت جہاں سکیم:۔ ۱۹۷۰ء میں نصرت جہاں کا منصُوبہ جاری ہوُا۔ اس کا

تعلق مغربی افریقہ کے ممالک میں سکول اور کلینک کھولنے سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کوشش میں اتنی برکت ڈالی کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس منصوبہ کے تحت آپ لوگوں نے جو مالی قربانی کی وہ ۳۵ لاکھ روپے تھی۔ اس رقم سے وہاں سکول اور کلینک کھولے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی برکت ڈالی ہے کہ اب ان ملکوں میں نصرت جہاں کا سالِ رواں کا بجٹ چار کروڑ روپے کا ہے۔

پھر اس سکیم کے تحت بہت سے احباب نے جانی قربانی کا جو نمونہ پیش کیا وہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے۔ بہت سے ڈاکٹروں نے مغربی افریقہ میں نئے کلینک کھولنے اور انہیں چلانے کے لئے تین تین سال وقف کئے۔ میں نے ان سے کہا تم خدمت کے لئے جا رہے ہو۔ جاؤ ایک جھونپڑا ڈال کر کام شروع کر دو۔ اور مریضوں کی ہر ممکن خدمت بجا لاؤ۔ میں ابتدائی سرمائے کے طور پر انہیں صرف پانچ سو پونڈ دیتا تھا۔ انہوں نے اخلاص سے کام شروع کیا۔ غریبوں سے ایک پیسہ لئے بغیر ان کی خدمت کی۔ اُمراء نے وہاں کے طریق کے مطابق اپنے علاج کے اخراجات خود ادا کئے۔ اب وہاں ہمارے ایسے ہسپتال بھی ہیں جن کی بچت تمام اخراجات نکالنے کے بعد ایک ایک لاکھ پونڈ سالانہ ہے۔ دو سال کے اندر اندر سولہ ہسپتال کھولنے کی توفیق مل گئی۔ پھر ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ اور اب تو میڈیکل سنٹروں کی تعداد چوبیس پچیس ہو گئی ہو گی وہاں لوگ ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں کہ ہمارے علاقہ میں بھی ہسپتال قائم کرو۔

اسی طرح مغربی افریقہ کے ممالک میں پہلے یہ حالت تھی کہ مسلمانوں کا کوئی ایک پرائمری سکول بھی نہ تھا۔ سارے سکول عیسائی مشنوں کے ہوتے تھے۔ مسلمان بچے بھی اُنہی کے سکولوں میں پڑھنے پر مجبور تھے۔ وہ براہ راست بائیبل کی تعلیم دیئے بغیر ان کا عیسائی

نام رکھ کر انہیں چپکے سے عیسائی بنا لیتے تھے۔ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہاں پرائمری، مڈل اور ہائر سیکنڈری سکول کھولنے کی توفیق دی۔ اس طرح وہاں مسلمان بچوں کی تعلیم کا انتظام ہوا۔ نصرت جہاں منصوبہ کے تحت سولہ نئے ہائر سیکنڈری سکول کھولنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے وہاں اس سے زیادہ تعداد میں سکول کھولنے کی توفیق عطا کر دی۔ غلبۂ اسلام کی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مضبوط بنیادوں کی ضرورت تھی۔ سو اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں منصوبہ کے تحت یہ بنیادیں فراہم کر دیں۔

اب وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری اس خدمت کا اتنا اثر ہے کہ نائیجیریا میں ہماری جماعت کے جلسہ سالانہ میں ملک کے صدر نے جس کا تعلق مسلم نارتھ سے ہے جو پیغام بھیجا اس میں جماعت کی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھا کہ میں تمام مسلمان فرقوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں بھی ملک و قوم کی اسی طرح خدمت کرنی چاہیئے۔ جس طرح جماعت احمدیہ نائیجیریا کر رہی ہے۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی کا منصوبہ:۔ اس کے بعد حضور ایدہُ اللہ نے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ، اس کی غرض و غایت اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ تیسرا بڑا منصوبہ جو جماعت میں پیش کیا گیا۔ وہ صد سالہ احمدیہ جوبلی کا منصوبہ ہے۔ اس کے تحت آپ نے دس کروڑ روپے بطور چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کا تعلق غلبۂ اسلام کی صدی کے شایانِ شان استقبال سے ہے۔ اس ضمن میں حضور نے اشاعتِ قرآن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن مجھے یہ بتایا گیا کہ تیرے دورِ خلافت میں پچھلی دو خلافتوں سے زیادہ اشاعتِ قرآن کا کام ہوگا۔ چنانچہ اب تک میرے زمانہ میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانوں سے قرآن مجید کی دوگنا زیادہ اشاعت ہو چکی ہے۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں اب تک قرآنِ مجید کے کئی لاکھ نسخے طبع کروا کر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ اس تعلق میں حضور نے ان نئی سہولتوں کا ذکر کیا جو اشاعتِ قرآن کے سلسلہ میں بفضل اللہ تعالیٰ میسر آئی ہیں۔ اور بتایا کہ پہلے یورپ کا کوئی اشاعتی ادارہ قرآنِ مجید شائع کرنے اور اسے خریدنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ ایک بہت بڑی اشاعتی فرم نے بہت بڑی تعداد میں قرآن مجید شائع کرنے اور اُسے فروخت کرنے کا ذمّہ اُٹھایا ہے۔ چنانچہ دو ہفتہ کے اندر اندر اس نے قرآن مجید کے بیس ہزار نسخے طبع کر کے مجلد حالت میں ہمارے ہاتھ میں پکڑا دیئے اور پھر ہم سے جماعتہائے احمدیہ امریکہ نے بیس ہزار کے بیس ہزار نسخے خرید کر رقم ہمیں دے دی۔

اس کے بعد حضور نے فرانسیسی، اٹیلین اور سپینش زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت کے انتظامات کی تفاصیل بیان فرمائیں اور بتایا کہ خدا نے چاہا تو چند سال تک یہ تراجم بھی شائع ہو جائیں گے۔ مزید برآں دیباچہ تفسیر القرآن کا فرانسیسی ترجمہ طباعت کے لئے پریس میں جا چکا ہے۔ اور اس کی پروف ریڈنگ ہو رہی ہے اور آخری کاپیاں بھی اس کی مل چکی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ عنقریب کتابی شکل میں شائع ہو جائے گا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ خدا کا کام ہے اور وہی اس کی انجام دہی کے سامان کر رہا ہے۔ ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ پر کامل توکل رکھے اور اُسے ہی اپنا کارساز سمجھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کامل توکّل کے معنے یہ بتائے ہیں کہ خدا کے سوا ہر کسی کو لاشئی محض سمجھو۔ اور اس بات پر کامل یقین رکھو کہ جو کچھ کرے گا خدا ہی کرے گا۔ وہی تمہاری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے گا اور ان کے اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کر دکھائے گا۔

تعلیمی ترقی کا عظیم منصوبہ اور اس کی اہمیت

بعدہٗ حضور نے اسی تعلّق میں تعلیمی ترقی کے عظیم منصوبہ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ صد سالہ احمدیہ جوبلی کے منصوبہ نے سرمایہ مہیّا کرنا تھا اور پھر اس مالی جہاد کے نتیجہ میں اشاعتِ اسلام کے عملی جہاد نے مختلف شکلیں اختیار کرنا تھیں۔ سو اس عملی جہاد کی ایک شکل تعلیمی اور علمی ترقی کا وہ عظیم منصوبہ ہے جو غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیابی کی غرض سے جاری کیا گیا ہے۔

حضور نے اس عظیم منصوبہ کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد بتایا۔ کہ اللہ تعالٰے نے اپنی صفات کے جلووں کو جو کائناتِ ارضی وسماوی میں ہر آن ظاہر ہو رہے ہیں آیات قرار دے کر اور ان پر غور کرنے والوں کو اولوالالباب قرار دے کر دنیوی علوم کو رُوحانی علوم کی طرح ہی اہم قرار دیا ہے اور ان دونوں علوم کو ایک دوسرے کا ممد و معاون ٹھہرایا ہے۔ اس منصوبہ کی اہمیت یہ ہے کہ افرادِ جماعت کو دنیوی علوم سے درجہ بدرجہ آراستہ کر کے ان میں قرآنی علوم و معارف سے بہرہ ور ہونے کی اہلیّت پیدا کی جائے۔ کیونکہ یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ایک اَن پڑھ کے مقابلہ میں ایک میٹرک پاس نوجوان قرآن کو سمجھنے اور اس کے علوم و معارف سے استفادہ کرنے کی زیادہ اہلیّت رکھتا ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ ایف۔اے، ایف ایس سی، بی اے، بی ایس سی، اور ایم اے، ایم ایس سی پاس میں قرآن کو سمجھنے اور اس کے انوار سے منوّر ہونے کی اہلیّت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ سو اس منصوبہ کا اصل اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہر احمدی اپنی اپنی استعداد کے مطابق دنیوی علوم میں دسترس حاصل کرے، تاکہ وہ قرآنی علوم اور معارف سے بہرہ ور ہو سکے اور اس طرح وہ قرآن کے حُسن سے

حُسن لے کر اور اس کے نور سے نور حاصل کر کے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی آسمانی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے اور اس بات کو سمجھ لے کہ اسلام کا موعودہ غلبہ ایٹم بم وغیرہ کے ذریعہ نہیں بلکہ علمی تفوّق کی بناء پر ظاہر ہو گا۔

حضور نے آخر میں واضح فرمایا کہ تعلیمی منصُوبہ صد سالہ احمدیہ جوبلی کے منصُوبہ کا ایک حصّہ ہے اور غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ ہر علم کی بنیاد قرآن میں موجود ہے۔ کوئی دنیوی علم ایسا نہیں جس کا اصولی اور بنیادی طور پر قرآن میں ذکر نہ ہو۔ اس لئے دنیوی علوم کی تحصیل قرآن کے خلاف نہیں بلکہ اس کے عین مطابق ہے بلکہ قرآن کو سمجھنے اور اس سے ہر شعبۂ زندگی میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے ان علوم کو حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہی اس منصُوبہ کا اصل مقصد ہے۔

حضور نے اس امر کا اظہار فرمایا کہ حضور پاکستان کی جماعتوں میں اس منصوبے کو پورے طور پر نافذ کرنے کے بعد دو تین سال میں دنیا بھر کی احمدی جماعتوں میں اسے نافذ کر دیں گے۔ حضور نے فرمایا دعا کریں کہ علمی ترقی کا یہ عظیم منصُوبہ جو خدا تعالےٰ کی معرفت حاصل کرنے اور قرآنی علوم کے اسرار کو سمجھنے کی اہلیّت پیدا کرنے کی غرض سے جاری کیا گیا ہے ہر پہلو سے کامیاب ہو اور اس کے اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج ظاہر ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کام میں میرے ساتھ تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس بصیرت افروز تفصیلی خطبہ کے بعد جو قریبًا سوا گھنٹہ تک جاری رہا حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

احباب فرینکفورٹ سے اجتماعی ملاقات اسی روز شام کو حضور نے فرینکفورٹ

اور اس کے مضافات میں رہنے والے قریبًا دو صد احباب سے اجتماعی ملاقات فرمائی اور انہیں بیش بہا نصائح سے سرفراز فرمایا۔ احباب سے خطاب اور ملاقات کا یہ پُرکیف سلسلہ ۸ بجے سے دس بجے شام تک جاری رہا۔

فرینکفورٹ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات

حضور کے ساتھ جماعتہائے احمدیہ مغربی جرمنی کی اجتماعی ملاقاتیں دل موہ لینے والے انداز میں حضور کے رُوح پرور خطابات

مُلک کے کونہ کونہ سے احباب کی مسلسل تشریف آوری کی وجہ سے تین دن تک جشن کا سماں بندھا رہا۔

(رپورٹ نمبر ۴۔ بابت ۴ تا ۶ رجولائی ۱۹۸۰ء)

فرینکفورٹ۔ مغربی جرمنی (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب سے مع اہلِ قافلہ ۲۹ رجون ۱۹۸۰ء کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز فرینکفورٹ تشریف لائے تھے جماعتہائے احمدیہ مغربی جرمنی کی طرف سے مسلسل یہ درخواستیں موصول ہو رہی تھیں کہ حضور از راہِ شفقت انہیں ملاقات کا شرف بخشیں۔ مغربی جرمنی کے مختلف علاقوں کے احباب کی طرف سے مسلسل کئی روز تک بذریعہ ٹیلیفون یہ درخواستیں موصول ہوتی رہیں۔

احباب کے بے پناہ جذبۂ اشتیاق کے پیشِ نظر حضور ایدہُ اللہ نے از راہِ شفقت ۴ تا ۶ رجولائی (مسلسل تین روز تک) جماعتہائے احمدیہ مغربی جرمنی کے احباب سے ملاقات کرنا منظور فرمایا۔ چنانچہ پروگرام یہ طے پایا کہ ۴ رجولائی فرینکفورٹ اور اس کے مضافات کی جماعتوں کے احباب ملاقات کا شرف حاصل کریں گے۔ ۵ رجولائی کا دن مغربی جرمنی کے دیگر وسطی اور جنوبی علاقوں کی ان جماعتوں کی

ملاقات کے لئے مخصوص رہے گا جو انتظامی لحاظ سے احمدیہ مشن فرینکفورٹ کے ماتحت ہیں اور ۶ ؍جولائی کو مغربی جرمنی کے شمالی علاقوں کی وہ جماعتیں ملاقات کا شرف حاصل کریں گی جو انتظامی لحاظ سے احمدیہ مشن ہمبرگ کے ساتھ منسلک ہیں۔ پروگرام طے ہوتے ہی مبلغ انچارج مغربی جرمنی مکرم منصور احمد خان صاحب نے تمام جماعتوں کو بذریعہ ٹیلیفون ملاقات کے پروگرام سے مطلع کرنے کا انتظام کیا۔ نیز سائیکلوسٹائل مشین کے ذریعہ پروگرام کی کاپیاں تیار کر کے انہیں مختلف جماعتوں میں بھجوایا گیا تاکہ احباب اس کے مطابق رخصتیں حاصل کر کے ملاقات کے لئے بروقت فرینکفورٹ آسکیں۔

مہمانوں کو ٹھہرانے کا خصوصی انتظام

مزید برآں احباب کی متوقع بکثرت آمد کے پیش نظر مشن ہاؤس کے عقبی لان میں اُن دو چھوٹے خیموں کے علاوہ جو عام دنوں میں تشریف لانے والے احباب اور مستورات کے لئے نصب کئے گئے تھے ایک واٹر اور فائر پروف بہت وسیع شامیانہ منگوا کر نصب کیا گیا۔ تاکہ بیرونجات سے آنے والے مہمانوں کو اس میں بٹھانے اور کھانا وغیرہ کھلانے کا انتظام کیا جا سکے۔ نیز باہر سے آنے والے مہمانوں کو فرینکفورٹ میں مقیم احباب کے گھروں میں ٹھہرانے کا بھی انتظام کیا گیا۔ فرینکفورٹ کے جن احباب کے پاس موٹر کاریں ہیں انہوں نے مہمانوں کو گھروں سے مشن ہاؤس لانے اور پھر گھروں تک واپس پہنچانے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اور رات کے بارہ بارہ بجے تک یہ خدمت بخوشی انجام دیتے رہے۔

مہمانوں کی بکثرت آمد پر جشن کا سماں

مغربی جرمنی کے مختلف علاقوں سے احباب کی بکثرت تشریف آوری کی وجہ سے فرینکفورٹ کے مشن ہاؤس

اور مسجد نور میں تین دن تک بہت رونق اور چہل پہل رہی۔ دور و دراز علاقوں میں رہنے والے احباب کے بیک وقت ایک جگہ جمع ہونے، خوشی خوشی بغلگیر ہو ہو کر ایک دُوسرے سے ملنے اور باتیں کرنے اور اس تاریخی موقع کی یادگار کے طور پر مسجد نور کے سامنے ایک دوسرے کے فوٹو اتارنے کی وجہ سے مشن ہاؤس میں تین دن تک جشن کا سماں بندھا رہا۔ حضور کی اقتداء میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کرنے کے لئے احباب اس کثرت سے حاضر ہوتے رہے کہ نہ صرف مسجد نور کا مسقّف حصّہ پُر ہو جاتا تھا بلکہ بیرونی احاطہ کے اکثر حصّہ میں بھی احباب صفیں باندھ کر نمازیں ادا کرتے رہے۔

احباب فرینکفورٹ کی اجتماعی ملاقات

ہر چند کہ ۴ر جولائی کو جمعہ کا دن تھا اور اس روز حضور نے بہت بصیرت افروز تفصیلی خطبہ ارشاد فرما کر نمازِ جمعہ پڑھائی تھی اور احباب حضور کی زیارت اور ارشادات سے مستفیض ہو چکے تھے تاہم حضور نے حسبِ پروگرام اسی روز شام کو ۸ بجے سے دس بجے تک مسجد نور میں فرینکفورٹ اور اس کے مضافات کی جماعتوں کے دو صد احباب کو شرفِ ملاقات بخشا اور انہیں بیش بہا نصائح سے سرفراز فرمایا۔ اس موقع پر فرینکفورٹ کے علاوہ جن جماعتوں کے احباب کو حضور کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل ہؤا۔ اس میں مورفیلڈن، ڈٹسن باخ، اوفن باخ، کروس کراؤ، اور ڈرائے ایشن ہائم کی جماعتیں شامل ہیں۔

جب ان جماعتوں کے احباب آٹھ بجے شام تک مسجد نور اور اس کے ملحقہ ہال میں ایک خاص ترتیب سے قطار وار بیٹھ گئے تو حضور ایدہُ اللہ سوا آٹھ بجے مشن ہاؤس

میں اپنی قیام گاہ سے مسجد نور میں تشریف لائے۔ حضور نے بلند آواز سے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہنے اور صدر جگہ پہ رونق افروز ہونے کے بعد احباب سے گفتگو کے رنگ میں بہت شفقت بھرے انداز میں خطاب فرمایا اور اس دَوران انہیں بیش بہا نصائح سے نوازا۔

حضور ایدہٗ اللہ کے خطاب کا خلاصہ

پہلے حضور نے جملہ حاضر احباب کی تعلیمی استعداد کا جائزہ لیا۔ اور پھر ان سے یہ دریافت فرمایا کہ وہ کتنے کتنے عرصہ سے مغربی جرمنی میں مقیم ہیں۔ اس امر کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد حضور نے ان سے خطاب کرتے ہُوئے انہیں اپنے محنت سے کمائے ہوئے مال کی حفاظت کرنے اور اس سے اپنا مستقبل بنانے اور اس طرح دُنیا کے نئے علاقوں میں قرآن کا پیغام پہنچانے کی تلقین فرمائی۔ حضور نے فرمایا۔ مَیں جب یہاں پہلے آیا تھا تو مَیں نے آپ کو وارننگ دی تھی کہ آپ اپنے پیسے کی حفاظت کریں۔ اسلام حلال ذرائع سے کمائے ہُوئے مال کو خرچ کرنے سے منع نہیں کرتا وہ ناواجب خرچ کرنے سے منع کرتا ہے۔ جن حالات میں سے آپ لوگ گزر رہے ہیں ان کے پیشِ نظر آپ کے لئے اپنے کمائے ہُوئے مال کی حفاظت بدرجۂ اَولیٰ ضروری ہے۔

حضور نے اُنہیں اس امر کی طرف توجّہ دلائی کہ وہ سرمایہ جمع کر کے دنیا کے بعض دوسرے ملکوں میں جا کر وہاں تجارتی کاروبار کر کے یا بہت سستے داموں ملنے والی زرعی زمینیں خرید کر اور زرعی فارمیں قائم کر کے اپنا مستقبل بھی بنا سکتے ہیں اور وہاں ساتھ کے ساتھ قرآن کی اشاعت کر کے وہاں کے لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں حضور نے اُن احمدی گھرانوں کی مثال دی جو کینیڈا کے شہر کیلگری میں جا کر

آباد ہوئے ہیں اور وہاں تجارت اور زراعت کے ذریعہ اپنا مستقبل بھی بنا رہے ہیں۔ اور قرآن مجید کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے اور دُور دُور تک اس کی اشاعت کرنے میں بڑی سرگرمی سے حصّہ لے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ قطب شمالی کی قریب ترین آبادی میں بھی قرآن مجید کا پیغام پہنچانے اور وہاں اُسے عام کرنے کی انہیں توفیق ملی ہے۔ انہوں نے خدا تعالےٰ کی راہ میں سرگرمی دکھائی خدا تعالےٰ ان کے لئے اشاعتِ قرآن کی نئی نئی راہیں کھولتا چلا جارہا ہے۔ آپ میں سے جو بھی اشاعتِ قرآن اور تبلیغِ اسلام کی نیت سے خدا تعالےٰ کی راہ میں آگے قدم بڑھائے گا خدا تعالےٰ اس کے لئے خدمت کی نئی راہیں کھولتا اور اپنی رحمت کے جلوے ظاہر کرتا چلا جائے گا۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ جب تک مسلمانوں میں خدمتِ اسلام کی نیّت سے باہر نکلنے اور ہمّت سے کام لے کر مشکلات پر قابو پاتے ہُوئے آگے بڑھنے کا جذبہ قائم رہا وہ اس وقت کی معلومہ دُنیا میں خود پھیلتے اور اسلام کو پھیلاتے چلے گئے اور اسلام دنیا میں غالب آئے بغیر نہ رہا۔ اس ضمن میں حضور نے شمالی افریقہ کے ایک بزرگ کا ذکر کیا جو بَربَر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور بتایا کہ وہ سینیگال چلے گئے۔ اور وہاں اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ کسی نے ان کی آواز پر کان نہ دھرا لیکن انہوں نے ہمّت نہ ہاری اور اپنے کام میں لگے رہے۔ آخر میں وہ دریا کے بیچ میں بننے والے ایک قدرتی جزیرے میں ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے لوگوں کا ان کی طرف کچھ ایسا رجوع کیا کہ وہی لوگ جو پہلے ان کی بات نہ سنتے تھے ایک ایک کر کے ان کے پاس آنے لگے۔ انہوں نے انہیں قرآن سکھانا شروع کیا اور جنہیں انہوں نے قرآن سکھایا تھا وہ اپنے اپنے قبائل میں واپس جا کر قرآن کے نور کو پھیلانے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ رفتہ رفتہ اسلام سینیگال

اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں پھیل گیا۔

حضور رنے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے مزید فرمایا۔ آپ لوگ یہاں روزی کمانے آئے ہیں۔ ایک تو آپ کو جرمن قوم کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ دوسرے آپ کو انہیں بھی قرآن کی پناہ میں لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ جبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ ایک جرمن باشندے سے زیادہ ہمت کا مظاہرہ کریں۔ آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں اور قرآن کی لازوال اور بے مثال تعلیم کے آپ حامل ہیں۔ انہی عظیم تعلیم آپ کے پاس ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ یہاں کے باشندوں کو بتائیں کہ ان کی فلاح و نجاح اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن آپ محض زبانی تبلیغ سے انہیں اسلام کے حسن کا گرویدہ نہیں بنا سکتے۔ آپ کو اسلام کے حُسن سے حُسن لے کر پہلے خود اپنی زندگیوں کو حسین بنانا ہوگا تب یہاں کے لوگ اسلام کے حُسن سے متأثر ہوں گے۔ آپ اسلام کے اصولوں کو توڑ کر اور اس کی بتائی ہوئی راہ کو چھوڑ کر تو انہیں اسلام کا حُسن نہیں دکھا سکتے اسلام کے حُسن کا مظاہرہ تو آپ کو خود اپنے وجودوں کے ذریعہ کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر وہ اس کے گرویدہ نہیں ہوں گے۔ یہ امر یاد رکھیں کہ قرآن ہی آپ کی پناہ ہے اور قرآن ہی آپ کا ہتھیار ہے۔ پہلے خود اس کی پناہ میں آئیں اور پھر دوسروں کو اس کی پناہ میں لانے کا وسیلہ بنیں۔ آپ ایسا کریں اور پھر خدا تعالےٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے کرشمے دیکھیں۔ تم خدا سے پیار کرو۔ خدا تم سے پیار کرے گا۔ خدا کہتا ہے کہ تم اپنی ہر چیز میری راہ میں قربان کر دو اور پھر مجھ سے سب کچھ پا لو۔ اگر تم ایسا کر دکھاؤ گے تو یہ جہان اور اس کی ہر چیز تمہاری ہو جائے گی اور اگلا جہان بھی تمہارا ہی ہوگا۔

جماعت پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہونے والے فضلوں اور رحمتوں کا ذکر کرتے ہوئے

حضور نے فرمایا جس طرح ہوائی جہاز زمین پر حرکت میں آنے کے بعد فضا میں بلند ہوتا ہے اور پھر بلند ہوتا چلا جاتا ہے اسی طرح جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُوپر ہی اوپر اُٹھ رہی ہے اور ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اس امر کا ایک ثبوت دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت ۳۵ لاکھ روپے آپ نے قربانی کی۔ اس میں سے سارا ابھی خرچ نہیں ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس سکیم میں ایسی برکت ڈالی ہے کہ اب اس کا بجٹ چار کروڑ روپے سالانہ تک پہنچ چکا ہے اور تمام اخراجات نکال کر ایک کروڑ کے قریب ہر سال بچ جاتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ وہ ہمیں چھپّر نہیں آسمان پھاڑ کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے فضلوں کو دائمی طور پر جذب کرنے کے لئے آپ کو اس پر کامل توکّل کرنا پڑے گا۔ اسی توکّل کا مظاہرہ کرنا پڑے گا جس توکّل کا مظاہرہ طارق بن زیاد نے سپین کے ساحل پر کشتیاں جلاتے وقت کیا تھا اور اس سے بھی بہت پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا کہ ضرورت پڑنے پر اپنا سارا مال حتیٰ کہ گھر کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پیش کر دی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ابُوبکر! گھر میں کیا چھوڑا؟ تو جواب دیا اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اس زمانہ میں آپ سے آخری مطالبہ یہی ہے کہ آپ بھی اس رنگ میں اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کا عزم کریں اور اپنے اس عزم پر قائم رہیں۔ آپ عزم تو کریں مگر حسب ضرورت توفیق دینے اور پھر آپ کے عزم اور کوشش کو قبول کرنے والا خدا ہے۔ قربانی کے مواقع پیدا ہوتے رہیں گے اور آپ کو ایسے ہر موقع پر لبّیک کہنا ہوگا۔ جماعت کا زندہ رہنا اس امر پر موقوف ہے کہ خلیفۂ وقت

اس پر بوجھ ڈالتا رہے آپ ہر قسم کے بوجھ اُٹھانے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں اور اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دیتے چلے جائیں۔

حضور نے اس ضمن میں ایک اور اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ میں کوئی بُرا آدمی نہیں ہونا چاہیئے۔ ساروں کا ہی اچھا ہونا ضروری ہے۔ ہاں نسبتی لحاظ سے کوئی زیادہ اچھا ہو گا۔ اور کوئی کم اچھا۔ مراد یہ ہے کہ امتِ مسلمہ میں کوئی منافق نہیں ہونا چاہیئے۔ جب بھی اندر سے یا باہر سے جماعت میں کوئی فتنہ پیدا ہو تو حدود کے اندر رہتے ہوئے اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ دین کے لئے غیرت کا ہونا ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا بڑا دیالو ہے ہمارا خدا اور بہت پیار کرنے والا ہے وہ۔ اس کے پیار کا ایک اظہار یہ بھی ہے کہ وہ اپنے جن بندوں سے پیار کرتا ہے انہیں خوابوں کے ذریعہ بشارتیں دیتا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں جب مَیں سپین گیا تو وہاں یہ دیکھ کر کہ یہ سرزمین جہاں اسلام آٹھ سو سال تک غالب رہا۔ اب اسلام سے خالی ہو چکی ہے سخت کرب محسوس ہوا۔ میں قریباً ساری رات جاگتا اور دُعا کرتا رہا۔ صبح کی اذان کے وقت مجھے بتایا گیا کہ خدا قادر تو ہے لیکن ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اس سے مجھے بہت تسلّی ہوئی کہ اس سرزمین میں اسلام کے دوبارہ غالب آنے کی راہیں ضرور ہموار ہوں گی۔ اس وقت ہم نے کوشش کی کہ سپین کی حکومت پُرانے زمانہ کی ایک چھوٹی سی خستہ حال مسجد بیس سال کے لئے ہمیں دیدے تاکہ سپین میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے وہ اس میں نماز پڑھ سکیں۔ پادریوں کی مخالفت کی وجہ سے اس وقت ہماری یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی لیکن اس کام کے لئے ایک وقت مقرر تھا۔ خدا تعالیٰ نے دس سال بعد ہمیں قرطبہ کے قریب ایک شاہراہ پر ۱۳ تیرہ کنال کا ایک قطعۂ زمین عطا کر دیا۔ ہم نے حال ہی میں وہاں یہ زمین

خریدی ہے اور حکومت نے ہمیں اس پر مسجد تعمیر کرنے کی تحریری اجازت دیدی ہے۔ دس سال پہلے خدا نے بتایا کہ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور دس سال کے بعد جب وہ مقررہ وقت آیا تو خدا تعالےٰ نے وہاں مسجد تعمیر کرنے کے سامان کر دیئے۔

آخر میں حضور نے فرمایا ہمارا خدا بہت فضل کرنے والا ہے اور وہ ہمیشہ سے ہمیں اپنے فضلوں سے نوازتا چلا آرہا ہے اس کے لئے آپ دنیا اور اس کی زینتوں کی طرف نہ دیکھیں بلکہ ہمیشہ رو بخدا رہیں اور اس پر کامل توکل رکھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو قرآنی انوار اور اس کے لازوال اور بے مثال حسن کا آئینہ دار بنائیں تاکہ لوگ آپ کے عملی نمونہ سے متأثر ہو کر اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں اور اسلام آپ کے ذریعہ دنیا میں غالب آتا چلا جائے۔ آپ سوچیں اور غور کریں کہ وہ جو پہلے ایک تھا اسے خدا نے آج ایک کروڑ بنا دیا کتنی عزت بخشی خدا نے اس کو اور اس کے ذریعہ سے آپ کو۔ پس آپ اپنے خدا کا دامن کبھی نہ چھوڑیں اور اس سے کبھی بے وفائی نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو سمجھ عطا کرے۔

حضور کا یہ پُر معارف خطاب جو سوا آٹھ بجے شام شروع ہوا تھا ساڑھے نو بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد حضور نے فرینکفورٹ اور اس کے مضافات میں رہائش رکھنے والے جملہ حاضر احباب کو باری باری شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ کمال محبت و عقیدت کے عالم میں شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کا یہ منظر خود اپنی جگہ بہت ایمان افروز تھا۔

سب احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمانے کے بعد حضور دس بجے شام رہائش گاہ میں واپس تشریف لے گئے۔ پندرہ منٹ بعد واپس تشریف لاکر حضور نے مسجد نور میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ احباب اس کثرت سے نمازوں میں شریک

ہوئے کہ مسجد کا مسقّف حصّہ اور اس کا بیرونی احاطہ نمازیوں سے پوری طرح بھرا ہوا تھا نمازوں سے فارغ ہونے پر ساڑھے دس بجے کے بعد احباب اپنی رہائش گاہوں کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

مغربی جرمنی کے وسطی اور جنوبی علاقوں کے احباب کی اجتماعی ملاقات

حسب پروگرام ۵ رجولائی ہفتہ کا دن وسطی اور جنوبی علاقوں کی ان جماعتوں کی ملاقات کے لئے مخصوص تھا جو انتظامی لحاظ سے احمدیّہ مشن فرینکفورٹ کے ساتھ منسلک ہیں۔ ان جماعتوں کے بعض احباب ایک روز قبل ہی فرینکفورٹ پہنچ گئے تھے۔ باقی احباب مختلف شہروں سے سفر کرتے ہوئے ۵ رجولائی کی صبح سے مشن ہاؤس پہنچنا شروع ہو گئے۔ اس روز ۲۶ جماعتوں کے قریبًا دو صد احباب نے حضور ایدہ اللہ سے اجتماعی ملاقات کا شرف حاصل کیا ان میں کولن، نورمبرگ، نیورمبرگ۔ ڈوئے برگ، سٹٹ گارڈ، ہائل برون، ہائیڈل برگ، کال سروئے، سارلانڈ، ہمبرگ اور راڈشے فوم والڈ کی جماعتیں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حضور ایدہ اللہ کے خطاب کا خلاصہ

ان سب احباب کے مسجد میں ایک خاص نظام کے ساتھ ترتیب وار بیٹھنے کے بعد حضور پونے بارہ بجے تشریف لائے اور صدر جگہ پر رونق افروز ہو کر احباب کو بہت پُر معارف خطاب سے نوازا۔ جو ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور نے اس بصیرت افروز خطاب میں پیدائشِ عالم اور اس میں ہر آن رُونما ہونے والے خدائی صفات کے لامتناہی جلووں اور خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ اشیاء میں پائے جانے والے غیر محدود خواص کا ذکر کر کے اور انسان کی عاجزی و لاچاری اور بے بسی پر روشنی ڈال کر اور

انسانی مصنوعات کی خامیوں اور ان کے مضر اثرات کی طرف اشارہ کر کے واضح فرمایا کہ انسان ہر گھڑی اور ہر آن خدائے قادر مطلق کی مدد و نصرت اور اس کی رہنمائی کا محتاج ہے اور سب سے زیادہ ضرورت اسے اس بات کی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کر کے اس سے زندہ تعلق قائم کرے اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر چل کر اور قدم قدم پر اس سے راہنمائی حاصل کر کے حقیقی فلاح کی راہوں پر گامزن ہو۔

اس ضمن میں حضور نے مظاہرِ قدرت پر غور کر کے تحصیلِ علم اور حصولِ معرفت کی اہمیت ذہن نشین کرائی اور انہیں قرآنی علوم اور اس کے اسرار و معارف کے حصول کا ذریعہ قرار دے کر احباب کو مادی اور رُوحانی ہر دو قسم کے علوم میں دسترس حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور اس ضمن میں انسانی شرف اور انسانی حقوق سے متعلق قرآنی احکام کو تفصیل سے بیان کر کے اس امر پر روشنی ڈالی کہ قرآن کی بے مثل تعلیم کو دستور العمل بنائے بغیر دنیا میں نہ انسانی شرف کا قیام عمل میں آسکتا ہے اور نہ انسانی حقوق کی کماحقہٗ ادائیگی کا اہتمام ہو سکتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآنی تعلیم کے حسن سے دنیا کو آگاہ کیا جائے اور اسے اس کا گرویدہ بنایا جائے۔

اس پُر معارف خطاب کے آخر میں حضور نے احباب کو ان کی عظیم ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لئے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس زمانہ کے لئے خدا تعالیٰ کا ایک زبردست منصُوبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مہدی علیہ السّلام کے ذریعہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ابتداء میں اکیلے تھے۔ دنیا غلبۂ اسلام کے مقصد میں آپ کو ناکام نہیں کر سکی۔ آپ اکیلے نہیں رہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ وہ اپنی اس جماعت کو غلبۂ اسلام کے مقصد میں

کامیاب کرنے کے لئے اسے اپنے فضلوں اور اپنی رحمتوں سے نواز رہا ہے آج جماعت پر جو رحمتیں اور فضل نازل ہو رہے ہیں وہ ہماری وجہ سے نہیں نازل ہو رہے بلکہ خدا تعالیٰ انہیں اس لئے نازل کر رہا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے جتنے زیادہ اس کے فضل اور رحمتیں نازل ہو رہی ہیں اتنی ہی زیادہ آپ کی ذمہ داریاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کو آپ ہی نے ادا کرنا ہے اور آپ ہی نے آگے آکر کام کرنا ہے۔ مَیں آٹے کے آدمی بنا کر انہیں حکم تو نہیں دے سکتا کہ جاؤ اور دنیا میں اسلام کو پھیلاؤ۔ یا اس سے تعلق رکھنے والے دوسرے کام کرو۔

حضور نے نصرت جہاں سکیم کے تحت نازل ہونے والے بعض فضلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل اور بے پایاں رحمتیں نازل ہو رہی ہیں اور بڑی عظیم ذمہ داریاں آپ پر پڑ رہی ہیں دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور نے سب احباب کو باری باری شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔ اور اس دَوران ان سے بہت ہی شفقت بھرے انداز میں باتیں کیں۔ یہ اجتماعی ملاقات جو پونے بارہ بجے دوپہر شروع ہوئی تھی سوا بجے اختتام پذیر ہوئی۔

شمالی علاقوں کے احباب کی اجتماعی ملاقات

اس سے اگلے روز ۷ جولائی بروز اتوار جماعت احمدیہ ہمبرگ اور شمالی علاقوں کی ان تمام جماعتوں کی اجتماعی ملاقات تھی جو انتظامی لحاظ سے ہمبرگ مشن کے ساتھ منسلک ہیں۔ ہمبرگ چونکہ فرینکفورٹ سے جانبِ شمال ساڑھے پانچ سو کلومیٹر دُور ہے اس لئے

وہاں کے ستّر کے قریب احباب مبلغ جرمنی مقیم ہمبرگ مکرم لئیق احمد صاحب منیر کی قیادت میں ایک روز قبل ۱۵ جولائی کی شام کو ہی فرینکفورٹ تشریف لے آئے تھے۔ انہیں فرینکفورٹ اور اس کے مضافات میں رہائش رکھنے والے احباب نے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ شمالی علاقوں کے دیگر شہروں کے احباب ۱۶ جولائی کی صبح کو موٹر کاروں اور بسوں وغیرہ کے ذریعہ سفر کرتے ہوئے فرینکفورٹ پہنچے اس روز شمالی علاقوں کی جن ۱۲ جماعتوں نے حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ان میں ہمبرگ کے علاوہ منسٹر، بریمن، ہنوور، ایمرتھال، بیلے فیلڈ، ڈوزلڈورف اور کیمپن کی بڑی بڑی جماعتوں کے احباب بھی شامل تھے۔

حضور کے پُر معارف خطاب کا خلاصہ

جب ہمبرگ اور دوسرے شمالی شہروں کے دو صد سے بھی زائد احباب ایک خاص نظام کے ماتحت قطار دار مسجد نور میں بیٹھ گئے تو حضور ایدہ اللہ نے گیارہ بجکر ۵۰ منٹ پر مسجد میں تشریف لا کر انہیں اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ مسجد میں تشریف لانے سے قبل حضور نے مشن ہاؤس کے دفتر میں ہمبرگ کے سب سے قدیم نومسلم احمدی مکرم جناب سعید کرٹسمر اور ہمبرگ میں مقیم نائیجیریا کے ایک احمدی طالب مسٹر سلیمان عثمان کو انفرادی طور پہ ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔

بعد ازاں مسجد میں احباب کے درمیان صدر جگہ پہ رونق افروز ہونے کے بعد حضور نے احباب کو ایک بہت ہی ایمان افروز اور پُر معارف خطاب سے نوازا جو مسلسل پونے دو گھنٹہ تک جاری رہا حضور نے قرآن مجید کی آیت :- وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ (آلِ عمران آیت ۵۵) (ترجمہ:- اور انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ سب تدبیر کرنیوالوں سے بہتر تدبیر کرنیوالا ہے) کی نہایت لطیف اور پُر معارف تفسیر کرتے ہوئے مثالیں دے دیکر واضح فرمایا کہ مخالفینِ حق، حق کو مٹانے کی تدبیریں کرتے ہیں اور اپنی تدبیروں کو انتہاء تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے

اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کرتا ہے۔ وہ نہ صرف مخالفین کی تدابیر کو باطل کرکے رکھدیتا ہے بلکہ اہلِ حق کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نواز کر انہیں ایک کامیابی کے بعد دوسری کامیابی سے ہمکنار کرتا چلا جاتا ہے اس تعلق میں حضور نے جماعت پر ہونیوالے فضلوں اور رحمتوں کا بھی تفصیل سے ذکر کیا اور بالخصوص نصرت جہاں سکیم کے نتیجہ میں مغربی افریقہ میں رونما ہونیوالے عظیم رُوحانی انقلاب کی طرف اشارہ کرکے واضح فرمایا کہ یہ انقلاب اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہُوئے شرفِ انسانی کے قیام اور محبّت و پیار کے نتیجہ میں رُونما ہُوا ہے۔ حضور نے فرمایا اصل چیز یہ ہے کہ آپ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہُوئے اللہ تعالیٰ سے پیار کریں تا آپ کو اس کا پیار حاصل ہو اور آپ کو اس کے نتیجہ میں اس کی مخلوق سے پیار کرنے کی توفیق ملتی چلی جائے اور آپ اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر نوعِ انسانی کے دل جیتنے چلے جائیں حضور نے احباب کو اس طرف خاص طور پر توجّہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں اور افضالِ خداوندی کے نزول کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داریوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے انہیں چاہیئے کہ وہ ان ذمّہ داریوں کو ادا کرکے اپنے آپ کو اس قابل بنائیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان پر ہر آن پہلے سے بڑھ کر اپنے فضل نازل فرماتا چلا جائے۔

اس پُر معارف اور بصیرت افروز خطاب کے بعد حضور نے جملہ احباب کو باری باری شرفِ مصافحہ بخشا۔ شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کا یہ منظر پہلے دو دنوں کی طرح کچھ کم ایمان افروز نہ تھا جو بھی مصافحہ کے لئے حاضر ہوتا حضور پہلی ہی نگاہ میں اسے پہچان لیتے اور اس سے اس کا حال دریافت کرتے وہ اپنا حال بتانے کے بعد حضور سے دعا کی درخواست کرتا اور حضور اسے دُعا سے نوازتے کوئی دوست اپنی یا اپنے کسی عزیز کی بیماری کا ذکر کرکے دعا کی درخواست کرتے تو حضور دعا سے نوازنے کے علاوہ بیماری کا علاج بھی بتاتے اور کسی نہ کسی مجرّب دوا کا نام بتا کر اسے استعمال کرنے

کی ہدایت فرماتے دو دوستوں نے جرأت سے کام لیتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ معانقہ کا شرف بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں اگرچہ سینکڑوں احباب کی اجتماعی ملاقات کے دوران یہ درخواست مناسب نہ تھی کیونکہ بیماری اور تکان کی وجہ سے معانقوں کا سلسلہ حضور کے لئے تکلیف کا موجب ہوتا۔ لیکن حضور نے اپنی تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور ان کی اس نامناسب جرأت کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی اس درخواست کو ردّ نہ فرمایا۔ اور انہیں محراب کے پاس انتظار کرنے کی ہدایت فرمائی جب حضور جملہ احباب کو جن کی تعداد دو صد سے بھی زائد تھی مصافحہ کا شرف عطا فرما چکے تو پھر ان دونوں احباب کو بلا کر کمال شفقت سے انہیں معانقہ کا شرف عطا فرمایا۔ وہ اس ذرہ نوازی پر بے حد مسرور ہوئے ان کی یہ حالت تھی کہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

بعض احباب اپنے بچوں کو بھی اپنے ہمراہ لائے ہوئے تھے۔ حضور نے ان بچوں کے کے ساتھ مصافحہ کرنے کے علاوہ پیار سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور ان سے بہت پیار بھرے لہجے میں باتیں کیں۔

حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کر کے اور دعائیں لے کر احباب یوں مسرور نظر آتے تھے جیسے انہیں دنیا جہان کی دولت میسّر آگئی ہو۔

الغرض احباب اجتماعی ملاقاتوں کے یہ تین دن ہنسی خوشی گزار کر اور روحانی سرور سے سرشار ہو کر اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹے۔
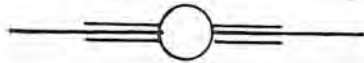
فرینکفورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

مغربی جرمنی کے بلند پایہ ہوٹل "فرینکفرٹر ہوف" میں حضور کا ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب

"بنی نوع انسان فی زمانہ اپنی غلط روی کی وجہ سے بہت نازک دور سے گزر رہے ہیں"

تیسری عالمگیر جنگ کے خطرہ کو دور کرنے کیلئے اسلام کی لازوال و بے مثال تعلیم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے

(رپورٹ نمبر ۵ بابت ۷ جولائی ۱۹۸۰ء)

فرینکفورٹ ۔ مغربی جرمنی (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرینکفورٹ میں اپنے قیام کے نویں روز ۷ جولائی ۱۹۸۰ء کو حسب معمول مسجد نور میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھانے اور دفتری امور سرانجام دینے کے علاوہ ایک بہت وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

پریس کانفرنس میں حضور نے جرمن صحافیوں کے متعدد سوالوں کے جواب میں خبردار فرمایا کہ فی زمانہ روئے زمین پر بسنے والے بنی نوع انسان ایک بہت ہی نازک دور میں سے گزر رہے ہیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ بنی نوعِ انسان نے بڑی غلطیاں کی ہیں اور ان کی اِس غلط روی کی وجہ سے تیسری عالمگیر جنگ قریب آتی جارہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام بنی نوعِ انسان اس کے سدِباب کے لئے مشترکہ

کوشش عمل میں لائیں۔

اس ضمن میں حضور نے مزید فرمایا۔ مَیں تمام اقوام پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی نجات قرآن کریم کی بے مثال ولازوال تعلیم پر عمل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے۔ دنیا مانے یا نہ مانے میرا مشورہ اور میری نصیحت یہی ہے کہ بنی نوعِ انسان قرآنِ عظیم کے بیان کردہ اصولوں کو اپنائیں اور ان پر عمل پیرا ہوکر اپنے آپ کو خدا کی امان کے نیچے لائیں۔ جب تک وہ ایسا نہیں کریں گے تیسری عالمگیر جنگ کے خطرہ سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

پریس کانفرنس کے مختصر کوائف

فرینکفورٹ میں حضور ایدہُ اللہ کی تشریف آوری کے موقع پر اِس پریس کانفرنس کا اہتمام احمدیہ مشن فرینکفورٹ کی طرف سے مغربی جرمنی کے بہت بلند پایہ ہوٹل "فرینکفرٹر ہوف" کے ایک آراستہ و پیراستہ بہت وسیع کمرہ میں ۷ جولائی کو گیارہ بجے قبل دوپہر کیا گیا تھا۔ اس میں مغربی جرمنی کے قومی اخباروں اور خبر رساں ایجنسیوں کے ایک درجن کے قریب اخبار نویسوں اور فوٹو گرافروں نے شرکت کی۔ ان میں روزنامہ فرانکفرٹر ناخرخٹر" Frankfurter Nachrichter کے مسٹر ہیرالڈ آخلس Harald Achilles جرمن پریس ایجنسیز کے مسٹر لازولوٹرانکوٹس Laszlo Trankovits پریس ایجنسیز پروٹسٹنٹ چرچ کی مسز کورنیلیا لولائن Cornelia Lohlein روزنامہ آبند پوسٹ" اور روزنامہ ناخت آؤس گابے" کے مسٹر اُمگارش Umgarisch روزنامہ فرانکفرٹر رُنڈ شاؤ" Frankfurter Rundschau کی مسز اُرسلا مہار۔ روزنامہ بِلڈ Bild کی مسز ڈورتھی بیرمن اور مسٹر مارٹن کاؤپ Mrs. Dorthee Bierman and Mr. Martin Kaupp روزنامہ فرانکفرٹر نئویر پسے"

کے مسٹر ہائیکوروزنر اور مسٹر بومی Mr. Heikorosner and Mr. Bomi جنرل نیوز پریس کے ٹِل مَن او ہل اور مائیکل سی گوئرنگ Mr. Tillman O.Hilla and Michael C. Goering اور بلٹز ٹپ Blitz-Tip کے مسٹر سی۔شواز Mr. C. Schwarz شامل تھے۔اس پُر رونق پریس کانفرنس میں ترجمانی کے فرائض ہمارے نومسلم احمدی بھائی ہدایت اللہ حیوبش نے ادا کئے وہ خود ایک فری لانس جرنلسٹ ہیں۔ان کے مضامین بالعموم "ٹپ میگزین" Tip Magazine نامی رسالہ میں شائع ہوتے ہیں۔

گیارہ بجے تک جب جملہ اخبار نویس "ہوٹل فرینکفرٹر ہوف" کے مقررہ کمرہ میں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو حضور ایدہ اللہ کے تشریف لانے اور صدر جگہ پر رونق افروز ہونے اور باہمی تعارف کے بعد پریس کانفرنس کا آغاز ہوا۔حضور نے خود کوئی بیان دینے کی بجائے اخبار نویسوں کو سوالات کرنے کی دعوت دی۔

حالیہ دَورۂ یورپ کی غرض و غایت

پہلا سوال ایک صحافی نے یہ کیا کہ آپ کے حالیہ دَورۂ یورپ کا مقصد کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا۔میرے یہاں آنے کا مقصد لوگوں سے ملنا اور اُن تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔فی الوقت آپ صاحبان سے ملنے کی بھی یہی غرض ہے کہ مَیں آپ سے باتیں کروں اپنے جذبات و احساسات آپ تک پہنچاؤں اور خود آپ کے جذبات و احساسات سے آگاہ ہوں۔اس طرح ہم باہم تبادلۂ خیالات کر کے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کو سمجھانے کی کوشش کریں۔

اس ضمن میں حضور نے مزید فرمایا۔۱۹۳۵ء میں مَیں پہلی بار جرمنی آیا تھا۔اُس وقت کے جرمنی کا آج کے جرمنی سے اگر موازنہ کیا جائے تو یہ امر عیاں ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ اُس وقت

کے مقابلہ میں اب بہت تبدیلی آچکی ہے۔ ۱۹۳۵ء کے چند سال بعد آپ لوگوں کو دوسری عالمی جنگ کی مصیبت جھیلنا پڑی۔ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اس جنگ کے اثرات آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں جو زخم لگے تھے وہ ابھی تک مُندمل نہیں ہوئے ہیں۔ اور اس کا اثر ساری دنیا پر پڑ رہا ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا اگر دوسری عالمگیر جنگ کے بعد رُونما ہونے والے حالات اور ان کے اثرات کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوئے بغیر نہیں رہتی کہ فی زمانہ ہم جملہ بنی نوعِ انسان ایک بہت ہی نازک دَور سے گزر رہے ہیں۔ ہم نے بحیثیت انسان بڑی غلطیاں کی ہیں اور اپنی غلط روی کی وجہ سے تیسری عالمگیر جنگ کے امکان کو ختم کرنے کی بجائے اسے اَور قریب لے آئے ہیں۔ ہم سب کو اس کے سدِّباب کے لئے مشترکہ کوششیں بروئے کار لانی چاہئیں۔

اِسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت و اہمیّت

اس پر ایک اَور صحافی نے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک تیسری عالمگیر جنگ کے سدِّباب کا طریق کیا ہے؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ اس کے دو طریق ہیں۔ ایک طریق تو وہ ہے جو بڑی قوموں نے اختیار کیا ہے اور وہ ہے تیسری عالمگیر جنگ کو ٹالنے کا طریق۔ وہ سدِّباب کی بجائے خطرہ کو ٹالنے کی فکر اور کوشش میں لگی ہوئی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ مہلک ہتھیار بنا کر اور ان کی ہلاکت آفرینی میں روز بروز اضافہ کر کے خوف اور دہشت کی فضا کو فروغ دے رہی ہیں اور سمجھتی یہ ہیں کہ اس طرح جنگ کا خطرہ ٹلا رہے گا اور ایک دوسرے کی طاقت کے خوف کی وجہ سے جنگ چھڑنے کی نوبت نہیں آئے گی ظاہر ہے کہ یہ طریق خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب دن بدن اقوامِ عالم میں یہ احساس

بڑھتا جارہا ہے کہ اس طریق پر عمل پیرا ہونے سے جنگ کا امکان ختم نہیں ہوسکتا۔ اندر ہی اندر پکنے والا لاوا کسی دن اچانک پھوٹ سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا اس صورتِ حال سے نجات کا دوسرا طریق یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھنے اور مفاہمت کے جذبہ کو فروغ دینے کی کوشش کریں ایک دوسرے سے پیار کرنا سیکھیں۔ باہم دوستی کی فضا پیدا کریں اور خود غرضی کی بجائے پوری نوعِ انسانی کی فلاح کو مدِنظر رکھیں۔ صورتِ حال کی اصلاح کا یہی اصل طریق ہے۔ اور انہی خطوط پر مَیں اصلاحِ احوال کی مقدور بھر کوشش کر رہا ہوں۔ اور اپنی اس کوشش کے سلسلہ میں ہی مَیں یہاں آیا ہوں اور اقوامِ عالم تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس طریق کو اپنانے اور اس میں کامیابی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ وہ قرآنِ عظیم کے بتائے ہُوئے اصولوں اور اس کی بے مثال و لازوال تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ مَیں انہیں یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ اُن کی نجات اس تعلیم کو قبول کرنے اور اس پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے کے ساتھ وابستہ ہے۔

ایک اعتراض اور اُس کا جواب

حضور نے اس امر کے ثبوت میں کہ قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے بین الاقوامی سطح پر باہمی خیر خواہی، محبّت و اخوّت اور ایک دوسرے کے احترام کی نہایت قابلِ ستائش فضا قائم ہوسکتی ہے قرآن مجید کی متعدّد آیات پیش کیں اور اس طرح اس امر کو بڑی عمدگی سے ذہن نشین کرایا کہ اس زمانہ میں بین الاقوامی سطح پر امن و آشتی اور محبّت و پیار اور ایک دوسرے کی خیرخواہی کی فضا پیدا کرنے کے لئے پوری نوعِ انسانی کا قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

اس پر ایک صحافی نے کہا۔ ایسی ہی اعلیٰ تعلیم عیسائیّت بھی دُنیا میں پیش کرتی ہے اور اس پر عمل پیرا ہوکر عالمی سطح پر محبّت و پیار اور باہمی خیر خواہی کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے،

حضور نے اس کے جواب میں فرمایا۔ اس میں شک نہیں ہر مذہب میں اخلاق پر زور دیا گیا ہے حتیٰ کہ اخلاق اور رُوحانیت کے تصوّر کے بغیر مذہب کا تصوّر ہی ممکن نہیں۔ مَیں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسلام نے بین الاقوامی سطح پر امن و آشتی اور باہمی محبت و پیار، شرف انسانی کے قیام اور انسانی حقوق کے احترام کی جو تعلیم دی ہے وہ کسی اَور مذہب نے نہیں دی۔ حضور نے بائیبل کا جرمن ترجمہ اس صحافی کو دیتے ہوئے کہا کہ باہمی محبّت واخوّت، شرفِ انسانی کے قیام اور انسانی حقوق کے احترام سے متعلق جو متعدد آیاتِ قرآنی مَیں نے پڑھ کر سُنائی ہیں اگر ان کا چوتھا حصّہ بھی آپ بائیبل سے نکال کر دکھا دیں تو مَیں آپ کی بات مان لوں گا۔ صحافی مذکور نے ایسی کوئی آیت نکالنے سے معذوری ظاہر کی۔

اس کے بعد حضور نے بائیبل کی بعض آیات پڑھ کر سُنائیں جو اس حقیقت پر دال تھیں کہ بائیبل کی ہدایت تمام بنی نوعِ انسان کے لئے نہیں ہے اور یہ کہ وُہ انسان انسان میں تفریق کرتی ہے۔ بائیبل کی یہ آیات صحافیوں نے بہت توجّہ سے سُنیں اور انہوں نے قرآن مجید اور بائیبل کے اس تقابلی مطالعہ میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔

اِسلام میں عورتوں کے مُساویانہ حقوق کی ضمانت

ایک صحافی نے پوچھا یہاں عام تأثر یہ پایا جاتا ہے کہ اسلام عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق نہیں دیتا، اس بارہ میں آپ کیا کہنا پسند فرمائیں گے؟

حضور نے فرمایا۔ آپ دو چیزوں کو خلط ملط کر رہے ہیں۔ آپ بعض لوگوں کے تعامل کو اسلام یا قرآن کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ بعض زمانوں میں بعض گروہوں نے قرآنی تعلیم پر عمل نہ کرتے ہوئے عورتوں کو مساوی حقوق نہیں دیئے۔ لیکن اس کا

یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام انہیں مساوی درجہ نہیں دیتا۔ حضور نے قرآن مجید اپنے ہاتھ میں اُٹھاتے ہوئے فرمایا۔ اس کتاب میں یہی لکھا ہے کہ عورتیں وہی حقوق رکھتی ہیں، جو مردوں کے ہیں۔ انسان ہونے اور انسانی حقوق رکھنے میں قرآن نے مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا بلکہ انہیں اس لحاظ سے مساوی درجہ دیا ہے۔

جب ایک صحافی نے پردہ کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا۔ پردہ کا حکم عورتوں کو بُرے لوگوں کے شر سے بچانے کے لیئے دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ان کے لئے تنگی نہیں بلکہ آسانی پیدا کرنا ہے۔ قرآن تو عورتوں کو دُوسروں کے شر سے بچانا چاہتا ہے لیکن آپ نہیں چاہتے کہ عورتوں کو تحفظ دیا جائے۔ ایک صحافی نے کہا آپ مردوں کو عورتوں کے شر سے کیوں نہیں بچاتے۔ اس پر حضور نے ازراہِ تفنن برجستہ جواب دیا کہ اگر آپ یعنی یہاں کے لوگ اپنے آپ کو شر سے بچانے اور محفوظ کرنے کے لئے پردہ کرنے لگیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اس برجستہ جواب پر تمام صحافی کھِل کھِلا کر ہنس پڑے۔

یہ بات تو ازراہِ تفنن درمیان میں آ گئی تھی۔ حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا۔ یہ امر کہ اسلام بحیثیت انسان ہونے کے عورتوں کو مساوی درجہ دیتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ قرآن میں جو احکام دیئے گئے ہیں وہ النّاس کو مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں اور عربی لغت کی رُو سے النّاس کا لفظ مَردوں اور عورتوں دونوں کے لئے اکٹھا بولا جاتا ہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے شریعت کے اکثر و بیشتر احکام بیک وقت مَردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کر کے دیئے ہیں۔ ان سب احکام میں اللہ تعالےٰ نے مَردوں اور عورتوں میں کوئی تفریق نہیں کی ہے البتہ بعض حقوق ایسے ہیں جو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت سے صرف عورتوں کو ہی دیئے گئے ہیں اور انہیں ہی دیئے جا سکتے تھے۔

مرد اِن میں شریک ہی نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید کی ایسی آیات کی تعداد (جن میں صرف عورتوں کے حقوق کا ذکر ہے) ۴۹ ہے۔ اس کے بالمقابل جن آیات میں مرد ہونے کی حیثیت میں صرف اُن کے حقوق کا ذکر ہے ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اتنی تھوڑی کہ انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے انسان ہونے کی حیثیت میں مَردوں اور عورتوں کو مساوی درجہ دے کر ان کے مساوی حقوق مقرر کئے ہیں بلکہ انہیں بعض لحاظ سے مَردوں کے مقابلہ میں زیادہ حقوق دیئے ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ گھر کے جملہ اخراجات کی ذمہ داری اللہ تعالےٰ نے مرد پر ڈالی ہے۔ یعنی اس کی یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ مال کمائے اور اس سے بیوی بچوں کی جملہ ضروریات پوری کرے۔ عورت کو اللہ تعالےٰ نے اس ذمہ داری سے کلّی طور پر آزاد رکھا ہے۔ حتٰی کہ اگر عورت کے پاس اپنا ذاتی کچھ مال ہے یا وہ اپنی ذاتی حیثیت میں کوئی مال حاصل کرے تو مَرد کو یہ حق نہیں دیا گیا ہے کہ وہ گھر کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے بیوی کے مال میں سے کچھ لے۔ عورت کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے مال کا کوئی حصّہ بھی گھریلو اخراجات کے لئے خاوند کے حوالے نہ کرے کیونکہ گھریلو اخراجات کو پورا کرنا کلیّۃً مرد کی ذمہ داری ہے۔ ہاں عورت اپنی خوشی سے اپنے مال کا کوئی حصّہ خاوند کو بطور تحفہ دینا چاہے تو وہ ایسا کر سکتی ہے۔ مَرد اُسے مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اپنا مال یا اس کا کوئی حصّہ گھریلو اخراجات کے لئے اس کے حوالے کرے۔ اپنا مال مَرد کے حوالہ نہ کرنے میں عورت کو اللہ اور اس کے رسُولؐ کی ضمانت حاصل ہے۔ آخر میں حضور نے فرمایا۔ جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے اللہ تعالےٰ نے عورتوں کو مَردوں کے مساوی حقوق دیئے ہیں اور پھر اپنے حقوق حاصل کرنے میں اُنہیں پُورا پُورا تحفّظ مہیّا کیا گیا ہے۔

حیرت انگیز کتاب حضور نے قرآنی تعلیم کی فضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید فرمایا

قرآن کریم ایک بہت حیرت انگیز کتاب ہے۔ ہم صرف اِس پر ہی عمل کرتے ہیں اور ہر قدم میں یہی ہماری راہنما ہے۔ اس کتاب نے آج سے چودہ سو سال پہلے نبیوں کے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرایا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یعنی مَیں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ اس انقلاب انگیز اعلان کے ذریعہ آپؐ نے دراصل یہ امر ذہن نشین کرایا کہ رُوئے زمین کے تمام انسان بحیثیت بشر ہونے کے آپس میں برابر ہیں۔ اِس لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بَشَر کا لفظ عربی زبان میں عورت اور مَرد دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سو گویا انسان ہونے کی حیثیت میں عورتوں کو مَردوں کے برابر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور ان میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔

اسی طرح قرآنِ عظیم نے انسانی حقوق بھی آج سے چودہ سو سال پہلے ہی مقرر کر دیئے تھے اور اعلان کر دیا تھا کہ انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوئی تفریق روا نہیں رکھی جا سکتی۔ جس طرح بشر ہونے کی حیثیت میں مَردوں اور عورتوں کے حقوق برابر ہیں اسی طرح جہانتک انسانی حقوق کا تعلّق ہے مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

بعض مسلمان ملکوں کا طرزِ عمل

ایک صحافی نے جب بعض مسلمان ملکوں کے طرزِ عمل کی طرف اشارہ کر کے اسلامی تعلیم کی غلط تعبیر کرنا چاہی تو حضور نے فرمایا اسلامی تعلیم اپنی جگہ پر ہے اسے کسی کے سیاسی طرزِ عمل کی روشنی میں متعیّن نہیں کرنا چاہیئے۔ متعدد مسلمان ملکوں کے سیاسی طرزِ عمل میں اختلاف ہے۔ ایسی صورت میں ان کے طرزِ عمل اور حکمتِ عملی کو اسلامی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ صحیح طریق یہ ہے کہ قرآنی تعلیم جس کی کسی قدر وضاحت مَیں نے اس وقت کی ہے اسے ذہن میں مستحضر رکھکر کسی مسلمان مُلک کی سیاسی حکمتِ عملی اور عام طرزِ عمل کو جانچا جائے کہ وہ کس حد تک اسلامی ہے

اس ضمن میں حضور نے ایران، عراق اور مصر کے طرزِ عمل کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ان میں واضح طور پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس اختلاف سے ہی ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم کو جو ہر قسم کے تضاد سے پاک ہے مختلف ملکوں کے باہم متضاد سیاسی طرزِ عمل کی روشنی میں نہیں جانچنا چاہیئے بلکہ قرآنی تعلیم کو صرف اور صرف قرآن ہی سے اخذ کر کے اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنی چاہیئے۔

اسلام کو ساری دُنیا میں پھیلانے کا طریق

ایک صحافی نے سوال کیا کہ آپ اسلام کو ساری دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے کوشش بھی کر رہے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک طاقت استعمال کئے بغیر اسلام کو ساری دنیا میں پھیلایا اور غالب کیا جا سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا۔ طاقت کے ذریعہ ملکوں کو تو فتح کیا جا سکتا ہے دلوں کو نہیں۔ دل ہمیشہ محبت اور پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ فتح ہوتے ہیں۔ ہم محبت اور پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو فتح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں تک اسلام کو پھیلانے اور غالب کرنے کا تعلق ہے سو اس ضمن میں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم کسی کو کوئی چیز دینا چاہتے ہیں تو ہمیں اسے یہ باور کرانا پڑتا ہے کہ جو چیز پہلے سے اس کے پاس ہے اس سے یہ بہتر اور زیادہ کار آمد و مفید ہے اسی طرح ہم اقوامِ عالم کے سامنے محبت اور پیار سے اسلام پیش کر رہے ہیں۔ اگر ہم انہیں یہ باور کرانے میں کامیاب نہ ہو سکے کہ اسلامی تعلیم اُس تعلیم یا نظریۂ حیات سے بہتر ہے جس پر وہ عمل پیرا ہیں تو وہ اسلامی تعلیم کو قبول نہیں کریں گے لیکن اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انہیں اسلام قبول کرنے سے باز نہ رکھ سکے گی۔ وہ اسلام کی آغوش میں آئے بغیر نہ رہیں گے۔ مَیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ وقت دُور نہیں ہے

کہ جب ہم لوگوں کے دلوں کو اسلام کے لئے جیتنے میں کامیاب ہو جائیں گے آئندہ ایک سو سال کے اندر اندر یہ انقلاب رُونما ہونے والا ہے۔

حضور نے ایک صحافی کے سوال کے جواب میں جس نے حضور سے آپ کی زندگی کا مقصد اور مطمح نظر دریافت کیا تھا فرمایا۔ مَیں نے اپنی زندگی بنی نوعِ انسان کی فلاح کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ میرے دل میں نوعِ انسان کی محبّت اور ہمدردی کا ایک سمندر موجزن ہے اسی لئے مَیں انہیں راہِ فلاح کی طرف جو بلاشُبہ اسلام کی راہ ہے بُلا رہا ہوں۔ یہاں بھی مَیں محبّت کا پیغام لے کر آیا ہوں اور وہ یہی ہے کہ انسان، انسان سے محبّت کرے۔ محبّت کے نتیجہ میں محبّت پَیدا ہوتی ہَے۔ ہمیشہ محبّت ہی غالب آتی ہے اور تعصّب کے لئے سدا سے شکست مقدّر ہے۔ پس ہم کمالِ محبّت کے زیرِ اثر اسلامی تعلیم کے محاسن اور ان کے مطابق اپنا عملی نمونہ پیش کر کے آپ لوگوں کے دل جیتیں گے اور ساتھ کے ساتھ آپ کے لئے دُعا کریں گے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے دلوں کو ہدایت کے لئے کھولے۔ تاکہ آپ لوگوں کو اسلام کی آغوش میں آنے کی توفیق ملے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ آئندہ سو سال کے اندر ہم تمام بنی نوعِ انسان کے دل جیتنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہم دلوں کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت حاصل کرنا ہمارا مقصد نہیں۔

خُدائی تائید و نصرت کا ایک خاص پہلو

اس سوال کے جواب میں کہ دنیا بھر میں تبلیغی نظام کو کامیابی سے چلانے کے لئے جماعت کے مالی وسائل کیا ہیں حضور نے فرمایا۔ ایک تو افرادِ جماعت طوعی چندے دیتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں کرتے ہیں۔ دُوسرے مالی لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کی معجزانہ نصرت جماعت کے شاملِ حال ہے وہ خود جماعت کی دستگیری فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معجزانہ نصرت کی مثال دیتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ہم نے چالیس لاکھ روپے سے مغربی افریقہ کے بعض ممالک میں کلینک کھولے ۔یہ ایک چھوٹی سی کوشش تھی لیکن خدا تعالیٰ نے اس میں غیر معمولی برکت ڈالی۔اُس نے ہمارے ڈاکٹروں کے ہاتھ میں شفا رکھ دی جس کی وجہ سے لوگوں کا رجوع ہمارے ہسپتالوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔یہی وجہ ہے کہ اب ہمارے اس سارے پراجیکٹ کا سالانہ بجٹ چار کروڑ روپے تک پہنچ چکا ہے۔اس پراجیکٹ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خدمت کے ساتھ ساتھ آمد کا ذریعہ بنا دیا۔اور وہ اس طرح کہ جب ہمارے ہسپتالوں میں علاج کرانے والوں کو بکثرت شفا ہونی شروع ہُوئی تو وہاں کے رؤساء نے بھی ہمارے ہسپتالوں میں آنا شروع کر دیا اور انہوں نے اپنے طریق کے مطابق علاج کے اخراجات ادا کئے۔وہ مفت علاج کرانے کے لئے تیار نہ تھے۔اس طرح آمد کی صورت پیدا ہو گئی۔ جو آمد پیدا ہوتی ہے اس سے ہم غرباء کا مفت علاج کرتے ہیں۔

حضور نے ہسپتالوں کی مقبولیت کا ذکر کرتے ہُوئے بتایا کہ ہسپتالوں کی نیک شہرت کی وجہ سے وہاں کے وزراء بھی ہمارے ہسپتالوں میں علاج کے لئے آنے لگے جب لوگوں نے ان سے کہا کہ وہ سرکاری ہسپتالوں کو چھوڑ کر احمدیہ مشن کے ہسپتالوں میں کیوں جاتے ہیں تو انہوں نے کہا دوسرے ہسپتالوں کے پاس سب کچھ ہے لیکن شفا نہیں ہے۔چونکہ شفا احمدیہ ہسپتالوں میں ملتی ہے اس لئے ہم ان میں علاج کے لئے جاتے ہیں۔غانا میں ایک کیس ایسا بھی تھا کہ یورپی ڈاکٹروں نے علاج کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مریض کو یورپ لے جا کر وہاں کے کسی ہسپتال میں آپریشن کراؤ۔مریض کے ورثاء میں اُسے آپریشن کے لئے یورپ لے جانے کی استطاعت نہ تھی اس پر احمدیہ ہسپتال

کے ڈاکٹروں نے حکومت سے کہا کہ وہ اُنہیں آپریشن کرنے کی اجازت دیں تاکہ مریض کی جان بچانے کی صورت پیدا ہو سکے۔ حکومت نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ آخر وہاں کے عوام نے حکومت پر دباؤ ڈالا کہ یا تو وہ احمدی ڈاکٹروں کو آپریشن کرنے کی اجازت دے یا پھر حکومت کے خرچ پر مریض کو یورپ بھجوا کر وہاں اس کا علاج کروائے۔ اس پر حکومت نے احمدی ڈاکٹروں کو آپریشن کرنے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے آپریشن کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُسے شفا عطا کر دی۔ معجزانہ شفا یابی کے ایسے واقعات کی دُور دُور تک شہرت ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب آس پاس کے دوسرے ممالک کے لوگ بھی ہمارے ہسپتالوں میں آکر علاج کراتے ہیں۔ وہ علاج کے جو اخراجات ادا کرتے ہیں اُنہیں ہم غریبوں کا مفت علاج کرنے پر خرچ کر دیتے ہیں۔

ایک اور سوال کے جواب میں حضور نے ان سینکڑوں پرائمری اور مڈل اور درجنوں ہائر سیکنڈری سکولوں کی تفصیل بیان فرمائی جو جماعت نے نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ سیرالیون، لائبیریا اور افریقہ کے بعض دوسرے ممالک میں کھولے ہیں۔ اور جو بہت کامیابی سے چل رہے ہیں اور وہاں تعلیم کے میدان میں اہم خدمت سرانجام دے رہے ہیں حضور نے یہ بھی بتایا کہ وہاں کی حکومتیں اور عوام ہماری اس خدمت کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کے دل سے معترف ہیں۔

اصل اختلاف اور اُس کی نوعیّت

اس سوال کے جواب میں کہ دوسرے فرقوں کے بالمقابل جماعت احمدیہ کو کیا خصوصی امتیاز حاصل ہے حضور نے فرمایا۔ یہ تو سب مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں دُنیا کی اصلاح کے لئے مسیحؑ آئے گا ہم کہتے ہیں وہ آگیا۔ "آئے گا" اور "آگیا" میں جو فرق ہے وہ ظاہر و باہر ہے اور یہ فرق

ہی ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے والا ہے۔ (اس جواب سے جملہ اخبار نویس بہت محظوظ ہوئے اور وہ یکدم ہنس پڑے) حضور نے مزید فرمایا بانیٔ سلسلہ احمدیہ (جنہیں ہم مسیح موعود مانتے ہیں) نے فرمایا ہے کہ ہزاروں سال بھی انتظار کرو تو مسیح نہیں آئے گا کیونکہ آنیوالا آچکا ہے۔

دیگر سوالات

اخبار نویسوں نے جماعت کی عالمگیر تبلیغی سرگرمیوں، ان کے نتائج و اثرات اور خود حضور کی زندگی کے حالات اور ایک عالمگیر مذہبی اور تبلیغی جماعت کے سربراہِ اعلیٰ کی حیثیت سے حضور کی روزمرّہ کی مصروفیات کے بارہ میں بھی بہت سے سوال پوچھے جن کے حضور نے بہت خوشدلی کے ساتھ تفصیلی جواب دیئے۔ اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ اپنی ہمہ گیر تبلیغی مساعی کے نتائج سے مطمئن ہیں حضور نے فرمایا۔ ہماری یہ مساعی مسلسل بار آور ہو رہی ہیں۔ اسلام کے متعلق لوگوں کے نظریات اور طرز عمل میں رفتہ رفتہ تبدیلی آرہی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ یورپ میں اسلام کے خلاف بہت نازیبا الفاظ استعمال کئے جاتے تھے اور اسے بہت کچھ بُرا بھلا کہا جاتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ یہ تبدیلی اپنی ذات میں کچھ کم اہم نہیں ہے اور اسلام کے روشن مستقبل پر دلالت کرتی ہے ہمیں یقین ہے بلکہ اس بارہ میں پختہ ایمان حاصل ہے کہ ہم محبت اور پیار سے محکم دلائل اور روشن نشانوں کے ذریعہ بنی نوعِ انسان کے دل جیتنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور وہ اسلام کی آغوش میں آئے بغیر نہ رہیں گے۔

محبّت کا سفیر

یہ پُرہجوم پریس کانفرنس (گیارہ بجے سے ایک بجے دوپہر تک) مسلسل دو گھنٹہ جاری رہی۔ اخبار نویسوں نے حضور کے جوابات کو بہت توجّہ سے سُنا۔ ان کی دلچسپی بڑھتی ہی چلی گئی اور اُکتائے بغیر وہ بہت خوشدلی کے ساتھ سوالات

پوچھتے ہی چلے گئے۔ جس دلچسپی سے وہ سوال کر رہے تھے اور جس دلجمعی سے وہ سوالوں کے جواب سُن رہے تھے اس سے یُوں لگتا تھا کہ پریس کانفرنس تین چار بجے تک چلتی جائیگی دیگر مصروفیات کی وجہ سے بالآخر کانفرنس کو سمیٹنا پڑا۔ ایک بجے جب یہ ختم ہُوئی تو بعض اخبار نویس بعد میں بھی حضور سے مزید سوالات کر کے جماعت کی تبلیغی اور تعلیمی سرگرمیوں کے بارہ میں دریافت کرتے رہے۔ الغرض یہ کانفرنس خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہی۔ اخباروں نے اس کے بارہ میں جو خبریں شائع کیں ان میں انہوں نے حضور کو "محبّت کا سفیر" قرار دیا ؂
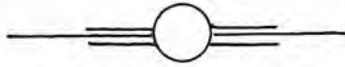
فرینکفورٹ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

حضور ایدہ اللہ کی تفصیلی پریس کانفرنس کا مغربی جرمنی کے اخبارات اور عوام میں چرچا

"دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کے امام اپنی ذات میں بنی نوع انسان کیلئے محبت کا ایک سمندر ہیں"

"دوسروں کے دکھ پر وہ درد محسوس کئے بغیر نہیں رہتے۔ فلاحِ انسانیت کیلئے انہوں نے زندگی وقف کر رکھی ہے"

(رپورٹ نمبر ۶۔ بابت ۷ر جولائی ۱۹۸۰ء)

فرینکفورٹ۔ مغربی جرمنی (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۷ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز پیر ۱۱ بجے قبل دوپہر یہاں کے بلند پایہ ہوٹل "فرینکفرٹر ہوف" میں جس وسیع اور پُرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا تھا (اور جس کا تفصیلی ذکر رپورٹ نمبر ۵ میں پہلے ہی آچکا ہے) مغربی جرمنی کے اخبارات میں اس کی خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ان خبروں میں محبت، اخوت اور انسانی ہمدردی پر مبنی اسلام کے پیغام کو نمایاں کر کے اس امر پر خاص زور دیا گیا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ خود اپنے بیان کی رُو سے بنی نوعِ انسان کے لئے محبت کا ایک سمندر ہیں۔ ایک اخبار نے حضور کو "محبت کا سفیر" قرار دیا اور لکھا کہ آپ نے اپنی زندگی بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ ان متعدد خبروں میں سے دو کا ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

محبّت کا سفیر فرینکفورٹ کے نہایت با اثر اخبار Frankfurter Rundschau (فرینکفرٹر رُنڈ شا) نے اپنی ۹ر جولائی ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں پریس کانفرنس کی خبر حسب ذیل جلی سرخیوں کے تحت شائع کی:۔

"محبّت کا سفیر"

"امام جماعت احمدیّہ کی مسجد فرینکفورٹ میں تشریف آوری"

نیز اخبار مذکور نے خبر کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کا جو فوٹو شائع کیا اس کے نیچے یہ عبارت درج کی:۔

"جماعت احمدیّہ کے سربراہ خلیفۃ المسیح الثالث جو خود اپنے بیان کے بموجب بنی نوعِ انسان کے لئے محبّت کا ایک سمندر ہیں"

مندرجہ بالا جلی سرخیوں کے تحت اس نے جو خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"خلیفۃ المسیح الثالث جو سر پہ سفید پگڑی پہنتے ہیں ایک کروڑ مسلمانوں کے رُوحانی پیشوا ہیں۔ وہ دائرۂ اسلام کے اندر جاری ہونے والی ایک اصلاحی تحریک کے سربراہِ اعلیٰ ہیں۔ اس جماعت نے جس کے وہ سربراہِ اعلیٰ ہیں جرمنی میں بھی مساجد تعمیر کی ہیں۔ ان میں سے ایک مسجد فرینکفورٹ میں ہے اور دوسری ہمبرگ میں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ جماعت مغربی افریقہ میں بہت سے تعلیمی ادارے اور طبّی مراکز چلا رہی ہے۔

امام جماعت احمدیّہ آجکل اپنے عالمگیر تبلیغی دَورے کے سلسلہ میں فرینکفورٹ آئے ہوئے ہیں اور یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں تک محبّت کا پیغام پہنچائیں اس مقصد کے حصُول کی خاطر پریس کانفرنسوں سے خطاب کرنا اور استقبالیہ تقاریب میں شریک ہو کر لوگوں سے ملاقات کرنا ان کے پروگرام میں شامل ہے۔ اِسی سلسلہ میں وہ ایک استقبالیہ تقریب میں فرینکفورٹ شہر کے معززین سے بھی ملاقات کر رہے

ہیں۔ اپنے اس تبلیغی دَورے کے سلسلہ میں وہ سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سپین (جہاں عنقریب ایک مسجد کی تعمیر شروع ہونے والی ہے)، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، برطانیہ، امریکہ کینیڈا، نائیجیریا اور گھانا جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اکتوبر کے وسط تک آپ اپنے وطن پاکستان واپس تشریف لے جائیں گے۔

جماعت احمدیہ اپنے آپ کو اسلام کے ۷۳ فرقوں میں سے ۷۳ واں فرقہ قرار دیتی ہے۔ جس نے آخری زمانہ میں قرآن اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیشگوئی کے بموجب اصلاح کا فریضہ انجام دینا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ نے ۱۸۸۹ء میں قادیان (انڈیا) میں اس کی بنیاد رکھی تھی۔ جماعت کے موجودہ سربراہ جو آکسفورڈ کے فارغ التحصیل ہیں بانیٔ جماعت کے پوتے ہیں۔

جماعت کے مالی وسائل وہ چندے ہیں جو افرادِ جماعت رضاکارانہ طور پر جماعتی فنڈ میں ادا کرتے ہیں۔ لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی معجزانہ قدرت سے جماعت کی آمدنی میں اضافہ کے غیر معمولی اسباب پَیدا کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر مغربی افریقہ میں اللہ تعالےٰ نے احمدی ڈاکٹروں کے ہاتھ میں ایسی شفا رکھی کہ امیروں نے بھی علاج کے لئے احمدیہ کلینکس میں آنا شروع کر دیا۔ چنانچہ امیر کبیر لوگ اپنی مرضی سے علاج کے اخراجات کے طور پر جو رقوم ادا کرتے ہیں وہ غریبوں کے مفت علاج پر خرچ کیجاتی ہے اس طرح وہاں غریبوں کا مفت علاج کرنے کی ایک سبیل پَیدا ہو گئی۔

خلیفۃ المسیح کا اپنے بارہ میں کہنا ہے کہ "مَیں نے اپنی زندگی بنی نوعِ انسان کی فلاح کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ خفیف سا دکھ بھی مجھے جہاں کہیں نظر آتا ہے مَیں درد محسوس کئے بغیر نہیں رہتا۔" (مثال کے طور پر) یہی وجہ ہے کہ جب ایک باپ نے اپنی لڑکی کی شادی

اس کی مرضی کے خلاف ایک ناپسندیدہ شخص سے کرنا چاہی اور اُسے اس شخص سے شادی کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے مداخلت کرکے وہ شادی نہ ہونے دی اور اس طرح اس لڑکی کو مصیبت سے نجات دلائی۔" (فرینکفرٹر رُنڈشا۔ بابت ۹ جولائی ۱۹۸۰ء)

محبّت کا سمندر" اِسی طرح فرینکفورٹ کے ایک اَور اخبار روزنامہ "شاکسس ہاؤزر برُوکے" Sachsenh'A' User Brücke نے اپنی ۱۷ جولائی ۱۹۸۰ء کی اشاعت کے صفحہ اوّل کے اُوپر کے حصّہ میں حضور ایدہ اللہ کا ایک بڑے سائز کا فوٹو بہت نمایاں طور پر شائع کیا اور اس کے نیچے یہ عبارت درج کی:۔

"محبّت کا ایک سمندر ــــ جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا ناصر احمد"۔

اور ساتھ ہی بریکٹ میں لکھا (براہِ کرم ان کے متعلق ہماری تفصیلی رپورٹ صلا پر ملاحظہ فرمائیں)

یہ غیر معمولی صحافتی انداز اُس نے پریس کانفرنس کی خبر کو اہمیت دینے اور قارئین کی توجّہ اس کی طرف خاص طور پر منعطف کرانے کے لئے اختیار کیا۔ صلا پر اُس نے مضمون کی شکل میں جو تفصیلی خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

خبر کا متن "شاکسِس ہاؤزن ــــ "میں بنی نوعِ انسان کے لئے محبّت کا ایک سمندر رہوں"۔ ان الفاظ میں امامِ جماعت احمدیہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد نے ایک کروڑ مسلمانوں کے سربراہِ اعلیٰ کی حیثیّت سے اپنے مفوّضہ کام کی وضاحت کی۔ وہ پچھلے دنوں ہوٹل فرینکفرٹر ہوف میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہُوئے اپنے معتقدات اور جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ کی حیثیّت سے اپنے فرائضِ منصبی کی نوعیّت پر روشنی ڈال رہے تھے اپنے موجودہ سفرِ یورپ (جو ۱۹۶۷ء کے بعد سے ان کا بلحاظ ترتیب ساتواں سفر ہے) کی غرض وغایت بیان کرتے ہُوئے انہوں نے بتایا کہ وہ میزبان ملک (مغربی جرمنی) کے لوگوں

سے ملنا اور اسلام کی طرف سے انہیں "محبّت کا پیغام" دینا چاہتے ہیں۔ مغربی جرمنی میں قیام کے بعد وہ سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سپین، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا نائیجیریا اور غانا کا دَورہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

نازک دَور

بنی نوعِ انسان کے لئے محبّت کا جذبہ آپ کے اندر کس درجہ موجزن ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب گفتگو کا رُخ دنیا کے سیاسی مسائل کی طرف مُڑا۔ انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ فی زمانہ بنی نوعِ انسان تاریخ کے ایک نازک دَور میں سے گزر رہے ہیں۔ بڑی بڑی غلطیوں کے ارتکاب نے انہیں ایک ایسی صورتِ حال سے دوچار کر دیا ہے۔ کہ تیسری عالمی جنگ کا امکان پیدا ہو گیا ہے لہٰذا سب لوگوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مشترکہ طور پر اسے دُور کرنے کی کوشش کریں۔

انہوں نے فرمایا اس کے دو طریق ہو سکتے ہیں۔ ایک طریق تو جنگ کے خطرہ کو ٹالنے سے تعلق رکھتا ہے بڑی طاقتیں اسی طریق پر عمل پیرا ہیں۔ ان کے نزدیک وہ جنگ کے خطرہ کو ٹالنے میں ناکام رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے محبّت کی جائے ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ اور دشمنی کسی سے بھی نہ رکھی جائے اور یہی وہ طریق ہے جو جماعت احمدیہ کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ . . . . . .

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

اگر خود ان کے وطن میں ایران کی سی صورتِ حال رونما ہو تو کیا وہ سربراہِ مملکت کا عہدہ سنبھالنے کا سوچیں گے؟ ممکن ہی نہیں کہ کبھی ایسا ہو۔ کیونکہ ان کے پختہ اعتقاد کے بموجب جماعت احمدیہ کا کوئی سربراہِ اعلیٰ کسی مملکت کا سربراہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ ایک عالمگیر جماعت ہے۔ اس کا واسطہ اور تعلق کسی ایک ملک کے شہریوں سے نہیں بلکہ رُوئے زمین کے سب

انسانوں سے ہے۔

جبروتشدّد

اس بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر ایسی صورتِ حال رُونما ہوتی رہی ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد کے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کے ضمن میں بعض مسائل سر اُٹھاتے رہے ہیں۔ بسا اوقات انہیں مذہب کی بناء پر تشدّد کا نشانہ بننا پڑا ہے۔ لیکن خلیفۃ المسیح نے اسے چنداں قابلِ ذکر امر قرار نہیں دیا۔ اور کہا دنیا میں ہرجگہ ہی کچھ نہ کچھ تعصّبات موجود ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے شدید نوعیّت کے اُس جبروتشدّد کی طرف بھی اشارہ کیا جو چند سال پیشتر پاکستان میں رُونما ہوا تھا۔ تشدّد کرنے والوں کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ ہماری طرف سے وہ محبت اور دعاؤں ہی کے حقدار ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

مغرب میں اِسلام کے غالب آنے کا امکان

کیا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد کو اس امر کے باوجود کہ اسلام روز مرّہ کی زندگی میں انسانوں پر بہت سی ایسی پابندیاں عائد کرتا ہے جو عیسائیّت میں ناپید ہیں اس بات کا یقین ہے کہ اسلام مغربی ملکوں میں پاؤں جمانے اور پھیلنے میں کامیاب رہے گا؟ اس تعلّق میں یہ امر پیشِ نظر رہنا چاہیئے کہ انہوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ جس تعلیم کے وہ پیرو ہیں وہ دوسو سال کے اندر اندر ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ انہوں نے فرمایا "اگر مَیں آپ کو اس بات کا قائل نہیں کرسکتا کہ جو کچھ مَیں آپ کو دے رہا ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جو پہلے سے آپ کے پاس ہے تو آپ میری کب مانیں گے۔ لیکن مَیں آپ کو قائل کرنے کی اپنی سی کوشش ضرور کروں گا۔

مثالی زندگی کی اہمیّت

شاکِس ہاؤزن کی مسجد کے مہمان (خلیفۃ المسیح) فرینکفورٹ میں مزید کچھ دن قیام کریں گے تاکہ وہ جرمنی میں اپنے مذہب کی

اشاعت کی نئی راہیں تلاش کر سکیں ۔ لوگوں کے دلوں کو جیتنے کے لئے دوسری فتوحات والی منصوبہ بندی کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ قوّت اور طاقت کے بل پر ملک فتح کئے جاتے ہیں برخلاف اس کے انسانوں کے دلوں پر صرف محبّت کے ذریعہ ہی فتح حاصل کی جا سکتی ہے اسی لئے وہ اسلامی تعلیم کے آئینہ دار اندازِ زیست کے ذریعہ یہاں کے لوگوں کو اپنے مذہب کی صداقت کا یقین دلائیں گے ۔

بلاشُبہ پریس کانفرنس کے دوران بآسانی محسوس کیا جا سکتا تھا کہ وہ عیسائیت کی تعلیم" اپنے پڑوسی سے محبّت کر" پرکس لحاظ سے معترض ہیں ۔ وہ اس بات کو تسلیم کرنے لئے تیار نہ تھے کہ اسلام کے اصول بعینہٖ وہی ہیں جو عیسائیت کے ہیں ۔ انہوں نے اس امر سے انکار کیا کہ "پڑوسی سے محبت" کی انجیلی تعلیم" انسان سے محبت" کی قرآنی تعلیم کے ہم پلّہ قرار پا سکتی ہے ۔ ان کے بیان کے مطابق بائیبل کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں انسانوں کے مابین عدم مساوات کے واضح اشارے موجود ہیں ۔"

(اخبار" شاکس ہاؤزر بروکے" ۔ ۱۷ جولائی ۱۹۸۰ء)
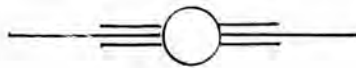
فرینکفورٹ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

اخبارات میں پریس کانفرنس کی خبروں کی اشاعت اور خدائی تصرف کے ماتحت اُن کا ایک عجیب ردِّ عمل

بعض مایوس مریضوں کی مشن ہاؤس میں آمد اور حضور سے اپنی شفایابی کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست

جماعتِ احمدیہ فرینکفورٹ کی طرف سے حضور کے اعزاز میں وسیع پیمانہ پر استقبالیہ تقریب کا اہتمام

استقبالیہ میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات، پادریوں اور مستشرقین کی شرکت

(رپورٹ نمبر ۷ بابت ۸ تا ۱۰ رجولائی ۱۹۸۰ء)

فرینکفورٹ - مغربی جرمنی - (بذریعہ ڈاک) - ۷ رجولائی ۱۹۸۰ء کو ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اگلے دو روز ڈاک ملاحظہ فرمانے اور بالعموم دفتری امور سرانجام دینے میں مصروف رہے البتہ تیسرے روز حضور نے اپنے اعزاز میں دی گئی ایک وسیع استقبالیہ تقریب میں شرکت فرما کر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات اور بالخصوص اہلِ علم اصحاب سے تبادلۂ خیالات فرما کر انہیں بہت دلنشین پیرائے میں اسلامی تعلیم کے فضائل و محاسن سے آگاہ کیا - اس دوران اخبارات میں حضور ایدہُ اللہ کی پریس کانفرنس کی خبروں کی اشاعت کا خدائی تصرف کے ماتحت ایک عجیب و غریب ردِّ عمل ظاہر ہوا جس نے شہر کے بعض مایوس

مریضوں کو حضور کی خدمت میں کھینچ بُلایا اور انہوں نے حضور کی خدمت میں اپنی شفایابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کی۔ حضور کی ۸ تا ۱۰ جولائی کی اہم دینی وجماعتی مصروفیات کی مختصر رپورٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

۸ و ۹ جولائی ۱۹۸۰ء بروز منگل و بُدھ

۸ اور ۹ جولائی کو حضور نے حسبِ معمول دفتر میں تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور بعض اہم خطوط کے جواب لکھوائے۔ مزید برآں یورپ کے احمدیہ مشنوں سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کر کے اُنہیں تبلیغی اور تربیتی امور سے متعلق ہدایات سے نوازا۔ علاوہ ازیں بعض احباب کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔

ان ایّام میں تصرّف الٰہی کا ایک عجیب واقعہ منصۂ شہود پر آیا۔ اور وہ یہ کہ بعض جرمن لوگ اخبارات میں حضور ایدہ اللہ کی پریس کانفرنس کی خبریں پڑھ کر حضور کے ساتھ ملاقات کے لئے کھنچے چلے آئے۔ ان میں چند بظاہر لاعلاج مریض بھی شامل تھے جنہوں نے حضور سے اپنی معجزانہ شفایابی کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست کی۔ ایک معمّر خاتون بوجہ علالت چلنے پھرنے سے معذور تھیں وہ پہیوں والی کرسی پر بیٹھ کر ایک ساتھی کے ہمراہ آئیں۔ انہیں اِس حال میں ملاقات کے کمرہ میں لایا گیا، کہ وہ پہیوں والی کرسی پر ہی بیٹھی ہُوئی تھیں۔ حضور نے بہت مشفقانہ انداز میں اُنہیں نصیحت فرمائی کہ وہ ہر قسم کے مشرکانہ عقائد سے مجتنب رہتے ہُوئے خدائے واحد اور اس کی غیر محدود صفات اور قدرتوں پر ایمان لائیں۔ اور پھر اُسے دل سے قادرِ مطلق یقین کر کے اس سے اپنی شفایابی کے لئے دُعا مانگیں اور مایوس کبھی نہ ہوں، کیونکہ خدائے احد و قادرِ مطلق پر ایمان لانے والا کبھی مایوس نہیں ہُوا کرتا۔ حضور نے اُنہیں

تسلّی دلائی کہ حضور خود بھی شافیٔ مطلق سے اُن کے لئے دُعا کریں گے۔ نیز فرمایا۔ شفا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہی اپنے بندوں کو شفا عطا کرتا ہے۔ دواؤں میں وہی تاثیر ڈالتا ہے۔ جب تک وہ اُن میں تاثیر نہ ڈالے اور انہیں اثر کرنے کا حکم نہ دے وہ اثر نہیں کر سکتیں۔ ہمارا کام دُعا کرنا ہے سو ہم آپ کے لئے ضرور دُعا کریں گے آپ خود بھی دُعا کریں اور مایوس ہرگز نہ ہوں کیونکہ ہمارے قادر و کریم خدا کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں ہے وہ جاں بلب مریضوں کو بھی شفا دے سکتا ہے اور دیتا رہا ہے۔ حضور کے ان پُر معارف ارشادات اور تسلّی و تشفّی سے وہ معمّر خاتون بہت متأثر ہوئیں اور جاتے وقت کہنے لگیں۔ مجھے حضور سے مل کر رُوحانی خوشی ہُوئی ہے اور مَیں اپنی شفایابی کے بارہ میں بہت پُر اُمیّد ہو کر یہاں سے واپس جا رہی ہُوں۔ ۸ اور ۹ر جولائی کو بعض لوگوں نے اسی غرض کے ماتحت ٹیلیفون پر بھی رابطہ قائم کیا اور حضور کی خدمت میں مشن کی معرفت اپنی شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست کی۔

دونوں روز حضور نے مسجد نور میں تشریف لا کر ظہر و عصر اور پھر مغرب و عشاء کی نمازیں مقررہ وقت پر پڑھائیں۔ موسم خراب ہونے اور بارش کا سلسلہ منقطع نہ ہونے کے باوجود احباب جماعت فرینکفورٹ کے دُور و دراز علاقوں سے نمازوں میں شریک ہونے کے لئے آتے رہے اور بعض احباب تو مشن ہاؤس میں اپنی ڈیوٹیاں پُوری کر کے نصف شب کے بعد اپنے گھروں کو واپس جاتے تھے۔

۱۰ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز جمعرات

استقبالیہ تقریب

۱۰ر جولائی کی شام کو جماعت احمدیہ فرینکفورٹ کی طرف سے حضور ایدہُ اللہ کے اعزاز میں وسیع پیمانہ پر ایک استقبالیہ تقریب کا

اہتمام کیا گیا۔ یہ پُر وقار تقریب ہوٹل فرینکفرٹر ہوف کے ایک آراستہ و پیراستہ ہال میں منعقد ہُوئی۔ اس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات، بعض ملکوں کے سفارتی نمائندے، ڈاکٹرز، پبلشرز، یونیورسٹیوں کے پروفیسرز، مستشرقین، اخبار نویس، پادری صاحبان اور متعدد دیگر دانشور شریک ہُوئے۔ چنانچہ جماعت احمدیّہ فرینکفورٹ کے بعض عہدیداروں اور حضور ایدہ اللہ کے بعض ممبرانِ قافلہ کے علاوہ جو اہم شخصیتیں تشریف لائی ہوئی تھیں ان کے اسماء درج ذیل ہیں:-

(۱) مسٹر فریڈریچ ہاک Mr. Friedrich W. Haack یہ لُوتھیرئین چرچ کے ایک پادری ہیں اور چرچ کی طرف سے غیر پروٹسٹنٹ عیسائی تنظیموں اور دیگر مذاہب کے فرقوں کے متعلق معلومات جمع کرنے اور ان سے رابطہ قائم کرنے اور قائم رکھنے کا شعبہ ان کے سپرد ہے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر میونخ میں ہے اور وہ تقریب میں شرکت کے لئے وہاں سے فرینکفورٹ آئے تھے۔

(۲) امریکی افواج کے پادری لیفٹیننٹ کرنل چیپلین جیک سنحرلینڈ۔
Chaplain Jack e. Sucherland

(۳) امریکی فوج کے لیفٹیننٹ جوزف گراسیلا۔ Joseph Grasella

(۴) امریکی فوج کے اکاؤنٹنٹ مسٹر ورنر ڈیپر۔ Mr. Werner Depper

(۵) فرینکفورٹ پارلیمنٹ کی رکن مسز شیفر۔ Mrs. Schafer

(۶) "فری ریلیجس کمیونٹی" کے اہم رکن مسٹر فرٹزلے Mr. Fritzley اور ان کی اہلیہ صاحبہ۔

(۷) رُہر یونیورسٹی بوخم کے اسسٹنٹ پروفیسر و ریسرچ سکالر ڈاکٹر ولکر نائن ہاؤس۔
Dr. Volker Nienhaus OF Ruhr-Universitat Bochum آپ استقبالیہ ہیں

شرکت کے لئے بوخم سے تین سو میل کا فاصلہ طے کر کے فرینکفورٹ آئے تھے۔

(۸) فرینکفورٹ یونیورسٹی کے متشرق ڈاکٹر ارنسٹ گروبر Dr. Ernest H. Gruber اور ان کی اہلیہ محترمہ۔

(۹) ہائی سکول ٹیچر مسز ارسولا سپیکر مَن۔ Mrs. Ursula Spieker Mann

(۱۰) جرمنی کے عظیم ترین پبلشنگ اداروں میں سے ایک ادارے کے لیکچرر ڈاکٹر والٹر پھیلا۔ Dr. Walter Pehle

(۱۱) ایک اور عظیم پبلشنگ ادارے کے لیکچرار مسٹر روڈالف برون Mr.Rudolf Brun

(۱۲) سکول ڈیپارٹمنٹ فرینکفورٹ کے نمائندے مسٹر ارنسٹ سیملر Mr. Ernest Summler

(۱۳) جرمن ڈاکٹرز آرگنائزیشن کی مجلس عاملہ کی رکن مسز ڈاکٹر ہیسل بلاٹ Mrs. Dr. Hasselblatt

(۱۴) خاتون قانون دان مسز زبیلا فلگا۔ Mrs. Sybille Flugge

(۱۵) جرمن پبلشر مسٹر کے۔ ڈی وولف۔ Mr. K. D. Wolf

(۱۶) جرمن ادیب مسٹر ڈائی فرٹ Mr. H. Deifert

(۱۷) صُوفی مسلک" فرینکفورٹ کی معمر رکن مسز کانون فون ہیننگ Mrs. Khanon Von Henning

(۱۸) قانون کے طالب علم مسٹر ہیرلڈ اَخیلَس Mr. Harald Achelles

(۱۹) بنک" سپارکاسے ۱۸۲۲" کے ڈائرکٹر مسٹر ایرک ہارٹ Mr. Erich Hart

(۲۰) "جنرل نیوز پریس" کے انچارج مسٹر ٹل ہل Mr. Till Hill اور ان کی اہلیہ محترمہ

(۲۱) ایک ادبی رسالہ کے ایڈیٹر مسٹر توخل Mr. Tauchel

(۲۲) وینزویلا کے قونصل مسٹر ایف۔ ڈوکومٹز Mr. F. Documetz

(۲۳) جرمن صحافی اور اسلامی امور کے مضمون نگار مسٹر ہنرخ فون نسبام Mr. Henrich Von Nubaum

(۲۴) فرینکفورٹ یونیورسٹی کے شعبہ آثارِ قدیمہ کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر ہنس فون سٹائبن۔
Prof. Dr. Hans V. Steuben

(۲۵) جماعت احمدیہ نائیجیریا کے خصوصی نمائندے جناب ظفراللہ او۔ الیاس
Mr. Zafrulla O. Elias وغیرہم۔

جب سات بجے شام تک جملہ معزز مہمان تشریف لے آئے تو حضور ایدہ اللہ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری۔ محترم جناب منصور احمد خانصاحب مبلغ انچارج احمدیہ مشن مغربی جرمنی اور محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی معیت میں احمدیہ مشن ہاؤس سے بذریعہ موٹر کار روانہ ہو کر ہوٹل فرینکفرٹر ہوف" تشریف لائے۔ ہوٹل کے صدر دروازہ پر جماعت احمدیہ فرینکفورٹ کے بعض عہدداروں کے علاوہ ہوٹل کے مینیجر مسٹر گروٹن برگ Mr. Groten Berg نے ہوٹل کے چیف فرنٹ آفس کیشیئر عرفان احمد خاں کی معیت میں حضور ایدہُ اللہ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ حضور کے استقبالیہ ہال میں داخل ہونے پر جملہ مہمانانِ کرام نے جو پہلے ہی حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے مؤدّب کھڑے ہو کر حضور کا استقبال کیا۔ بعد ازاں انہوں نے حضور کے پاس آکر اپنے آپ کو متعارف کرایا۔ اُدھر ہمارے جرمن نومُسلم احمدی بھائی مکرم ہدایت اللہ ہیوبش بھی مہمانانِ کرام کا تعارف کراتے جاتے تھے۔ حضور بڑی گرمجوشی سے ہر مہمان مرد کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد ہر ایک سے اس کے مناسبِ حال کچھ باتیں کرتے۔ تعارف کا یہ سلسلہ خاصی دیر تک جاری رہا۔ پھر حضور نے جملہ مہمانانِ کرام کے ہمراہ ماحضر تناول فرمایا۔

حضور نے اس دَوران مہمانانِ کرام سے گھُل مِل کر باتیں کیں۔ بے شمار موضوعات پر ان کے ساتھ حضور کی یہ گفتگو سامعین کے لئے از حد ازدیادِ علم کا موجب ہُوئی۔ حضور نے

جس شعبۂ علم کے ماہر سے بھی گفتگو فرمائی گفتگو کے دَوران اس علم پر ایسے ماہرانہ انداز میں روشنی ڈالی اور اس شعبہ میں جدید ترین ریسرچ پر ایسا سیر حاصل تبصرہ کیا کہ خود ماہرینِ علوم حضور کے مطالعہ کی ہمہ گیر وسعت اور تبحرِّ علمی پر حیران ہوئے بغیر نہ رہے۔ حضور کھڑے کھڑے جس کسی سے بھی گفتگو فرماتے بہت سے مہمان حضور کے گرد آجمع ہوتے اور کمال محویّت کے عالم میں حضور کے ارشادات سے مستفیض ہوتے۔ صنعت و حرفت پر بات ہو رہی ہوتی یا زراعت و تجارت پر، اقتصادیات کا کوئی مسئلہ زیرِ بحث ہوتا یا فلسفہ و طبیعیات کا الغرض کسی بھی موضوع پر گفتگو چل نکلتی حضور اس سے قرآنی تعلیم کی فضیلت کا کوئی نہ کوئی پہلو نکال لیتے۔ اور باتوں ہی باتوں میں اسلام کی صداقت ذہن نشین کرا دیتے۔

رُہر یونیورسٹی بوخم کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر وِلکہ نائن ہاؤس حضور سے ملاقات کی غرض سے تین سو میل کا فاصلہ طے کر کے فرینکفورٹ آئے تھے۔ وہ آجکل اسلامی اقتصادیات کے بارہ میں ریسرچ کر رہے ہیں۔ جب حضور نے ان سے اسلامی اقتصادیات کے بنیادی اصولوں کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اسلامی اقتصادیات کے متعلق میرا علم ابھی بہت محدُود ہے مَیں سکھانے نہیں بلکہ سیکھنے کے لئے حاضر ہؤا ہُوں۔ اس پر حضور نے اسلام کے اقتصادی اصولوں پر اختصار سے روشنی ڈالی اور مغرب کے اقتصادی نظریات کی خامیاں بیان کر کے اسلام کے اقتصادی نظام کی خوبیوں سے انہیں آگاہ کیا۔ وہ بہت توجّہ اور انہماک سے حضور کے ارشادات سُنتے رہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ حضور کے ایک ایک فقرہ کو ذہن کے نہاں خانوں میں محفوظ کر رہے ہیں۔

جرمن ڈاکٹروں کی قومی تنظیم کی مجلس عاملہ کی رکن مسز ڈاکٹر ہیسل بلاٹ اور بعض دوسرے مہمانوں سے ایلوپیتھی طریق علاج، ادویہ کی افادیت اور ان کی مضرّت کے بارہ میں بہت دلچسپ

گفتگو ہوئی۔ وہ طب اور ادویہ کے خواص کے متعلق حضور کے وسیع علم اور تجربہ سے بہت متأثر ہوئے۔ حضور نے انہیں بعض امراض کی دیسی ادویہ سے آگاہ کیا اور بتایا کہ چھوٹی اور معمولی چیزوں سے جنہیں ناکارہ سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے بعض خطرناک امراض کا بخوبی علاج کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے پتھری کے اخراج کے لئے مکئی کے بھٹے کے ریشم نما بالوں کو پانی میں اُبال کر پینے کا ذکر کیا۔ نیز بعض قسم کے کینسر کے علاج کے لئے ایک نہایت معمولی بُوٹی یعنی "سُچّی بُوٹی" کی افادیت پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ اسلام کی رُو سے کوئی مرض بھی لاعلاج نہیں ہے۔ مہمانانِ کرام طبّی مسائل میں حضور کی گہری دلچسپی سے بہت متأثر ہوئے اور انہوں نے اس پر بہت حیرت کا اظہار کیا۔

سب سے زیادہ دلچسپ گفتگو لوتھیریٹن چرچ کے پادری مسٹر فریڈرچ ہاک سے ہوئی۔ وہ استقبالیہ میں شرکت کی غرض سے میونخ سے آئے تھے۔ وہ چرچ میں اس شعبہ کے انچارج ہیں۔ جس کا کام ہی دوسرے مذاہب اور فرقوں سے رابطہ قائم کرکے ان کے متعلق معلومات جمع کرنا ہے۔ ان کے ساتھ گفتگو کے دَوران تثلیث کا ذکر آیا تو حضور نے ان سے دریافت کیا کہ وہ مسیح علیہ السّلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کس بناء پر مانتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انجیل میں ایسا ہی لکھا ہے۔ حضور نے فرمایا انجیل سے تو یہی پتہ لگتا ہے کہ مسیح علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے ایک نبی تھے۔ انہیں خدا تعالےٰ کا بیٹا قرار دے کر خدا کی خدائی میں شریک ماننا درست نہیں ہے اس کے ثبوت میں حضور نے انجیل کی بعض آیات کا حوالہ بھی دیا۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے اور خدا تعالےٰ کی ذات وصفات اور اس کی معرفت کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ حضور نے ان باتوں کا اختصار سے جواب دینے کے بعد فرمایا ان سب امور کو سمجھنے کے لئے تین ماہ کا عرصہ درکار ہوگا۔ آپ ربوہ آکر وہاں تین ماہ رہیں۔ کتابوں کا مطالعہ کریں اور تبادلہ خیالات

کے ذریعہ اپنے شکوک و شبہات کا ازالہ کریں اور پھر متلاشئ حق بن کر جس حد تک ممکن ہو اپنے طور پر مجاہدہ بھی کریں۔ حضور نے انہیں اپنے خرچ پر ربوہ آنے اور وہاں تین ماہ قیام کرنے کی دعوت دی۔

وہ حضور کی گفتگو اور فراخدلانہ دعوت سے ازحد متأثر ہوئے اور بڑی عقیدت سے اپنی نوٹ بک حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے درخواست کی کہ حضور اپنے قلم سے اس میں کوئی نصیحت رقم فرما دیں۔ حضور نے ان کی یہ درخواست قبول فرماتے ہوئے اپنے دستِ مبارک سے درجِ ذیل فقرہ ان کی نوٹ بک میں رقم فرمایا۔

Be Faithful to One Almighty Creator (رَبّ)

اس نوازشِ خاص پر وہ ازحد مسرور ہوئے اور حضور کا بہت شکریہ ادا کیا۔ بعد میں انہوں نے راقم الحروف کو حضور کی یہ تحریر دکھا کر ربّ کے معنے دریافت کئے اور جب راقم الحروف نے انھیں اس کے معنے بتائے تو وہ دیر تک اس فقرہ کو پڑھتے اور اس کے معانی اور مفہوم پر غور کرتے رہے۔

یہ استقبالیہ تقریب جو سات بجے شام شروع ہوئی تھی قریبًا نو بجے تک جاری رہی۔ مہمانانِ کرام نے جانے سے قبل باری باری پھر حضور ایدہ اللہ سے مصافحہ کیا۔ اور حضور سے ملاقات پر مسرّت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے۔ حضور مع اہلِ قافلہ وہاں سے روانہ ہو کر مغرب سے قبل مشن ہاؤس واپس تشریف لے آئے۔

جماعت احمدیہ نائیجیریا کے خصوصی نمائندہ کی آمد

۱۰ر جولائی کو جماعت احمدیہ نائیجیریا کے خصوصی نمائندہ کی حیثیت سے جناب ظفراللہ الیاس صاحب لیگوس سے فرینکفورٹ تشریف لائے۔ انہوں نے مشن ہاؤس

میں حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کر کے جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے حضور کی خدمت میں حالیہ تبلیغی دَورہ پر مبارکباد پیش کی اور اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَبًا کہا۔ نیز حضور کی نائیجیریا میں متوقع تشریف آوری کے پروگرام کے بارہ میں حضور سے ہدایات حاصل کیں۔ اسی روز شام کو ہوٹل فرینکفرٹر ہوف میں حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد ہو رہی تھی چنانچہ جماعت احمدیہ فرینکفورٹ کی خصوصی دعوت پر انہوں نے بھی استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔

ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کی مراجعتِ انگلستان

۲؍جولائی کو حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا حرم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طبیعت ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے اچانک ناساز ہو گئی تھی۔ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب آجکل مع بیگم صاحبہ رخصت پر ربوہ سے انگلستان آئے ہوئے ہیں۔ انہیں فون کے ذریعہ حضرت سیّدہ مدّظلہا کی علالت کی اطلاع دی گئی۔ چنانچہ ۴؍جولائی کو آپ مع بیگم صاحبہ محترمہ، حضرت سیّدہ مدّظلہا کی عیادت اور علاج کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز فرینکفورٹ تشریف لائے اور یہاں پانچ روز قیام کر کے بطور معالج خدمت بجا لانے کی سعادت حاصل کی۔ آپ حضرت سیّدہ مدّظلہا کے صحتیاب ہونے پر ۱۰؍جولائی کو لندن واپس تشریف لے گئے۔

۱۰؍جولائی کی صبح کو حضور نے دفتر میں تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمانے کے علاوہ مسجد نور میں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں حضور کی زیرِ ہدایت مکرم منصور احمد خان صاحب مبلغ انچارج مغربی جرمنی نے پڑھائیں۔

فرینکفورٹ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

حضور نے ۱۱ر جولائی کو مسجد نور میں نماز جمعہ پڑھائی اور اسلام میں عورت کی بلند شان پر خطبہ ارشاد فرمایا

"مغرب میں کیا جانیوالا یہ اعتراض کہ اسلام عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق نہیں دیتا سراسر باطل ہے"

اسلام نے چند جسمانی امور کی وجہ سے پیدا ہونیوالے قدرتی تفاوت کے سوا عورتوں کو ہر لحاظ سے مساوی حقوق دیئے ہیں

(رپورٹ نمبر ۸ بابت ۱۱ر جولائی ۱۹۸۰ء)

فرینکفورٹ ۱۱ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز جمعہ (بذریعہ ڈاک)۔ ۱۱ر جولائی ۱۹۸۰ء کو حضور ایدہ اللہ نے مسجد نور میں نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور کے قیامِ فرینکفورٹ کے دوران یہ دُوسرا جمعہ تھا۔ قبل ازیں حضور نے ۴ر جولائی کو اسی مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھائی تھی علاوہ ازیں اسی روز شام کو حضور نے مسجد نور میں جماعت احمدیہ فرینکفورٹ کی طرف سے منعقد کی گئی ایک خصوصی تقریب میں مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے تین درجن زیر تبلیغ اصحاب کو ملاقات کا شرف بخشا اور ان کے ساتھ گفتگو کے دوران اُن کے سوالات کے جواب دیئے۔

نمازِ جمعہ سے قبل حضور نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں عورت کے عزّت و احترام اور بلند شان پر بہت بصیرت افروز پیرائے میں روشنی ڈالی اور قرآن مجید کی آیات کی

روشنی میں واضح فرمایا کہ اسلام نے عورت کو مردوں کے مساوی درجہ دیا ہے اور معاشرہ میں اس کا احترام قائم کر کے اور اس کے حقوق و فرائض کو متعیّن فرما کے ان کے تحفّظ کی پوری پوری ضمانت دی ہے۔ حضور کے اس بصیرت افروز خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درجِ ذیل ہے:۔

خُطبہ جمُعہ کا خُلاصہ

حضور ایدہ اللہ کے نماز جمعہ کے لئے دو بجکر پچیس[۲۵] منٹ پر مسجد نور میں تشریف لانے پر جناب مبشّر احمد صاحب باجوہ نے اذان دی۔ اس سے قبل جمعہ کی پہلی اذان بھی انہوں نے ہی دی تھی۔

ایک لایعنی اعتراض اور اس کا جواب

اذان کے معًا بعد حضور نے خطبۂ جمعہ کا آغاز کرتے ہوئے تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ یورپ اور دوسرے غیر مسلم ممالک میں غلط فہمی یا تعصّب کی وجہ سے سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اس نے عورت کے حقوق ہی قائم نہیں کئے اس لئے اسلام مردوں کا مذہب ہے، یہ عورتوں کا مذہب ہے ہی نہیں۔ حالانکہ اس کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اسلام نے نہ صرف یہ کہ عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیئے ہیں بلکہ بعض احتیاطیں وضع کر کے ان کے حقوق کے تحفّظ کی پُوری پُوری ضمانت بھی دی ہے۔

حضور نے فرمایا ان قوموں میں بعض گندے اخلاق اور بگڑی ہُوئی عادتوں نے کچھ ایسا گھر کیا ہے کہ اگر انہیں سمجھایا جائے کہ جن باتوں پر تم اعتراض کر رہے ہو ان کا مقصد عورتوں پر ناواجب پابندیاں عائد کرنا نہیں بلکہ ان کے عزّت و احترام اور حقوق کی حفاظت

کرنا ہے تو اسے وہ درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے اور ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو مرد کے مساوی درجہ نہیں دیا۔ حالانکہ کسی قوم کی عورتوں کو عقلاً اور اخلاقاً اس امر کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ ان کی لڑکیاں شادی سے پہلے ہی بچے جننے لگیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آزادی کے سراسر غلط تصوّر نے ان قوموں کے افراد کو مادر پدر آزاد بنا چھوڑا ہے۔ آزادی کے اس غلط تصوّر کی وجہ سے ہی امریکہ میں ہر سال لاکھوں بچے ایسے پیدا ہوتے ہیں جنہیں ان کی مائیں شادی سے پہلے ہی جنم دے دیتی ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ اسلام اُس کی اجازت نہ دے کر عورتوں پر سختی کرتا ہے تو اس کا یہ اعتراض عقلاً، مذہباً اور اخلاقاً سراسر ناواجب ہے۔ اسلام عورتوں کو ان کے حقوق کے تحفّظ کی ضمانت دے کر مَردوں کی طرح انہیں بھی زمین سے اُٹھا کر آسمان کی رفعتوں میں لے جانا چاہتا ہے۔ جو چیز عورتوں کی اس ترقی کی راہ میں روک ہے۔ اسلام اسے تسلیم نہیں کرتا۔ نہ اس کی اجازت دیتا ہے۔

مَردوں اور عورتوں میں حقیقی مساوات

حضور نے اسلام کی رُو سے مَردوں اور عورتوں کے حقوق اور ان کے تعیّن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اسلام نے مَردوں اور عورتوں میں حقیقی مساوات قائم کی ہے۔ دونوں میں قدرتی لحاظ سے جسمانی فرق کی وجہ سے پیدا ہونے والے تفاوت کے سوا اسلام نے عورتوں کو مَردوں کے برابر حقوق دیئے ہیں۔ جسمانی لحاظ سے قدرتی فرق کو واضح کرتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ مثال کے طور پر عورتیں بچے جنتی ہیں۔ مَرد بچّے نہیں جَن سکتے۔ یہ فرق قدرت نے پیدا کیا ہے اسے بدلا نہیں جا سکتا۔ اس فرق کا مردوں اور عورتوں کے حقوق اور ان کی نوعیّت پر ایک حد تک اثر انداز ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو خاوند اور بیوی کا

اپنا اپنا ایک مقام ہے۔ ہر چند کہ دونوں کا اپنا اپنا مقام اہم ہے۔ تاہم اسے بدلا نہیں جا سکتا۔ گھر کا انتظام چلانا اور چھوٹے بچّوں کی پرورش اور تربیت کرنا عورتوں کا کام ہے۔ مَرد کی ذمہ داری بیوی اور بچّوں پر مشتمل پورے گھر کی تمام جائز ضروریات کو پُورا کرنا اور اس کے لئے محنت و مشقّت کر کے اخراجات مہیّا کرنا ہے۔ بیوی کے فرائض میں سرے سے یہ امر شامل نہیں ہے کہ وہ اپنی کمائی ہُوئی یا پہلے سے حاصل شدہ دولت گھر کے اخراجات کو پُورا کرنے پر خرچ کرے۔ اسلام نے اُسے اس کے لئے مکلّف ہی نہیں کیا اسلام اسے اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی ذاتی دولت میں سے ایک پائی بھی گھر پر خرچ نہ کرے۔ اسلام مَرد کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ اپنی بیوی کو اس کے اپنے مال میں سے گھر کی ضروریات پوری کرنے پر مجبور کرے۔ اس نے بیوی کو اپنی ذاتی ملکیّت کے بارہ میں پُورے طور پر آزاد رکھا ہے۔

عورتوں اور مَردوں کے مسَاوی حقوق کا واضح اعلان

حضور نے خطبہ جاری رکھتے ہُوئے فرمایا۔ دو ایک باتوں میں قدرتی تفاوت اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تقسیم کار کے سوا اسلام نے عورتوں کو مَردوں کے مساوی حقوق دیئے ہیں۔ اس نے ان میں سرے سے کوئی فرق ہی تسلیم نہیں کیا۔ سارا قرآن دونوں میں بحیثیّت انسان ہونے کے مکمّل مساوات کے ذکر سے پُر ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کامل اور دائمی شریعت لے کر دُنیا میں مبعوث ہوئے تو کس کی طرف مبعُوث ہُوئے ؟ قرآنِ مجید خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا آیت ۲۹)

(ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھ کو تمام بنی نوعِ انسان کی طرف رسُول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری دیتا اور ہوشیار کرتا ہے لیکن انسانوں میں سے اکثر اِس حقیقت سے واقف نہیں)

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو النّاس کی طرف رسُول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ النّاس کا لفظ عربی زبان میں مَردوں اور عورتوں دونوں کے لئے اکٹھا بولا جاتا ہے۔ سو معنے اس آیت کے یہ ہوئے۔ کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے تجھے ہر مَرد اور ہر عورت کی طرف رسُول بنا کر بھیجا ہے۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشیر اور نذیر تمام مَردوں اور تمام عورتوں کے لئے ہیں۔ جہانتک آپؐ کی بعثت اور اس کی غرض وغایت کا تعلق ہے اللہ تعالےٰ نے اس اعتبار سے مَردوں اور عورتوں میں کوئی تفریق نہیں کی۔ اِسی لئے قرآن مجید میں جتنے بھی احکام آئے ہیں (ماسوا چند احکام کے جن میں جسمانی تفاوت کی وجہ سے عورتوں کے بعض جُداگانہ نوعیّت کے حقوق و فرائض کا ذکر ہے)، ان میں یکساں طور پر مَردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور وہ یکساں طور پر دونوں پر عائد ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ (النساء آیت ۲)

(ترجمہ:۔ اے انسانو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے)

یہاں بھی اَلنَّاس کا لفظ استعمال کر کے مَردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ مخاطب کیا

گیا ہے اور انہیں اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حکم کے ذریعہ انہیں دراصل کہا یہ گیا ہے کہ وہ یکساں طور پر خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کر کے اس کی نگاہ میں عزّت کا مقام حاصل کریں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام مَردوں اور عورتوں دونوں کو عزّت اور احترام کا مقام دلانا چاہتا ہے اور اس لحاظ سے ان میں کسی تفریق کا روادار نہیں ہے۔

عزّ و شرف میں مساوات کا ایک لاثانی پہلو

اسلام کی رُو سے عورتوں اور مَردوں کے مابین عزّ و شرف میں مساوات کے ایک خاص پہلو کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں النّاس کے علاوہ بشر کا لفظ بھی انہی معنوں میں استعمال کیا ہے اور کیا بھی ہے ایک خاص محل پر۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرایا کہ:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ (الکھف آیت ۱۱۱)

(ترجمہ:۔ تُو (انہیں) کہہ کہ مَیں تمہاری طرح کا صرف ایک بشر ہُوں)

عربی لُغت کی رُو سے بَشَر کے معنوں میں بھی مَرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ جب بَشَر کا لفظ بیک وقت مَردوں اور عورتوں دونوں کے لئے بولا جاتا ہے تو مِثْلُكُمْ میں بھی دونوں شامل ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرایا کہ اے مَردو! اور اے عورتو! مَیں تم جیسا ایک بشر ہوں۔ اس طرح آپ نے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ بشر ہونے کے لحاظ سے مجھ میں اور دُنیا کے تمام مَردوں اور تمام عورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے، سب ایک جیسے بشر ہیں۔ یہ انسان کو (جس میں مَرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں) زمین سے اُٹھا کر ساتویں آسمان تک لے جانے والی بات ہے

یہ مساوات بلحاظ نوع کے ہے۔ اور مَردوں اور عورتوں کے یکساں شرف پر دلالت کرتی ہے چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو استعداد اور قابلیّت ہر دوسرے انسان سے کہیں بڑھ کر عطا کی گئی تھی اس لئے استعدادوں کے لحاظ سے نیز اتقیٰ ہونے کے لحاظ سے اس بشر اور ہر دوسرے بشر کے مابین بڑا فرق ہے۔ اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر ہونے کے لحاظ سے اپنے وجود کو ہر بشر کے ساتھ بریکٹ کر دیا اور بتا دیا کہ بشر ہونے کے لحاظ سے مجھ میں اور تمام دوسرے انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بلحاظ نوع یکسانیّت کا یہ شرف مَردوں اور عورتوں دونوں کو حاصل ہے۔ اسلام نے اس شرف میں شریک ہونے کے لحاظ سے مرد اور عورت میں کوئی تفریق نہیں کی۔ بلحاظ استعداد مرد، مرد اور عورت، عورت میں بھی فرق ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے ترقی کرنی ہے۔ ان میں سے کوئی اپنی استعداد کے مطابق کتنی ہی ترقی کر جائے اسلام کہتا ہے کہ بشر ہونے کے لحاظ سے بلا تفریق و امتیاز تمام مَرد اور تمام عورتیں ایک ہی سطح پر ہیں۔

رحمت سے بہرہ یاب ہونے میں مساوات

حضور نے عورتوں اور مَردوں میں مساوات کے ایک اَور پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

اللہ تعالےٰ نے مَردوں اور عورتوں میں مساوات کا ایک اَور لحاظ سے بھی ذکر کیا ہے اور وہ ہے رحمت سے بہرہ یاب ہونے میں مساوات۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (الانبیاء آیت ۱۰۸)

(ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھے تمام دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے)

اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے دائرے میں صرف

مرد آئیں گے بلکہ کہا یہ ہے کہ ہم نے آپؐ کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ دُنیا کی ہر چیز آپؐ کی رحمت سے حصّہ لے رہی ہے۔ آپ تمام انسانوں یعنی مَردوں اور عورتوں دونوں کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ آپؐ کی رحمت مَردوں اور عورتوں کو یکساں فیض پہنچا رہی ہے یعنی آپؐ کی رحمت سے بہرہ یاب ہونے میں مَردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مَردوں اور عورتوں سے متعلق قرآنی آیات کا ایک جائزہ

اسلام میں عورت اور مرد کے مساوی درجہ اور مساوی حقوق کو واضح کرتے ہوئے حضور نے مَردوں اور عورتوں سے متعلق قرآنی آیات کا ایک جائزہ بھی پیش کیا۔ فرمایا جب مَیں نے مَردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق و فرائض کی روشنی میں قرآنی آیات کا جائزہ لیا تو مَیں نے دیکھا کہ قرآن مجید کی ایسی آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے اَلنَّاس کہہ کر یعنی مَردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ مخاطب کرکے احکام دیئے ہیں ان کی تعداد ۲۲۷ ہے۔ اسی طرح انسان اور اَلنَّاس کہہ کر جن آیات میں مَردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ مخاطب کیا گیا ہے ان کی تعداد علی الترتیب ۶۱، اور ۷۶ ہے۔ اب رہیں وہ آیات جن میں عورتوں کے جسمانی طور پر مختلف حالات کے پیشِ نظر صرف عورتوں کو مخاطب کر کے صرف اُنہیں احکام دیئے گئے ہیں۔ یا اُن کے بعض زائد حقوق کا ذکر کیا گیا ہے سو اُن کی تعداد ۹۴ ہے۔ اس کے بالمقابل جن آیات میں صرف مَردوں کا ذکر ہے وہ صرف گیارہ ہیں اس جائزہ سے بھی ظاہر ہے کہ جسمانی تفاوت کے سوا قرآنِ مجید میں جتنے بھی احکام دیئے گئے ہیں وہ مَردوں اور عورتوں کو اکٹھا مخاطب کرکے دیئے گئے ہیں اور دونوں اُن میں برابر کے شریک ہیں۔ بلحاظ احکام اور بلحاظ حقوق و فرائض خدا تعالیٰ نے دونوں میں کوئی تفریق نہیں برتی ہے۔

اس ضمن میں حضور نے سُورۃ النّساء کی آیت اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کا اصل مفہوم بھی واضح کیا۔ چنانچہ فرمایا۔ جہاں تک اس آیت کا تعلّق ہے اس میں مَردوں کی اس ذمہ داری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو گھر کی جُملہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے سلسلہ میں ان پر ڈالی گئی ہے۔ اس آیت میں یہ بتانا مقصُود نہیں ہے کہ عورتیں مَردوں سے کمتر درجہ رکھتی ہیں۔ بلکہ بتانا یہ مقصُود ہے کہ مرد گھر کے جُملہ اخراجات کو پورا کرنے کے ذمہ دار ہیں اور اس کی طاقت رکھتے ہیں۔

نیک اعمال کی جزاء میں مساوات

حضور نے نیک اعمال کی جزاء کے لحاظ سے بھی مَردوں اور عورتوں میں مساوات پر روشنی ڈالی اور واضح فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اعمالِ صالحہ کی جزاء بھی دونوں کے لئے ایک جیسی رکھی ہے۔ اس نے یہ کہیں نہیں کہا کہ مَرد نیک اعمال بجالائیں گے تو انہیں زیادہ جزاء ملے گی اور عورتیں جو نیک اعمال بجالائیں گی اُنہیں ان کی مَردوں کے مقابلہ میں کم جزاء ملے گی۔ اس نے دونوں کے لئے ایک جیسی جزاء رکھ کر اس میں کسی قسم کا فرق روا نہیں رکھا۔ بلکہ ان کی ایک مجبوری کی وجہ سے ان کے تھوڑے اعمال کی جزاء زیادہ رکھی ہے اور کہا ہے کہ انہیں مَردوں کے زیادہ اعمال کے برابر جزاء ملے گی۔ مثلاً عورتوں کو بعض ایّام میں نماز نہ پڑھنے کا حکم ہے لیکن ثواب مَرد کے برابر رکھا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ چونکہ مَردوں نے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں اس لئے اُنہیں زیادہ ثواب ملے گا۔

مغربی ممالک میں رہنے والے احمدیوں کا فرض

آخر میں حضور نے مغربی ممالک میں رہنے والے احمدیوں کو ان کے ایک اہم فرض کی طرف توجّہ دلائی۔ حضور نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا یہ باتیں مَیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم جو

یہاں رہتے ہو تو یہاں کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچاؤ۔ اگر تم تبلیغ کرو گے۔ اور اسلام پر یہ لوگ کوئی اعتراض کریں گے۔ تو خدا تعالیٰ خود تمھیں اس کا جواب سکھائے گا۔ تم کسی اعتراض کا خوف دل میں لائے بغیر نڈر ہو کر ان لوگوں کو تبلیغ کرو اور یاد رکھو کہ احمدیّت اس اسلام کا نام ہے جسے درمیانی زمانہ کی بدعات سے پاک کرکے پھر اس کی اصل شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ اس پر کسی قسم کا اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی غلط فہمی یا ناسمجھی کی وجہ سے اعتراض کرتا ہے تو وہ یقیناً غلطی پر ہے۔ خدا تمھیں خود ایسا جواب سکھائے گا جس سے اعتراض کرنے والے کی تسلّی ہو جائے گی۔

حضور نے انہیں ایک اَور اہم امر کی طرف بھی توجّہ دلائی۔ فرمایا اس ضمن میں دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وُہ یہ ہے کہ ہر احمدی یہاں دلیری کے ساتھ اسلامی زندگی گزارے تاکہ وہ اسلامی تعلیم کے حُسن کا اپنی زندگیوں میں نمونہ پیش کرکے دوسروں کو اس کا گرویدہ بنا سکے۔ اور آخر میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ ہمیں دوسروں کے لئے اسلامی تعلیم کا نمونہ بنائے۔ اور ان کی ہلاکت کا سبب ہمیں نہ بنائے۔

اس بصیرت افروز خطبہ کے بعد جو چالیس منٹ تک جاری رہا۔ حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

احباب اس جمعہ بھی فرینکفورٹ کے دور و دراز علاقوں اور اس کی نواحی بستیوں سے بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ مسجد کا مسقف حصّہ مَردوں سے اور ملحقہ ہال مستورات سے پُوری طرح بھرا ہُوا تھا۔ اس روز بھی موسم خراب تھا اور وقفہ وقفہ سے بارش ہوتی رہی تھی اور نماز کے وقت بھی گہرا اَبر چھایا ہُوا تھا۔ اس کے باوجود

بہت سے احباب کو مسجد کے پہلو میں کھلے آسمان کے نیچے نماز ادا کرنا پڑی۔

مسجد نور فرینکفورٹ میں ایک نکاح کا اعلان

حضور ایدہ اللہ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد مسجد میں احباب جماعت کے درمیان محراب میں صدر جگہ پر رونق افروز ہوئے اور حضور ایدہ اللہ کی اجازت سے مبلّغ انچارج مغربی جرمنی و امام مسجدِ نور فرینکفورٹ مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب نے ایک نکاح کا اعلان کیا۔ انہوں نے عزیزہ طاہرہ تسنیم حبیب سلمہا بنت مکرم بشیر احمد صاحب حبیب آف لندن کا نکاح مسعود احمد ہاشمی سلمہٗ آف ہیمبرگ کے ساتھ چھ ہزار جرمن مارک حق مہر پر پڑھا۔ اعلانِ نکاح کے بعد مکرم منصور احمد خان صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس رشتہ کو طرفین کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے مبارک کرے اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

حضور کے اعزاز میں ایک اور استقبالیہ تقریب کا انعقاد

اسی روز ۱۱ر جولائی ۱۹۸۰ء کی شام کو ایک اور استقبالیہ تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔ جیسا کہ گزشتہ رپورٹ میں ذکر کیا گیا تھا حضور کے اعزاز میں جماعت احمدیہ فرینکفورٹ کی طرف سے ایک استقبالیہ تقریب ۱۰ر جولائی کی شام کو ”ہوٹل فرینکفرٹر ہوف“ میں وسیع پیمانہ پر منعقد ہوئی تھی۔ جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات کے علاوہ بعض پادریوں، جرمن مستشرقین اور جرمنی کی یونیورسٹیوں کے بعض چیدہ چیدہ پروفیسروں نے بھی شرکت کی تھی۔ ۱۱ر جولائی کی استقبالیہ تقریب میں جو احمدیہ مشن کی جانب سے مسجد نور فرینکفورٹ میں منعقد ہوئی ان جرمن باشندوں اور جرمنی میں مقیم ان غیر ملکی اصحاب نے شرکت کی جو احمدیہ مشن فرینکفورٹ اور مقامی احمدی

احباب کے زیرِ تبلیغ ہیں۔

اس روز بھی حسبِ معمول موسم بہت خراب تھا اور صبح سے مسلسل بارش ہو رہی تھی اس لئے خیال تھا کہ شاید مدعوین زیادہ تعداد میں نہ آسکیں پھر بھی اس تقریب میں شرکت کرنے والے جرمن اور غیر ملکی باشندوں کی تعداد ۵۳ تک پہنچ گئی۔ ان میں جرمن دوستوں کے علاوہ ترکی، اٹلی اور حبشہ کے احباب شامل تھے۔ جب سوا سات بجے شام تک سب مہمان اپنی مقررہ نشستوں پر بیٹھ گئے تو ۷ بجکر ۲۰ منٹ پر حضور مسجد میں تشریف لائے۔ جملہ حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے پر ہمارے جرمن نومسلم احمدی بھائی مکرم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش نے جو ترجمان کے فرائض سر انجام دے رہے تھے جملہ مہمانانِ کرام کا حضور سے تعارف کرایا۔

تعارف کے بعد حضور نے مہمانانِ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے آپ سب صاحبان سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میرے یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ مَیں آپ سے مل کر آپ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کروں اور اسلام کا پیغام آپ تک پہنچاؤں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم کسی رسمی کارروائی کے بغیر بے تکلف ماحول میں باہم تبادلۂ خیالات کریں اور اس طرح دنیا کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے بارہ میں ایک دوسرے کے نقطۂ نظر سے مستفید ہوں۔ اس پر مہمانوں نے اس امر کو ترجیح دی کہ وہ باری باری سوال کریں گے اور حضور ان کے سوالوں کے جواب مرحمت فرما کر انہیں اپنے تبحّرِ علمی سے مستفیض ہونے کا موقع عنایت فرمائیں۔ چنانچہ سوال و جواب کا ایک دلچسپ سلسلہ چل نکلا جو قریباً دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ جس کے دَوران حاضرین نے حضور کے ارشادات کو بہت توجّہ اور دلجمعی سے سُنا۔

سوال و جواب کے اس دلچسپ سلسلہ کے دَوران نہ صرف دنیا کے موجودہ حالات اور اُن کی وجہ سے پیش آمدہ مسائل بلکہ مسلم اقوام کا زوال اور اس زمانہ میں ان کا اسلامی تعلیمات سے متضاد طرزِ عمل بھی زیرِ غور آیا۔ حضور نے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اسلام کی لازوال و بے مثال تعلیم کو تفصیل سے بیان کرکے واضح فرمایا کہ اسلام ایک عظیم مذہب ہے۔ نوعِ انسان کا مستقبل اس کی پیش کردہ تعلیم پر کماحقہٗ عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہی وہ واحد راہِ نجات ہے جس پر چل کر وہ اپنے آپ کو اس ہولناک تباہی سے بچا سکتی ہے جو اس کے سر پر منڈلا رہی ہے۔

بعض مسلم اقوام اور مسلمانوں کے موجودہ طرزِ عمل کی وجہ سے اسلام پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ بعض مسلمانوں کا طرزِ عمل اگر اسلامی تعلیم کے مطابق نظر نہیں آتا تو اس سے اسلام پر کیسے حرف آسکتا ہے۔ بعض مسلمانوں کا جداگانہ طرزِ عمل اپنی جگہ ہے اور اسلام کی لازوال و بے مثال تعلیم اپنی جگہ ہے۔ کسی مذہب کی صداقت اور انسانی زندگی میں اسکی تعلیم کی افادیّت کو پرکھنے کے لئے اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ اس میں فی ذاتہٖ پیش آمدہ مسائل کا حل موجود ہے یا نہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو پھر عقلمندی اور دُور اندیشی اسی میں ہے کہ اسے دل سے قبول کرکے اس پر عمل کیا جائے۔

اس سوال کے جواب میں کہ دنیا فی زمانہ جن مشکلات سے دوچار ہے ان کی اصلاح کا طریق کیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ایٹم بم سے اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اصلاح دلوں کو بدلنے سے ہوگی۔ اسی لئے ہم دلوں کو بدلنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے نفرت کرنے کی بجائے باہم محبت کرنا سیکھیں۔ حضور نے فرمایا۔

جب تک ہم مغربی اقوام کو یہ یقین نہیں دلائیں گے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اس سے جو ان کے پاس ہے بہتر ہے وہ اسلام کو قبول نہیں کریں گے اور اگر ہم ان کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہوگئے تو پھر انہیں اسلام کی آغوش میں آنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ فرمایا میرے اور مغربی اقوام کے درمیان ایک رسّہ کشی جاری ہے مَیں اُنہیں یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہُوں کہ وہ صِدق سے اسلام کی طرف آئیں اِسی میں اُن کے لئے خیر ہے اس کے بغیر خیر کا تصوّر ہی محال ہے۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ مَیں اس رسّہ کشی میں ہار جیت کی غیر یقینی کیفیّت کا شکار نہیں ہُوں بلکہ خدائی وعدوں کی بناء پر اس بات پر پختہ ایمان رکھتا ہُوں کہ احمدیّت رُوئے زمین کے تمام انسانوں کے دل جیت لے گی۔ جس کے نتیجہ میں وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دینِ واحد پر آجمع ہوں گے اور وہ وقت کہ جب ایسا ہوگا دُور نہیں ہے۔ آئندہ پچیس تیس سال میں اس کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو جائیں گے اور یہ انقلاب آئندہ ایک سو سال کے اندر اندر اپنے کمال کو پہنچ جائیگا اور پھر یہ عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوگا کیونکہ قرآن نوعِ انسانی کے دلوں پر قیامت تک حکومت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اس گفتگو کے دَوران حضور نے ایک انتباہ بھی فرمایا اور وہ یہ کہ اس کائنات کی بنیادی حقیقت توحید باری تعالےٰ ہے۔ جس سے کامل اور اکمل طور پر اسلام نے دُنیا کو رُوشناس کرایا ہے۔ اگر دنیا اس بنیادی حقیقت کی طرف نہیں آئے گی تو انسانیت مکمّل طور پر تباہ ہو جائے گی اور اگر وہ اس تباہی سے بچی تو محض خدا کے فضل سے بچیگی اور اسے طوعًا و کرہًا اس بنیادی حقیقت کی طرف آنا اور اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔

سوال و جواب کے اس طویل لیکن نہایت دلچسپ سلسلہ کے اختتام پر حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ حضور نے اس کے دوران مہمانوں سے گھل مل کر باتیں کیں۔ اور جب ایک بھائی جناب ارہان یالمز Orhan Yalmiz نے بتایا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدی ہیں تو حضور نے ازراہِ شفقت انہیں مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا اور ان سے ان کے دوسرے ہموطن احمدیوں کے بارہ میں باتیں کیں۔

یہ پُر معارف اور بصیرت افروز تقریب ساڑھے نو بجے شام اختتام پذیر ہوئی۔ دس بجے شب حضور نے دوبارہ مسجد میں تشریف لا کر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اس تقریب پر جرمنی میں حضور کے قیام کا پہلا مرحلہ بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا کیونکہ اگلے روز ۱۲ر جولائی کو حضور نے چند یوم کے لئے مع اہلِ قافلہ سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک روانہ ہونا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا عزم سوئٹزرلینڈ اور زیورک میں ورود مسعود

سوئٹزرلینڈ کی سرحد پر اور مسجد محمود زیورک میں احباب جماعت کی طرف سے پُرتپاک استقبال

حضور کے اعزاز میں دی گئی استقبالیہ تقریب میں مصری، تونسی، یوگوسلاوی اور ترک دوستوں کی شرکت

مہمانانِ کرام کی طرف سے ذوق و شوق، عزت و احترام اور والہانہ عقیدت کا اظہار

—— (رپورٹ نمبر ۹ بابت ۱۲ و ۱۳ جولائی ۱۹۸۰ء) ——

۱۲ جولائی ۱۹۸۰ء بروز ہفتہ اپنے تبلیغی اور تربیتی دورہ کے سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے (مغربی جرمنی کے شہر فرینکفورٹ میں اپنے چودہ روزہ قیام کا پہلا مرحلہ ۱۱ جولائی ۱۹۸۰ء کی شام کو کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ مکمل کرنے کے بعد) اگلے روز ۱۲ جولائی کی صبح کو فرینکفورٹ سے سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک روانہ ہونا تھا۔ حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا مع اہلِ قافلہ صبح ساڑھے دس بجے موٹر کاروں کے ذریعہ فرینکفورٹ سے زیورک روانہ ہوئے۔ احباب جماعت نے خاصی تعداد میں حاضر ہو کر حضور کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ حضور چار سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اسی روز شام کو سات بجے بلکہ سوئٹزرلینڈ کے وقت کے مطابق ابھی شام کے چھ بجے تھے بخیر و عافیت زیورک میں ورود فرما ہوئے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے

کہ باقی یورپ کے مقابلے میں سوئٹزرلینڈ میں گھڑیوں کا وقت ایک گھنٹہ پیچھے مقرر ہے

زیورک کے لئے روانگی

حضور زیورک روانہ ہونے کی غرض سے ٹھیک ساڑھے دس بجے صبح اپنی قیام گاہ (احمدیہ مشن ہاؤس فرینکفورٹ) سے باہر تشریف لائے۔ روانگی سے قبل حضور نے اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ دُعا سے فارغ ہونے پر حضور اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا موٹر کار میں سوار ہو کر قافلہ کی دوسری کاروں کے ہمراہ جانبِ زیورک روانہ ہوئے۔

فرینکفورٹ سے زیورک تک کا فاصلہ ۴۰۰ کلومیٹر ہے۔ مقامی احباب میں سے مبلّغ انچارج مغربی جرمنی مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب، ان کی بیگم صاحبہ محترمہ اور بچّی عزیزہ ندرت سلمہا نیز مکرم شریف خالد صاحب، مکرم ڈاکٹر عبدالغفور قریشی صاحب اور مکرم ظہیر احمد چوہدری صاحب بھی مشایعت کی غرض سے علیحدہ کاروں میں ساتھ ہی روانہ ہوئے۔ مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب اور ان کے اہل و عیال نیز مکرم ظہیر احمد چوہدری نے تو جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کی مشترکہ سرحد پر حضور کو رخصت کرنے کے بعد واپس آجانا تھا البتہ مکرم شریف خالد صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالغفور صاحب قریشی نے حضور کے ہمراہ زیورک جانا اور سوئٹزرلینڈ کے دَورہ کی تکمیل کے بعد حضور ہی کے ہمراہ واپس آنا تھا۔ اس دَورہ میں حضور کی موٹر کار ڈرائیو کرنے کا شرف مکرم شریف خالد صاحب کے حصّہ میں آیا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے قافلہ کے لئے اپنی کار پیش کی تھی اور اس پورے دَورہ میں خود ہی انہوں نے اسے ڈرائیو کیا۔

سوئٹزرلینڈ کے سرحدی شہر بازل تک کا سفر

فرینکفورٹ سے بازل تک ۱۵ا کلومیٹر

کا سفر جرمنی کی بڑی شاہراہ جسے جرمن زبان میں "آٹوبان" کہتے ہیں کے ذریعہ طے ہوا۔ "آٹوبان" وہ شاہراہ کہلاتی ہے جو بڑے بڑے شہروں کو ملاتی ہے اور جس پر کوئی چورستہ یا چوراہا نہیں آتا۔ جس کی وجہ سے اس پر تیز رفتاری سے موٹریں چلا کر لمبی مسافت کو نسبتاً کم وقت میں طے کیا جا سکتا ہے۔ جس آٹوبان پر یہ سفر طے ہوا وہ جرمنی کی مصروف ترین شاہراہوں میں سے ایک ہے اور اس پر تیز رفتار ٹریفک ہر وقت جاری رہتی ہے اور انتہائی تیز رفتار لاتعداد موٹریں بیک وقت زنّاٹے بھرتی ہوئی آ جا رہی ہوتی ہیں۔ مسافروں کی سہولت کے لئے ریڈیو سٹیشن کا ایک خاص چینل وقفہ وقفہ سے "آٹوبان" پر ٹریفک کی کیفیّت اور اس کے مختلف حصّوں میں موسم کا حال نشر کرتا رہتا ہے تاکہ سفر کرنے والوں کو موٹر میں بیٹھے بیٹھے ہی آٹوبان پر آگے آنے والی کسی غیر متوقع روکاوٹ یا کسی مقام پر بوجوہ ٹریفک جام ہونے کی پیشگی اطلاع ملتی رہے اور وہ صورتِ حال کے مطابق مناسب رفتار پر اپنا سفر جاری رکھ سکیں اور انہیں سفر کے دَوران ہی اندازہ ہو سکے کہ اپنی منزل مقصود پر پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا۔ بالخصوص موسم گرما کی چھٹیوں کے دَوران لوگ سیر و سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور "آٹوبان" پر ٹریفک معمول سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے جس کے نتیجہ میں شاہراہ کے بہت وسیع و عریض ہونے کے باوجود جگہ جگہ ٹریفک جام ہو جاتی ہے اور برق رفتاری سے دوڑنے والی موٹریں یکایک رینگنا شروع کر دیتی ہیں۔ جب کسی مقام پر رکاوٹ دُور ہونے کے باعث ٹریفک میں جمُود کی کیفیّت دُور ہو جاتی ہے تو ریڈیو فوری طور پر اس کی اطلاع بھی نشر کر دیتا ہے اور مسافر اس سے مطلع ہو جاتے ہیں۔

جس روز حضور فرینکفورٹ سے زیورک کے لئے روانہ ہوئے اس سے ایک یا

دو روز قبل ہی موسمِ گرما کی تعطیلات شروع ہوئی تھیں اور اکثر لوگ سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے اس لئے اُس روز "او ٹوبان" پر ٹریفک معمول سے زیادہ تھی اور اور بعض جگہوں پر سڑک بھی زیرِ تعمیر تھی جس کی وجہ سے بعض مقامات پر ٹریفک میں جمود کی کیفیّت کا رُونما ہونا ناگزیر تھا۔ سفر کے دَوران ریڈیو پر مسلسل اطلاع مل رہی تھی کہ کہاں کس وجہ سے ٹریفک جام ہے اور کہاں رکاوٹ دُور ہونے پر ٹریفک دوبارہ حسبِ معمول چالُو ہو چکی ہے۔ ہر آن ملنے والی ان اطلاعات کے مطابق سفر کہیں تیز رفتاری اور کہیں سُست رفتاری سے جاری رہا اور فرینکفورٹ سے با آزل تک کا سفر جو راستہ میں ریسٹورنٹ میں قیام کا وقت شامل کرکے ساڑھے پانچ گھنٹے میں طے ہونا چاہیئے تھا ساڑھے چھ گھنٹے میں طے ہوُا۔ اور حضور جرمنی کے وقت کے مطابق ساڑھے چار بجے سہ پہر سوئٹزرلینڈ کی سرحد پر پہنچے۔

سوئٹزرلینڈ کی سرحد پر استقبال

جب سرحد بہت قریب آگئی تو حضور ایدہُ اللہ نے سڑک کے پہلو میں پارکنگ کی ایک جگہ پر موٹریں رُکوا کر محترم نوابزادہ منصور احمد خانصاحب اور ان کے اہلِ وعیال نیز مکرم ظہیر احمد صاحب چوہدری کو جو مشایعت کی غرض سے فرینکفورٹ سے ایک علیحدہ موٹر کار میں حضور کے ہمراہ سفر کر رہے تھے واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ وہ حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کرکے سفر پر روانہ ہوئے اور اس کے چند منٹ بعد حضور نے مع اہلِ قافلہ سرحد عبور کرکے سوئٹزرلینڈ کی سرزمین میں قدم رنجہ فرمایا۔ سرحد پار سوئٹزرلینڈ کے مختلف مقامات سے آئے ہوُئے ایک درجن کے قریب احباب حضور کے استقبال کے لئے وہاں پہلے سے موجود تھے اور حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں

چشم براہ تھے۔ زیورک سے آنے والوں میں مبلّغ سوئٹزرلینڈ مکرم نسیم مہدی صاحب، مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ، مکرم شیخ ناصر احمد صاحب، معمّر سوئس نومسلم احمدی مکرم احمد ورتھ رش صاحب Mr. Ahmad P. Wurthrich اور مکرم زکریا میر صاحب شامل تھے۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ جنیوا کی نمائندگی مکرم سعادت احمد صاحب پراچہ اور مکرم خلیل مرزا صاحب کے فرزندان عزیزان شکیل مرزا اور جلیل مرزا نے کی۔ ان دنوں ونگ کمانڈر ایس۔ ایم۔ لطیف صاحب اور مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب بھامڑی پاکستان سے زیورک آئے ہوئے تھے۔ یہ دونوں اصحاب بھی زیورک سے بازل کے قریب سرحد پر آئے ہوئے تھے۔ ان سب احباب نے حضور ایّدہُ اللہ کا پُرتپاک استقبال کیا۔ حضور نے سب کو باری باری مصافحہ کا شرف بخشا اور کچھ دیر ان سے باتیں کیں۔ بعد ازاں حضور (مع اہلِ قافلہ) ان سب مقامی احباب کی مشایعت میں موٹر کاروں کے ذریعہ جرمنی کے وقت کے مطابق پانچ بجے شام بازل سے زیورک کے لئے روانہ ہوئے اور ۸۵ کلومیٹر کا فاصلہ قریبًا دو گھنٹے میں طے کر کے ۷ بجے شام مسجد محمُود زیورک پہنچے (اس وقت سوئٹزرلینڈ کے وقت کے مطابق شام کے چھ بجے تھے) جونہی حضور کی کار مسجد کے سامنے آکر رُکی۔ مکرم خلیل مرزا صاحب آف جنیوا اور مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کے جواں سال فرزند عزیز یحیٰی سلمہٗ اور بعض دوسرے مقامی دوستوں نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ دو چھوٹی بچیوں عزیزہ انیلہ مرزا اور عزیزہ شمائلہ پراچہ نے حضور کی خدمت میں گلدستے پیش کئے۔ حضور نے ان کے سروں پر دستِ شفقت پھیرا اور انہیں پیار کیا اور پھر مسجد سے ملحق احمدیہ مشن ہاؤس کے رہائشی حصّہ کے اندر تشریف لے گئے۔ دس بجے شب حضور نے مسجد محمُود

میں تشریف لاکر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

۱۳ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز اتوار زیورک میں اپنے قیام کے دوسرے روز حضور نے صبح دس بجے دفتر میں تشریف لاکر بعض دفتری امور سرانجام دینے کے علاوہ احمدیہ مشن سوئٹزرلینڈ کی تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا اور اس سلسلہ میں مبلّغ سوئٹزرلینڈ مکرم نسیم مہدی صاحب کو ضروری ہدایات سے نوازا۔ اس روز حضور نے بعض احباب کو شرفِ ملاقات بھی بخشا۔ ان میں غانا مغربی افریقہ کے جناب احمد کوُاا ینو Mr. Ahmad Quaino اور ان کے بچّے بھی شامل تھے۔ آپ حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی غرض سے ۲۷۵ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے اسی روز صبح جنیوا سے زیورک پہنچے تھے۔ آپ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مخلص احمدی ہیں اور جنیوا میں غانا کے سفارتخانہ میں سیکنڈ سیکرٹری کے عہدہ پر فائز ہیں۔ تین بجے سہ پہر حضور نے مسجد محمود زیورک میں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔

حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب چار بجے شام احمدیہ مشن ہاؤس زیورک کی طرف سے حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ یہ تقریب مشن ہاؤس کے ایک وسیع و عریض کمرہ میں منعقد ہوئی۔ اس میں سوئٹزرلینڈ کے احمدی احباب کے علاوہ پاکستان، بھارت، مصر، تونس، ترکی، یوگوسلاویہ، اور سوئٹزرلینڈ کے ان دوستوں نے بھی شرکت فرمائی جو احمدیہ مشن زیورک سے رابطہ رکھتے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کے مدّاح ہیں یہ ایک غیر رسمی نہایت بے تکلّف مجلس تھی۔ اگرچہ حضور نے حسب پروگرام کوئی تقریر تو ارشاد نہیں فرمائی تاہم مہمانانِ کرام سے خوب گھُل مِل کر باتیں کیں اور انہیں ان کے مناسبِ حال

بیش قیمت ارشادات سے نوازا۔ مختلف ملکوں سے تعلّق رکھنے والے مہمانانِ کرام کی خواہش تھی کہ وہ انفرادی طور پر اپنے بعض اشکال حضور کی خدمت میں پیش کر کے حضور سے رہنمائی حاصل کریں۔ چنانچہ ان کی اس خواہش کے احترام میں حضور ایک صوفے پر تشریف فرما ہوئے۔ مہمانوں میں سے ایک ایک دوست باری باری آکر حضور کے ساتھ اسی صوفے پر بیٹھتے اور بعض مسائل پیش کر کے حضور کی زبانِ مبارک سے ان کا حل سنتے اور اس طرح پُر معارف ارشادات سے مستفیض ہوتے۔ بعض دوست اپنی بیماری یا کسی مشکل کا ذکر کر کے دُعا کی درخواست بھی کرتے۔ ہر دوست حضور کے ارشادات سے فیضیاب ہونے کے بعد کھڑے ہو کر بڑے احترام اور عقیدت سے مصافحہ اور دست بوسی کا شرف حاصل کرتے اور اپنی جگہ واپس چلے جاتے۔

مثال کے طور پر ایک تُرک دوست جناب اسمٰعیل کامل اوغلو جب اپنی باری پر آکر حضور کے ساتھ صوفے پر بیٹھے تو انہوں نے اپنا تعارف کرانے کے بعد کمر میں تکلیف اور علاج کا تفصیل سے ذکر کر کے کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے زیرِ لب دُعا کرتے اور ان کی کمر پر اپنا دستِ مبارک پھیرتے ہُوئے اُنہیں مشورہ دیا کہ وہ روزانہ دو ہزار انٹرنیشنل یونٹ پر مشتمل وٹامن "ای" استعمال کریں۔ نیز روزانہ باقاعدگی سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے کے علاوہ یہ دعا بکثرت کیا کریں کہ:۔

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ"

ساتھ ہی حضور نے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کو جو اُس وقت ترجمان کے فرائض سرانجام دے رہے تھے ہدایت فرمائی کہ وہ دَوا کا نام اور دُعا کے الفاظ تحریر کر دیں۔ اور پھر

اوغلو صاحب کو اس کے معنی بھی سمجھا دیں تاکہ یہ اس دُعا کو بآسانی یاد کر سکیں اور چلتے پھرتے اور کام کرتے ہُوئے بکثرت یہ دُعا کر سکیں۔ حضور کی اس شفقتِ خاص پر جناب اسمٰعیل کامل اوغلو نے رخصت ہونے سے قبل اس حال میں بہت ہی ادب کے ساتھ حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا کہ وہ سراپا سپاس بنے ہُوئے تھے۔

اسی طرح ایک خوش شکل اور خوش لباس مصری نوجوان فارُوق حیات علی صاحب نے حضور سے قرآن مجید کی قدیم تفاسیر کے بارہ میں دریافت کیا کہ ان میں سے کونسی تفسیر بہتر ہے اور حضور خود ان میں سے کس تفسیر کو ترجیح دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ہر تفسیر میں اپنی اپنی جگہ کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے لیکن کسی تفسیر کو بھی حتمی اور آخری تفسیر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ قرآنِ مجید تو علوم اور معارف کا ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے۔ جتنا بھی کوئی انسان مطہر بن کر اس میں غوطہ زن ہوگا اس کے مطابق اس میں سے نئے معارف نکلتے چلے آئیں گے۔ گو قدیم تفاسیر مَیں نے بھی پڑھی ہیں لیکن مَیں اُن میں سے کسی ایک پر بھی حصر نہیں کرتا۔ قرآن تو وہ عظیم کتاب ہے جو ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ کے مطابق اپنے خاص بندوں پر نئے نئے معارف کھولتا چلا آرہا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ مطہّر بننے کی کوشش کرے تا اس پر حسبِ استعداد قرآن کے نئے معارف کھلیں اور وہ ان سے رہنمائی حاصل کرے۔

حضور کے اس ارشاد پر وُہ بہت خوش ہُوئے۔ انہوں نے سُورۃ الکوثر کی بعض قدیم تفاسیر کی روشنی میں پیدا ہونے والے بعض اشکال کا ذکر کیا۔ اس پر حضور نے انہیں سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رقم فرمودہ تفسیر سے استفادہ

کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور نے فرمایا۔ چونکہ یہ تفسیر اُردو میں ہے۔ اور اُردو آپ (فاروق ہدایت علی صاحب) نہیں جانتے اس لئے آپ مبلّغ سوئٹزرلینڈ نسیم مہدی صاحب سے رابطہ پیدا کریں اور ان کے ساتھ کم از کم تین گھنٹہ کی نشست کریں وہ عربی زبان میں اس تفسیر کا خلاصہ آپ کو بتا دیں گے جس سے آپ کے سب اشکال دُور ہو جائیں گے۔ حضور نے مکرم نسیم مہدی صاحب کو مخاطب کر کے انھیں ہدایت فرمائی کہ وہ فاروق حیات علی صاحب سے مل کر ان کی سہولت کے مطابق کوئی دن اور وقت مقرر کر لیں اور اُنہیں متعلقہ تفسیر کے ماحصل سے آگاہ کرنے کا اہتمام کریں۔ اس پر فاروق حیات علی صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ سُورۃ العصر کی تفسیر بھی اُنہیں بتائی جائے۔ حضور نے فرمایا اس کے لئے آپ کو مزید تین گھنٹے کی فرصت نکال کر نسیم مہدی صاحب سے ملنا پڑے گا۔ اس کرم فرمائی پر اُنہوں نے حضور ایدّہُ اللہ کا تہہِ دل سے شکریہ ادا کیا اور بڑی عقیدت سے مصافحہ اور دست بوسی کا شرف حاصل کر کے وہ رخصت ہُوئے۔

حضور ایدّہُ اللہ کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کا یہ سلسلہ مسلسل ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ جب سب مہمان باری باری حضور کے ارشادات سے مستفیض ہو چکے تو حضور ساڑھے پانچ بجے شام اپنی قیام گاہ میں واپس تشریف لے گئے۔

مجلسِ عرفان سات بجے شام حضور اپنی قیام گاہ سے دوبارہ مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔ اور احبابِ جماعت کے درمیان رونق افروز ہو کر انہیں ساڑھے آٹھ بجے تک علوم و معارف اور بیش بہا نصائح سے سرفراز فرماتے رہے۔ حضور نے اللہ تعالےٰ کے بارش کی طرح نازل ہونے والے فضلوں کا ذکر فرما کر احباب کو تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے ضمن میں ان کی اہم ذمّہ داریوں کی طرف توجّہ دلائی۔

نو بجے شب (جبکہ جرمنی اور دوسرے یورپی ممالک میں رات کے دس بجے تھے) حضور نے مسجد محمود میں تشریف لاکر مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں جن میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

حضور نے سوئٹزرلینڈ کے علاوہ آسٹریا کے ایک علاقہ میں جاکر قدرتی حسن سے مالا مال بعض دلکش مناظر بھی دیکھے

اللہ تعالیٰ کی بعض جلالی اور جمالی صفات کے پُرکیف مظاہر میں قدرت و حکمتِ الٰہی کا بصیرت افروز مشاہدہ

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی طرف سے حضور کے اعزاز میں استقبالیہ دعوت۔ مختلف ممالک کے معززین کی شرکت

(رپورٹ نمبر ۱ بابت ۱۴ و ۱۵ جولائی ۱۹۸۰ء)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن چیزوں کو اپنے نشان کے طور پر بطورِ خاص پیش کیا ہے ان میں سے ایک دنیا کے مختلف حصّوں میں پائے جانے والے سلسلہ ہائے کوہ بھی ہیں ان کے بے انداز منافع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں جس کے اندر پہاڑ پیدا کئے گئے ہیں بڑی برکت رکھی ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِىَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيهَا۔ (حٰمٓ السجدہ آیت ۱۱)

(ترجمہ:۔ اور اس نے زمین میں اس کے اُوپر پہاڑ بنائے ہیں اور اس میں بڑی برکت رکھی ہے)

اس سے ظاہر ہے کہ بنی نوعِ انسان کے فائدہ کے لئے زمین میں جو بے انداز برکت رکھی گئی ہے اس کا ایک اہم اور بنیادی سبب اور ذریعہ پہاڑ بھی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پہاڑ بھی مختلف قسموں اور مختلف رنگوں کے بنائے گئے ہیں تاکہ یہ مختلف النوع پہاڑ اپنے مختلف النوع فوائد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا ثبوت پیش کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ (فاطر آیت ۲۸)

ترجمہ:۔ کیا تُو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے بادل سے پانی اُتارا ہے۔ پھر ہم نے اس سے مختلف قسم کے پھل پیدا کئے ہیں۔ اور پہاڑوں میں سے مختلف قسم کے پہاڑ ہوتے ہیں (جو ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں) بعض سفید، بعض سُرخ، مختلف رنگوں کے اور کالے سیاہ بھی۔

الغرض یہ کائنات، اس کی ہر شئے اور اسی طرح کرۂ ارض پر پھیلے ہوئے انواع و اقسام کے پہاڑی سلسلے اور ان میں پوشیدہ مختلف النوع فوائد اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا ایک زبردست نشان ہیں۔

احمدیہ مشن سوئٹزرلینڈ نے حضور ایدہُ اللہ کی بے پناہ دینی و جماعتی مصروفیات اور لگاتار کام اور تکان کے پیشِ نظر آرام اور تفریح کا ایک مختصر وقفہ نکالنے کی غرض سے سوئٹزرلینڈ اور اس کے پڑوسی مُلک آسٹریا کے بعض مختلف النوع پہاڑی سلسلوں کی محدود اور مختصر سیر کا پروگرام تجویز کیا تھا تاکہ یہ سیر پہاڑی سلسلوں کی تخلیق میں پوشیدہ عظیم الشان حکمت کے قریبی مشاہدہ و مطالعہ کا سبب بن سکے۔ حضور نے سیر کی غرض سے اس دینی پہلو کے پیشِ نظر اس تجویز کو قبول فرماتے ہُوئے اس کی منظوری عطا فرما دی تھی۔

چنانچہ حضور ایّدہُ اللہ مع اہلِ قافلہ ۱۴ر جولائی کو زیورک سے آسٹریا کا ایک سلسلۂ کوہ دیکھنے اور اس سے اگلے روز ۱۵ر جولائی کو سوئٹزرلینڈ کے ایک مختلف نوعیّت کے پہاڑی سلسلہ کا مشاہدہ کرنے تشریف لے گئے۔ دونوں روز پروگرام کے مطابق جس جس مقام تک جانا طے ہوا تھا حضور اُس تک پہنچنے سے پہلے ہی واپس تشریف لے آتے رہے کیونکہ مقصد محض سیر و تفریح نہ تھا بلکہ غرض قرآنی آیات کی روشنی میں اللہ تعالےٰ کی غیر محدود قدرتوں اور وراء الوراء حکمتوں کے مہتم بالشّان مظاہر کا مشاہدہ و مطالعہ تھا۔

۱۴ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز پیر ۱۴ر جولائی کو حسب پروگرام حضور (مع اہلِ قافلہ و بعض مقامی احباب) احمدیّہ مشن زیورک سے سوا گیارہ بجے قبل دوپہر موٹر کاروں کے ذریعہ آسٹریا کے جنوبی علاقوں کے ایک حصّہ کا سلسلہ کوہ دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ قافلہ کی کاریں اس بڑی جھیل کے ساتھ ساتھ، جو زیورک سے مشرق کی جانب شمرکون (Schmerkon) نامی مقام تک بہت طویل علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے، لاخن (Lachen) کے مقام تک گئیں۔ یہاں سے سڑک جھیل سے کسی قدر جانبِ جنوب ہٹ کر مشرق کی طرف مڑتی ہوئی ویلن سی (Walensee) نامی ایک نسبتاً چھوٹی لیکن بہت خوبصورت جھیل کے کنارے آنکلی۔ سڑک ویلن سٹڈ (Walenstadt) کے مقام تک جھیل کے کنارے کنارے چلتی ہے۔ یہ جھیل بھی لمبائی میں مغرب سے مشرق کی طرف پھیلی ہوئی ہے۔

مُرگ نامی پہاڑی مقام کا حسین منظر یہاں راستہ میں حضور مُرگ (Murg) کے مقام پر کچھ وقت کے لئے رُکے۔ اس جگہ شمالی جانب

جھیل کے اُس پار ایک بلند و بالا پہاڑی سلسلہ جھیل پر سایہ فگن ہے۔ اس طرح جھیل شمالی اور جنوبی دونوں اطراف سے دو بہت اُونچے پہاڑی سلسلوں کی درمیانی وادی میں سے ہو کر گزرتی ہے اور جنوبی جانب سڑک پر سے گہرائی میں اس طرح جگمگ جگمگ کرتی نظر آتی ہے جس طرح کنوئیں کی تہہ میں پانی تارہ کی طرح جھلمل جھلمل کرتا دکھائی دیتا ہے۔ جس وقت حضور وہاں پہنچے۔ مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے جھیل کے اُس پار شمالی سلسلۂ کوہ کی چوٹیوں پر ہلکے سُرمئی رنگ کے بادل فضا میں تیر رہے تھے اور سفید دھوئیں کی مانند اِدھر اُدھر پھیل پھیل کر اپنی شکلیں ہی نہیں بدل رہے تھے بلکہ اُن کی اپنی شکلیں بدلنے کے نتیجہ میں سلسلۂ کوہ کی ہیئت بھی لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہو رہی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا۔ کہ ہم ہر لمحہ ایک نئے دلکش منظر سے لُطف اندوز ہو رہے ہیں۔ سلسلہ کوہ کی چوٹیاں کبھی بادلوں میں چھُپ جاتیں اور کبھی جزوی اور کبھی کُلّی طور پر نمودار ہو جاتیں۔ پوری فضا پر ہلکے دودھیا بادلوں کی مہین چادر چھائی ہوئی تھی جس نے اس منظر کے پورے ماحول کو سحر آلود بنا رکھا تھا۔ اُدھر شمالی جانب کے سرسبز و شاداب سلسلۂ کوہ کا عکس نیچے جھیل کی چمکیلی سطح کو سبز مخملی فرش میں تبدیل کر کے ایک عجیب سماں باندھنے کا موجب بنا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ پہاڑوں نے ہی سبز پوشاک نہیں پہنی ہوئی بلکہ زمین بھی گہرے سبز رنگ کے چمکدار فرش سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ اور دائیں بائیں آگے پیچھے، اُوپر نیچے الغرض ہر ہر جگہ سبزہ ہی سبزہ حکمران ہے۔ تھوڑی دیر اس دلکش منظر سے لطف اندوز ہونے اور اللہ تعالےٰ کی حمد کرنے کے بعد حضور مع اہلِ قافلہ جھیل کے ساتھ ساتھ سرگنز Sargans نامی قصبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

سر بفلک پہاڑوں کی سرزمین حضور کی معیت میں جملہ اہلِ قافلہ سرگنز سے جانب شمال سفر کرتے ہوئے شان والڈ Shanwald کے مقام پر سرحد عبور کر کے سر بفلک پہاڑوں کی سرزمین یعنی آسٹریا کی حدود میں داخل ہوئے۔ اور وہاں سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر آسٹریا کے سرحدی قصبے فیلڈ کِرخ Feldkirch میں کچھ وقت کے لئے رُک کر سنٹرل ہوٹل لووین (Lowen) میں دوپہر کا کھانا کھایا۔

آسٹریا کی حدود میں داخل ہوتے ہی سڑک کے دونوں طرف بہت بلند و بالا سرسبز شاداب پہاڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہاں پہنچتے پہنچتے موسم خوب کھُل چکا تھا اور دھوپ کی وجہ سے پہاڑوں کا رنگ رُوپ اچھی طرح نکھر چکا تھا حتیٰ کہ دُور دور تک پھیلے ہوئے سلسلہ ہائے کوہ اور وادیوں کے قدرتی حسن کا مشاہدہ کرنے میں کوئی روک باقی نہیں رہی تھی۔ سڑک وادیوں کے بیچ میں سے بل کھاتی اور ایک موڑ کے بعد دوسرا موڑ کاٹتی ہوئی گزرنے لگی اور ہر موڑ پہ آسمان سے باتیں کرتی ہوئی پہاڑوں کی ایک دوسرے کی اوٹ سے جھانکتی ہوئی، اونچی نیچی چوٹیاں نت نئے مناظر پیش کرنے لگیں۔

فیلڈ کِرخ کے قصبہ کے بعد قافلہ کی کاریں مشرق کی جانب مڑنے والی ایک سڑک پر چلتی اور پہاڑوں کے دلکش مناظر آنکھوں کے سامنے لاتی ہوئی نہایت دشوار گزار پہاڑوں کے اس طویل سلسلہ کے دامن میں آپہنچیں جو کوہ ارلبرگ (Arlberg)۔ کے نام سے موسوم ہے اور اس علاقہ کا بلند ترین سلسلۂ کوہ شمار ہوتا ہے۔

طویل ترین پہاڑی سُرنگ اس دشوار گزار سلسلۂ کوہ کے نہایت پُر پیچ اور خطرناک راستوں سے بچنے کے لئے کلوسٹرلے (Klosterle) نامی

قصبہ سے سینٹ اینٹن (St. Anton) نامی قصبہ تک اس سلسلۂ کوہ کو اندر ہی اندر کھود کر ایک چودہ کلومیٹر لمبی نہایت کشادہ سُرنگ نکالی گئی ہے جو غالباً دُنیا کی طویل ترین سُرنگ شمار ہوتی ہے اور انجینئرنگ کے نہایت ترقی یافتہ فن کے ایک شاہکار کی حیثیت سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس سُرنگ میں ہر وقت دو طرفہ ٹریفک جاری رہتی ہے۔ ہر موٹر گاڑی یا ٹرک وغیرہ کو اس میں سے گزرنے کے لئے ۱۸ مارک (قریباً نوّے روپے) ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہے۔ اور اگرچہ بجلی کے قمقموں سے جگمگ کر رہی ہوتی ہے۔ پھر بھی ایک دفعہ اس میں داخل ہونے اور برق رفتاری سے موٹر چلانے کے باوجود محسوس یوں ہوتا ہے کہ یہ کبھی ختم نہیں ہوگی اور اس احساس سے کسی قدر دم گھٹنے لگتا ہے۔

اس سرنگ کی وجہ سے فاصلہ تو کم ہو گیا ہے اور سامان سے لدے ہوئے بڑے بڑے دیو ہیکل ٹرک اور ٹرالرز اس دشوار گزار پہاڑی سلسلہ کے نیچے سے کم سے کم وقت میں آسانی سے گزر جاتے ہیں اور اس سے نقل و حمل کے کام میں بہت سہولت ہو گئی ہے۔ لیکن اس سرنگ میں سے گزرنے والے اُن حسین قدرتی مناظر سے محروم رہتے ہیں جو اس سلسلۂ کوہ کے بالائی حصّہ میں قدم قدم پر بکھرے پڑے ہیں۔

اس طویل ترین سُرنگ میں سے گزرنے کے بعد ارلبرگ کے سلسلۂ کوہ کے اُس پار پہاڑی درّہ میں سے ہو کر (جو اپنی جگہ کچھ کم حسین مناظر سے مالا مال نہ تھا) قافلہ کی کاریں سٹرنجن (Strengen) نامی قصبہ تک آئیں۔ پروگرام کے مطابق یہاں سے ابھی انسبرک (Insbruck) نامی مقام تک جانا تھا جو اس مقام سے ۳۵ کلومیٹر آگے تھا لیکن حضور نے سٹرنجن سے ہی زیورک واپس جانے کا فیصلہ فرمایا۔

آرلبرگ کے سلسلۂ کوہ کے نہایت حسین مناظر

کاریں اسی راستہ سے زیورک واپس آئیں البتہ سینٹ اینٹن سے کلوسٹرلے تک ۱۴ میٹر لمبی سُرنگ میں سے گزرنے کی بجائے آرلبرگ کے سلسلۂ کوہ کے اُوپر بل کھاتے ہوئے پیچدار راستے سے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ سارا سلسلہ نہایت حسین اور دلکش مناظر سے پُر ہے۔ انواع واقسام کے پہاڑوں، سرسبز وشاداب وادیوں اور موسم گرما میں بھی برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑوں کی بلند وبالا چوٹیوں کو دیکھ کر وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ کی عملی تفسیر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور پہاڑوں کے اوپر ان کی ظاہری دولت کو دیکھ کر اور ان کے نیچے مخفی دولت کو تصوّر میں لاکر اور برفانی پانی کے بے شمار چشموں کا مشاہدہ کر کے دل گواہی دے اُٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا کی رُو سے زمین میں نوعِ انسان کے لئے جو بے انداز برکت رکھی ہے بلاشبہ پہاڑ اس کا ایک اہم سبب اور ذریعہ ہیں۔

برفانی چوٹیوں کا قریب سے مشاہدہ

جیسا کہ اُوپر لکھا جا چکا ہے یہ پیچدار اور دشوار گزار راستہ چودہ کلومیٹر لمبی سُرنگ کے اوپر سر بفلک پہاڑوں کے درمیان میں سے گزرتا ہے۔ یہ سینٹ جیکب، سینٹ اینٹن، سینٹ کرسٹوف سٹوبن اور لانگن کے پہاڑی قصبات سے ہوتا ہوا سُرنگ کے اس پار کلوسٹرلے کے مقام پر جا اُترتا ہے۔ واپسی کے سفر میں سینٹ جیکب پہنچنے پر ساڑھے پانچ بجے حضور نے مع اہلِ قافلہ ہوٹل ٹیرولر ہوف (Hotel Tirolerhof) میں تیسرے پہر کی چائے نوش فرمائی۔

سینٹ کرسٹوف اس پہاڑی علاقہ کا بلند ترین مقام ہے۔یہاں پہنچ کر ارلبرگ کے سلسلۂ کوہ کی برفانی چوٹیوں کا انتہائی قریب سے نظارہ کیا جاسکتا ہے۔جونہی موٹریں مختلف موڑ کاٹتی ہوئی اس مقام پر پہنچیں اور برف پوش چوٹیاں نگاہوں کے سامنے آئیں تو سورج کی شعاعوں کی وجہ سے وسیع وعریض برفانی خطّہ کی چمک سے آنکھیں چندھیائے اور خیرہ ہوئے بغیر نہ رہیں۔ اس ناقابلِ بیان دلفریب منظر پہ دل عش عش کر اُٹھے۔اس خطّہ میں پہنچنے کے بعد حضور نے "ہاس پز ہوٹل" (Hospiz Hotel) کے قریب جہاں سے برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں کا وسیع علاقہ قریب ترین آباد مقام سے بآسانی دیکھا جا سکتا تھا موٹریں روکنے کا حکم دیا۔ حضور اور جملہ افرادِ قافلہ موٹروں سے نکل کر قدرتی حُسن سے مالامال اس دلفریب نظارہ کو دیر تک دیکھتے رہے اور اللہ تعالےٰ کی غیر محدود قدرت کے اس تابندہ مظہر کو دیکھ دیکھ کر اسکی تحمید وتمجید کرتے رہے۔ نہ صرف پہاڑوں کی بلند و بالا چوٹیاں اور ان کی درمیانی گھاٹیاں برف سے اٹی پڑی تھیں بلکہ ان سے بہہ نکلنے والے چشمے بھی برف میں تبدیل ہونے کے بعد منجمد حالت میں ایک عجیب بہار دے رہے تھے۔جس کھلی اور وسیع وعریض جگہ احباب کھڑے تھے وہ اگرچہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے کافی نیچے کی طرف تھی اور چوٹیوں اور اس کے درمیان بہت طویل فاصلہ تھا لیکن اس کے ارد گرد بھی جگہ جگہ برف کی تہیں جمی ہوئی تھیں اور برف کی ان یخ بستہ تہوں کو ہاتھوں سے چھُو کر اُن کی سُن کر دینے والی برودت کو محسوس کیا جاسکتا تھا۔

یہاں سے روانہ ہو کر حضور (جانے اور واپس آنے میں قریبًا ۲۳۴ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے) مغرب کے بعد زیورک واپس پہنچ گئے۔ پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد مغرب

اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔

۱۵ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز منگل

۱۵ر جولائی کو حضور مع اہلِ قافلہ بعض احباب کی معیّت میں زیورک سے کسی قدر جنوب مغرب کی سمت میں لوزرن سے ہوتے ہوئے انٹرلاکن تک کا علاقہ دیکھنے تشریف لے گئے۔ یہ سارا علاقہ سرسبز و شاداب پہاڑوں اور ان کے درمیان درجہ بدرجہ بلند ہوتی ہوئی وادیوں میں واقع قدرتی جھیلوں اور ان کے خوشنما مناظر کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔

بلند سے بلند تر ہوتی ہوئی جھیلیں

اس روز موسم اچھا نہ تھا کیونکہ صبح ہی سے گہرا ابر چھایا ہوا تھا اور وقفہ وقفہ سے ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ حضور مع اہلِ قافلہ ساڑھے دس بجے صبح موٹر کاروں کے ذریعہ احمدیہ مشن ہاؤس سے روانہ ہوئے اور ایڈلس وِل (Adliswil) بار (Baar) چم (Cham) اور ایبی کون (Ebikon) وغیرہ مقامات سے گزرتے ہوئے لوزرن (Luzern) تشریف لائے۔ لوزرن کی وسیع و عریض جھیل جس کے دونوں طرف پہاڑی سلسلے اندر تک گھستے اور اسے باہم ملے ہوئے مختلف حصّوں میں تقسیم کرتے چلے گئے ہیں، اپنے وسعت پذیر نہایت ہی دلکش مناظر کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ بیرونی ممالک کے سیّاح اس کے دلکش مناظر سے لطف اندوز ہونے اور اس کے گردا گرد پہاڑوں کی بلندیوں پر بنے ہوئے ہوٹلوں میں قیام کرنے یہاں بکثرت آتے ہیں۔

یہاں پہنچتے پہنچتے خاصی تیز بارش شروع ہو چکی تھی۔ جس نے اس علاقے کے نہایت دلکش مناظر کو دھندلا کر رکھ دیا تھا۔ اس لئے یہاں کسی مقام پر اُترے بغیر قافلہ جھیل کے کنارے کنارے بلندی کی طرف سفر کرتا ہوا لوزرن سے بھی بلند تر مقام سرنن Sarnan

آیا اور یہاں سے جھیلِ سرنن کے کنارے کنارے مزید بلندی کی طرف سفر کرتا ہُوا اس سے بھی بلند تر مقام برِنز (Brienz) پہنچا۔ یہاں کی وسیع و عریض جھیل کے آخری سرے پر انٹرلاکن کا قصبہ واقع ہے۔ جو اپنے دلفریب مناظر کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔

سُورج کی غیر متوقع شعاعیں اور اُن کی کرشمہ سازی

حضور نے انٹرلاکن (Interlaken) جانے کی بجائے جو برِنز سے ۱۵ کلومیٹر دُور ہے" برِنز لیک" کے کنارے اُتر کر "برِنزر بُربلی" (Brienzerburli) نامی ہوٹل میں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور پھر کچھ دیر جھیل کے کنارے چہل قدمی فرمائی۔ اگرچہ اس وقت بھی ابر چھایا ہُوا تھا اور اس سے پہلے بارش ہوتی رہی تھی جس کی وجہ سے جھیل کا پورا منظر دھند میں لپٹا ہُوا تھا لیکن اچانک بادلوں کی اوٹ سے سورج کی بعض شعاعیں نمودار ہوئیں اور انہوں نے پیش منظر میں ایک عجیب سماں پیدا کر دکھایا سُورج کی ان غیر متوقع شعاعوں کی وجہ سے پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں یکدم چاندی کی مانند چمکنے اور نگاہوں کو خیرہ کرنے لگیں۔ اُدھر حدِ نگاہ تک پھیلی ہُوئی جھیل کی سبزی مائل سطح بھی ان شعاعوں کی وجہ سے یکدم چمک اُٹھی اور اس میں اُٹھنے والی نہایت چمکدار سیمابی لہریں آنکھوں کے سامنے چکا چوند کی کیفیّت پیدا کرنے لگیں۔ اس وقت یُوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک محدود حصّہ میں اُوپر آسمان بھی چمک رہا ہے اور نیچے زمین بھی چمک رہی ہے۔ اور درمیانی فضا زمرّد کی طرح سبز رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ یہ ایک بہت ہی دلکش و دلفریب نظارہ تھا جو بادلوں کے پیچھے سے یکدم نمودار ہونے والی سُورج کی غیر متوقع شعاعوں نے پیدا کر دکھایا۔ اس خوبصورت منظر سے کچھ دیر لطف اندوز ہونے اور اس دَوران اللہ تعالےٰ کی حمد میں مصروف رہنے کے بعد حضور نے انٹرلاکن جانے

کی بجائے یہیں سے واپسی کا قصد فرمایا اور پانچ بجے سہ پہر زیورک واپس تشریف لے آئے۔ اس روز حضور نے اہلِ قافلہ کی معیّت میں آنے اور جانے میں مجموعی طور پر ۲۵۶ کلومیٹر مسافت طے کی۔

جلال و جمال کے مختلف مناظر کا جُداگانہ امتیاز آسٹریا کے پہاڑی نظاروں اور سوئٹزرلینڈ کے پہاڑی نظاروں میں یکساں دلکشی و دلفریبی کے باوجود ایک نمایاں فرق تھا اس لئے کہ دونوں اپنی اپنی جگہ اللہ تعالےٰ کی مختلف صفات کے مظہر تھے۔ آسٹریا کے فلک بوس پہاڑ بیک وقت برف پوش اور سرسبز و شاداب ہونے کے باوجود اللہ تعالےٰ کے جلال و جبروت اور ایک گونہ حسین و جمیل ہیبت کے آئینہ دار تھے۔ اس کے بالمقابل سوئٹزرلینڈ کے برف پوش اور سرسبز و شاداب پہاڑوں میں جھیلوں کی کثرت نے وہاں کے خوشنما نظاروں کو زندگی اور تازگی سے ہمکنار کر کے ان میں ایک عجب دلربائی پیدا کر دکھائی تھی اور انہیں اللہ تعالےٰ کی صفاتِ جلال کی بجائے صفاتِ جمال کا آئینہ دار بنا کر کائنات کی اس قرآنی صداقت کو اُجاگر کر دکھایا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر زندہ چیز کو پانی سے زندہ کیا ہے۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ میں جھیلوں کی شکل میں پانی کی فراوانی نے وہاں کے دلکش مناظر میں زندگی کی جو لہر دَوڑا رکھی ہے وہ آسٹریا کے مناظر میں موجود نہیں البتہ جلال و جبروت اور ایک دلکش ہیبت سے وہاں کے مناظر مالا مال ہیں اور اس بِناء پر کچھ کم دلفریب نہیں۔

الغرض ان دونوں ملکوں کے بعض محدود حصّوں کی یہ مختصر سیاحت بہت ایمان پرور اور بصیرت افروز ثابت ہوئی۔ اس سیاحت کے دَوران سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بیان فرمودہ یہ حقیقت اَور زیادہ شدّت کے ساتھ اُجاگر

ہو کر مشاہدہ میں آئی :۔

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مَبدءُ الانوار کا بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ اَبصار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
کیا عجب تُو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اَسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں کِس سے کھُل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

جماعت احمدیّہ سوئٹزرلینڈ کی طرف سے حضور کے اعزاز میں استقبالیہ دعوت

۱۵؍ جولائی کو بعد نماز مغرب جماعت احمدیّہ سوئٹزرلینڈ کی طرف سے حضور ایّدہُ اللہ کے اعزاز میں احمدیہ مشن ہاؤس میں وسیع پیمانہ پر ایک استقبالیہ دعوت ہوئی جس میں احباب جماعت کے علاوہ سوئٹزرلینڈ، یوگوسلاویہ، البانیہ، مصر اور پاکستان کے بہت سے معززین شریک ہوئے۔ انہوں نے ماحضر تناول کرنے کے دَوران اور بعد میں بھی حضور سے مختلف علمی موضوعات پر باتیں کیں۔ یہ سب حضرات حضور کے پُر معارف اِرشادات سے مستفیض ہو کر ازحد مسرور ہوئے ان میں سوئٹزرلینڈ کے ڈاکٹر عزالدین حسن، یونیورسٹی پروفیسر جناب یوخم Mr. Jochim ایک مقتدر پادری مسٹر شٹیرن (Mr. Stern) روزنامہ نُو آئے تھیئر شرسائی ٹونگ" کے نامور جرنلسٹ مسٹر ہُرنی (Mr. Hurn) فلپائن کے مسٹر پفیننگر (Mr. Pfeninger) مصر کے جناب فاروق حیات علی اور ترکی کے جناب اسمٰعیل کامل اوغلو بھی شامل تھے۔ استقبالیہ دعوت کے اختتام پر جب مہمان حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کر کے رخصت ہونے لگے تو یوگوسلاویہ کے مسٹر نادرے وِچ حکیمیہ، مسٹر نادرے وِچ مرساد، مسٹر یوکیوریاموا اور مسٹر صورت ڈوگن نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ وُہ مصافحہ کے علاوہ

معانقہ کے شرف سے بھی مشرف ہونا چاہتے ہیں۔ حضور نے ازراہِ شفقت انہیں معانقہ کا شرف بھی عطا فرمایا۔ حضور سے معانقہ کا شرف حاصل کر کے یہ چاروں یوگوسلاوین باشندے ازحد مسرور ہوئے۔ ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ مسرّت ان کے چہروں سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔ فرطِ عقیدت میں انہوں نے باری باری حضور کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور ہنسی خوشی استقبالیہ دعوت سے رخصت ہوئے ؎
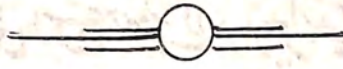
زیورک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

ہوٹل زیورک" میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب۔ زیورک کے میئر کے ساتھ عالمی امن کے متعلق تبادلۂ خیالات

سوئس ریڈیو سے تفصیلی خبر نشر ہونے کے علاوہ اخبارات میں خبروں کی بہت وسیع پیمانہ پر اشاعت

(رپورٹ نمبر ۱۱ بابت ۱۶ر جولائی ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ر جولائی ۱۹۸۰ء کا دن (جو سوئٹزرلینڈ میں حضور کے چار روزہ قیام کا آخری دن تھا) انتہائی مصروفیت میں گزارا۔ اس روز حضور نے ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کے علاوہ زیورک شہر کے میئر ڈاکٹر سگمنڈ وڈمر کی طرف سے حضور کے اعزاز میں دی گئی استقبالیہ تقریب میں شرکت فرما کر اُن کے ساتھ دنیا میں قیامِ امن اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے متعلق تبادلۂ خیالات فرمایا۔ نیز سوئٹزرلینڈ کے ایک صحافی کو جو علیحدہ ملاقات کے متمنّی تھے ایک گھنٹہ تک پریس انٹرویو دیا اور ان کے متعدّد سوالوں کے جواب دے کر جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں اسلام کی عالمگیر اشاعت اور اس کی روز افزوں ترقی پر روشنی ڈالی اور واضح فرمایا کہ آئندہ ایک سو سال کے اندر اندر اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے گا۔

حضور کی ۱۶ر جولائی کی مصروفیات کی رپورٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

وسیع پریس کانفرنس سے خطاب

احمدیہ مشن زیورک کی طرف سے ”ہوٹل زیورک“ میں جو شہر کا بہت بلند پایہ اور معروف ہوٹل ہے۔ ۱۶ر جولائی ساڑھے دس بجے صبح ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں حضور نے صحافیوں کے سوالات کے جواب دیئے۔ پریس کانفرنس میں ترجمان کے فرائض مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے ادا فرمائے۔

دَورہ کا مقصد اور اس میں بتدریج کامیابی

اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے دَورہ کا مقصد کیا ہے اور اس میں کس حد تک آپ کو کامیابی حاصل ہُوئی ہے؟ حضور نے فرمایا۔ دُنیا اس وقت بڑی اور چھوٹی قوموں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ بڑی طاقتیں ایک دوسرے کے خلاف کسی نہ کسی شکل میں محاذ آرائی میں مصروف ہیں اور اپنے اپنے حلقۂ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی دوڑ دھوپ میں لگی ہوئی ہیں۔ اس دوڑ دھوپ کے نتیجہ میں عالمی امن کو شدید خطرہ پیدا ہو چکا ہے اور یہ خطرہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ جہاں تک بڑی طاقتوں کا تعلق ہے وہ امن کے نام پر انتہائی مہلک ہتھیار جمع کر رہی ہیں اور سمجھتی یہ ہیں کہ وہ جتنے زیادہ مہلک ہتھیار ذخیرہ کریں گی امن کا امکان اتنا ہی زیادہ روشن ہوگا۔ میرے نزدیک یہ امر کہ وہ اس میں کامیاب ہوتی ہیں یا نہیں ازحد مشکوک ہے۔

حضور نے قیامِ امن کے صحیح طریق کی نشاندہی کرتے ہُوئے فرمایا اس صورتِ حال میں امن کے قیام کا دوسرا بلکہ واحد ذریعہ یہ ہے کہ بنی نوعِ انسان کے دل محبّت و پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعے جیتے جائیں اور انہیں یہ باور کرایا جائے کہ امن مہلک ہتھیاروں کے ذریعے نہیں بلکہ ایک دوسرے سے محبّت کرنے اور ایک دُوسرے کی

بے لوث خدمت کرنے کے ذریعہ قائم ہوگا کیونکہ مہلک ہتھیار ہلاکت تو پھیلا سکتے ہیں امن قائم نہیں کر سکتے۔ میں یورپی ممالک کا یہ دَورہ بھی اسی لئے کر رہا ہُوں کہ یہاں کے لوگوں کو اسلام کی طرف سے امن کا پیغام دُوں اور قیامِ امن کی حقیقی راہ اُنہیں بتاؤں۔ چنانچہ مَیں جس مُلک میں بھی جاتا ہوں لوگوں کو یہی یقین دلانے کی کوشش کرتا ہُوں کہ انسانیت کی بقاء کی خاطر ایک دوسرے سے محبّت کرنا سیکھو۔ اس لئے مَیں محبّت کے ایک سفیر کی حیثیت سے یہ دَورہ کر رہا ہُوں۔

اپنے دَورہ کی کامیابی کا ذکر کرتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ یورپ میں یہ میرا ساتواں دَورہ ہے اور میرا احساس یہ ہے کہ رفتہ رفتہ اور درجہ بدرجہ مَیں اپنے مقصد کے حصُول میں کامیاب ہو رہا ہُوں اور منزلِ مقصود قریب سے قریب تر آتی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں حضور نے واضح فرمایا۔ مَیں انقلاب کے راستہ پر نہیں چل رہا۔ کیونکہ انقلاب خونریزی کے ذریعہ لایا جاتا ہے جس کا مَیں شدید مخالف ہوں۔ مَیں جس راستہ پر گامزن ہُوں، وہ انقلاب (REVOLUTION) کا نہیں بلکہ ارتقاء (Evolution) کا راستہ ہے۔ اور EVOLUTION ہمیشہ آہستہ آہستہ رُونما ہوتا ہے اور مختلف مراحل میں سے گزر کر اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ سو اس کی رفتار تو سُست ہوتی ہے لیکن یہ اپنے کمال کو پہنچتا ضرور ہے۔ مَیں ہی نہیں بلکہ خود یورپ کا باشعور طبقہ اس ارتقائی عمل کی کارفرمائی کو محسوس کر رہا ہے اور یہ ارتقائی عمل بدیہی طور پر اسلام کے حق میں ہے۔

"اسلام کا غالب آنا بہر طور مقدّر ہے"

اس سوال کے جواب میں کہ آپ کا فرقہ ۹۰ سال پُرانا اور اسلام کا ۷۳ واں فرقہ ہے کیا یہ ۷۳ ویں فرقہ کی حیثیت سے ہی برقرار رہے گا؟ حضور نے فرمایا۔ جماعت احمدیہ ایک عالمی تحریک ہے

جو روز بروز ترقی کے منازل طے کر رہی ہے۔ ہر سورج جو طلوع ہوتا ہے وہ ہمیں پہلے سے بہت زیادہ مستحکم اور ترقی یافتہ پاتا ہے۔ ہم ہر روز آگے ہی آگے بڑھ رہے ہیں اور بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ جس شخص نے اس جماعت کی بنیاد رکھی تھی وہ ابتداء میں اکیلا تھا اس وقت جبکہ وہ اکیلا تھا اور کوئی اس کے ساتھ نہ تھا اس نے دنیا میں یہ اعلان کیا کہ میرے خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری جماعت کو ساری دُنیا میں پھیلا دے گا۔ اور اُسے کُل مذاہب پر غلبہ بخشے گا۔ گزشتہ ۹۰ سال میں وہ ایک شخص ایک کروڑ میں بدل چکا ہے۔ اگر اگلی صدی میں ان ایک کروڑ انسانوں میں سے ہر شخص ایک کروڑ ہو جائے تو یہ تعداد دنیا کی موجودہ آبادی سے بھی کہیں تجاوز کر جائے گی۔ بہرحال ترقی کی اس رفتار سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اگلی ایک صدی میں یہ جماعت پورے کرۂ ارض پر محیط ہو جائے گی۔

مشرقی یورپ میں اسلام کی آبیاری

ایک صحافی نے سوال کیا کہ کیا موجودہ دورہ میں آپ مشرقی یورپ بھی جائیں گے؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا، مَیں خود تو مشرقی یورپ نہیں گیا اور نہ وہاں جانا میرے موجودہ دَورہ کے پروگرام میں شامل ہے لیکن روحانی طور پر مَیں وہاں گیا ہوں اور ہر وقت موجود ہُوں اس لئے کہ پولینڈ، ہنگری، یوگوسلاویہ، رومانیہ میں احمدیہ جماعتیں قائم ہیں اور کچھ احمدی خواہ وہ تھوڑے ہی ہیں رُوس میں بھی ہیں۔

باہمی تعاون کی فضا اور اس کی اہمیّت

ایک اَور رپورٹر نے سوال کیا کہ دوسرے مذہبی گروہیں بھی ایسے ہیں جو وہی نظریات رکھتے ہیں جو آپ کے نظریات ہیں۔ کیا آپ قیام امن کے مقصد میں ان سے تعاون کرنے

کے لئے تیار ہیں؟ حضور نے فرمایا ایک نیک مقصد کے حصول کے لئے مَیں ہر ایک سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہُوں۔ بشرطیکہ دوسرا بھی تعاون پر آمادہ ہو۔ اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی دوسروں اور بالخصوص عیسائیوں کو نیک مقصد کے حصول میں تعاون کے لئے بُلایا تھا اور ان سے کہا تھا یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کہ اے اہلِ کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے آؤ اس میں ایک دوسرے سے تعاون کریں لیکن کوئی تعاون کے لئے آگے نہ آیا۔ ہم اب بھی تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جہاں تک مَیں نے دیکھا ہے اور تجربہ کیا ہے کوئی اَور مذہب اس نظریّہ کا قائل نہیں ہے۔ حالانکہ اس زمانہ میں باہمی تعاون ازبس ضروری ہے کیونکہ تعاون کے ذریعہ ہی انسانیت کو مکمّل تباہی سے بچایا جا سکتا ہے۔

تیسری عالمگیر تباھی سے بچنے کا طریق

اس سوال کے جواب میں کہ اس پریس کانفرنس کا زیرِ غور موضوع "اسلام اور دنیائے جدید" ہے، لیکن جو اسلام اس وقت ہمیں دُنیا میں نظر آتا ہے وہ تو ایسا نہیں ہے کہ دُنیائے جدید کے تقاضوں پر پُورا اُتر سکے۔ حضور نے فرمایا اسلام ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی اہلیّت رکھتا ہے بشرطیکہ دنیا اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف متوجّہ ہو اور اس پر کماحقہٗ عمل کرے۔ دنیا اپنے نظریات پر چل کر دو عالمگیر جنگوں کی تباھی سے دوچار ہو چکی ہے۔ اسلام ان جنگوں کا ذمّہ دار نہیں ہے۔ ان جنگوں میں دونوں متحارب گروہ عیسائی تھے عیسائیوں نے عیسائیوں کو ہلاک کیا اور پُوری دُنیا کو مصائب کے چکّر میں پیس کر رکھ دیا۔ اور پھر جب دوسری عالمگیر جنگ ختم ہوئی تو عیسائیوں نے عیسائیوں کو معاف نہیں کیا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ جرمنی ہار گیا اور اسے ان جرائم کا خمیازہ بھگتنا پڑا جو اُس نے

کئے تھے اور ان جرائم کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑا جو اس نے نہیں کئے تھے۔ دوسرے جو ویسے ہی جرائم میں ملوّث تھے سزا پانے سے بچ رہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ بداعتمادی اور مخاصمت کا شیطانی چکّر چلا ہوا ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے بموجب تیسری تباہی نوعِ انسان پر آنے والی ہے اس تباہی سے بچنے کے لئے اس شیطانی چکّر کو کاٹنا اور اس کے سلسلے کو منقطع کرنا ضروری ہے۔ یہ چکّر اسلام کے محبّت کے پیغام سے ہی کٹ سکتا ہے اسی لئے مَیں محبّت کا پیغام لے کر یہاں آیا ہوں۔ اگر نوعِ انسان تیسری عالمگیر تباہی سے بچنا چاہتی ہے تو اسے اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کے پیشِ نظر ایک دوسرے کی بے لوث خدمت کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔

اخبار نویسوں نے ان اہم اور بنیادی سوالوں کے علاوہ اور بہت سے سوال کئے جن کے حضور نے بہت برجستہ اور مدلّل جواب دیئے جن سے صحافی بہت محظوظ ہوئے۔ یہ سوال زیادہ تر اسلامی معاشرہ کی ہیئت اور مَردوں اور عورتوں میں بلحاظ حقوق مساوات سے متعلق تھے ان کے جوابات کی تفصیل فرینکفورٹ کی پریس کانفرنس سے متعلق رپورٹ میں پہلے بھی آ چکی ہے۔

پریس کانفرنس کا خوشکن ردِّ عمل

یہ پریس کانفرنس اہم اخباروں کے نمائندوں کی شرکت اور اخباروں میں خبروں کی اشاعت کے لحاظ سے بفضلہٖ تعالےٰ بہت کامیاب رہی۔ جہاں تک اخباری نمائندوں کی شرکت کا تعلق ہے۔ اس میں درج ذیل اخباروں، ریڈیو اور نیوز ایجنسیوں کے نصف درجن سے زیادہ نمائندے شامل تھے اور اخباری فوٹو گرافرز ان کے علاوہ تھے۔

زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں

اوسلو (ناروے) میں پہلی مسجد جس کا افتتاح حضور ایدہ اللہ نے حالیہ دورہ میں فرمایا

یکم اگست ۱۹۸۰ء کو حضور ایدہ اللہ نے ناروے میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا افتتاح فرمایا.

مسجد احمدیہ گوٹن برگ (سویڈن) میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ چند احباب جماعت کے ساتھ

اوسلو (ناروے) کے میئر سے ملاقات کا ایک منظر

اوسلو (ناروے) میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہل قافلہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

ایمسٹرڈم کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر ہالینڈ کے وزیر اعظم کی حضور سے ملاقات کا منظر

حضور ایّدہ اللہ مسجد ناصر (گوٹن برگ) میں شہر کے ڈپٹی میئر کے ساتھ محوِ گفتگو ہیں۔

۱۔ روزنامہ "نائے زورخر سائیٹونگ" Neue Zurcher Zeitung یہ سوئٹزرلینڈ کا بین الاقوامی شہرت کا حامل چوٹی کا اخبار ہے۔

۲۔ روزنامہ "فاٹرلانڈ" (Vaterland)

۳۔ سوئس ریڈیو (اس کے نمائندہ نے حضور سے علیحدہ بھی ملاقات کی)

۴۔ سوئس نیوز ایجنسی ۱ (اس کا دائرہ کار وہ علاقے ہیں جن میں جرمن زبان بولی جاتی ہے)

۵۔ سوئس نیوز ایجنسی ۲ (اس کا دائرہ کار وہ علاقے ہیں جن میں فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے)

سوئس ریڈیو کا نشریہ اسی روز شام کو سوئس ریڈیو نے حضور ایدہ اللہ کی پریس کانفرنس کی تفصیلی خبر نشر کی۔ ریڈیو کی نشر کردہ خبر کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"ایک اسلامی فرقہ (جو جماعتِ احمدیہ کے نام سے موسوم ہے) کے ۷۱ سالہ سربراہِ اعلیٰ حضرت مرزا ناصر احمد آجکل اپنے پانچ صد پیروکاروں سے ملنے کے لئے یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دنیا بھر میں اس اسلامی فرقہ کے ایک کروڑ سے زیادہ پیرو ہیں۔

ہمارے نمائندے (Herr Ganteinbein) ہرگانٹن بائن نے آج جماعت کے سوئس مشن میں جا کر مسجد محمود کے امام اور جماعت کے ۷۱ سالہ بزرگ سربراہِ اعلیٰ سے ملاقات کی اور ان سے تبادلۂ خیالات کیا۔

پُروقار شخصیت، پیغمبرانہ انداز، سفید لمبی داڑھی ــــ یہ ہیں حضرت مرزا ناصر احمد جن سے آج صبح ہمارے نمائندہ نے ملاقات کی۔ اپنے دس مؤدّب پیروؤں کی معیّت میں آپ نے اپنے نقطہ نگاہ سے اسلام کی توجیہہ و تعبیر

بیان فرمائی۔ تاہم یہ وہ توجیہہ و تعبیر تھی جسے دنیا میں ایک کروڑ انسان درست تسلیم کرتے ہیں۔ درمیان میں قرآن رکھا ہوا تھا اور وہیں قریب ہی سربراہِ اعلیٰ کی مقتدر ہستی تشریف فرما تھی۔ آپ نے مذہبی رواداری اور بنی نوعِ انسان سے محبت کی بات کی اور عالمی سیاست میں اُلجھے ہوئے مسلمانوں کی قساوت کا بھی ذکر کیا جنہیں دنیا میں ہر چیز کا فکر ہے، اگر نہیں ہے تو قرآن پر عمل پیرا ہونے کا۔ اس وقت دنیا میں جو شیطانی چکّر چل رہا ہے آپ کا پیغام جسے آپ یہاں کے لوگوں تک ساتویں بار پہنچانے یہاں آئے ہوئے ہیں اس چکّر کو ختم کر کے رکھ دے گا۔ اکہتّر سالہ بزرگ شخصیت کے مالک حضرت مرزا ناصر احمد خود اپنے الفاظ کی رُو سے محبت اور رواداری کے سفیر ہیں آپ کے نزدیک قرآن کا جو مرکزی پیغام ہے وہ آپ کے الفاظ میں یہ ہے:۔

”یہ ہے وہ مقدس کتاب (قرآن)، جو ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہر شخص کا یہ حق ہے کہ اس کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی صلاحیتوں، استعدادوں اور باطنی قوتوں کی بھرپور اور مکمل نشوونما کی جائے۔“

ریڈیو نے قرآن مجید کے مرکزی پیغام پر مشتمل حضور ایدہُ اللہ کے یہ انگریزی الفاظ خود حضور ہی کی آواز میں نشر کئے۔ مزید برآں ریڈیو نے امام مسجد محمود زیورک جناب نسیم مہدی صاحب اور معمر سوئس نومسلم احمدی جناب احمد ورتھ رش کے مختصر انٹرویوز نشر کرنے کا بھی اہتمام کیا۔

پھر سوئٹزرلینڈ کے اخباروں نے حضور ایدہُ اللہ کی پریس کانفرنس کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ شاید ہی کوئی روزنامہ، ہفت روزہ اور ماہوار اخبار یا رسالہ

ایسا ہو جس میں خبر شائع نہ ہوئی ہو۔ احمدیہ مشن زیورک کو ایک ہفتہ کے اندر اندر ۲۳ اخباروں کے تراشے موصول ہو چکے تھے اور ابھی اُن علاقوں کے اخباروں کے تراشے موصول ہونے باقی تھے جن کی سرحد فرانس سے ملتی ہے اور جن میں فرانسیسی بولی جاتی ہے۔

ایک ہفت روزہ اخبار کے ایڈیٹر کی ملاقات

ہفت روزہ اخبار ویلٹ ووخے (Weltwoche) کے ایڈیٹر مسٹر ایرخ گیزلنگ (Mr. Erich Gysling) نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے پریس کانفرنس میں آنے سے معذوری کا اظہار کیا تھا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ وہ حضرت امام جماعت احمدیہ سے ملاقات کے ازحد متمنّی ہیں اس لئے انہیں اجازت دیجائے کہ وہ اپنی مصروفیت سے فارغ ہونے کے بعد مشن ہاؤس میں حاضر ہو کر حضرت امام جماعت احمدیہ سے ملاقات کر سکیں۔ جب ان کی یہ درخواست حضور کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضور نے ان سے ملاقات کرنا منظور فرمالیا۔ جب حضور بارہ بجے دوپہر پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کے بعد مشن ہاؤس واپس تشریف لائے تو اس کے تھوڑی دیر بعد ایرخ گیزلنگ ملاقات کے لئے آگئے۔ چنانچہ حضور نے ساڑھے بارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک ان سے ملاقات فرمائی۔ ان کے متعدد سوالوں کے جواب میں حضور نے تفصیل سے واضح فرمایا کہ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے اور وہ بنی نوع انسان کے مابین محبّت و اخوت اور ہمدردی و مواخات کی تعلیم دیتا ہے اسی لئے وہ مساوات انسانی کا زبردست علمبردار ہے۔ اس کی رُو سے کسی انسان کو بحیثیّت انسان کسی دوسرے انسان پر فضیلت حاصل نہیں ہے ہر انسان خواہ مَرد ہو یا عورت انسانیت کے اعتبار سے یکساں حقوق رکھتا ہے۔ بلحاظ حقوقِ انسانی، وہ ان کے درمیان کسی تفریق کا روا دار نہیں ہے۔

مسٹر گزلنگ کے ایک اَور سوال کے جواب میں حضور نے بتایا کہ پاکستان کے بعد سب سے زیادہ احمدی گھانا میں ہیں۔ وہاں کے لوگوں کے اندازے کے مطابق احمدیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک میں بھی جماعت سرعت سے ترقی کر رہی ہے۔ ان ممالک میں جماعت نے درجنوں ہائر سیکنڈری سکول اور ہسپتال کھول کر اور انہیں کامیابی سے چلا کر وہاں کے لوگوں کی حتی المقدور بہت خدمت کی ہے اور مسلسل کر رہی ہے۔ اس پر وہاں کے لوگ جماعت کے از حد ممنون ہیں۔ وہ جماعت کی ان خدمات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ان کا اسلام کی طرف رجوع بڑھ رہا ہے اور اس طرح ان سب ممالک میں ترقی کی راہیں کھل رہی ہیں۔ یہ ملاقات نہایت خوشگوار ماحول میں ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

حضور کے اعزاز میں زیورک کے میئر کا استقبالیہ

شہر زیورک کے میئر جناب ڈاکٹر سگمنڈ وڈمر کو شہر میں حضور کی تشریف آوری کا علم ہوًا تو انہوں نے اہلِ زیورک کے نمائندہ کی حیثیت سے ۱۶؍ جولائی کو اڑھائی بجے دوپہر حضور کے اعزاز میں ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا اور حضور کو دعوت دی کہ حضور ٹاؤن ہال میں تشریف لا کر استقبالیہ میں شرکت فرمائیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ اڑھائی بجے دوپہر اہلِ قافلہ اور بعض مقامی احباب کی معیّت میں ٹاؤن ہال تشریف لے گئے۔ ٹاؤن ہال کے دروازہ پر میئر موصوف کے ایک نمائندہ افسر نے حضور کا پُرتپاک استقبال کیا اور حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد حضور سے ٹاؤن ہال کی عمارت کے اندر تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ چنانچہ حضور اور دیگر مہمان اُس افسر کی مشایعت میں ٹاؤن ہال کے مختلف حصّوں سے گزر کر ریسپشن ہال میں تشریف لائے۔

جہاں میئر موصوف نے اپنے دفتر سے تشریف لاکر اور بڑی گرمجوشی کے ساتھ حضور سے مصافحہ کرکے زیورک میں حضور کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اہلِ شہر کی طرف سے حضور کو خوش آمدید کہا اور حضور سے خاصی دیر باتیں کیں۔

میئر موصوف نے حضور سے موجودہ دَورہ کا مقصد دریافت کرتے ہوئے فرمایا غالباً آپ اپنی جماعت کے ممبران سے ملاقات کرنے کی غرض سے یورپ کے مختلف ملکوں کا دَورہ فرما رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ میرے دَورہ کا ایک یہ بھی مقصد ہے اور ایک اَور مقصد یہ ہے کہ مَیں دنیا کی قوموں اور ان کے افراد کو ایک پیغام دینے یہاں آیا ہوں۔ مَیں جس مُلک میں بھی جاتا ہوں انہیں یہ پیغام دیتا ہوں کہ انسان، انسان سے محبّت کرے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ دو تباہ کن عالمی جنگوں سے دنیا کو اتنا سبق ضرور سیکھنا چاہیئے کہ آئندہ جنگوں سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے کہ انسان انسانوں سے نفرت کرنا اور تعصّب برتنا ترک کر دیں اس کی بجائے وہ ایک دوسرے کا احترام کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے پیش آئیں اور نوعِ انسان کی فلاح کو مدِّنظر رکھ کر ہر قدم اُٹھائیں۔ حضور نے مزید فرمایا اسی لئے اسلام نے اپنی تعلیم میں سب سے زیادہ زور محبت و پیار اور بے لوث خدمت پر دیا ہے اور یہ اسلام کی ایک امتیازی خوبی ہے۔ میئر موصوف نے حضور کے ارشادات کو بہت توجّہ کے ساتھ سُنا اور ان کی پوری پوری تائید فرمائی۔

اس کے بعد میئر موصوف نے حضور کے دَورہ کا پروگرام پوچھا اور جب حضور نے انہیں بتایا کہ حضور یورپ کے علاوہ مغربی افریقہ اور امریکہ و کینیڈا بھی جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جماعت تو دُنیا میں بہت دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے جماعت کی عالمگیر حیثیّت اور اُسکے رفاہی

کاموں اور مستقبل کے پروگراموں کی تفصیل معلوم کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر حضور نے جماعت کی مختصر تاریخ بیان کر کے اسلام کی عالمگیر اشاعت کے نظام اور اس کے نتائج پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بالخصوص مغربی افریقہ میں جماعت کی تعلیمی اور طبّی خدمات اور ان کے اثرات سے اُنہیں آگاہ فرمایا۔

اس تفصیل پر حیرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہُوئے میئر موصوف نے فرمایا براہِ کرم مجھے آگاہ فرمائیں کہ مَیں آپ کے نیک مقاصد میں آپ کا کس طرح اور کس رنگ میں ہاتھ بٹا سکتا ہوں۔ حضور نے فرمایا مَیں آپ کو اور آپ کے ذریعہ تمام سوئٹزرلینڈ کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ انسان اپنے ساتھی انسانوں سے محبّت کرنا سیکھیں۔ دوسرے مَیں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ فادر آف دی سِٹی کی حیثیّت سے اہلِ شہر کے ساتھ باپ کا سا جو سلوک کر رہے ہیں آپ بلا تفریق و امتیاز تمام اہلِ شہر کے ساتھ آئندہ بھی باپ کا سا ہی سلوک کرتے رہیں۔

باہمی تبادلۂ خیالات کے اختتام پر میئر موصوف نے زیورک شہر کی تاریخ پر مشتمل انگریزی میں ایک ضخیم کتاب حضور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے انہیں قرآنِ مجید مع جرمن ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پُر معارف تحریرات کا انگریزی ترجمہ جسے Essence of Islam کے نام سے لنڈن مشن نے شائع کیا ہے، بطور تحفہ انہیں عطا کیا۔ ان تحائف کے تبادلہ کے بعد میئر موصوف بڑی گرمجوشی سے حضور کے ساتھ مصافحہ کر کے اور حضور کے حالیہ دَورہ کی کامیابی کے متعلق نیک تمنّاؤں کا اظہار کر کے اپنے دفتر واپس تشریف لے گئے اور حضور ان سے رخصت ہو کر مشن ہاؤس واپس تشریف لے آئے۔ افسر تقریبات ٹاؤن ہال کے دروازہ تک حضور

کے ساتھ آیا اور حضور کے موٹر کار میں سوار ہونے پر اس نے بہت پُرتپاک طریق پر حضور کو الوداع کہا۔

۱۶ر جولائی زیورک میں حضور کے چار روزہ قیام کا آخری دن تھا۔ ان چار دنوں میں حضور نے مشن ہاؤس اور جماعت کی طرف سے دی گئی استقبالیہ تقاریب میں مختلف ملکوں کے باشندوں سے مل کر ان تک پیغامِ حق پہنچایا، نیز پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کے علاوہ احبابِ جماعت کو انفرادی ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ اگلے روز صبح حضور فرینکفورٹ کے واپسی سفر پر روانہ ہوئے ؛

سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کے دورہ سے واپسی کے بعد
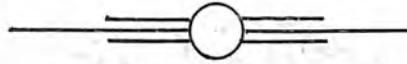
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا فرینکفورٹ میں مزید دو روزہ قیام اور اہم جماعتی مصروفیات

حالیہ دورہ کا تیسرا جمعہ بھی حضور نے مسجد نور فرینکفورٹ میں پڑھایا اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا

ایک قرآنی دعا کثرت پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کو زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کی تلقین

(رپورٹ نمبر ۱۲ بابت ۱۷ و ۱۸ ؍ جولائی ۱۹۸۰ء)

فرینکفورٹ اور زیورک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ۱۶ ؍ جولائی ۱۹۸۰ء تک کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات کی تفصیل گزشتہ رپورٹوں میں ہدیۂ قارئین کی جا چکی ہے۔ ۱۷ ۔ اور ۱۸ ؍ جولائی کی رپورٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

۱۷ ؍ جولائی ۱۹۸۰ء بروز جمعرات

۱۱ ؍ تا ۱۶ ؍ جولائی سوئٹزرلینڈ کا دورہ فرمانے کے بعد حضور ایدہ اللہ اور سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا مع اہل قافلہ ۱۷ ؍ جولائی کو فرینکفورٹ واپس جانے کے لئے زیورک سے روانہ ہوئے۔

زیورک سے روانگی کی تفصیل

روانگی موٹر کاروں کے ذریعہ دن کو ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ پر عمل میں آئی۔ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے احباب اور

مستورات نے مشن ہاؤس میں جمع ہو کر حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کو بہت پُرتپاک طریق پر الوداع کہا اور دلی دُعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ مزید برآں مبلّغ سوئٹزرلینڈ مکرم نسیم مہدی صاحب مع بیگم، مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب آف بھامڑی (جو رخصت پر پاکستان سے آئے ہُوئے تھے) مکرم ملک خالد صاحب ابن محترم ملک عمر علی صاحب مرحوم آف ملتان مع بیگم (آپ نائیجیریا سے اپنے طور پر آئے ہُوئے تھے) مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مع بیگم، مکرم محبوب علی صاحب ابن محترم ڈاکٹر محمد شفیق صاحب ڈینٹل سرجن لاہور، مکرم سعادت احمد صاحب پراچہ آف جنیوا مع اہل وعیال، مکرم منور احمد صاحب پراچہ اور مکرم فضل الرحمٰن خانصاحب آف بنگلور علیحدہ موٹر کاروں میں مشایعت کی غرض سے ساتھ ہی روانہ ہُوئے۔ یہ سب احباب سوئٹزرلینڈ کے سرحدی شہر بازل تک حضور کے ہمراہ آئے اور سرحد پر حضور کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ حضور نے ان سب احباب اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا نے جملہ خواتین کو شرفِ مصافحہ عطا فرما کر انہیں واپس جانے کی اجازت دی۔ سرحد کے اس پار جرمنی کے علاقہ میں مبلّغ انچارج جرمنی مکرم نوابزادہ منصُور احمد خان صاحب، مکرم منظفر غازی صاحب اور مکرم رفیق اختر روزی صاحب حضور کے استقبال کے لئے فرینکفورٹ سے آئے ہُوئے تھے۔

بازل سے فرینکفورٹ تک کا سفر

ان کی مشایعت میں حضور نے بازل سے فرائی برگ (Friburg) تک فرینکفورٹ جانے والی شاہراہ (آٹوبان) پر سفر طے کیا۔ اور پھر یہاں لبِ سڑک واقع Briesgau نامی ہوٹل میں دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد یہاں سے جرمنی کے خوبصورت ترین علاقے (جو بلیک فاریسٹ

کے نام سے مشہور ہے، میں داخل ہو کر قریباً چالیس میل کی مسافت طے کی۔ یہ پہاڑی علاقہ اپنے سیاہی مائل گہرے سبز رنگ کے جنگلات اور سرسبز و شاداب وادیوں اور پہاڑی سلسلہ پر اُگی ہوئی خوش رنگ مخملی گھاس اور جابجا صاف ستھری خوبصورت بستیوں کی وجہ سے نہایت حسین اور دلکش مناظر سے پٹا پڑا ہے۔ سڑک کا ہر موڑ ایک نئے حسین منظر کو آنکھوں کے سامنے لا کر اللہ تعالیٰ کی غیر محدود صفات کے نت نئے حسین جلووں پر دلوں کو حمدِ باری کے جذبات سے لبریز کر دیتا ہے اور زبانیں بے اختیار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ کا ورد کرنے لگتی ہیں۔ حضور نے اس علاقہ کے بلند ترین نہایت پُرفضا مقام پر واقع ہوٹل الیگزینڈرز شنسے نیبس (Hotel Alexanders Schanze Kniebis) میں شام کی چائے نوش فرمائی۔ یہاں سے روانہ ہو کر اور باڈن باڈن کے مقام پھر فرینکفورٹ جانے والی شاہراہ پر آ کر جانبِ فرینکفورٹ سفر جاری رکھا۔ حضور نو بجے شب مع اہلِ قافلہ بخیر و عافیت احمدیہ مشن ہاؤس فرینکفورٹ میں ورود فرما ہوئے۔ یہاں بہت سے مقامی احباب حضور کے استقبال کے لئے جمع تھے حضور نے موٹر سے اُترنے کے بعد ان سب احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔

۱۸ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز جمعۃ المبارک

۱۸ر جولائی کو حضور ایدہُ اللہ نے مسجد نور میں ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور ایدہُ اللہ کے قیامِ فرینکفورٹ کے دَوران یہ تیسرا جمعہ تھا قبل ازیں حضور نے ۴ر جولائی اور ۱۱ر جولائی کو مسجد نور فرینکفورٹ میں نماز جمعہ پڑھائی تھی۔

خطبۂ جمعہ کا خلاصہ

۱۸ر جولائی کے خطبہ میں حضور نے قرآنی دعاؤں کی عظیم الشان برکات پر روشنی ڈال کر احبابِ جماعت کو ایک قرآنی دُعا

خاص التزام سے کرنے کی تلقین فرمائی اور یہ امر اُن کے ذہن نشین کرایا کہ وہ اس امر سے یکسر بے پرواہ ہو کر کہ دوسرے انہیں کیا سمجھتے ہیں اور کیا نہیں سمجھتے سب سے زیادہ اس امر کی فکر کریں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مسلمان بنے رہیں اور خدائی سند کو اپنے لئے کافی سمجھتے ہوئے اس کے وفادار بنیں اور اس سے کبھی بے وفائی نہ کریں۔

حضور کے مسجد میں تشریف لانے پر مکرم مقصود احمد صاحب نے اذان دی۔ بعدہٗ حضور نے تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے خطبہ کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت اچھی اچھی دُعائیں سکھائی ہیں۔ ظاہر ہے، یہ دعائیں عربی زبان میں ہیں۔ ہمیں یہ دُعائیں آنی چاہئیں اور ان کے معنے بھی آنے چاہئیں ان دعاؤں میں اللہ تعالیٰ نے ہماری تفصیلی ضروریات کو بھی مدّنظر رکھا ہے اور ہمیں اپنی جن کوتاہیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بطور خاص ضرورت ہوتی ہے انہیں بھی مدِّنظر رکھا ہے۔ ان میں سے بعض بنیادی دُعائیں ہیں جن میں ہماری سب ضرورتیں اور حاجتیں آجاتی ہیں اور ہماری جملہ کوتاہیوں کے بُرے اثرات کے ازالہ پر بھی وہ حاوی ہیں۔ مثال کے طور پر ایسی بنیادی دعاؤں میں سے ایک دُعا یہ ہے:۔

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (البقرہ آیت ۲۰۲)

یعنی اے ہمارے ربّ ہمیں اس دُنیا کی زندگی میں بھی کامیابی دے اور آخرت میں بھی کامیابی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اسی طرح ایک اور چھوٹی سی دُعا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کی اور خدا تعالیٰ نے اُسے قرآنِ مجید میں بیان کر دیا تا کہ ہم بھی وہ دعا کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں وہ دُعا یہ ہے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○ (القصص آیت ۲۵)

اس کے معنے ہیں کہ اے اللہ جو خیر بھی تیری طرف سے نازل ہو مَیں اس کا محتاج ہوں۔ خیر کے معنے بہت وسیع ہیں۔ خیر کے معنوں کا پتہ خود قرآنِ مجید کی بعض دوسری آیات سے لگتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِكَ الْخَیْرُ ط اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (اٰل عمران آیت ۲۷)

اس کے معنی ہیں تُو کہہ اے اللہ تو سلطنت کا مالک ہے جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت لے لیتا ہے جسے چاہتا ہے غلبہ بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ سب خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تُو یقیناً ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

اس میں اللہ تعالےٰ نے ملک کا ذکر کیا ہے۔ مُلک کا یہ لفظ دونوں قسم کے ملکوں پر حاوی ہے یعنی ایسے مُلک پر بھی جس کا بادشاہت سے تعلّق ہے اور ایسے مُلک پر بھی جس کا بادشاہت سے تعلق نہیں۔ مؤخر الذکر ملک کو دینی اصطلاح میں رُوحانی بادشاہت کہتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا:۔

مجھ کو کیا مُلکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

سو مُلک کے لفظ میں دنیوی بادشاہت اور رُوحانی بادشاہت دونوں شامل ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم رُوحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

کا تعلق کسی ایک ملک سے نہیں بلکہ ساری دنیا کے ساتھ ہے اس لئے آپ کو جو مُلک عطا ہؤا ہے اس سے مراد رُوحانی بادشاہت ہے۔ اسلام میں کوئی مجدّد ایسا نہیں آیا جس کا تعلق اپنے علاقہ اور اپنی صدی سے باہر کے علاقہ اور صدی سے ہو۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ مَیں صرف چودھویں صدی کا نہیں بلکہ مجدد الفِ آخر ہوں۔ اسی لئے آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی اپنی رُوحانی بادشاہت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا ملک سب سے جُدا ہے اور میرا تاج صرف رضوانِ یار ہے۔

بتا ئیں یہ رہا ہوں کہ خیر کے معنوں میں دونوں مُلک شامل ہیں ایک دنیوی لحاظ سے ملک اور دوسرے رُوحانی لحاظ سے مُلک۔ دوسری چیز جس کا اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے وہ ہے عزّۃ۔ ایک عزّت دنیوی ہوتی ہے اور ایک عزّت وہ ہوتی ہے جو اللہ کی نگاہ میں کسی انسان کی ہو۔ اور وہی فی الاصل قائم رہنے والی عزّت ہوتی ہے سو اس آیت میں چار چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک دنیوی مُلک کا، دوسرے روحانی ملک کا، تیسرے دنیوی عزّت کا اور چوتھے اس عزّت کا جو کسی انسان کی اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ہوتی ہے پھر اس میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی۔ یعنی مُلک اور عزّت ملنے کا بھی ذکر ہے۔ اور کوتاہیوں اور غفلتوں کے نتیجہ میں مُلک اور عزّت چھننے کا بھی۔ ان چاروں چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا بِیَدِكَ الْخَيْرُ یعنی اے اللہ ہر خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو تمام دنیوی نعمتیں اور ہر قسم کے روحانی افضال وانعامات خیر میں شامل ہیں۔ خیر کا لفظ ان تمام نعمتوں اور رحمتوں پر حاوی ہے جو انسان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں۔ ان نعمتوں اور رحمتوں کے حصول کے لئے ہمیں دُعا کی تعلیم دی گئی ہے یہ اسلام ہی ہے جس نے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر

کرنا ضروری قرار دیا ہے اور اس کے لئے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت سی دُعائیں سکھائی ہیں۔ قرآنی دُعاؤں کے ساتھ ساتھ وہ سب دُعائیں کرنا اور کرتے رہنا ہمارا فرض ہے۔

اسی طرح رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ایک چھوٹی سی دُعا ہے جو خود خدا نے ہمیں قرآن میں سکھائی ہے۔ اِسے آپ فارغ اوقات میں بھی اور کام کے دَوران بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آپ کو یہ دُعا بکثرت کرنی چاہیئے اور اس طرح خدائی افضال وانعامات کا مَورَد بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوُئے حضور نے مزید فرمایا۔ دوسری بات جو مَیں اس وقت کہنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ ہمارے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کے لئے کسی فتوٰی کی ضرورت نہیں یہ خیال کرنا احمقانہ بات ہے کہ جب تک حکومت ہمیں مسلمان تسلیم نہ کرے خدا بھی ہمیں مسلمان نہیں مانے گا۔ ہمیں کسی کی سند کی ضرورت نہیں۔ ہاں ہمیں فکر یہ کرنی چاہیئے کہ ہمارا خدا ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ اُس سے کبھی بے وفائی نہیں کرنی۔ اصل تو خدا ہے۔ بنیادی حقیقت اس کائنات کی توحید باری تعالےٰ ہے۔ اس کو چھوڑ کر، اس کو ناراض کر کے ہم کہاں جائیں گے۔ انسانوں کی پرواہ نہ کرو۔ انسان کی حیثیّت ہی کیا ہے۔ وہ ایک ایٹم، ایک ذرّہ پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔ اس لئے بجز خدا کے کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوُئے ہمیشہ مسکراتے رہو۔ صرف خدا سے ڈرو۔ اور ہمیشہ اس فکر میں رہو کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔

خدا تعالےٰ کی نگاہ میں مسلمان بنے رہنے کی اہمیّت واضح کرنے اور اس سے متعلق بعض اَور امور کی وضاحت کرنے کے بعد آخر میں حضور نے فرمایا۔ مَیں نے دُو باتیں آپ کو

بتائی ہیں۔ ایک تو مَیں نے رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کی دُعا کرنے کی تلقین کی ہے دوسرے مَیں نے بتایا ہے کہ خدا سے کبھی بے وفائی نہ کرو۔ خدا کے بن کر خدا میں ہو کر زندگی گزارو اور اپنی زندگیوں میں اسلام کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ کہ یہ لوگ (مغربی جرمنی کے باشندے) اُس دنیا کی طرف کھنچے چلے آئیں جو محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کی دُنیا ہے۔

پھر فرمایا۔ کل (۱۹ جولائی ۱۹۸۰ء کو) ہمبرگ ہوتے ہوئے سکنڈے نیویَن ملکوں میں جانے کا ارادہ ہے۔ وہاں ایک نئے مشن کا افتتاح کرنا ہے۔ وہاں ایک بلڈنگ ڈیڑھ ملین کرونہ میں ملی ہے۔ اگر مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے ہمیں بعد میں اَور زیادہ مناسب اور موزوں جگہ مل گئی تو یہ دو تین ملین کرونہ میں بِک جائے گی کیونکہ وہاں بھی جائیداد کی قیمتیں برابر بڑھ رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ سکنڈے نیویَن ملکوں میں اسلام کے پھیلنے اور غالب آنے کے جلد سامان کرے۔ (آمین)

چونکہ حضور ایدہُ اللہ اگلے روز فرینکفورٹ سے ہمبرگ روانہ ہو رہے تھے اس لئے حضور نے خطبۂ ثانیہ کے دَوران احبابِ فرینکفورٹ کو دُعاؤں سے نوازتے ہُوئے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بھی خیر سے رکھے، آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کی ہر قسم کی پریشانیاں دُور کرے۔ (آمین)

جمعہ اور عصر کی نمازیں

خطبہ جمعہ جو سوا دو بجے شروع ہُوا تھا ۲ بجکر ۵۵ منٹ پر ختم ہُوا۔ اس کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ چونکہ حضور کے حالیہ دَورہ میں یہ قیامِ فرینکفورٹ کا آخری جمعہ تھا۔ اس لئے احباب اور مستورات دونوں ہی دُور دُور سے بڑی تعداد میں آئے ہُوئے تھے۔

نہ صرف مسجد کا مسقف حصّہ نمازیوں سے پُر تھا بلکہ مسجد سے باہر بھی صفیں بنا کر احباب نماز میں شریک ہوئے۔

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ سے مستورات کی ملاقات نمازِ جمعہ کے بعد احمدی خواتین نے جو بہت بڑی تعداد میں آئی ہوئی تھیں حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہُ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا حضرت سیّدہ مدّظلہا نے جملہ بہنوں اور بچیوں کو مصافحہ کا شرف بخشا اور ان سے بہت محبّت اور شفقت سے باتیں کرکے انہیں اسلامی شعار کی پابندی اختیار کرتے ہوئے جرمن خواتین کے سامنے اسلامی طرزِ معاشرت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی تلقین فرمائی اور انہیں اس تعلق میں بہت قیمتی نصائح سے سرفراز فرمایا۔

حضور کے ایک قدیمی دوست کی آمد بوقت سہ پہر حضور ایّدہُ اللہ کے انگلستان میں زمانۂ طالب علمی کے ایک قدیم جرمن دوست مسٹر یوخیم اور ان کے صاحبزادے جو ایک کامیاب صنعت کار ہیں تشریف لے آئے۔ انہوں نے حضور سے ملاقات کی جو اڑھائی گھنٹہ تک جاری رہی۔ ان کے جانے کے بعد ایک جرمن ماہرِ تعمیرات جنہیں حضور نے مشورہ کے لئے بلایا تھا آ گئے۔ حضور نے ان سے موجودہ مشن ہاؤس اور مسجد میں توسیع کے بارہ میں مشورہ کیا۔

بچّوں میں چاکلیٹ کی تقسیم چونکہ اس روز حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا سے مستورات کی ملاقات تھی اس لئے بہت سی خواتین ملاقات کے بعد بھی مشن ہاؤس کے ایک حصّہ میں ٹھہری ہوئی تھیں اور ان کے چھوٹے بچّے مشن ہاؤس کے احاطہ میں باہر کھیل رہے تھے۔ ان کی آوازیں سُن کر سوا چھ بجے شام کے قریب حضور ہاتھوں

میں چاکلیٹ کے پیکیٹ لئے باہر تشریف لائے اور فرمایا بچوں کی آوازیں آرہی تھیں سب بچوں کو بلایا جائے تاکہ مَیں انہیں چاکلیٹ دے سکوں۔ بچّوں کو بلایا گیا۔ وہ کھیل کود چھوڑ دوڑے دوڑے آئے حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ حضور نے ان میں چاکلیٹ تقسیم کی۔ بچّے حضور کے دستِ مبارک سے چاکلیٹ لے کر بہت خوش ہُوئے۔ حضور نے بچوں کو چاکلیٹ کھانے کا ارشاد فرمایا۔ انہیں تو اشارہ چاہیئے تھا فوراً ہی اپنا اپنا پیکیٹ کھول لگے مزے لےلیکر چاکلیٹ کھانے۔ حضور انہیں چاکلیٹ کھاتا دیکھ کر بہت خوش ہُوئے اور ان سے محبت بھرے لہجے میں باتیں کرنے اور ان کے سروں پر دستِ شفقت پھیرنے کے بعد اندر واپس تشریف لے گئے۔

عِلم و عرفان کی محدود مجلس

حضور کو اندر گئے ہُوئے پندرہ منٹ ہی ہُوئے ہوں گے کہ حضور اچانک پھر دفتر میں تشریف لے آئے۔ اس وقت تک اکثر احباب جا چکے تھے۔ ڈیوٹی روم میں راقم الحروف کے علاوہ مکرم جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیّہ ضلع شیخوپورہ اور ڈیوٹی پر موجود چند خدام ہی تھے۔ حضور ڈیوٹی رُوم میں ہی تشریف فرما رہ کر ساڑھے چھ بجے سے ساڑھے آٹھ بجے شام تک حاضر احباب سے باتیں کرتے رہے۔ دَورانِ گفتگو حضور نے اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت کے بعض پُرانے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور فرمایا اللہ تعالےٰ کا ہم پر بڑا فضل ہے، وہ اپنی اس جماعت اور اس کے افراد کو تائید و نصرت اور اَفضال و اِنعامات سے نوازتا چلا آرہا ہے۔ یہ محدود مجلس جس میں صرف چند احباب کو شامل ہونے کا انمول موقع میسّر آیا ان کے لئے بہت ازدیادِ ایمان کا موجب ہُوئی دس بجے شب مسجد نور میں مغرب اور عشاء کی باجماعت نمازیں ادا کی گئیں۔

حضور کے قیامِ فرینکفورٹ کی برکات

اس طرح فرینکفورٹ میں حضور ایدہ اللہ کا قریباً دو ہفتہ قیام فرینکفورٹ اور اس کے ساتھ منسلک جماعتوں کے احباب کے لئے ازحد خیر و برکت کا موجب ثابت ہو کر نہایت کامیابی اور خیرو خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ حضور کا قیام دو مرحلوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ پہلا مرحلہ ۳؍جولائی سے ۱۱؍جولائی تک جاری رہا جس کے بعد حضور تین روز کے لئے سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کے دَورہ پر تشریف لے گئے۔ دوسری بار قیام مختصر تھا اور ۱۷ و ۱۸؍جولائی صرف دو روز جاری رہا۔

اس کے دَوران جہاں حضور نے پریس کانفرنس اور متعدد استقبالیہ تقاریب میں ہر شعبۂ زندگی کے بعض سر برآوردہ حضرات سے تبادلۂ خیالات فرما کر اُن پر اسلام کی فضیلت آشکار فرمائی اور یہ امر ان کے ذہن نشین کرایا کہ دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل صرف اور صرف اسلام کی لازوال و بے مثال تعلیم پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے، وہاں فرینکفورٹ اور اس کے ساتھ منسلک جماعتوں کے سینکڑوں احباب اور مستورات کو حضور ایدہُ اللہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کے علاوہ حضور کے زندگی بخش ارشادات اور دعاؤں سے مستفیض ہونے کے انمول مواقع میسّر آئے۔ وُہ دُور دُور سے فرینکفورٹ آ آ کر اور زیادہ سے زیادہ وقت حضور کی تریاقی صحبت میں گزار کر اور بڑے ہی ذوق و شوق سے ڈیوٹیاں دے کر اور خدمات بجا لا کر زیادہ سے زیادہ برکتیں سمیٹنے میں ہمہ تن مصروف رہے۔

انہوں نے حضور ایدہُ اللہ اور اہلِ قافلہ کو ہر ممکن سہولت اور آرام پہنچانے اور بڑھ چڑھ کر خدمات بجا لانے میں اخلاص و فدائیت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ مبلغ انچارج

مغربی جرمنی محترم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب کی زیر ہدایت و زیر نگرانی مکرم رفیق احمد صاحب روزی نے حضور ایدہ اللہ کے باڈی گارڈ کے طور پر، مکرم عرفان احمد خاں مکرم منظفر غازی اور مکرم مسرور احمد باجوہ نے قافلہ کی مہمان نوازی کے فرائض بہت خوش اسلوبی اور مستعدی سے ادا کئے۔ حفاظت کے انچارج مکرم عبد الجبّار صاحب اور مطبخ کے انچارج مکرم حبیب احمد باجوہ و مکرم محمد ابراہیم صاحب تھے۔ نیز شعبۂ صفائی مکرم منیر احمد صاحب سیال کے سپرد تھا۔ ان سب احباب کے علاوہ دوسرے درجنوں احباب نے بھی اپنے اپنے مفوّضہ فرائض بہت خوش اسلوبی سے ادا کر کے حسنِ انتظام اور حسنِ کارکردگی کی اعلیٰ مثال قائم کر دکھائی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا ہمبرگ میں ورودِ مسعود

اور احبابِ جماعت کی طرف سے پرجوش استقبال

ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب اور اسلام کی لازوال اور بے مثال خوبیوں کی نہایت مؤثر وضاحت

انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا طویل سلسلہ عظیم ذمہ داریوں کی ادائیگی سے متعلق بیش بہا نصائح

(رپورٹ نمبر ۱۳ بابت ۱۹ تا ۲۱ جولائی ۱۹۸۰ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے مع اہلِ قافلہ ۱۹ر جولائی ۱۹۸۰ء کی شام کو فرینکفورٹ سے ہمبرگ پہنچ کر وہاں ۲۲ر جولائی کی صبح تک قیام فرمایا۔ اپنے قیامِ ہمبرگ کے دوران حضور نے ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرما کر عالمی سیاست پر اثر انداز ہونے والے بعض حالیہ واقعات کی وجہ سے اسلام کے متعلق پھیلنے والی نئی غلط فہمیوں کا محکم دلائل کے ساتھ ازالہ فرمایا اور اسلام کی لازوال و بے مثال خوبیوں کو واضح کر کے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ دنیا اسلام سے دُور رہ کر خواہ کتنی ہی اِدھر اُدھر بھٹکتی پھرے اسے امن و سکون اسلام کی عافیت بخش آغوش میں ہی آ کر ملے گا اور اسے بالآخر اسلام کی طرف آنا پڑے گا کیونکہ دُنیا اور بالخصوص مغربی اقوام جن لاینحل مسائل سے دوچار ہیں وہ اسلامی تعلیم پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے سے ہی حل ہوں گے۔ حضور نے اس امر کے

ثبوت میں بعض مسائل کا ذکر کر کے اسلامی تعلیم کی رُو سے ان کا حل پیش کیا اور اس طرح اسلامی تعلیم کے حُسن کو بہت دلنشین انداز میں ان پر واضح فرمایا۔ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعہ اس پریس کانفرنس اور حضور کے ارشادات کی جرمنی میں وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوئی۔

مزید برآں حضور نے مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں نمازیں پڑھانے کے علاوہ ہمبرگ اور اس کے قرب وجوار کے شہروں کی جماعتہائے احمدیہ کے سینکڑوں احباب کو اجتماعی اور انفرادی ملاقاتوں کا شرف بخش کر اُنہیں اُن کی اہم اور عظیم ذمہ داریوں کی ادائیگی سے متعلق بیش بہا نصائح سے سرفراز فرمایا۔ علاوہ ازیں بعض جرمن نژاد احمدیوں اور ہمبرگ میں مقیم مغربی افریقہ کے احمدی طلباء کو علیحدہ موقع عطا فرما کر ان سے انگریزی میں خطاب فرمایا اور احمدی ہونے کی حیثیت میں اُن پر جو خصوصی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں ان کی طرف توجہ دلائی۔ احباب جماعت کے لئے حضور ایدہُ اللہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے اور حضور کی تریاقی صحبت اور ارشاداتِ عالیہ سے مستفیض ہونے کا یہ انمول موقع ازحد ازدیادِ ایمان کا موجب ہو کر ان میں ایک نئی رُوح پھونکنے اور انہیں حسب استعداد سابق بالخیرات بنانے کا بہت مؤثر ذریعہ ثابت ہوا۔

فرینکفورٹ سے روانگی اور ہمبرگ میں ورودِ مسعود و استقبال

۱۹ر جولائی بروز ہفتہ صبح ۱۱ بجے حضور نے فرینکفورٹ سے ہمبرگ روانہ ہونا تھا۔ ہمبرگ جرمنی کے شمال میں، فرینکفورٹ سے پانچ سو کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حضور سفر کے لئے تیار ہو کر پونے گیارہ بجے مشن ہاؤس سے مسجد نور میں تشریف لائے۔ اس روز صبح ہی سے بارش ہو رہی تھی پھر بھی احباب اور مستورات دونوں ہی حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کو الوداع کہنے اور دلی دعاؤں سے رخصت

کرنے کے لئے خاصی بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ جہاں مستورات نے مشن ہاؤس میں حضرت سیّدہ مدظلہا سے الوداعی ملاقات کی وہاں احباب جماعت نے مسجد نور میں حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کرکے الوداعی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے کچھ دیر احباب سے باتیں کرنے کے بعد اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ احباب شریک ہوئے۔

بارش کی وجہ سے موٹروں میں سامان رکھنے اور موٹروں کے اُوپر بچا ہوا سامان کسنے میں معمول سے زیادہ وقت صرف ہوا۔ جو احباب بڑے اخلاص سے یہ خدمت بجا لا رہے تھے بارش میں شرابور ہو گئے۔ بہر حال حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیّدہ مدظلہا موٹر کاروں کے ذریعہ ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر فرینکفورٹ سے ہمبرگ کے لئے روانہ ہوئے جونہی کاریں حرکت میں آئیں قطاروں میں کھڑے ہوئے احباب نے اللہ اکبر، اسلام زندہ باد احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد کے پُرجوش نعرے لگا کر اور ہاتھ ہِلا ہِلا کر حضور کو دلی دُعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ مبلّغ انچارج مغربی جرمنی مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب نیز مکرم شریف خالد صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالغفور قریشی صاحب بھی ہمبرگ جانے کے لئے قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہمارے جرمن نومسلم احمدی بھائی مکرم ہدایت اللہ حیوبش اور مکرم رفیق اختر روزی اپنے طور پر علیحدہ عازم ہمبرگ ہوئے تاکہ ہمبرگ میں بھی موجود رہ کر وہ خدمت بجا لانے کا شرف حاصل کرسکیں۔

ہمبرگ جانے والی شاہراہ (آٹوبان) پر دو سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد حضور نے کاسل (Kassel) نامی مقام کے قریب ایک ہوٹل میں تین بجے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور وہاں سے سوا چار بجے سہ پہر ہمبرگ کی طرف روانہ ہو کر سفر جاری رکھا۔ جب مزید اڑھائی پونے تین سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے حضور "دامیلزرو" نامی مقام پر پہنچے جہاں سے

ہمبرگ تیس کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا تو وہاں حضور نے مبلّغ ہمبرگ مکرم لئیق احمد صاحب منیر، جرمن نومسلم احمدی بھائی مکرم سعید کرٹشمر صاحب، غانا مغربی افریقہ کے احمدی طالب علم مکرم مبارک اوسائے کواسی صاحب اور مکرم ناصر محمود صاحب کو استقبال کے لئے موجود پایا۔ یہ سب احباب حضور کا خیر مقدم کرنے کی غرض سے ہمبرگ سے آئے ہوئے تھے۔ حضور نے یہاں موٹریں رکوا کر موٹر میں بیٹھے بیٹھے ہی انہیں مصافحہ کا شرف بخشا اور پھر ان چاروں احباب کی مشایعت میں سفر جاری رکھتے ہوئے ۹ بجے شام احمدیہ مشن ہاؤس ہمبرگ پہنچے۔ جہاں ڈیڑھ سو افراد قطاروں میں کھڑے حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ انہوں نے اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، حضرت خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، انسانیت زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد کے پُرجوش نعرے لگا کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور ان کی قطاروں کے درمیان میں سے گزرتے اور سب کو شرفِ مصافحہ عطا فرماتے ہوئے مسجد فضلِ عمر سے ملحق احمدیہ مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے گئے۔ مشن ہاؤس کے اندر لجنہ اماء اللہ ہمبرگ کی عہدیداروں نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔

۲۰ر جولائی ۱۹۸۰ء بروز اتوار

۲۰ر جولائی کا دن حضور ایدہ اللہ کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کے لئے مخصوص تھا۔ پہلے حضور نے چند انفرادی ملاقاتیں فرمائیں۔

جرمن نومسلم احباب اور افریقی طلباء کی ملاقات

بعد ازاں حضور نے پونے بارہ بجے قبل دوپہر جرمن نومسلم احمدی احباب مسٹر سعید کرٹشمر اور مکرم ہدایت اللہ حیوبش نیز غانا کے چار احمدی طلبا مسٹر مبارک اوسائے، مسٹر کلیم بواکیے مسٹر سلیمان عثمان اور مسٹر نذیر احمد ڈیویس سے ملاقات فرمائی۔ ان کے ساتھ ایک جرمن ٹیچر

مسٹر میشائل اور ایک جرمن خاتون بھی تھیں۔

افریقن احباب سے ان کے احوال و کوائف دریافت کرنے کے بعد حضور نے فرمایا ۔
مستقبل میں اہلِ افریقہ کے لئے نوعِ انسانی کی تاریخ میں اہم کردار ادا کرنا مقدّر ہے۔ وہ زمانہ قصۂ ماضی بن چکا ہے جب مغربی طاقتیں اہلِ افریقہ کی جہالت اور لاعلمی سے فائدہ اُٹھا کر ان کا استحصال کیا کرتی تھیں۔ مغربی اقوام طاقت اور تشدّد کے بل پر برّاعظم افریقہ کا استحصال کرتی رہیں۔ لیکن جماعت احمدیّہ کی مساعی کے نتیجہ میں اہلِ افریقہ اب زیورِ علم سے آراستہ ہو رہے ہیں اور وہ پہلے کی طرح لاعلم اور بے خبر نہیں ہیں۔ یہ جماعت احمدیّہ ہی ہے جس نے غانا میں مسلمانوں کے لئے سب سے پہلے تعلیمی ادارے کھولے ۔ پہلے تو یہ حالت تھی کہ اگر کوئی مسلمان لڑکا کسی عیسائی سکول میں داخلہ لیتا تو اس کا نام بدل کر ایک عیسائی نام دے دیا جاتا اور اُس نئے نام پر اسے سکول میں داخل کیا جاتا۔ مثال کے طور پر ایک بچّہ کا نام ہوتا محمد، وہ اُسے ایم پیٹر میں بدل دیتے اور وہ پیٹر کے نام سے پکارا جانے لگتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ سکول میں تعلیم کے دَوران ازخود اپنے آپ کو عیسائی سمجھنے لگتا۔ اب ہماری جماعت نے وہاں مسلمانوں کے سکول قائم کر کے صورتِ حال کو یکسر بدل دیا ہے اب کسی مسلمان بچّہ کو چپکے سے عیسائی نہیں بنایا جا سکتا۔

حضور نے جرمن ٹیچر مسٹر میشائل کو مخاطب کر کے فرمایا۔ سائیکالوجی نام ہے انسانی نفسیات کے مطالعہ کا۔ انسان کی نفسیات کو سمجھنا اور اس کا مطالعہ کرنا ایک بہت مشکل مضمون ہے، اللہ تعالےٰ نے انسان کو محض جسمانی آنکھیں ہی نہیں دی ہیں بلکہ ذہنی اور قلبی اور بہت سی دوسری آنکھیں بھی عطا کی ہیں۔ اس لئے انسان کو پورے طور پر سمجھنا آسان نہیں ہے بچہ ہمہ جہتی تربیت کا محتاج ہوتا ہے۔ سکول میں بچّے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اُسے ہر مذہب

کے متعلق جاننے اور اس طرح بچپن ہی سے مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے کا موقع عطا کیا جائے تاکہ اس کے مذہبی تصوّرات کی صحیح خطوط پر نشو و نما ہو سکے۔

حضور نے مسٹر میشائل کو کتاب "ESSENCE OF ISLAM" مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السّلام کی پُر معارف تحریرات کے بعض اہم اقتباسات کے انگریزی ترجمہ پر مشتمل ہے۔ یہ تحریرات اسلام، اللہ تعالیٰ، محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن مجید کے بارہ میں ہیں۔ ان کے مطالعہ سے انسان کو ایک نئی بصیرت ملتی ہے اور حقائق و معارف کا ایک نیا خزانہ اُسے عطا ہوتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ ایک نئے علم کے دروازے اس پر کھُلے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السّلام کی وفات کے ذکر پر جس کے متعلق مسٹر میشائل بہت کچھ جاننے اور معلوم کرنے کے متمنّی تھے حضور نے بتایا کہ حضرت مسیح علیہ السّلام صلیب پر سے زندہ اُترے تھے زخم مندمل ہونے پر وُہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی تلاش میں شام، عراق، ایران اور افغانستان کے راستے کشمیر آئے وہیں انہوں نے وفات پائی اور ان کی قبر آج بھی وہاں موجود ہے۔ حضور نے اس کے ثبوت میں اس امر کا بطورِ خاص ذکر کیا کہ افغانستان کے باشندوں کے چہروں کے خدوخال یہودیوں کے عین مشابہ ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے ایک یہودی کی کتاب کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ اُس نے لکھا ہے کہ افغان باشندے اپنی وضع قطع، لباس اور طرزِ بود و باش میں مجھ سے بھی بڑھ کر یہودی ہیں حضور نے خود قرآن مجید اور اناجیل کی آیات کی رُو سے مسیح علیہ السّلام کا صلیب سے زندہ اُترنا اور بعد میں لمبی عمر پاکر وفات پانا ثابت کیا۔ اس ضمن میں حضور نے ان تاریخی اور طبّی کتابوں کا بھی ذکر فرمایا جن میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے جو صلیب سے لگنے والے زخموں کے اندمال کیلئے

تیار کیا گیا تھا۔

یہ ملاقات قریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس کے دوران اس امر کا بھی ذکر آیا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور انہیں اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ حضور نے اس کی متعدد مثالیں بھی بیان فرمائیں۔

ہمبرگ اور اس کی ماتحت جماعتوں کی اجتماعی ملاقات

۲۰ جولائی کو پونے بارہ بجے دوپہر جرمن نومسلم احمدیوں اور ہمبرگ میں مقیم غانین باشندوں کو ملاقات کا شرف عطا فرمانے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ۱۲ بجکر ۲۰ منٹ پر مسجد فضلِ عمر میں تشریف لا کر ہمبرگ اور ہمبرگ مشن سے منسلک دیگر شہروں کی جماعتوں کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ اس وقت مسجد میں ڈیڑھ صد سے زائد احباب موجود تھے۔ حضور نے تربیتی اور تبلیغی امور سے متعلق انہیں بیش بہا نصائح سے نوازا۔

کھلی فضا میں قائم کی جانیوالی غیر مسقف مسجد اور اس کی اہمیت

حضور نے محراب کے قریب کرسی پر تشریف فرما ہو کر سب سے پہلے کھلی فضا میں قائم کی جانے والی غیر مسقف مسجد کے اسلامی نظریہ کا ذکر فرمایا اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈال کر احباب کو اس پر عمل پیرا ہونے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا۔ میں خدائی وعدوں کے مطابق جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ہر مقام پر جگہ کی تنگی اور شہروں میں زمین کے حصول میں دشواری کے پیشِ نظر یہ سوچتا رہا ہوں کہ Open Mosque (یعنی کھلی فضا میں قائم کی جانے والی غیر مسقف مسجد) بھی بنائی جا سکتی ہے۔ اس کی مثال خود اسلامی تاریخ میں موجود ہے اور وہ ہے عیدگاہ کی مثال۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عید کی نماز آبادی سے فاصلہ پر کھلی جگہ

ادا فرماتے تھے۔ آپؑ کی اس سنّت کی پیروی میں اُمت میں کھلی جگہ عیدگاہ بنانے اور وہاں عید کی نماز ادا کرنے کا طریق رائج ہوا۔ ہم بھی رسول اللہؐ کی اس سنّت پر عمل کرتے ہوئے جگہ جگہ کھلی فضا میں غیر مسقف مساجد بنا کر ان سے عبادت کے ساتھ ساتھ تربیتی اور مذہبی پروگراموں پر عمل کرنے کے سلسلہ میں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

حضورؒ نے فرمایا آپ شہر سے دور ایکڑ دو ایکڑ زمین خرید لیں۔ باہر زمین آسانی سے مل بھی جائے گی آپ وہاں OPEN MOSQUE بنائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے لئے جگہ مقرر کر لیں۔ باقی زمین میں آپ پھلدار درخت لگا کر اور بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے HUT کی طرز پر ایک شیڈ ڈال کر وہاں اپنے اجتماعات منعقد کر سکتے ہیں۔ بچوں کے لئے کھیلوں کا انتظام کرنے کے علاوہ وہاں ان کی دینی تربیت کے پروگرام نافذ کر سکتے ہیں اور جب چاہیں وہاں پکنک بھی منا سکتے ہیں۔ الغرض عبادات بجا لانے اور دینی امور کی انجام دہی کے سلسلہ میں OPEN MOSQUE سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے یوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا کی رُو سے ساری زمین ہی ہمارے لئے مسجد بنائی گئی ہے تاہم ایک کھلی جگہ کی حد بندی کر کے اُسے بھی مسجد بنایا جا سکتا ہے اور آپ کو اس قسم کی مسجد عیدگاہ قائم کر کے اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے

دینی نقطۂ نگاہ سے دنیوی علوم کی افادیت

گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا۔ دوسری بات جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ ہے دینی اور دنیوی علوم میں مغائرت کے غلط نظریہ کی تردید۔ یہ بعض لوگوں کی بہت بڑی غلطی تھی کہ انہوں نے دنیوی علوم کو خلافِ اسلام قرار دے کر ان کی تحصیل سے لوگوں کو منع کیا۔ اللہ تعالےٰ نے دینی علوم اور دنیوی علوم میں تفریق کی

تعلیم نہیں دی۔ بلکہ اس نے تو دینی اور دنیوی ہر دو علوم کو آیت قرار دیا ہے۔ جس طرح لوگوں کو ہدایت دینا اور انہیں رُوحانی عُلُوِّ ارتفاع سے ہمکنار کرنا ایک آیت ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ ہر چیز خواہ وہ کھجور کا درخت ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالےٰ کی آیت ہے۔ قرآن مجید نے تو ہر صبح سُورج کے طلوع ہونے کو بھی آیت قرار دیا اور اس کے غروب ہونے کو بھی آیت قرار دیا ہے اور ان آیات پر غور کرنے والوں کو اُولُوا الاَلبَاب قرار دیا ہے۔ وہ کہتا ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ (آل عمران: ۱۹۱)

حضور نے فرمایا عرفِ عام میں جسے دنیوی علم کہتے ہیں ہمارے نزدیک وہ بھی دینی علم ہے۔ ہم دینی اور دنیوی علم کی تفریق کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہر دنیوی علم جب تک نہ بگڑے وہ دینی علم ہے پہلے زمانہ میں مسلمانوں نے دنیوی علوم کو دینی علوم کے طور پر ہی حاصل کیا تھا اور ان میں کمال حاصل کر کے دنیا کو بے انتہا فیض پہنچایا تھا بلکہ آج بھی دنیا ان کی خوشہ چینی پر مجبور ہے۔ اس کے ثبوت میں حضور نے سپین میں مسلمانوں کے طویل دَورِ حکومت میں بلا استثناء ہر قسم کے دنیوی علوم کی ترویج اور حیرت انگیز ترقی اور مسلمانوں میں سے بالخصوص علامہ ابنِ رُشد کے علمی کارناموں کا تفصیل سے ذکر کیا اور بتایا کہ ان سب علوم میں مسلمانوں نے مہارت دینی علوم کے طور پر ہی حاصل کی تھی اور انہیں دین کے فروغ کا ذریعہ بنانے کا کارنامہ انجام دیا تھا، وہ چونکہ ہر چیز کو، کائنات میں رُونما ہونے والی ہر تبدیلی کو خدا تعالےٰ کی کسی نہ کسی صفت کا جلوہ یقین کر کے اُسے آیت سمجھتے تھے اس لئے وہ اس سے پیار کرتے اور اس کے بارہ میں تحقیق سے کام لیتے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں کوئی کمی نہ رہنے دیتے۔ ہر چیز کو آیت یقین کرنے ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ دنیوی

علوم کو بھی انہوں نے دینی علوم کے طور پر حاصل کیا اور نت نئے علوم کے دروازے ان پر کھلتے چلے گئے۔ قرآنِ کریم کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ وہ اپنے حقیقی پیروؤں کو دنیا کے ہر میدان میں ایک بلند مقام پر فائز کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے مسلمانوں کو ایک زمانہ میں جب تک کہ وہ اس پر کما حقہٗ عمل کرتے رہے علم کے ہر شعبے میں بہت بلند مقام پر فائز کر دکھایا تھا آپ لوگوں کو بھی چاہیئے کہ آپ احمدی یعنی قرآن کریم کے سچے پیرو ہونے کی حیثیّت میں، دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم کو بھی دینی علوم کے طور پر حاصل کریں، بڑی جد و جہد سے حاصل کریں اور نہ صرف حاصل کریں بلکہ ان میں بھی کمال کے درجہ تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

اسلامی معاشرہ کے حسین پہلو

بعدہٗ حضور ایدہُ اللہ نے اسلام کے پیشکردہ نہایت حسین معاشرہ کے قیام کی اہمیّت ذہن نشین کراتے ہوئے فرمایا۔

اسلام نے معاشرہ میں بڑا حُسن پیدا کیا ہے۔ اس نے معاشرتی زندگی کی ایک ایک چیز کو لیا ہے اور اس کے بارہ میں ہماری رہنمائی کی ہے جب تک اس رہنمائی سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھایا جائے اس وقت تک معاشرہ میں وہ حُسن پیدا نہیں ہوسکتا جو اسلام اس میں پیدا کرنا چاہتا ہے پہلی بنیادی چیز جس پر اس ضمن میں اسلام نے زور دیا ہے وہ باہمی محبّت ہے، اسلامی معاشرہ جبھی قائم ہو سکتا ہے کہ آپس میں محبّت بڑھے۔ ایک دوسرے کے لئے دل میں رغبت پیدا ہو۔ ایک کو دوسرے سے گھِن نہ آئے۔

حضور نے فرمایا معاشرتی زندگی کے اس بنیادی اصل کے علاوہ اسلام نے انسان کی ہر حرکت و سکون کی تہذیب و تادیب کا اہتمام کیا ہے اور اس کے متعلق تفصیلی ہدایات دی ہیں۔ مثال کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کھانا کھاؤ تو طشتری میں اِدھر اُدھر ہاتھ نہ مارو۔ اکٹھے بیٹھ کر کھاؤ لیکن کھاؤ اپنے سامنے سے اور کھاؤ بھی دائیں ہاتھ سے۔

اسی طرح لباس کے بارہ میں مغربی افریقہ کے مجدد حضرت عثمان بن فودیؒ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت یہ ہے کہ جو بھی سادہ اور باوقار لباس میسّر ہو وہ پہنا جا سکتا ہے۔ کسی خاص طرز کے لباس کی تخصیص نہیں۔ آپؐ نے مختلف وقتوں میں مختلف لباس زیب تن فرمائے۔ آپؐ نے کُرتہ بھی پہنا اور قمیص بھی۔ تہہ بند بھی باندھا اور پاجامہ بھی استعمال فرمایا۔ اسی طرح آپؐ نے سر پہ رومال بھی باندھا اور عمامہ بھی نیز ٹوپی بھی پہنی۔ اس سے حضرت عثمان بن فودیؒ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہر سادہ اور باوقار لباس اسلامی لباس ہے خواہ وہ کسی بھی طرز اور بناوٹ کا ہو۔ اس شرط کے ساتھ کوئی لباس بھی غیر اسلامی لباس نہیں قرار پا سکتا۔ ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن کہنا اور دوسری طرف لباس وغیرہ کے بارہ میں کسی خطّہ کے لوگوں پر ایسا بوجھ ڈال دینا جسے وہ برداشت نہ کر سکیں عقلمندی نہیں ہے۔ الغرض اسلام نے معاشرتی زندگی کے متعلق بہت پُرحکمت اور بہت تفصیلی ہدایات دے کر معاشرہ میں بڑا حُسن پیدا کیا ہے اور اسلامی معاشرہ کا اپنی زندگیوں میں حسین نمونہ پیش کرنا احمدیوں کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔

حضور نے اسلام کی رُو سے حیاتِ اجتماعی کے ایک اور بنیادی اصل پر روشنی ڈالتے ہُوئے فرمایا جہاں بھی ایک سے زیادہ آدمی جمع ہوں ان کے لئے باہم مل کر رہنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کریں اور ایک دوسرے کے درپئے آزار نہ ہوں۔ کیونکہ لڑائی جھگڑا باہمی اُلفت کے بنیادی اصل کے سراسر منافی ہے۔ حج بھی حیات اجتماعی کے ایک مہتم بالشان پہلو کی حیثیت رکھتا ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اس کے تعلق میں فرمایا۔ لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ یعنی یہ کہ حج کے ایّام میں کسی قسم کی نافرمانی اور جھگڑا وغیرہ کرنا جائز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لڑائی جھگڑا اجتماعی زندگی کے لئے سمِ قاتل

کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اس سے سختی سے منع کیا ہے۔ اور اسی لئے مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ مَیں احمدیوں کو آپس میں لڑنے نہیں دُوں گا۔ باہم پیار سے رہو۔ انتقام لینے کے درپے نہ ہو۔ معاف کرنا سیکھو۔ ایک دوسرے کی مدد کرو۔ نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے۔ آپؐ نے فتح مکّہ کے موقع پر انتہائی دکھ پہنچانے والے جانی دشمنوں کو لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہکر معاف کر دیا اور پھر یہ بھی فرمایا کہ مَیں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ وہ بھی تمہیں معاف کر دے۔ نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے آپس میں لڑیں۔ جماعت میں اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

حقیقی مسلمان کی تعریف حضور نے جماعت احمدیہ پر اللہ تعالےٰ کے ایک بہت بڑے فضل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ حقیقی معنوں میں مسلمان وہ ہے جو خدا تعالےٰ کی نگاہ میں اسلام کے ثمرات کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اگر یہ ایک حقیقت ہے اور یقیناً ہے تو پھر ساری دنیا مل کر کسی کو مسلمان کہے تو وہ کہہ تو سکتی ہے لیکن وہ اسے اسلام کے ثمرات سے متمتّع نہیں کر سکتی۔ اسلام کے ثمرات سے تو خدا تعالےٰ ہی متمتّع کرتا ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ وہ ہمیں اسلام کے ثمرات سے مسلسل متمتّع کر رہا ہے۔ ہمارے مردوں، عورتوں اور بچّوں تک کو وہ رؤیائے صالحہ کے ذریعہ مستقبل کی خبریں دیتا ہے اور پھر انہیں وہ پورا کر دکھاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے ایک احمدی خاتون کا خواب بیان کیا اور بتایا کہ خدا تعالےٰ نے اسے حرف بحرف پورا کر دکھایا۔ اسی طرح حضور نے خود اپنے بعض الہامات بھی سُنائے اور انتہائی مخالف اور نامساعد حالات کے باوجود ان کے پورا ہونے کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کیا اور پھر فرمایا اگر آپ خدا تعالیٰ کے اس احسان کو ٹھکراتے ہیں اور اس کی قدر نہیں کرتے تو آپ سے زیادہ بدبخت کوئی نہیں۔ تم

لوگ خدا تعالےٰ کے فضلوں کے مورد ہوتے ہوئے بھی یہاں تبلیغ نہیں کرتے۔ یہ بھی ناشکری ہے۔ ۱۹۷۴ء کے بعد پاکستان میں بڑی کثرت سے لوگ احمدی ہوئے ہیں۔ تم اگر یہاں صحیح معنوں میں تبلیغ کرو تو یہاں ایک انقلاب برپا کر سکتے ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اسلامی تعلیم کے مطابق زندگیاں گزارو۔ اور یہاں کے لوگوں کے سامنے اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم غلبۂ اسلام کی عظیم مہم کی راہ میں روک بنو گے۔

بیش بہا نصائح حضور نے جرمنی میں مقیم احمدیوں کو بیش بہا نصائح سے سرفراز فرماتے ہوئے فرمایا۔ الحمد بہت پڑھا کریں اور خدا تعالےٰ سے بے وفائی کرنے کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیں۔ یہ کبھی نہ سوچیں کہ آپ اللہ تعالےٰ کے احسانات کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔ کر ہی نہیں سکتے۔ ہاں مقدور بھر شکر ادا کرنا آپ پر فرض ہے اس میں کمی نہ آنے دیں۔

حضور نے فرمایا ایک بات اور یاد رکھیں کہ کسی کے خلاف بد دُعا نہیں کرنی۔ یہ خدا کا کام ہے کہ وہ اپنے کسی بندے سے کیا سلوک کرے۔

پھر فرمایا ایک پکّا احمدی بن کر دوسروں کو اسلام کا عملی نمونہ دکھانے کا وقت آگیا ہے۔ بہت تیزی سے دُنیا میں تبدیلیاں آرہی ہیں۔ خدا تعالےٰ خوابوں کے ذریعہ احمدیوں کو ان تبدیلیوں سے آگاہ کر رہا ہے۔ یہ غفلت سے کام لینے کا وقت نہیں ہے۔ بلکہ پوری بیداری، چوکسی اور مستعدی کے ساتھ اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے، خدا تعالےٰ کے حضور دُعائیں کرنے کا وقت ہے۔ وقت کی اہمیّت کو پہچانو اور اپنی اس عظیم ذمّہ داری کو ادا کرنے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔

اجتماعی دُعا آخر میں حضور نے فرمایا آؤ اب اپنے لئے بھی دُعا کر لو اور میرے لئے بھی۔

اس کے ساتھ ہی حضور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے اس پُر درد و پُرسوز دُعا کے ساتھ حضور ایدہُ اللہ کا یہ بصیرت افروز خطاب جو ۱۲ بجکر ۲۰ منٹ پر شروع ہوا تھا ڈیڑھ بجے بعد دوپہر اختتام پذیر ہوا۔

شرفِ مصافحہ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے جملہ حاضرین کو باری باری شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔ شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کا یہ منظر خود اپنی جگہ بہت ایمان افروز اور رُوح پرور تھا۔ احباب جو ایک خاص نظام کے ماتحت قطاروں میں بیٹھے تھے قطار وار باری باری حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ہر شخص اپنا تعارف کراتا حضور پہلے ہی اسے پہچان جانتے اور نام پتہ بتا دیتے۔ یہ امر احباب کے لئے ازحد خوشی اور مسرت کا موجب ہوتا اور یہ جان کر کہ حضور کو ان کا نام پتہ پہلے ہی معلوم ہے وہ خوشی سے پھُولے نہ سماتے۔ ہر کوئی اپنی حاجت بتاتا اور دُعا کے لئے ملتجی ہوتا، حضور دُعائیہ کلمات فرماتے اور تسلّی دلاتے کہ مَیں بعد میں بھی دُعا کروں گا۔ بعض احباب اپنے ہمراہ بچوں کو بھی لائے ہُوئے تھے۔ حضور بچوں کو پیار کرتے اور سروں پر دستِ شفقت پھیر کر انہیں دُعا دیتے۔ جب غانا مغربی افریقہ کے جناب مبارک اوسائے کُواسی اپنے نو ماہ کے بچے مبشر احمد کو گود میں لئے حاضر ہوئے تو حضور نے انہیں ہی مصافحہ کا شرف نہیں عطا فرمایا بلکہ ان کے بچے کے رُخسار پر پیار کر کے اس کے ساتھ خاص لاڈ کا اظہار فرمایا۔ مبارک اوسائے صاحب کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ وہ بعد میں یہ کہتے سُنے گئے کہ میرا بچہ بہت خوش نصیب ہے، اسے بحمد اللہ خلیفۂ وقت کا لاڈ پیار نصیب ہُوا ہے۔ مصافحوں کا یہ سلسلہ سوا دو بجے بعد دوپہر تک جاری رہا۔ جس کے بعد حضور مشن ہاؤس کے رہائشی حصّہ میں جہاں حضور قیام فرما تھے تشریف لے گئے۔

سوا چار بجے سہ پہر حضور نے مسجد فضلِ عمر میں تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں

ہمبرگ کے معروف باغ کی سیر

سورج غروب ہونے پر حضور مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھانے کے بعد دس بجے شام کے قریب اہلِ قافلہ اور متعدد مقامی احباب کے ہمراہ ہمبرگ کا معروف باغ جو پلانٹن اُنڈ بلومن **Planten und Blumen** کے نام سے موسوم ہے دیکھنے تشریف لے گئے۔ اس باغ کی نمایاں خصوصیت جس کی وجہ سے یہ یورپ بھر میں مشہور ہے یہ ہے کہ اس میں موسم گرما کے دوران ہر شام ایک بہت وسیع و عریض تالاب میں ایک خاص ترتیب سے لگے ہوئے لاتعداد فوارے کھولے جاتے ہیں جن کا پانی میوزک کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ بلند ہوتا اور نیچے گرتا ہے اور ساتھ کے ساتھ ہوا میں بلند ہونے والا پانی بجلی کی مختلف النوع روشنیوں کی شعاعوں کے زیر اثر لمحہ بہ لمحہ اپنا رنگ بدل رہا ہوتا ہے اس طرح یوں محسوس ہوتا ہے کہ لاتعداد فواروں سے بلند ہونے اور لمحہ بہ لمحہ نت نئے رنگ اختیار کرنے اور شکلیں بدلنے والا پانی میوزک کی دھنوں پر رقص کر رہا ہے آگ اور پانی کے میوزک کی دھنوں پر باہم اٹھکیلیاں کرنے سے ایسا دلکش و رنگیں سماں بندھتا ہے کہ گویا ایک ماہر آتشباز اپنے کمالِ فن کا مظاہرہ کر کے سطح آب پر گلہائے رنگا رنگ کے چمن در چمن کھلاتا چلا جا رہا ہے۔ جب بعض فواروں کا پانی فضا میں ایک سو تیس فٹ تک بلند ہوتا اور نت نئے رنگ بدلتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ آسمان پر رات کو ہی قوس قزح نکل آئی ہے۔ لوگ فواروں کے ان دلفریب نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے لئے ہر شام ہی ہزاروں کی تعداد میں کھنچے چلے آتے ہیں۔

حضور نے پہلے سے مقررہ ایک مخصوص جگہ ہمراہ آنے والے احباب کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھ کر قریباً نصف گھنٹہ تک یہ نظارہ دیکھا اور پھر مشن ہاؤس واپس تشریف لے آئے۔

۱۴؍جولائی ۱۹۸۰ء بروز پیر ۱۴؍جولائی کا دن ہمبرگ میں حضور ایدہ اللہ کے قیام کا

آخری دن تھا کیونکہ اس سے اگلے روز ۲۲ر جولائی کی صبح کو حضور نے ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن روانہ ہونا تھا۔ اس روز حضور نے ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرما کر اسلام کے خلاف یورپ میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا۔

پریس کانفرنس یہ پریس کانفرنس ہمبرگ کے ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل میں ۱۱ بجے قبل دوپہر منعقد ہوئی اور قریباً پونے دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اس میں ہمبرگ سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل اور نیوز ایجنسیوں کے ایک درجن رپورٹرز اور فوٹو گرافرز شریک ہوئے۔ انہوں نے دنیا کے بعض خطوں میں رونما ہونے والے تازہ واقعات کی روشنی میں اسلامی تعلیمات سے متعلق متعدد سوالات کئے جن کے حضور نے بہت مدلّل اور تفصیلی جوابات دے کر یورپ میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا۔

سوالات زیادہ تر مسئلہ جہاد، اسلام کی مزعومہ بالجبر اشاعت، اسلام میں عورتوں کی حیثیّت، مسیح علیہ السلام کی وفات اور اسلامی فرقوں کے باہمی اختلافات سے متعلق تھے اور تمام تر غلط فہمیوں پر مبنی تھے۔ حضور نے تفصیل سے بتایا کہ اسلام ہرگز تلوار کے بل پر نہیں پھیلا اور نہ اسلام مذہب کی بالجبر اشاعت کا قائل ہے بلکہ یہی ایک مذہب ہے جس نے بالجبر اشاعت کی پوری شدّت سے مخالفت کی ہے۔ اس نے دین کے معاملہ میں جبر کو روا رکھا ہی نہیں۔ حضور نے از روئے قرآن جہاد بالنفس اور جہاد بالقرآن (دلائل و براہین کے ذریعہ پُرامن اشاعتِ حق) کی وضاحت کے بعد بتایا جارحانہ جنگ کے معنوں میں قرآن نے کہیں جہاد کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اس نے دین کو تلوار کے زور سے مٹانے والوں کے خلاف آخری چارۂ کار کے طور پر صرف دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے اور وہ بھی بعض شرائط کے ساتھ۔ حضور نے اخبار نویسوں کے ضمیر کو جھنجوڑتے ہوئے فرمایا آپ سوچیں اور غور کریں تلوار

اٹھانے میں پہل کرنے والوں کے خلاف خود حفاظتی کے پیش نظر تلوار اُٹھانا کیسے قابلِ اعتراض ہو سکتا ہے۔ ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ جہاد کی اسلامی اصطلاح کی رُو سے سب سے افضل اور مقدّم جہاد خود اپنے نفس کا جہاد ہے۔ دوسرے نمبر پر جہاد نام ہے دلائل و براہین کے ذریعہ اسلام کی پُرامن اشاعت کا۔ تیسرے نمبر پر اسلام نے دین کو بزورِ شمشیر مٹانے کی نیت سے حملہ آور ہونے والوں کے خلاف بعض شرائط کے ساتھ دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے اور ایسی دفاعی جنگ کو بھی جہاد قرار دیا ہے۔ جماعت احمدیہ جہاد کی ان تینوں اقسام پر ایمان رکھتی ہے۔ الغرض جارحانہ جنگ کرنا یا دوسروں کو بالجبر مسلمان بنانا جہاد کے مفہوم میں شامل نہیں ہے اسلام نے اس کی سرے سے اجازت ہی نہیں دی۔

اسی طرح حضور نے اسلام کی رُو سے بحیثیّت انسان ہونے کے مَرد اور عورت میں کامل مساوات کی اسلامی تعلیم کو بھی تفصیل سے بیان کیا۔ نیز انجیل اور قرآن مجید کی رُو سے حضرت مسیح علیہ السّلام کے صلیب پر سے زندہ اُترنے اور زخموں کے مندمل ہونے کے بعد کشمیر کی طرف ہجرت کرنے اور وہاں تک پھیلے ہوئے یہود کے گمشدہ قبائل کو راہِ ہدایت پر لانے کے بعد طبعی طور پر وفات پانے پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی اور آخر میں حضرت مہدی موعود علیہ السّلام کے ذریعہ اسلام کے بالآخر ساری دنیا میں غالب آنے اور نوعِ انسان کے اُمّتِ واحدہ بننے کا بھی وضاحت سے ذکر کیا اور بتایا کہ یہ غلبہ محبّت اور پیار سے انسانوں کے دل جیتنے کے نتیجہ میں ظاہر ہوگا اور اس لئے ظاہر ہوگا کہ آج دنیا جن مسائل سے دوچار ہے انہیں صرف اسلامی تعلیم پر کماحقہٗ عمل پیرا ہو کر ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ اس کی بعض مثالیں دینے کے بعد حضور نے فرمایا اس وجہ سے بھی دنیا کے لئے اسلام کی طرف آنے کے سوا چارہ نہیں رہیگا۔

ان وضاحتوں کے دَوران اخبار نویسوں نے حضور کے ارشادات کو سراہتے ہوئے جب

اسلامی دنیا میں رُونما ہونے والے بعض حالیہ واقعات کے حوالہ سے اسلامی تعلیم کو از خود متعیّن کرنے کی کوشش کی تو حضور نے فرمایا اوّل تو مذکورہ واقعات کی اصل تفاصیل اور وجوہات کا مجھے علم نہیں ہے دوسرے یہ کہ مَیں ایک مذہبی آدمی ہوں اس لئے مَیں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ سیاسی واقعات کے بارہ میں محاکمہ کروں۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ آپ بعض مسلمان لیڈروں کی سیاسی حکمتِ عملی اور اسلامی تعلیم کو خلط ملط نہ کریں۔ اسلام کو صرف قرآنی تعلیم کی رُو سے پرکھیں۔ جب آپ اسلام کا قرآنی تعلیم کی روشنی میں مطالعہ کریں گے تو اسلام پر اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

اس روز بھی حضور نے مسجد فضلِ عمر میں ظہر اور عصر کی نیز مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھائیں جن میں احباب دُور دُور سے آکر بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اس طرح ۱۲ جولائی کی رات کو ہمبرگ میں حضور کا دو روزہ قیام جس کے دَوران حضور نے سینکڑوں احباب کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف بخشا اور ایک بہت وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرما کر اسلام کے خلاف پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا نہایت کامیابی اور خیرو خوبی سے اختتام پذیر ہوُا۔
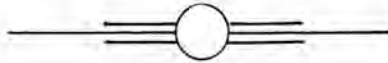
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا کوپن ہیگن میں وُرُودِ مسعود اور پُرتپاک استقبال

استقبالیہ تقریب میں مہمانانِ کرام کے سوالوں کے نہایت مُدلّل اور برجستہ جوابات

احبابِ جماعت سے پُرمعارف خطاب اور ذمہ داریوں کی ادائیگی سے متعلق بیش بہا نصائح

حضور نے مسجد نصرت جہاں میں نمازِ جمعہ پڑھائی اور نماز سے قبل بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا

(رپورٹ نمبر ۱۴ بابت ۲۲ تا ۲۸ جولائی ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کا چوبیس روزہ تبلیغی و تربیتی دَورہ مکمل فرمانے کے بعد ۲۲ جولائی ۱۹۸۰ء کی شام کو ہمبرگ (مغربی جرمنی) سے ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن تشریف لے گئے اور وہاں ۲۸ جولائی کی صبح تک قیام فرمایا۔ یہ چھ روز ڈنمارک کے نومسلم احمدی احباب اور وہاں مقیم دیگر احمدی احباب کے لئے عید سے کم نہ تھے۔ وہ ان ایّام میں زیادہ سے زیادہ حضور کی خدمت میں حاضر رہ کر انفرادی و اجتماعی ملاقاتوں اور استقبالیہ تقاریب میں حضور ایدہُ اللہ کے پُرمعارف ارشادات سے مستفیض ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے اس فضلِ بے پایاں پر سجداتِ شکر بجالائے۔ یہ ان کی خوش بختی تھی کہ حضور نے ہمبرگ اور زیورک کی نسبت کوپن ہیگن میں کچھ دن زیادہ قیام فرما کر ہر روز ادا کی جانے والی پنجگانہ نمازوں کے علاوہ ۲۵ جولائی کو مسجد نصرت جہاں میں نمازِ جمعہ بھی پڑھائی اور ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ الغرض متعدد خطابات میں حضور نے خدائی جماعت کے

افراد ہونے کی حیثیت میں احباب کو ان کا مقام یاد دلایا اور بہت احسن پیرائے میں ان کی عظیم ذمہ داریوں سے آگاہ کر کے ان کی کما حقہٗ ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کے کوپن ہیگن میں قیام کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

(۲۲ر جولائی ۱۹۸۰ء)

ہمبرگ سے روانگی اور کوپن ہیگن میں ورودِ مسعود

۲۲ر جولائی کی صبح کو حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا نے مع اہلِ قافلہ ہمبرگ سے ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن روانہ ہونا تھا۔ چنانچہ احبابِ جماعت حضور کو الوداع کہنے کی غرض سے اُس روز صبح ہی سے احمدیہ مشن ہاؤس اور اس سے ملحق مسجد فضلِ عمرؓ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ جب دس بجے صبح تک اکثر احباب آگئے تو حضور نے مشن ہاؤس سے مسجد فضلِ عمرؓ میں تشریف لا کر اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ حاضر احباب شریک ہوئے۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور مشن ہاؤس میں تشریف لے گئے اور بیس منٹ کے بعد پھر واپس تشریف لا کر جُملہ حاضر احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔ اور کوپن ہیگن جانے کیلئے مع حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا موٹر کار میں سوار ہوئے۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو رخصت کرنے کی غرض سے لجنہ اماء اللہ ہمبرگ کی عہدیداران اور ممبرات کثیر تعداد میں آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مشن ہاؤس کے اندر حضرت سیدہ سے الوداعی ملاقات کی اور آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ بہت مخلصانہ طور پر الوداع کہا۔ حضور مع اہلِ قافلہ ساڑھے دس بجے صبح تین موٹر کاروں میں مشن ہاؤس سے روانہ ہوئے۔ چوتھی کار میں مبلغ ہمبرگ مکرم لئیق احمد منیر صاحب بعض مقامی احباب کی معیت میں مشایعت کی غرض سے علیحدہ کاروں میں پُٹ گارڈن تک جانے کے لئے ساتھ ہی روانہ ہوئے۔

حضور نے ہمبرگ سے جرمنی کی شمال مشرقی بندرگاہ پُٹ گارڈن پہنچ کر اور وہاں سے فیری میں سوار ہو کر اور بیس میل چوڑی سمندری پٹی عبور کر کے ڈنمارک کی بندرگاہ روڈبی جانا تھا اور پھر وہاں سے موٹر کاروں کے ذریعہ ڈنمارک کے جزیروں میں (جو پُلوں کے ذریعہ ایک دوسرے سے ملے ہُوئے ہیں) سفر کرتے ہُوئے کوپن ہیگن پہنچنا تھا۔ حضور بارہ بجکر چالیس منٹ پر پُٹ گارڈن پہنچے۔ وہاں ایک ہوٹل میں چائے نوش فرمانے کے بعد موٹر کاروں سمیت ڈیڑھ بجے فیری میں سوار ہو کر ایک گھنٹہ بعد ٹھیک اڑھائی بجے بعد دوپہر ڈنمارک کی بندرگاہ روڈبی پر اُترے۔ اور پھر وہاں سے موٹر کاروں میں سفر جاری رکھتے ہوئے کوپن ہیگن کی جانب روانہ ہُوئے۔ راستہ میں جگہ جگہ مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے جگہیں بنی ہوئی ہیں جہاں وہ زمین میں گڑی ہوئی میزوں کے گرد بنچوں پر بیٹھ کر سستا سکتے اور اپنے ساتھ لایا ہُوا کھانا کھا سکتے ہیں۔ سڑک سے ذرا ہٹ کر درختوں کی اوٹ میں بنی ہوئی ایسی ہی ایک سنسان جگہ پر ٹھہر کر حضور ایدہُ اللہ نے چار بجے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد کوپن ہیگن کی جانب سفر جاری رکھا۔ پانچ بجے شام اُڈبی (UDBY) کے مقام پر سڑک کے کنارے ۱۸۹۸ء کے ایک قدیمی ہوٹل میں سہ پہر کی چائے نوش فرمائی۔ یہاں سے روانہ ہوئے ہی تھے کہ مبلّغ ڈنمارک مکرم سیّد مسعود احمد صاحب کوپن ہیگن کے بعض مقامی احباب کے ہمراہ ایک موٹر کار میں روڈبی سے واپس آتے ہُوئے قافلہ میں آشامل ہُوئے وہ حضور کو خوش آمدید کہنے کے لئے کوپن ہیگن سے روڈبی پہنچے تھے۔ لیکن چونکہ حضور روڈبی مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے پہنچ گئے تھے اس لئے وہ وہاں حضور کا استقبال نہ کر سکے اور روڈبی سے واپس آ کر کوپن ہیگن پہنچنے سے پہلے پہلے حضور کے قافلہ میں آشامل ہُوئے شام سے پہلے پہلے حضور کوپن ہیگن میں ورود فرما ہُوئے اور سیدھے مسجد نصرت جہاں پہنچے اور

مسجد سے ملحق مشن ہاؤس میں قیام فرمایا۔ وہاں بہت سے مقامی احباب حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں پہلے ہی سے چشم براہ تھے۔ انہوں نے اسلامی نعرے بلند کر کے حضور کا پُرتپاک استقبال کیا۔ حضور نے جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے جانے سے قبل ان سے کچھ دیر باتیں کیں۔

(۲۳؍جولائی ۱۹۸۰ء)

استقبالیہ تقریب میں سوالوں کے جواب

۲۳؍جولائی کی شام کو جماعت احمدیہ کوپن ہیگن کی طرف سے حضور ایدہُ اللہ کے اعزاز میں مسجد نصرت جہاں میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں ڈنمارک کے نومسلم احمدی اور دیگر احباب کے علاوہ کوپن ہیگن کے زیرِ تبلیغ دوستوں کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا جب جملہ مہمانانِ کرام اپنی اپنی نشستوں پر آ بیٹھے تو حضور ساڑھے سات بجے شام تشریف لا کر صدر جگہ پر رونق افروز ہوئے۔

تلاوتِ قرآن مجید کے بعد ہمارے نومسلم احمدی بھائی مکرم الحاج نوح ہنڈسن نے تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد ڈینش زبان میں تعارفی تقریر کی اور پھر خود ہی اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ انہوں نے حضور کا تعارف کرانے اور دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور نوعِ انسانی کی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں حضور کے عظیم الشان کارناموں اور خدمات کا ذکر کرنے کے علاوہ حضور کے حالیہ عالمی دَورے کے مقصد پر بھی روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ حضور اپنے اس دَورہ میں ناروے کی سب سے پہلی مسجد اور مشن ہاؤس کا افتتاح فرمائیں گے نیز افریقہ میں جماعت احمدیہ نے جو درجنوں ہسپتال اور سیکنڈری سکولز قائم کئے ہیں ان کا معائنہ فرمانے کے علاوہ متعدد نئی مساجد کا بھی افتتاح کریں گے اور وہاں

کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں گے۔

اشاعتِ اسلام کا بنیادی تقاضا

تعارفی تقریر کے بعد مہمانانِ کرام کو دعوت دی گئی کہ اگر وہ چاہیں تو سوالات کر سکتے ہیں حضور ایدہُ اللہ ان کا بخوشی جواب دیں گے۔ اس پر ایک دوست نے سوال کیا کہ اہلِ ڈنمارک تک اسلام کا پیغام زیادہ مؤثر طریق پر پہنچانے کے لئے مزید کیا کچھ کرنا ضروری ہے؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ جہاں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا تعلق ہے مبلّغِ اسلام کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری اتنی ہی ہے کہ ہم اپنی سعی مقدور بھر کوشش کریں۔ کسی کو مسلمان بنانا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ یورپ امریکہ اور ان کے زیرِ اثر علاقوں میں ہمارے لئے مشکل یہ ہے کہ وہ محض زبانی تبلیغ سے اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر وہ اسلامی تعلیم کے قائل ہو بھی جائیں اور اکثر قائل ہو بھی جاتے ہیں وہ اسے قبول کرنے کے لئے اس وقت تک تیار نہیں ہوں گے جب تک ان کے سامنے اسلام کے پیشکردہ نظام کا عملی نمونہ نہ آئے۔ جہاں تک ان اقوام کے قبولِ اسلام کا تعلق ہے اس کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ اوّل یہ کہ ہم انہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کریں کہ ہم جو کچھ انہیں پیش کر رہے ہیں وہ اس سے بہتر اور برتر ہے جو پہلے سے ان کے پاس ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ اسلام کی فضیلت کے تو قائل ہو جائیں گے۔ اس امر کے لئے کہ وہ اسلام کو قبول بھی کر لیں اسلام کے عملی نمونہ کی ضرورت ہے۔ یہاں کے لوگ اس سے مطمئن نہیں ہیں جو ان کے پاس ہے، وہ اس سے بہتر اور برتر کی تلاش میں ہیں لیکن وہ اسلام کو جو یقیناً سب سے بہتر اور افضل و اعلیٰ ہے قبول اس وقت کریں گے جب ہم ہر حرکت و سکون میں اسلام کا نہایت حسین عملی نمونہ ان کے سامنے پیش کریں گے۔ بہترین طریق ان قوموں کو مکمل تباہی سے بچانے کا یہ ہے کہ ہم تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے

کے ساتھ ساتھ اپنے عمل میں اسلام کا حُسن اُجاگر کر کے اسلام کا عملی نمونہ ان کے سامنے پیش کریں اور اپنے قول اور فعل سے انہیں اسلام کی طرف دعوت دیں اور دیتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے قبول کر لیں۔

اِسلام کی پیش کردہ حقیقی مساوات

ایک اَور دوست نے دریافت کیا کہ کمیونزم کے نظریۂ مساوات میں لوگوں کے لئے ایک کشش ہے لوگ اس سے متأثر ہو کر اس کے لئے جانیں قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رُوس نے ایسے لوگوں کو اپنا آلۂ کار بنا کر طاقت کے بل پر دنیا کے مختلف حصّوں میں نفوذ حاصل کرنے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ افغانستان اس کی ایک واضح مثال ہے۔ اسلام نے مساوات کا جو نظریہ پیش کیا ہے وہ کمیونزم کے نظریۂ مساوات سے کس حد تک مطابقت رکھتا ہے۔ اور اگر دونوں میں کوئی فرق ہے تو وہ کیا ہے ؟

اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ مزدور کمیونزم سے متأثر ہو کر اپنی اجرتوں میں اضافہ کا مطالبہ تو کرتے ہیں۔ اور اپنی اُجرتیں بھی بڑھوا لیتے ہیں لیکن عدمِ مساوات کی کیفیت جوں کی توں برقرار رہتی ہے اس لئے کہ اجرتوں میں اضافہ سب کے لئے یکساں ہوتا ہے حالانکہ ضرورتیں سب کی یکساں نہیں ہوتیں۔ ایک مزدور ہے جس کے چار بچّے ہیں اور ایک وہ ہے جس کا کوئی بچّہ نہیں۔ اضافہ دونوں کی اجرتوں میں اگر یکساں ہو تو اس کو زیادہ فائدہ پہنچے گا جس کا کوئی بچہ نہیں اور اُسے کم پہنچے گا جس کے چار بچّے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کی ضرورتوں میں فرق ہے۔

اس کے بالمقابل اسلام (جو مساواتِ انسانی کا زبردست علمبردار ہے) کے نزدیک مساوات کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو استعدادیں اور صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ اُس کا

یہ حق ہے کہ اس کی ان استعدادوں اور صلاحیتوں کی کامل نشوونما کا پُورا پُورا انتظام ہو اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کا انتظام کرے۔ مثال کے طور پر اسلام کہتا ہے کہ ہر انسان کو اس کی ضرورت کے مطابق غذا ملے۔ سب کو یکساں چیزیں دینا مساوات نہیں ہے جو غذا ایک کے لئے مناسب ہے ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کے لئے بھی متوازن ہو۔ سب سے پہلے اسلام نے متوازن غذا کا نظریہ پیش کیا تھا۔ آج کل کی متمدّن دنیا متوازن غذا پر بہت زور دے رہی ہے اور نہیں جانتی کہ متوازن غذا ہے کیا۔ اسلام کہتا ہے کہ ہر انسان کو ہر وہ چیز ملنی چاہیئے جو اس کے لئے مناسب ترین ہے۔ حق یہ ہے کہ جب اسلام دُنیا میں پھیل جائے گا اس وقت ہی سب کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام ہوگا اور حقیقی مساوات کا قیام عمل میں آئے گا۔

اس ضمن میں حضور نے ایک اَور امر کی طرف بھی توجّہ دلائی اور وہ یہ کہ کسی چیز کی ضرورت سے زیادہ بہتات بھی اس کے استعمال میں توازن کو برقرار نہیں رہنے دیتی جس سے خرابی پَیدا ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ پَیداوار میں بے پناہ اضافہ (MASS PRODUCTION) مغرب میں نئی نسلوں کی صحت کو برباد کرنے کا ذمہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی اقوام کے لوگوں کی صحت میں انحطاط کی کیفیّت پَیدا ہو رہی ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو متمدّن قومیں ترقی کی بجائے تنزّل کی طرف جا رہی ہیں۔ اور پسماندہ قومیں رفتہ رفتہ اُوپر اُٹھ رہی ہیں اور دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہو رہی ہیں۔

آخر میں فرمایا اس زمانہ کی متمدّن قوموں نے ابھی تک نہیں سمجھا کہ مساوات سے کیا مراد ہے۔ مزدور نہیں جانتے کہ ان کا حق کیا ہے اور انہیں حکومت سے کیا مانگنا چاہیئے مساوات مساوات کا شور تو بہت ہے لیکن حقیقی مساوات کا کہیں نام و نشان نہیں۔

اُمّتِ مُسلمہ کے لئے ایک سبق

ایک نائیجیرین طالب علم نے پوچھا کہ کچھ عرصہ قبل مسجد الحرام پر بعض مفسدوں نے قبضہ کرکے وہاں فساد برپا کیا تھا جس سے اللہ کے اس گھر کی بہت بے حرمتی ہوئی۔ جماعت احمدیہ بھی کلمہ گو ہے اور بیت اللہ کا احترام اس کا جزو ایمان ہے۔ مَیں یہ جاننا چاہوں گا کہ جماعت احمدیہ اس بارہ میں کیا کر رہی ہے کہ ایسا حادثہ پھر نہ پیش آئے؟

حضور نے فرمایا ہر مسلمان کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ ایسے واقعہ کا پھر اعادہ نہ ہو اور بیت اللہ کی حرمت پر کبھی کوئی آنچ نہ آنے پائے۔ ہمارے پاس دولت اور وسائل نہیں ہیں کہ ہم خود بیت اللہ کی حفاظت کا فریضہ انجام دے سکیں۔ لیکن ایک چیز ہمارے پاس ہے اور وہ دنیا کے مہلک ترین ہتھیاروں سے بھی بڑھ کر کارگر ہتھیار ہے اور وہ ہے دعا کا ہتھیار۔ ہم دعائیں کر رہے ہیں کہ خدا تعالے رجوع برحمت ہو اور اس کے فضل کے نتیجہ میں ایسا حادثہ پھر کبھی نہ پیش آئے۔ ویسے مَیں سمجھتا ہُوں کہ اُمّتِ مسلمہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے اور وہ یہ کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے اس کی حفاظت اور پناہ طلب کرنے سے کبھی غافل نہ ہوں۔

اِسلام اور مسلمانوں کا سیاسی طرزِ عمل

ایک دوست نے بعض اسلامی ملکوں میں رُونما ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے دریافت کیا کہ وہاں جو واقعات رُونما ہُوئے ہیں اور خود اسلام کے نام پر وہاں جو طرزِ عمل اختیار کیا گیا ہے کیا واقعی وہ اسلام کے عین مطابق ہے؟

حضور نے فرمایا۔ اسلامی ملک ایک نہیں بہت سارے ہیں۔ دنیا میں اسلامی ملکوں کی تعداد ۴۳ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا سیاسی طرزِ عمل ہے۔ اور وُہ ہے بھی ایک

دوسرے سے مختلف اور ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی جگہ اسلام پر عمل پیرا ہونے کا مدّعی ہے۔ اب آپ کس کو کہیں گے اسلامی اور کس کو غیر اسلامی۔ ہمیں سیاست کے بارہ میں اسلام کے رہنما اصولوں اور دنیا بھر کے مسلمان سیاستدانوں کے طرزِ عمل کو خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے اور دیکھنا یہ چاہیئے کہ اسلام کیا کہتا ہے اور پھر اس عمل کا فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اسلام کے تقاضوں کو کون پُورا کر رہا ہے اور کون نہیں کر رہا۔

مصنوعی اشیاء اور ان کی مضرّت

ایک اَور ڈینش دوست نے جو تحقیقاتی ادارۂ شہد کے ڈائریکٹر ہیں عرض کیا کہ مجھے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہُوئی ہے کہ اسلام پہلا مذہب ہے جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے متوازن غذا پر زور دیا تھا۔ مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ اسلام کے ایک مقتدر نمائندہ کی حیثیت سے غیر قدرتی طریق پر تیار کی جانے والی (SYNTHATIC) اشیاء خوردنی کے خلاف آواز اُٹھائیں گے اور ان کی تیاری کے سلسلہ کو بند کرانے کی کوشش کریں گے کیونکہ یہ کئی لحاظ سے مضرّت رساں ہیں۔

اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ مَیں عرصہ سے غیر قدرتی طریق پر تیار کی جانے والی اشیاء کے خلاف آواز اُٹھا رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور نے SYNTHATIC اشیاء خوردنی کی مضرّت پر بہت بصیرت افروز انداز میں روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا۔ اسلام کہتا ہے کہ تم خدا کی بنائی ہوئی کسی چیز کے خواص کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ جب انسان ہر ذرّہ میں پوشیدہ خواص کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو پھر یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ہر سنتھیٹک چیز ہمیشہ ناقص ہی رہے گی۔ انسان زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ کسی چیز کے جتنے خواص وہ معلوم کر سکا ہے وہ ان کے مطابق ان کا سنتھیٹک بدل تیار کر لے۔ جو خواص اسے معلوم ہی نہیں وہ سنتھیٹک چیز تیار کرتے وقت اُسے ان خواص کا حامل کیسے بنا سکتا ہے۔ فرمایا سنتھیٹک اشیاءِ خوردنی تیار کرنا

اور پھر یہ سمجھنا کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز کا بدل تیار کر لیا ہے حماقت ہے انسان خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ کسی ایک ذرّہ کا بھی بدل نہیں بنا سکتا۔

ایک ہونہار ڈینش بچّی کی ذہانت پر شاباش

ایک ڈینش عیسائی دوست مسٹر پیلے حینٹ ویڈ PALLE HANNETVED بھی اس استقبالیہ دعوت میں مدعو تھے وہ اپنی آٹھ نو سال کی بچّی میٹے (METTE) کو بھی اپنے ہمراہ لائے ہوئے تھے اس بچّی نے بڑی جرأت اور ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضور سے دریافت کیا کہ رُوس مذہب کا شدید مخالف ہے اس کے زیرِ نگیں علاقہ میں مسلمان بھی بہت بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔ مَیں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہاں کے مسلمانوں کو مشکلات و مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا۔

حضور نے فرمایا۔ ہاں بیٹی انہیں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ وہ اس آزادی سے اپنے مذہب پر عمل نہیں کر سکتے جس آزادی سے پہلے کرتے تھے۔

یہ اس مجلس کا آخری سوال تھا۔ اس کے جواب پر مجلس برخاست ہوئی اور جملہ مہمانوں نے باری باری حضور سے مصافحہ کر کے پُر معارف ارشادات سے نوازنے پر حضور کا شکریہ ادا کیا۔ حضور نے اس ڈینش بچّی کو جس نے سوال کیا تھا بلا کر بہت شاباش دی اور اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور اس کے والد کو جو ساتھ ہی کھڑے تھے نصیحت فرمائی کہ وہ بچّی کو روزانہ "لیسی تھن" (LECITHIN) نامی دوا استعمال کرائیں تاکہ اس کا حافظہ اور ذہانت اَور بڑھے اور وہ اپنی کلاس میں اوّل آئے۔ اور بڑی ہو کر یونیورسٹی میں بھی نمایاں اور امتیازی پوزیشن حاصل کرے۔ پھر بچّی کو امریکی فرم کے تیار کردہ "سویا لیسی تھن" (SOYA LECITHEN) کے چھ کیپسول اپنے پاس سے مرحمت فرمائے اور اسے مخاطب کر کے فرمایا

مَیں یہ کیپسول بطور تحفہ دیتا ہوں۔ تم بازار سے مزید کیپسول خرید کر روزانہ استعمال کیا کرو۔ مَیں تمہارے لئے دُعا بھی کروں گا تم انشاء اللہ ہر کلاس میں اوّل آیا کرو گی۔ بچی کیپسولز اور دُعاؤں کا تحفہ لے کر بہت خوش ہُوئی اور اس نے ادب سے گردن جھکا کر حضور کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے والد نے بھی حضور کا بطور خاص شکریہ ادا کیا اور بہت ممنونیت کا اظہار کرتے ہُوئے وہاں سے رخصت ہُوئے۔

اس استقبالیہ تقریب میں حضور نے تمام سوالوں کا جواب انگریزی میں دیا۔ ترجمان کے فرائض ہمارے نومسلم احمدی بھائی جناب الحاج نوح ہنڈسن نے ادا کئے۔ وہ ڈینش زبان میں کئے جانے والے سوالوں کا انگریزی میں اور حضور کے انگریزی جواب کا ڈینش زبان میں ساتھ کے ساتھ ترجمہ کرتے جاتے تھے۔

(۲۴ رجولائی ۱۹۸۰ء)

ایک تاریخی قصبہ کی سَیر

۲۴ رجولائی کو حضور مع حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ و اہلِ قافلہ کوپن ہیگن کے جانبِ شمال ایک پُرانے تاریخی قصبہ "ہی لے روڈ" (HILLERØD) نامی میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ قصبہ کوپن ہیگن سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس سیر میں مبلّغ ڈنمارک مکرم سیّد مسعود احمد صاحب مع اہل وعیال مبلّغ جرمنی مکرم منصور احمد خان صاحب۔ ڈینش نومسلم احمدی بھائی جناب کمال کروگ اور مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب آف کوپن ہیگن بھی حضور کے ہمراہ تھے۔

حضور موٹر کاروں کے ذریعہ چار بجے مشن ہاؤس سے روانہ ہو کر پانچ بجے "ہی لے روڈ" پہنچے یہاں کئی سو سال پُرانا ایک شاہی قلعہ ہے اور اس سے ملحق دُور تک پھیلا ہُوا جنگل ہے جو کسی زمانہ میں شاہی شکار گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس جنگل میں کچھ دیر چہل قدمی

کرنے کے بعد حضور سرسبز کھیتوں میں سے گزرنے والے ایک اور راستہ سے ساڑھے چھ بجے شام مشن ہاؤس واپس تشریف لائے۔

احبابِ جماعت سے بصیرت افروز خطاب

حسبِ پروگرام ۲۴ جولائی کی شام کو حضور نے احبابِ جماعت سے خطاب فرمانا تھا جب سب احباب جو ڈنمارک کے دور و دراز علاقوں سے تشریف لائے تھے مسجد نصرتِ جہاں میں جمع ہو گئے تو حضور ایدہٗ اللہ نے ساڑھے سات بجے شام مسجد میں تشریف لا کر انہیں ایک نہایت بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔

حضور کے تشریف لانے اور صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد پہلے مکرم مبین الحق صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی بعد ازاں مکرم عبدالوہاب صاحب بٹ آف انگلستان نے سیدنا حضرت مصلح موعود کی نظم ؎

تعریف کے قابل ہیں یا رب ترے دیوانے
آباد ہوئے جن سے دُنیا کے یہ ویرانے

خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہٗ حضور نے احباب کو ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔

ایک احمدی کا مقام

حضور ایدہ اللہ نے تشہد اور تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد احباب کو نصیحت فرمائی کہ ہر احمدی کو ہمیشہ اپنا مقام اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ یہ بات ہمیشہ اس کے ذہن میں مستحضر رہنی چاہیئے کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت میں مَیں کیا ہوں، مجھ پر کیا ذمہ داریاں ہیں، جماعت احمدیہ کو کس غرض سے قائم کیا گیا ہے۔ وہ کون سے خدائی وعدے ہیں جن کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے، وہ کونسی نئی بشارتیں ہیں جو ہمیں دی گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کس طرح ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے اور ہمیں اپنے فضلوں سے

نوازتا ہے۔ حضور نے فرمایا ان سب باتوں کو پیشِ نظر رکھے اور ان پر غور کئے بغیر ایک احمدی کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق نہیں مل سکتی۔

غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم

بعد ازاں حضور نے احباب کو اس آخری زمانہ میں غلبۂ اسلام کے آسمانی منصوبہ کی ابتداء یاد دلاتے ہوئے فرمایا ۹۰ سال پہلے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک ایسا فرد تھا جسے اس کا خاندان بھی نہیں پہچانتا تھا اس کے اپنے قریبی رشتہ دار بھی بھول جاتے تھے کہ وہ بھی ان کے خاندان کا ایک فرد ہے۔ اس کی چچیاں اور پھوپھیاں اسے کھانا دینا بھول جاتی تھیں اور جب انہیں یاد آتا تو بچے ہوئے ٹکڑے اکٹھے کر کے اس کے لئے کھانے کا انتظام کر دیتیں۔ جب تلاوتِ قرآن میں مستغرق رہتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا تو خدا تعالےٰ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اُٹھ اور دین کی خدمت کر۔ مَیں نے تیرے ذریعہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

دو مُبارک زمانے

حضور نے غلبۂ اسلام کے آسمانی منصوبہ کی ابتداء کا ذکر کرنے کے بعد بتایا کہ قرآن کریم کی رُو سے دو زمانے بہت ہی مبارک ہیں۔ ایک حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ۔ اس وقت کی معلومہ دنیا میں اسلام پھیلا اور غالب آیا تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اس محبت اور پیار کے ساتھ۔ اس حُسن اور نور کے ساتھ جو قرآنِ کریم میں پایا جاتا ہے۔ دوسرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند یعنی مسیح اور مہدی کا زمانہ۔ مسیح و مہدی علیہ السّلام کو اس آخری زمانہ میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ آپ اسلام کو اس زمانہ کی معروف دنیا میں غالب کریں جب آپ نے اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے اور غالب کرنے کے عزم کا اعلان کیا، تو کیا ہندو اور کیا مسلمان کیا عیسائی اور کیا آریہ مت والے۔ سب متحد ہو کر آپ کے خلاف

اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے لیکن خدا نے کہا کہ مَیں تجھے کامیاب کروں گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دُوں گا۔

بارش کی طرح نازل ہونیوالے افضال

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا اُس وقت سے آج تک خدا تعالیٰ اپنی تائید ونصرت کے لاکھوں نشان دکھا چکا ہے۔ اسلام رفتہ رفتہ دُنیا میں پھیل رہا ہے اور اس کے غلبہ کے آثار دن بدن نمایاں سے نمایاں تر ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ہماری تعداد دنیا میں اب ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دنیا کی آبادی میں ایک کروڑ کی کوئی اہمیت نہیں لیکن ۹۰ سال کے عرصہ میں اُس ایک کے ایک کروڑ میں تبدیل ہونے کی اہمیّت ہے۔ اس کی اہمیّت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اگر آئندہ نوّے سال میں ہر ایک احمدی ایک کروڑ میں بدل جائے تو دنیا کی ساری آبادی کا اسلام قبول کرلینا ناممکن نہیں۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ یہ ایک حقیقت ہے اور زمانہ خود اس کا شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں ہمارا ہر قدم سُرعت کے ساتھ ترقی کی طرف اُٹھ رہا ہے اور ہم درجہ بدرجہ ترقی کرتے چلے آرہے ہیں۔ مثال کے طور پر حضور نے اپنے عہدِ خلافت کی تحریکوں میں سے فضلِ عُمر فاؤنڈیشن، نصرت جہاں سکیم اور صد سالہ احمدیّہ جوبلی کے منصُوبوں اور ان کے تحت انجام پانے والے کارناموں اور ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والے انقلاب عظیم کا تفصیل سے ذکر کیا اور تراجم قرآن مجید کی اشاعت اور دنیا کے مختلف حصّوں میں بعض نئی مساجد کی تعمیر کے منصوبوں پر روشنی ڈالی اور خدا تعالےٰ کے بارش کی طرح نازل ہونے والے فضلوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ سوچیں اور غور کریں کہ آپ کی ذمّہ داریاں

کس تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مہدی علیہ السّلام کو اپنی توحید اور محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے زبردست دلائل دیئے ہیں ان کے نتیجہ میں صلیب ٹوٹ چکی ہے۔ مسیح علیہ السّلام کا طبعی موت سے وفات پانا خود عیسائی تسلیم کر چکے ہیں۔ اب صرف ایک رسم رہ گئی ہے جس کی وہ پیروی کر رہے ہیں۔ عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ کے پاس سب کچھ ہے۔ سب کچھ رکھنے کے باوجود آپ اُسے دنیا کو دینے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔

غور طلب بات حضور نے احباب کو ایک اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہُوئے فرمایا۔ آپ کو سوچنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی ناراضگی کی آگ کا ایک سیکنڈ انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ یورپین قوموں کے افراد خدا تعالےٰ کی ناراضگی کی آگ کی طرف بھاگے جا رہے ہیں اور آپ ہیں کہ آرام سے بیٹھے ہیں اور انہیں بچانے کی فکر نہیں کرتے۔ یہاں آکر چند ہزار کرونے (ڈنمارک کا سکّہ) کمانا تو کوئی کام نہیں۔ اصل کام تو ان لوگوں کو خدا تعالےٰ کی ناراضگی کی آگ سے بچانا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل تو بارش کی طرح برس رہے ہیں اور ہمیں بیدار کر رہے ہیں کہ ہم آگے بڑھیں اور ان لوگوں کو اس آگ سے بچائیں۔ جو ان کے چاروں طرف بھڑک رہی ہے لیکن آپ کے دلوں کی حالت اور عمل کی کیفیّت ایسی نہیں جس سے آپ کے پوری طرح بیدار ہونے کا ثبوت مل سکے۔ ہمارے جو لوگ دوسرے ملکوں میں رہتے ہیں میرے نزدیک ان کی حالت کسی نہ کسی حد تک قابلِ اصلاح ہے ان پر ماحول کا اثر ہو رہا ہے گو انہیں اس کا پتہ نہیں۔

نازک دَور حضور نے فرمایا اس وقت جماعت احمدیہ جس دَور میں داخل ہو چکی ہے، وہ بہت نازک دَور ہے۔ مجھے اور آپ کو قربانی دینی پڑے گی اس کے بعد

بہت جلد ایک انقلاب عظیم آنے والا ہے۔ سکنڈے نیویا میں عیسائیت سب سے بعد میں پھیلی۔ گیارھویں صدی عیسوی میں اسے یہاں نفوذ حاصل ہوا۔ یہاں جب پادری پہنچے تو لوگوں نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ ان کا قتل ہونا ہی یہاں عیسائیت کو پھیلانے کا موجب بن گیا۔ اتنا شدید ردِّعمل ہوا اس کا کہ لوگ عیسائیت کی طرف متوجہ ہونے لگے اور رفتہ رفتہ یہاں عیسائیت غالب آگئی۔ پس تم لوگ جو روزی کمانے کی غرض سے یہاں آئے ہوئے ہو۔ اللہ تعالےٰ سے دُعائیں کرتے ہوئے اور اس پر توکّل رکھتے ہوئے محبت اور پیار کے ساتھ یہاں کے لوگوں کو سمجھاؤ کہ کیوں ہلاکت کی طرف جا رہے ہو۔ اصل الاصول یہ ہے کہ ہم نے اپنے پر بھروسہ نہیں کرنا۔ بھروسہ صرف اور صرف خدا پر کرنا ہے کوشش کریں کہ اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزاریں۔ اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت کریں۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو ان لوگوں کا استاد بنایا ہے، ان کا لیڈر بنایا ہے۔ آپ ان کی نقل نہ کریں بلکہ اپنے عمل سے ان کی رہنمائی کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق عطا کرے۔ (آمین)

حضور ایدہُ اللہ کا یہ بصیرت افروز خطاب جو شام کو سات بجکر ۳۵ منٹ پر شروع ہوا تھا ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ تک جاری رہنے کے بعد ۹ بجکر ۱۰ منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔ احمدی خواتین بھی بہت کثیر تعداد میں آئی ہوئی تھیں۔ وہ مسجد کے نیچے تہہ خانہ کے بڑے کمرے میں بیٹھ کر حضور کے ارشادات سے مستفیض ہوئیں۔ خطاب کے بعد حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے انہیں مصافحہ اور ملاقات کا شرف بخشا۔

(۲۵ر جولائی ۱۹۸۰ء)

مسجد نصرت جہاں میں نماز جمعہ کی ادائیگی

۲۵ر جولائی جمعہ کے روز حضور ایدہ اللہ نے مسجد نصرت جہاں میں نماز جمعہ پڑھائی اور نماز سے

قبل اسلام میں عورت کے مَرد کے مساوی درجہ اور مقام پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی۔احباب نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔

ساڑھے تین بجے حضور کے مسجد میں تشریف لانے پر جناب الحاج نوح ہنڈسن نے اذان دی۔ بعدہٗ حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اس امر کا ذکر فرمایا کہ یہاں مغرب میں بالعموم یہ سوال اُٹھایا جاتا ہے۔ کہ اسلام میں عورت کا مقام کیا ہے۔ اسلامی تعلیم کی روح سمجھے بغیر اس پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ حضور نے قرآن مجید کی متعدد آیات کی رُو سے واضح فرمایا۔ کہ اسلام نے مَردوں اور عورتوں کو بحیثیت انسان ہونے کے مساوی درجہ دیا ہے۔ اور حقوق کے لحاظ سے ان میں مساوات قائم کی ہے اس نے شریعت کے مطابق اعمال بجالانے اور ان کا اجر ملنے کے لحاظ سے مَردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت سے نہ مَردوں کو محروم کیا ہے اور نہ عورتوں کو۔

حضور نے اسلام کی رُو سے عورتوں اور مَردوں کے مساوی درجہ و مقام اور مساوی حقوق کا بہت تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد یورپ میں رہائش پذیر احباب کو مخاطب کرتے ہوئے آخر میں فرمایا۔ ہمیں قرآن مجید کی شکل میں بہت عظیم کتاب دی گئی ہے اس لئے تمھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں جو اعتراض کرے اسے دھڑلے سے جواب دو۔ اور کہو تم غلطی پر ہو خدا تعالےٰ کا کلام غلطی نہیں کرسکتا۔

اس بصیرت افروز خطبہ کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

(۲۶ر جولائی ۱۹۸۰ء)

ہلسنگور کی سیر

۲۶ر جولائی کو حضور اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع اہلِ قافلہ کوپن ہیگن سے چالیس میل دُور جانبِ شمال مشرق ساحلی شہر ہلسنگور

(HELSINGØR) تشریف لے گئے یہ ساحلی شہر سویڈن کے ساحل سے ڈنمارک کا قریب ترین شہر ہے۔ایک بہت تنگ سمندری پٹی کے اس پار سویڈن کے ساحلی شہر ہلسنگبورگ کی عمارتیں صاف نظر آتی ہیں۔اس سیر میں مبلغ انچارج مغربی جرمنی محترم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب اور مبلغ ڈنمارک محترم سید مسعود احمد صاحب مع اہل وعیال نیز کوپن ہیگن کے بعض مقامی احباب بھی ہمراہ تھے۔

حضور نے کچھ دیر ساحل سمندر کی سیر کرنے کے بعد ساحل کے قریب بنا ہؤا قدیم شاہی قلعہ جو"کرونبرگ" (KRONBORG) کے نام سے موسوم ہے اندر سے دیکھا۔یہ قلعہ ابتداءً ۱۵۷۴ء میں بننا شروع ہؤا تھا اور ۱۵۸۵ء میں مکمل ہؤا۔ ۱۶۲۹ء میں یہ جل کر خاکستر ہو گیا اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ اس کی دوسری بار تعمیر ۱۶۳۷ء میں مکمل ہوئی۔ ۱۶۵۸ء میں اس پر سویڈن نے قبضہ کر لیا اور دو سال یہ اس کے قبضہ میں رہا۔سویڈن کی فوجوں نے اسے خوب لوٹا اور کافی تباہ و برباد کیا۔سویڈن والوں کا قبضہ ختم ہونے پر اس کی پھر مرمت کی گئی۔ ۱۷۸۵ء میں بادشاہ نے اس میں سکونت ترک کر دی۔اور اسے فوج کے حوالہ کر دیا۔اس وقت سے یہ خستہ حالت میں چلا آرہا تھا۔آخر بیسویں صدی کے اوائل میں حکومت ڈنمارک نے اس کی شان و شوکت بحال کر کے اسے تاریخی یادگار کی حیثیت دی۔اس شاہی قلعہ کی ایک یہ اہمیت بھی ہے کہ شیکسپیئر نے اپنے مشہور ڈرامے"ہملٹ" کے لئے اسے منتخب کیا اور اپنے ڈرامے کو اس قلعہ سے ہی منسوب کیا۔بیرونی ممالک کے سیاح اسے بہت بڑی تعداد میں دیکھنے آتے ہیں اندر سے اسے اسی طرح سے سجایا گیا ہے جس طرح کہ یہ اوائل میں شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ سجا ہؤا تھا۔

قلعہ کو اندر سے دیکھنے کے بعد حضور جملہ ہمراہیوں کے ساتھ موٹر کاروں میں کوپن ہیگن

ایک اور راستے سے واپس روانہ ہوئے۔ حضور ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلنے والی سڑک پر HORNBACK کے مقام تک آئے۔ اور یہاں ایک ہوٹل میں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ وہاں سے روانہ ہو کر گیلیلے لائے GILELEJE اور ہیل سنگے (HELSINGE) سے ہوتے ہوئے "پیلے روڈ" کے قصبہ پہنچے اور وہاں سے سلنگے روپ SLANGERUP) ہوتے ہوئے "جارلونڈ" (JORLUNDE) کے مقام پر ایک ہوٹل میں چائے نوش فرمائی اور پھر وہاں سے "اولسٹوکے" (OLSTYKKE) ہوتے ہوئے سات بجے شام کوپن ہیگن واپس تشریف لائے۔

دس بجے شب حضور نے مسجد نصرت جہاں میں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔

(۲۸ جولائی ۱۹۸۰ء)

انفرادی ملاقاتیں

۲۸ جولائی کا دن کوپن ہیگن میں حضور کے قیام کا آخری دن تھا اور حسب پروگرام اس روز حضور نے احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتیں کرنا منظور فرمایا تھا۔ اس روز مشن ہاؤس اور مسجد نصرت جہاں میں احباب کی بکثرت آمد کی وجہ سے صبح سے شام تک بہت رونق رہی۔ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ سے اور مستورات حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کیلئے ہر دو بہت دور دراز سے آئے ہوئے تھے اور اپنے زیر تبلیغ افراد کو بھی ہمراہ لائے ہوئے تھے۔ مزید برآں سویڈن کے قریبی علاقوں سے بھی احباب کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔

اس روز حضور نے نمازوں اور کھانے وغیرہ کے وقفہ کے سوا صبح سے شام تک احباب کو انفرادی طور پر ملاقات کا شرف بخشا۔ جب شام نو بجے ملاقاتوں کا سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچا تو حضور نے جناب الحاج نوح ہنڈرسن۔ جناب کمال احمد کروگ اور جناب ابراہیم لوم ہالٹ کو (وہ انفرادی ملاقاتیں کرنے کے بعد ابھی تک ٹھہرے ہوئے تھے) ایک ساتھ یاد فرمایا۔ اس

اجتماعی ملاقات میں محترم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ شیخوپورہ کو بھی شریک ہونے کا موقع ملا۔ حضور نے ڈنمارک کے ان تینوں نومسلم احمدی احباب کو ہدایت فرمائی کہ وہ شہر سے دُور کسی پُرفضا علاقہ میں عیدگاہ قائم کرنے کے لئے قریبًا ایک ہیکٹر (دو ایکڑ سے کچھ زائد) زمین تلاش کریں تاکہ وہ غیر مسقف کھلی جگہ یعنی عیدگاہ کے علاوہ کمیونٹی سنٹر کے طور پر بھی کام آسکے۔ وہاں تربیتی اجتماعات منعقد کئے جاسکیں اور جماعت کے دوست وہاں وقفہ وقفہ سے پکنک بھی منا سکیں۔ حضور نے انہیں زمین کی تلاش اور خرید کے متعلق تفصیلی ہدایات دیں۔

بعد ازاں حضور نے مسجد نصرت جہاں میں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں اس طرح کوپن ہیگن میں حضور کا چھ روزہ قیام نہایت کامیابی اور خیروخوبی سے اپنے اختتام کو پہنچا۔ یہ ایّام ڈنمارک کے احباب کے لئے عید سے کم نہ تھے۔ بہت سے احباب نے تو اپنے کاموں سے چھٹیاں لی ہوئی تھیں۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ وقت مشن ہاؤس میں حاضر رہتے تھے۔ جنہیں چھٹیاں نہیں مل سکی تھیں ان کے دل بھی مسجد سے ہی اٹکے ہُوئے تھے۔ کاموں اور ڈیوٹیوں سے فارغ ہوتے ہی وہ مسجد میں آحاضر ہوتے اور خدمات بجالانے میں خاص خوشی محسوس کرتے۔

مبلّغِ ڈنمارک محترم سیّد مسعود احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ محترمہ نیز بچے عزیزان سیّد مشہود احمد، سیّد محمود احمد اور سیّد خالد احمد حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدّظلّہا اور دیگر اہلِ قافلہ کو ہر ممکن آرام پہنچانے اور خدمات بجالانے میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ نیز نومسلم احمدی احباب میں سے مکرم عبدالسّلام میڈسن۔ مکرم الحاج نوح ہنڈسن، مکرم کمال کروگ صاحب اور مکرم ابراہیم لوم ہالٹ صاحب اور دیگر

مقامی احباب میں سے مکرم سید مبشر احمد صاحب، مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب، مکرم عبدالقادر صاحب، مکرم فصیح الملک صاحب، مکرم محمد عثمان صاحب، مکرم مبین الحق صاحب اور ان کے بہت سے دوسرے ساتھیوں نے خدمت و فدائیت کا بہت اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ سب احباب اور بہنوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین و دنیا میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ؂
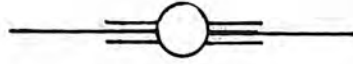
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا گوٹن برگ میں ورودِ مسعود اور والہانہ استقبال

اخباری نمائندوں سے ملاقات کے دوران اسلام کی فضیلت پر نہایت مؤثر گفتگو

استقبالیہ تقریب میں لبنان، ترکی، یوگوسلاویہ اور سویڈن باشندوں کے ساتھ تبادلۂ خیالات

گوٹن برگ کے قائم مقام میئر کی مشن ہاؤس میں تشریف آوری اور اہلِ شہر کی جانب سے حضور کا پُرتپاک خیر مقدم

(رپورٹ نمبر ۱۵ - بابت ۲۸ر جولائی تا ۳۰ر جولائی ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں تین روز قیام فرمانے، وہاں اسلام کا پیغام پہنچانے نیز وہاں کے احباب کو ارشادات سے نوازنے اور شرف ملاقات سے مشرف فرمانے کے بعد ۲۸ر جولائی کو سات بجے شام کوپن ہیگن سے بذریعہ موٹر کار سویڈن کے مشہور ساحلی شہر گوٹن برگ میں وُرود فرما ہوئے۔ حضور کے مسجد ناصر سے ملحق احمدیہ مشن ہاؤس پہنچنے پر جماعت احمدیہ سویڈن کے احباب نے پُرجوش اسلامی نعرے بلند کر کے اپنے آقا ایدہ اللہ کا بہت والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ مزید برآں گوٹن برگ کے قائم مقام میئر نے احمدیہ مشن ہاؤس تشریف لا کر حضور سے ملاقات کی اور حضور کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کرتے ہُوئے حضور کو اہلِ شہر کی طرف سے بہت پُرتپاک انداز میں خوش آمدید کہا۔

حضور نے گوٹن برگ میں اپنے سہ روزہ قیام کے دَوران بعض اخباری نمائندوں کو ملاقات کا موقع عطا کر کے ان کے ساتھ اسلام کی فضیلت پر بہت مؤثر گفتگو فرمائی۔ نیز ایک استقبالیہ تقریب میں شرکت فرما کر جس کا اہتمام حضور کے اعزاز میں احمدیہ مشن کی طرف سے کیا گیا تھا۔ مصر، لبنان، ٹرکی، یوگوسلاویہ اور سویڈن کے کثیر التعداد افراد سے تبادلۂ خیالات کر کے ان کے سامنے اسلامی تعلیم کی فضیلت پر بہت اثر انگیز پیرائے میں روشنی ڈالی۔ نیز سویڈن کے احباب جماعت کو انفرادی ملاقاتوں کا شرف عطا فرمایا۔ حضور کی اقتداء میں نمازوں کی ادائیگی اور انفرادی و اجتماعی ملاقاتوں کے دَوران حضور کے پُرمعارف ارشادات سے فیضیابی ان کے لئے ازحد ایمان افروز اور رُوح پرور ثابت ہُوئی۔

حضور ایّدہُ اللہ کی گوٹن برگ میں جماعتی اور دینی مصروفیات کی مختصر رپورٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

۲۸ر جولائی۔ کوپن ہیگن سے گوٹن برگ کیلئے روانگی حضور ایّدہُ اللہ کوپن ہیگن سے گوٹن برگ روانہ ہونے کے لئے دس بجکر چالیس منٹ پر مشن ہاؤس سے باہر تشریف لائے۔ احمدی نو مسلم بھائیوں میں سے جناب الحاج نورح سوئنڈ ہنس، جناب کمال کروگ اور جناب ابراہیم لوم ہالٹ کے علاوہ سویڈن میں مقیم بہت سے پاکستانی احباب حضور کو الوداع کہنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔ حضور نے چند منٹ ان احباب سے باتیں کیں اور پھر اجتماعی دُعا کرائی۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔

دریں اثناء حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا (جنہیں دُعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے احمدی خواتین خاصی تعداد میں آئی ہُوئی تھیں) موٹر کار میں سوار ہُوئیں۔ قافلہ

کے دوسرے اراکین ایک علیحدہ موٹر کار میں سوار ہوئے ۔ حضور ایدہ اللہ کے موٹر میں تشریف فرما ہونے پر سوا گیارہ بجے قبل دوپہر موٹر کاریں گوٹن برگ کی جانب روانہ ہوئیں۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مکرم ڈاکٹر عبد الغفور صاحب قریشی جو فرینکفورٹ سے اپنی موٹر کار پر حضور کے ہمراہ آئے تھے اور سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کی طرح ہمبرگ اور ڈنمارک کے دَورہ میں بھی حضور کے ہمراہ رہے حضور سے اجازت لے کر کوپن ہیگن سے فرینکفورٹ واپس تشریف لے گئے ۔ حضور مع اہلِ قافلہ متعدّد موٹر کاروں میں جانبِ گوٹن برگ روانہ ہوئے ۔ حضور کی کار ڈرائیو کرنے کی سعادت مبلغ انچارج مغربی جرمنی مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب کے حصّہ میں آئی ۔ اہلِ قافلہ کے علاوہ مبلّغ ڈنمارک مکرم سیّد میر مسعود احمد صاحب مع اہل و عیال ، مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب ، مکرم چوہدری عبد القادر صاحب اور ان کے فرزند عزیز عبد اللطیف دو علیحدہ موٹر کاروں میں مشایعت کی غرض سے ساتھ روانہ ہوئے ۔ حضور نے کوپن ہیگن سے ڈنمارک کی بندرگاہ ہلسنگور پہنچ کر وہاں سے بذریعہ فیری چند کلومیٹر کا سمندری سفر طے کر کے ڈنمارک کی بندرگاہ ہلسنگبورگ پہنچنا تھا اور پھر موٹر کاروں میں سفر جاری رکھتے ہوئے قریبًا تین سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے گوٹن برگ پہنچنا تھا ۔

چنانچہ حضور کوپن ہیگن سے روانہ ہونے کے بعد جانبِ شمال مغرب چالیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ڈنمارک کی بندرگاہ ہلسنگور تشریف لائے اور وہاں قریبًا سوا گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد بذریعہ فیری سوا بجے دوپہر سویڈن کی بندرگاہ ہلسنگبورگ پہنچے۔ ہلسنگور پہنچنے پر مبلّغ انچارج ڈنمارک مکرم سیّد میر مسعود احمد صاحب مع اہل و عیال اور بعض دیگر مقامی احباب جو مشایعت کی غرض سے ساتھ آئے تھے حضور سے اجازت لے کر اور

مصافحہ کا شرف حاصل کر کے کوپن ہیگن واپس تشریف لے گئے اور حضور نے سویڈن کی بندرگاہ ہلسنگبورگ پہنچنے کے بعد موٹر کاروں میں گوٹن برگ کی طرف سفر جاری رکھا۔ گوٹن برگ سے ایک سو کلومیٹر پہلے فالکن برگ (FALKEN BERG) کے مقام پر مبلغ انچارج سویڈن مکرم منیر الدین احمد صاحب، مکرم خلیفہ بشیر الدین احمد صاحب اور مکرم عبدالرشید درویش آف گوجرانوالہ حضور کے استقبال اور مشایعت کے لئے پہلے سے آئے ہوئے تھے۔ حضور نے انہیں شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور پھر مع اہلِ قافلہ ان کی معیت میں سڑک سے ذرا ہٹ کر واقع موٹل آٹوموبلین (MOTELL AUTOMOBILEN) میں سہ پہر کی چائے نوش فرمائی۔ پھر وہاں سے ساڑھے پانچ بجے شام روانہ ہو کر سات بجے شام گوٹن برگ پہنچے۔ اور سیدھے مسجد ناصر تشریف لے گئے اور اس سے ملحق مشن ہاؤس میں قیام فرما ہوئے۔

مشن ہاؤس میں ورود و استقبال

مشن ہاؤس اور اس کا احاطہ رنگ برنگی جھنڈیوں اور نہایت خوبصورت خیر مقدمی قطعات سے سجا ہوا تھا۔ یہ قطعات سویڈش، انگلش، اُردو اور پنجابی زبان میں لکھے ہوئے تھے اور بہت مناسب جگہوں پر آویزاں تھے۔ سب سے بڑا قطعہ جو مسجد اور مشن ہاؤس کے مشترکہ بیرونی دروازے پر آویزاں تھا عربی میں تھا اور اس پر بہت جلی اور سنہری حروف میں "اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَبًا" لکھا ہوا تھا۔ جگہ جگہ خوش آمدید کے قطعات اُردو، انگلش اور سویڈش زبانوں میں آویزاں تھے۔ مشن ہاؤس کے اندر ایک بہت بڑے قطعہ پر حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا الہام:۔

"I SHALL GIVE YOU A LARGE PARTY OF ISLAM."

درج تھا اور ایک اور قطعہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

پنجابی الہام "مَیں تینوں اِیناں دیواں گا کہ توُں رَج جاویں گا" لکھا ہُوا تھا۔

دو عظیم بالشّان پیشگوئیوں پر مشتمل یہ دونوں الہامات دو نہایت خوبصورت پارچات پر لکھے ہُوئے تھے اور از حد جاذبِ نظر تھے اور ان ہر دو پیشگوئیوں کے ہر روز پہلے سے بڑھ کر عظیم بالشّان ظہور کو یاد دلا دلا کر دلوں پر اہتزاز کی کیفیّت طاری کر رہے تھے۔ مسجد اور مشن ہاؤس کے گرد آج سے چند سال قبل جو باغ لگایا گیا تھا وہ بھی بہت صاف ستھرا اور خوشنما نظر آ رہا تھا۔ اس باغ کے سرے پر کار پارک کے نزدیک سویڈن کے مقامی احباب حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں صف بستہ ایستادہ تھے۔ ان میں مبلّغ سویڈن مکرم حامد کریم صاحب، مکرم نصیر الحق صاحب، مکرم مشہود الحق صاحب اور ناروے کے شہر مالمو سے تشریف لانے والے ہمارے مصری احمدی بھائی مکرم مصطفےٰ کامل خاص طور پر نمایاں تھے۔ جونہی قافلہ کی دوسری کاروں کے ہمراہ حضور ایّدہ اللہ کی کار مشن ہاؤس کے باغ میں آکر رُکی قطار میں کھڑے ہُوئے احباب نے اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، حضرت خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیّہ زندہ باد، انسانیّت زندہ باد، حضرت امام جماعت احمدیّہ زندہ باد کے پُرجوش نعرے بلند کر کے حضور کا بہت والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ حضور نے موٹر کار سے اُترنے کے بعد جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور ان سے بہت خوش دلی سے باتیں کیں۔ احمدی مستورات بھی خاصی تعداد میں آئی ہوئی تھیں اور مشن ہاؤس کے اندر جمع تھیں۔ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کے اندر تشریف لے جانے پر انہوں نے آپ کا پُرتپاک استقبال کیا۔

حضور نے مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے جانے سے قبل مبلّغ انچارج احمدیّہ مشن سویڈن مکرم منیر الدین احمد صاحب اور مبلّغ گوٹن برگ مکرم حامد کریم صاحب کی معیّت

میں مسجد ناصر اور مشن ہاؤس کے دفاتر وغیرہ کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور مشن ہاؤس کی ضروریات کا جائزہ لیا اور اس بارہ میں مبلغ انچارج صاحب کو ضروری ہدایات دیں۔ مسجد اور مشن ہاؤس کے دفاتر کے معائنہ کے بعد حضور مشن ہاؤس کے باغ میں تشریف لائے اور گھاس کے قطعات، پھولوں کی کیاریوں اور درختوں وغیرہ کا معائنہ کیا اور بعض نئے پھلدار درختوں کو دیکھ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور درختوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے بارہ میں مبلغین کرام اور احبابِ جماعت کو ہدایات سے نوازا۔ چونکہ مسجد اور مشن ہاؤس شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک پُر فضا پہاڑی پر واقع ہیں اور وہاں سے گوٹن برگ کی بندرگاہ اور شہر کا ایک حصہ صاف نظر آتا ہے حضور کچھ دیر اس منظر سے لطف اندوز ہوتے اور مسجد کے نہایت خوشنما جگہ پر تعمیر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔

۲۹ر جولائی ۱۹۸۰ء:- اخباری نمائندوں کے ساتھ گفتگو

حضور ایدہُ اللہ کے گوٹن برگ میں وُرود کے دوسرے روز یعنی ۲۹ر جولائی ۱۹۸۰ء کو وہاں کے سب سے با اثر اخبار روزنامہ "آربے تت" (ARBETET) کے دو رپورٹر اور ایک فوٹوگرافر حضور سے ملاقات کے لئے آئے۔ حضور نے سوا گیارہ بجے سے سوا بارہ بجے تک ان کے سوالوں کا جواب دے کر اسلامی تعلیم کی فضیلت پر بہت اَحسن پیرائے میں روشنی ڈالی۔

دَورے کا مقصد

اس سوال کے جواب میں کہ یورپین ممالک کے دَورے سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ حضور نے فرمایا۔ میرا مشن یہ ہے کہ مَیں یہاں کے لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھانا چاہتا ہُوں کہ ان کے مسائل کا حل اس امر میں مضمر ہے کہ وُہ نوعِ انسان سے محبت کرنا سیکھیں۔ ہر انسان دوسرے انسان سے پیار کرے اور سب ایک دوسرے

کی خیر خواہی کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ اسلام کی بے مثال اور لازوال تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہُوئے ایسے معاشرتی نظام کا قیام عمل میں آئے کہ ہر انسان کو اُس کا حق ملنے میں کوئی روک باقی نہ رہے۔ حضور نے فرمایا کہ باہم محبت کرنا اس لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ محبّت دُنیا میں غالب آتی ہے اور نفرت ناکامی سے دوچار کرنے کا موجب بنتی ہے اسی لئے مَیں یقین رکھتا ہُوں کہ محبّت اور پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ ایک دن ہم اسلام کے لئے تمہارے دل جیتنے میں کامیاب ہو جائیں گے جس دن ہم تمھیں یہ یقین دِلا دیں گے کہ ہم جو کچھ تمھارے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ اُس سے جو پہلے سے تمھارے پاس ہے بہتر ہے تو تم اسلام کو قبول کئے اور اسلام کی آغوش میں آئے بغیر نہ رہو گے۔

تشدّد کی مخالفت رپورٹر نے بعض مسلمان ملکوں میں رُونما ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے وہاں کے بعض مذہبی لیڈروں کے پُرتشدّد نظریات اور طرزِ عمل کا ذکر کر کے حضور سے دریافت کیا کہ ان کا یہ طرزِ عمل کہاں تک اسلامی تعلیم کے مطابق ہے؟ حضور نے فرمایا۔ تمام مذہبی لیڈروں کا میرے دل میں احترام ہے لیکن خود اسلامی تعلیم کی رُو سے تشدّد خواہ کسی شکل میں بھی ہو مَیں اس کے خلاف ہُوں۔ امن کسی صورت میں بھی برباد نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ قائم رہنے والی کامیابی پُرامن طریقوں سے ہی حاصل ہوتی ہے اسی لئے اسلام نے امن برقرار رکھنے اور اس میں کوئی رخنہ نہ ڈالنے پر بہت زور دیا ہے۔ مَیں تو تشدّد کا جواب تشدّد سے نہ دینے کا قائل ہُوں۔ کیونکہ اگر ہر حالت میں تشدّد کا جواب تشدّد سے دینے کو ضروری اور لازمی سمجھا جائے تو تشدّد کا چکّر کبھی ختم نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آج سے چند سال قبل احمدیوں کے خلاف تشدّد ہوُا تو مَیں نے احمدیوں کو صبر سے

کام لینے کی تلقین کی اور انہیں جواباً کسی قسم کا تشدّد اختیار نہیں کرنے دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوُا کہ بہت سے لوگ جو پہلے ہم پر تشدّد کرتے تھے ہمارے نمونہ سے متأثر ہو کر خود ہم میں آشامل ہوُئے۔

نصرتِ الٰہی کی درخشندہ مثال

اس سوال کے جواب میں کہ تبلیغِ اسلام اور رفاہِ عامہ کی سرگرمیاں جاری رکھنے میں آپ کو مالی وسائل مہیّا ہونے میں تو کسی دقّت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ؟ حضور نے فرمایا۔ ہمارے مالی وسائل کے دو ذرائع ہیں۔ ایک تو افرادِ جماعت رضا کارانہ چندوں کی شکل میں حسبِ استطاعت فنڈز فراہم کرتے ہیں دوسرے خدا تعالےٰ اپنی غیر معمولی تائید و نصرت کے رنگ میں مالی وسائل مہیّا کر دیتا ہے۔ یہ خدائی تائید و نصرت ہی کی وجہ ہے کہ ہمارا کوئی تبلیغی اور فلاحی منصوبہ مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے رُکنے نہیں پاتا بلکہ ہمارا قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

حضور نے افرادِ جماعت کی طرف سے رضا کارانہ چندوں کی ایک مثال دیتے ہوُئے فرمایا۔ ہمیں پچھلے دنوں اوسلو میں مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے ایک عمارت خریدنے کے سلسلہ میں قریباً ڈیڑھ ملین (پندرہ لاکھ) کرونے کی ضرورت تھی۔ یورپ اور امریکہ کے احمدیوں نے یہ رقم رضا کارانہ چندوں کی شکل میں مہیّا کر دی۔ چنانچہ وہ عمارت خرید لی گئی ہے اور اب میں مسجد اور مشن ہاؤس کا افتتاح کرنے اوسلو جا رہا ہوں۔

خدائی تائید و نصرت کی شکل میں معجزانہ طور پر مہیّا ہونے والے مالی وسائل کی مثال دیتے ہوُئے حضور نے بتایا کہ ہم مغربی افریقہ میں لاکھوں لوگوں کو مسلمان بنا چکے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں مَیں مغربی افریقہ کے دَورے پر گیا۔ مَیں نے محسوس کیا کہ وہاں کے لوگ

محبّت کے بھوکے ہیں۔ ماضی میں ان پر اتنا ظلم و تشدّد کیا گیا ہے کہ اب جبکہ وُہ آزاد ہوئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کوئی اُن سے محبّت اور پیار کا سلوک کرے۔ چنانچہ اُنہیں ایک نیا تجربہ ہوُا جب مَیں نے ان کے ساتھ محبّت اور شفقت کا اظہار کیا اور وہ بہت ممنون ہوئے۔ مَیں نے جماعت سے رضاکارانہ چندوں کی اپیل کی اور ۳۵ لاکھ روپے سے وہاں ہسپتال اور سیکنڈری سکول کھولے۔ ان ہسپتالوں اور سکولوں کا سالانہ مجموعی بجٹ چار کروڑ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ اتنی خطیر رقم خدا تعالٰے نے اپنی تائید و نصرت کے نتیجہ میں عطا کی۔ اس نے ہمارے ڈاکٹروں کے ہاتھوں میں شفا ڈالی۔ ان کے علاج سے لاعلاج مریض شفایاب ہونے شروع ہوُئے۔ نتیجہ یہ ہوُا کہ ہمارے ہسپتالوں کی شہرت دُور دُور تک پھیلتی چلی گئی یہاں تک کہ وہاں کے رؤسا بھی علاج کے لئے ہمارے ہسپتالوں میں آنے لگے اور انہوں نے مفت علاج کرانے سے انکار کیا اور وہ علاج کے اخراجات ادا کرنے لگے اس طرح ہسپتالوں کی آمد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ امراء نے جو رقوم ادا کیں۔ اُن سے ہم غریبوں کا مفت علاج کرنے کے علاوہ ہسپتالوں میں توسیع کرتے چلے گئے۔ آج ہم وہاں درجنوں ہسپتال اور درجنوں سیکنڈری سکول نہایت کامیابی سے چلا رہے ہیں ہم وہاں جو کماتے ہیں اس کی ایک ایک پائی وہیں خرچ کر دیتے ہیں۔

حضور نے احمدیوں اور عیسائی مشنریوں کی رفاہی سرگرمیوں کے فرق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔ عیسائی مشنریوں اور احمدی مبلّغین میں زمین آسمان کا فرق ہے عیسائی مشنریوں نے بھی ایک زمانہ میں وہاں ہسپتال اور سکول کھولے تھے لیکن پیچھے پیچھے مغربی طاقتوں کی توپیں وہاں آموجود ہوئیں اور وہاں کی قوموں کو سیاسی غلامی میں جکڑ دیا گیا ہمارے ہسپتالوں اور سکولوں کے پیچھے کوئی سیاسی مقاصد کار فرما نہیں ہیں۔ ہم جو کماتے

ہیں اُسے اُنہی پر خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر ہم انسان، انسان میں کوئی فرق نہیں کرتے سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرتے ہیں۔ ہم نے مغربی افریقہ میں جہاں علاج کی سہولتیں عام کی ہیں وہاں تعلیم کا معیار بلند کرنے میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

سب سے کمزور نظریہ

اخباری نمائندے نے کمیونزم کے بارہ میں بھی حضور کی رائے معلوم کرنا چاہی نیز یہ بھی کہ آیا کمیونسٹ ممالک میں بھی تبلیغ کی سہولت حاصل ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ کیپیٹل ازم اور کمیونزم دونوں میں ہی خامیاں ہیں۔ اور ان خامیوں کی وجہ سے نظریۂ حیات کے طور پر مَیں دونوں ہی کے حق میں نہیں ہُوں۔ جہاں تک تبلیغِ اسلام کا تعلّق ہے ان ممالک میں جو کیپیٹل اِزم کے زیرِ اثر ہیں ہمیں زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ وہاں تبلیغ کی سہولتیں مل جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر یو۔ایس۔اے میں ہزاروں امریکن احمدی ہو چکے ہیں اور ان کی زندگیوں میں ایک انقلاب رُونما ہو چکا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں جب مَیں امریکہ گیا تو ڈیٹن کے میئر نے مجھ سے کہا کہ امریکن احمدیوں کی زندگیوں میں ایسی تبدیلی آئی ہے کہ ان کے عمل و کردار کے متعلق آج تک کوئی شکایت موصُول نہیں ہُوئی۔

کمیونسٹ ملکوں کا ذکر کرتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ یہ صحیح ہے کہ ان ملکوں میں تبلیغ کی سہولتیں حاصل نہیں ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں احمدی جماعتیں نہیں ہیں۔ پولینڈ، یوگوسلاویہ اور ہنگری میں ہماری جماعتیں موجود ہیں۔ اگرچہ ابھی وہاں احمدیوں کی تعداد تھوڑی ہے لیکن احمدی ہیں وہاں ضرور۔ افغانستان کے ذکر پر حضور نے بتایا۔ وہاں ابتداء میں بعض احمدیوں کو شہید کر دیا گیا تھا مگر اب وہاں ہزاروں کی تعداد میں احمدی موجود ہیں۔

فرمایا:۔ کمیونزم میرے نزدیک سب سے کمزور نظریہ ہے۔ وہ یہ تو کہتا ہے کہ ہر انسان کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا جائے گا۔ لیکن ضرورت سے کیا مراد ہے اور ضرورت کی تعریف کیا ہے اس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ اس کے بالمقابل اسلام نے ضرورت کی بجائے حق پر زور دیا ہے یعنی یہ کہ ہر شخص کو اس کا حق ملنا چاہیئے۔ اور حق کی تعریف یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جو جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی استعدادیں عطا کی ہیں یہ اس کا ایک بنیادی حق ہے کہ اس کی ان جملہ استعدادوں کی کامل نشوونما کا پورا پورا انتظام کیا جائے۔ سو گویا اسلام کے نزدیک بلا تفریق و امتیاز ہر انسان کی جُملہ فطری صلاحیتوں کی کامل نشوونما کا انتظام کرنا معاشرہ یا حکومت کی ذمہ داری ہے یہی وہ حقیقی مساوات ہے جس کے قیام کی اسلام ضمانت دیتا ہے اور جس کے نتیجہ میں معاشرہ میں سے ہر قسم کے جبر اور ظلم کی جڑ کٹ کر رہ جاتی ہے۔

نامہ نگاروں نے جماعت احمدیہ کے قیام، مقصد، تبلیغی سرگرمیوں اور رفتارِ ترقی کے بارہ میں بھی متعدد سوال کئے جن کے حضور نے جواب دے کر اس ضمن میں مطلوبہ معلومات بہم پہنچائیں۔

پیار کے ذریعہ مشرق و مغرب کی تسخیر

روزنامہ "آر بے تت" کے ان نامہ نگاروں نے حضور ایدہُ اللہ کے ان ارشادات پر مشتمل خبر کو اپنے روزنامہ میں بہت نمایاں طور پر شائع کیا۔ تین کالموں پر پھیلی ہوئی اس خبر کا ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔ یہ خبر روزنامہ مذکور نے درج ذیل نہایت جلی عنوان کے تحت شائع کی:۔

"صرف پیار ہی لوگوں کے مسائل حل کر سکتا ہے"۔

اس نہایت جلی عنوان کے تحت اخبار مذکور نے لکھا:۔

گوٹن برگ ۳۰ جولائی ۔ جو میرے پاس ہے وہ اس سے جو آپ لوگوں کے پاس ہے بہت بہتر ہے ۔۔۔ یہ نقطۂ نظر ہے حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کا جو ان دنوں اپنی جماعت کی تعمیر کردہ مسجد (مسجد ناصر گوٹن برگ) میں مقیم ہیں۔ آپ جماعت احمدیہ کے سربراہِ اعلیٰ ہیں جس کے ایک کروڑ ارکان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس جماعت کا مرکز (پاکستان میں) لاہور کے قریب واقع ہے۔ آج کل آپ (بیرونی ملکوں میں قائم شدہ) اپنی جماعتوں کے دورہ پر ہیں یہ آپ کا اپنی نوعیت کا چھٹا سفر ہے۔ آپ اپنے اس سفر میں اوسلو (ناروے) کی (سب سے پہلی) مسجد کا افتتاح بھی فرمائیں گے۔

جماعت احمدیہ کی شاخیں یورپ، امریکہ اور افریقہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ سویڈن کی جماعت زیادہ تر پاکستانی اور یوگوسلاوین ممبران پر مشتمل ہے۔ دُوسرے مسلمانوں اور احمدیوں میں عقیدہ کے اعتبار سے یہ فرق ہے کہ یہ جماعت اس بات پر ایمان رکھتی ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بعثتِ ثانیہ ظہور میں آچکی ہے یعنی امام مہدی ظاہر ہو چکے ہیں اس تحریک کا آغاز شمالی ہند کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے ہوُا تھا۔ اس جماعت نے ساری دنیا میں تبلیغ کا بیڑہ اُٹھا رکھا ہے۔ اب تو سویڈن میں بھی اس کی موجودگی محسوس ہونے لگی ہے۔

دوسرے مسلم فرقوں کے برعکس یہ جماعت آسمانی صحیفہ قرآن مجید کو عربی سے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے پیش کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایسی شخصیت ہیں جو مغرب اور مشرق کو پیار اور خیر خواہی سے مسخّر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ جناب آیت اللہ خمینی کی اسی طرح عزّت

کرتے ہیں جس طرح دوسرے مذہبی رہنماؤں کی۔ لیکن ان کی جماعت سختی کو پسند کرنے کی بجائے محبت اور پیار پر یقین رکھتی ہے ان کے عقیدہ کی رُو سے صرف پیار ہی لوگوں کے مسائل حل کر سکتا ہے۔

خلیفۃ المسیح الثالث کا خیال ہے کہ دنیا کی آئیڈیل تحریکات میں سے سب سے کمزور کمیونزم کی تحریک ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کمیونزم یہ تو کہتا ہے کہ ہر ضرورت مند کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا جائے گا لیکن وہ یہ نہیں بتاتا کہ 'ضرورت' کی کیا تعریف ہے۔ آپ سرمایہ دارانہ نظام کو بھی پسند نہیں کرتے گو ایسے ملکوں میں جماعت کا قیام قدرے آسان ہے جبکہ روس میں تبلیغ کی ممانعت ہے۔

جماعت احمدیہ کا مسلمانوں کی جنگی تحریکوں سے قطعًا کوئی تعلق نہیں ہے وہ تو اُن ایام میں بھی اپنے مخالفین کے لئے دُعائیں مانگتے تھے جب اُنھیں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ ان کے مخالفین میں سے ہی بہت سے لوگ جماعت میں آشامل ہُوئے۔ ابتداء میں افغانستان میں چند احمدیوں کو سنگسار بھی کیا گیا تھا مگر باوجود ہر تنگی اور تلخی کے اس جماعت نے اپنے آپ کو خوب سنبھالا ہؤا ہے۔ افریقی ممالک غانا اور نائیجیریا میں تو اس کی بہت مضبوط شاخیں قائم ہیں۔ وہاں مقامی طور پر مبلّغین تیار کرنے کا انتظام بھی ہے جبکہ پہلے یہ اہتمام صرف پاکستان میں تھا۔ امریکہ میں جماعت کا پیغام وہاں کے سیاہ فام لوگوں تک بھی پہنچایا گیا ہے آپ جماعت کے تیسرے خلیفہ اور امام ہیں۔ آپ ۱۹۶۵ء میں اپنے والد محترم کی وفات پر جماعت کے امام منتخب ہوئے تھے۔"

(ترجمہ رپورٹ روزنامہ آربے نت (ARBETET) مورخہ ۳۰ر جولائی ۱۹۸۰ء)

ترک اور لبنانی باشندوں کی آمد

۲۹؍ جولائی کی دوپہر کو حضور ایّدہُ اللہ اخبار نویسوں کے ساتھ ملاقات سے فارغ ہوئے ہی تھے، کہ بعض ترک اور لبنانی باشندے مسجد دیکھنے آ گئے۔ مسجد دیکھنے کے دَوران انہیں حضور ایّدہُ اللہ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو انہوں نے حضور سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نے بلا توقف ان سے ملاقات کرنا منظور فرمایا۔ ان میں ترکیہ کے جناب اسمٰعیل کِبار (ISMAYIL KIBAR) جناب محمد دُغان (MEHMET DOGAN) جناب سلیمان آئی گُل (SULEYMAN AYGÜL) اور جناب مولود فرلی گُل (MEVLÜT FERLIGÜL) نیز لبنان کے جناب حسن صبراوی (HASSAN SEBRAOVI) شامل تھے۔

ملاقات کے وقت حضور نے انہیں مصافحہ کا ہی نہیں بلکہ معانقہ کا بھی شرف عطا فرمایا۔ گفتگو کے دَوران انہوں نے مسلمانوں کے مابین حقیقی اتحاد کے فقدان پر بہت افسوس کا اظہار کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان اس لئے آپس میں لڑ رہے ہیں کہ انہوں نے قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اگر وُہ قرآن کی طرف واپس لوٹ آئیں تو ان میں ناقابلِ تسخیر اتحاد دوبارہ قائم ہو سکتا ہے اور وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ہم احمدی اس امر میں کوشاں ہیں کہ مسلمان پھر قرآن کی طرف واپس لوٹیں اور پھر بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ کی شکل اختیار کریں اس پر ان سب دوستوں نے بیک آواز 'آمین' کہا۔ حضور نے انہیں جماعت احمدیّہ اور اس کے قیام کے مقصد سے آگاہ فرمایا نیز اُنہیں بتایا کہ خود ٹرکی میں بھی احمدی موجود ہیں اور ان میں سے ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بعض کتب کا تُرک زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے انہوں نے حضور کے ارشادات کو بہت توجّہ اور عقیدت سے سُنا اور اس امر پر خوشی

کا اظہار کیا کہ اُنہیں حضور سے ملاقات کرنے اور حضور کے ارشادات سے مستفیض ہونے کا موقع ملا ہے۔ یہ تُرک بھائی سویڈش زبان جانتے تھے اس لئے باتیں زیادہ تر اسی زبان میں ہوئیں۔ مترجم کے فرائض مبلّغ انچارج سویڈن مکرم منیر الدین احمد نے ادا کئے۔ لبنان کے جناب حسن صبراوی کی تو مادری زبان عربی تھی ہی ٹرکی کے جناب مولود فرلی گل بھی کسی حد تک عربی زبان سے واقف تھے۔ چنانچہ ہمارے مصری احمدی بھائی جناب مصطفےٰ کامل حضورؒ کے ارشادات کا ماڈرن عربی میں ترجمہ کرکے انہیں ان ارشادات کی اہمیّت و افادیت سے ساتھ کے ساتھ آگاہ کرتے رہے۔

ایک خوش نصیب یوگوسلاوین احمدی بچّی اس موقع پر ہمارے یوگوسلاوین احمدی بھائی جناب شعیب موسیٰ اپنی دو بچیّوں عزیزہ عیدا سلّمہا بعمر ۷ سال اور عزیزہ منیرہ سلّمہا بعمر ۵ سال کے ہمراہ مشن ہاؤس میں آئے ہوئے تھے انہوں نے حضور کے ساتھ ترک اور لبنانی مہمانوں کی ملاقات کے بعد حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور ازراہِ شفقت ان کی بڑی بچّی عزیزہ عیدا سلّمہا کو قاعدہ یسّرنا القرآن پڑھانے کی ابتداء فرما کر اس کے لئے دُعا فرمائیں۔ حضور نے ان کی یہ درخواست قبول کرتے ہوئے بچّی سے پہلے بسم اللہ دُہروائی اور پھر اس سے قاعدہ کی پہلی سطر کے حروف دُہروائے اور اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اُسے دُعا دی کہ اللہ تعالیٰ اُسے قرآنی علوم اور قرآنی انوار سے حصّہ وافر عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے جناب شعیب موسیٰ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ بچّی کو قاعدہ مَیں نے شروع کرا دیا ہے اب اسے قرآن پڑھانا اور اسلامی تعلیم کے مطابق اس کی تربیت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ ساتھ ہی حضور نے بچی کو اپنی جیب خاص سے یکصد کرونے کی رقم بطور انعام عطا فرمائی۔ اس نوازش خاص پر بچّی ہی نہیں

بلکہ جناب شعیب موسیٰ بھی ازحد مسرور ہوئے اور اپنی بچّی کی خوش نصیبی پر اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے۔

استقبالیہ تقریب میں مختلف مُلکوں کے مہمانوں کی شرکت

اسی روز (۲۹ر جولائی کو) بعد نماز مغرب احمدیہ مشن کی طرف سے حضور ایدہُ اللہ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مصر، لبنان ترکی، یوگوسلاویہ اور سویڈن کے پچاس کے قریب دوستوں نے شرکت کی۔ ان سب دوستوں نے حضور سے مصافحہ اور دست بوسی کا شرف حاصل کرنے کے علاوہ مختلف امور کے بارہ میں حضور سے باتیں کیں۔ حضور نے ان کے متعدد سوالوں کا جواب دے کر دنیا میں غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم اور اس کے متعلق عائد ہونے والی عظیم ذمہ داریوں کے تعلق میں انہیں بصیرت افروز ارشادات سے نوازا۔

یوگوسلاوین بھائیوں میں سے جناب شعیب موسیٰ، جناب جمال ترکووچ، جناب اسد کامچ اور ان کے فرزندان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب یہ سب احباب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے انہیں ازراہِ شفقت معانقہ کا شرف بھی عطا فرمایا اور بالخصوص جناب شعیب موسیٰ کو تو دیر تک گلے لگائے رکھا۔ بعد ازاں حضور نے انہیں بہت زرّیں نصائح سے سرفراز فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ انسان ہر طرف سے خطرات میں گھرا ہوُا ہے۔ کئی وسوسے اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور اگر وہ ان وسوسوں کے بُرے اثرات سے بچنے کی کوشش نہ کرے تو وہ بسا اوقات غلط راہ پر پڑ جاتا ہے اور نقصان اُٹھانے والوں میں جا شامل ہوتا ہے۔ اس قسم کے خطرات سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اِستغفار اور لَاحَول بکثرت پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔ اِستغفار اندرونی دفاع کے لئے ہے اور بیرونی دفاع کے لئے

لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کی دُعا سکھائی گئی ہے جو لوگ اِستغفار کو اپنا شعار بناتے ہیں اور ساتھ ہی لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا وِرد کرتے رہتے ہیں وہ ہر قسم کے گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔ انسان اپنی کوشش سے نہیں بلکہ خدا کے فضل کے نتیجہ میں گناہوں سے بچتا ہے اور فضل کو جذب کرنے کے لئے دعا ضروری ہے۔ اسی لئے مومنوں کے واسطے اِستغفار اور لَاحَول کا وِرد کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ان میں سے ایک دوست نے کہا کہ اگر منکر نکیر کا خوف لاحق رہے تو بھی انسان گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا ایک ہی ہستی ہے جس کا خوف دل میں بٹھانا ضروری ہے، اور وہ ہے خدا تعالےٰ کی ہستی۔ مُنکر نکیر کو تو خدا تعالےٰ نے تمہارا خادم بنایا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ (جاثیہ - آیت ۱۴)
یعنی جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کا سب اس نے تمہاری خدمت پر لگایا ہُوا ہے۔ پس منکر نکیر کو ان کا کام کرنے دو، اُن سے نہ ڈرو بلکہ خدا سے ڈرو اور استغفار اور توبہ کو اپنا شعار بناؤ۔

ماحضر تناول کرنے اور احباب کے ساتھ گفتگو کے دَوران انہیں پُرمعارف ارشادات سے نوازنے کے بعد حضور نے مہمانوں کی خواہش پر اُن کے ساتھ متعدد فوٹو کھچوائے اور ایک فوٹو خاص طور پر یوگوسلاوین بچوّں کے ساتھ بھی کھچوایا۔

بعد ازاں حضور نے مسجد ناصر میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس طرح یہ استقبالیہ تقریب اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ و متضرّعانہ دُعاؤں پر بہت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہُوئی۔

۳۰؍ جولائی ۱۹۸۰ء:۔

گوٹن برگ کے قائم مقام میئر کی تشریف آوری اور حضور سے ملاقات

۳۰؍ جولائی حضور ایّدہُ اللہ کا گوٹن برگ میں قیام کا آخری دن تھا اور حضور ایّدہُ اللہ کے ساتھ احبابِ جماعت کی انفرادی ملاقاتوں کے لئے مخصوص تھا اس روز حضور نے ۱۱ بجے سے اڑھائی بجے تک سویڈن اور ناروے کے دُور دراز علاقوں سے آئے ہُوئے احباب کو باری باری انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔ اُس روز احباب کی بکثرت آمد کی وجہ سے مشن ہاؤس میں غیر معمولی رونق رہی۔ احمدی مستورات بھی بڑی تعداد میں آئی ہوئی تھیں انہوں نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

اس روز گوٹن برگ کے ڈپٹی میئر ریونے ہیل گرین (Mr. RUNE HELGREN) نے جو ان دنوں قائم مقام میئر کے فرائض سر انجام دے رہے تھے اطلاع بھجوائی ہوئی تھی کہ وہ خود احمدیہ مشن ہاؤس آکر حضرت امام جماعتِ احمدیہ کو اہلِ شہر کی طرف سے خوش آمدید کہیں گے اور آپ سے ملاقات کرکے آپ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کریں گے۔ چنانچہ وہ مقررہ وقت کے مُطابق پونے بارہ بجے دوپہر مشن ہاؤس تشریف لائے۔ حضور نے احبابِ جماعت کے ساتھ انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ روک کر میئر موصوف سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں مترجم کے فرائض مبلغ انچارج سویڈن مکرم منیر الدّین احمد نے ادا کئے۔

اہلِ شہر کی طرف سے خوش آمدید

میئر موصوف نے حضور کے ساتھ بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرکے اور گوٹن برگ میں حضور کی تشریف آوری پر دِلی مسرت کا اظہار کرتے ہُوئے پورے شہر کی طرف سے حضور کا خیر مقدم کیا اور پُرخلوص طور پر خوش آمدید کہا۔ حضور نے جواباً ان کا اور گوٹن برگ کے شہریوں کا شکریہ ادا کرتے ہُوئے اہلِ سویڈن

اور بالخصوص اہلِ گوٹن برگ کی خوش اخلاقی اور ملنساری کی تعریف کی اور ان کی فلاح وبہبود اور ہمہ جہتی ترقی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا۔ اہلِ سویڈن کی تعریف اور نیک تمناؤں کے اظہار پر وُہ بہت خوش ہُوئے اور اس کرم فرمائی پر انہوں نے حضور کا بطور خاص شکریہ ادا کیا۔

دُنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد

اس کے بعد حضور ایدہُ اللہ اور قائم مقام میئر موصُوف کے مابین باقاعدہ گفتگو کا سلسلہ شروع ہُوا۔ انہوں نے پہلے تو حضور کے حالیہ دَورہ کی تفصیل پوچھی اور پھر دنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد جاننا چاہی۔ حضور نے دَورہ کی تفصیل بتانے اور اس امر سے آگاہ کرنے کے بعد کہ دُنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے کسی قدر متبسّم انداز میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ دُنیا میں احمدیوں کی تعداد سویڈن کی مجموعی آبادی (جو ۸۰ لاکھ ہے) سے زیادہ ہے۔ اس وضاحت سے میئر موصوف بہت محظوظ ہُوئے اور یہ معلوم کرکے کہ پاکستان کی آبادی ساڑھے سات کروڑ ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ کا ملک تو ہمارے ملک سے بہت بڑا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ کا مُلک چھوٹا تو ہے لیکن ہے بہت ترقی یافتہ اور مالدار۔ آپ کی دولت کا راز آپ کے گھنے اور دُور دُور تک پھیلے ہُوئے جنگلات ہیں۔ ہمارے ہاں جنگلات نہیں ہیں تاہم اپنے وسائل سے کام لیتے ہُوئے ہم دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہونے کی بھرپور جد و جہد کر رہے ہیں۔

مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار

میئر موصوف نے سویڈن کی سب سے پہلی مسجد یعنی "مسجد ناصر" کا بھی ذکر کیا جس کا افتتاح حضور ایدہُ اللہ نے ۱۹۷۶ء میں کیا تھا۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے اس امر پر بھی شکر گزار ہیں کہ آپ نے گوٹن برگ میں

ایک خوبصورت مسجد تعمیر کر کے اور اس کے ارد گرد باغ اور پودے وغیرہ لگا کر شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کیا ہے۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کا اپنا بیٹا وینبرگ میں پادری ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ ایک زمانہ میں کیتھولک چرچ نے آپ کے چرچ کی جو ایک اصلاحی تحریک کا چرچ ہے۔ شدید مخالفت کی تھی لیکن اتنی شدید مخالفت کے باوجود اہلِ سویڈن نے مذہبی اعتبار سے اپنی علیحدہ حیثیت کو برقرار رکھا۔ انہوں نے کہا آپ بالکل بجا فرمارہے ہیں۔ اصلاحی تحریکوں کو مخالفت کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے اور مخالفت ان کے لئے ترقی کا موجب ہوتی ہے۔

پڑوسیوں کا سلوک

میئر موصوف نے پوچھا گوٹن برگ میں آپ کے مشن اور جماعت کو کسی قسم کی دقت کا سامنا تو نہیں کرنا پڑ رہا اور یہ کہ آپ کو مشن کے قرب وجوار میں پڑوسیوں سے تو کوئی شکایت نہیں ہے؟ حضور نے اہلِ سویڈن اور خاص طور پر گوٹن برگ کے شہریوں کی فراخدلی کی تعریف کی اور بالخصوص پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ پڑوسیوں کے چھوٹے بچے جو ہمیں بہت پیارے لگتے ہیں کھیلنے کے لئے اکثر مسجد کے احاطہ میں آجاتے ہیں۔ وہ درختوں کے نیچے بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ ہم بھی ان سے پیار کرتے ہیں اور وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔

۱½ لاکھ انسانوں کی رہائش اور کھانے کا انتظام

اس ملاقات میں جلسۂ سالانہ کے انعقاد اور انتظامات کا بھی ذکر آیا۔ میئر موصوف یہ سُنکر بہت حیران ہوئے اور ساتھ ہی مسرت کا بھی اظہار کیا کہ ربوہ میں جلسۂ سالانہ کے موقع پر ڈیڑھ لاکھ انسانوں کی رہائش اور کھانے کا انتظام جماعت کرتی ہے اور اس کے جملہ اخراجات خود برداشت کرتی ہے۔ اسی ضمن میں دنیا بھر میں احمدیہ مشنوں یعنی تبلیغی مراکز

کے قیام کا بھی ذکر آیا۔ وہ احمدیہ مشنوں کی کارکردگی اور اس کے نتیجہ میں اسلام کی عالمگیر اشاعت کے اہتمام سے بھی بہت متأثر ہوئے اور اس امر پر انہوں نے ازحد خوشی کا اظہار کیا کہ فزکس میں نوبل انعام یافتہ پروفیسر سلام کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔

پاکستان آنے کی دعوت

آخر میں میئر موصوف نے فرمایا۔ اگر مَیں کبھی پاکستان گیا تو ربوہ بھی ضرور جاؤں گا اور ربوہ دیکھے بغیر واپس نہیں آؤں گا۔ اس پر حضور نے انہیں پاکستان آنے کی دعوت دی اور فرمایا آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے دلی مسرت کا باعث ہو گی۔ آپ میرے ذاتی مہمان ہوں گے۔ میئر موصوف نے حضور کے گوٹن برگ میں تشریف لانے پر ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کیا اور دوبارہ پورے شہر کی طرف سے خوش آمدید کہنے اور حضور کے ساتھ بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرنے کے بعد وہ رخصت ہوئے۔ نہایت خوشگوار ماحول میں یہ ملاقات نصف گھنٹہ تک جاری رہی۔

میئر موصوف کے جانے کے بعد احباب جماعت کے ساتھ انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ جو گیارہ بجے شروع ہؤا تھا پھر شروع ہؤا اور اڑھائی بجے بعد دوپہر تک جاری رہا۔ چار بجے حضور نے مسجد ناصر میں تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

شام کی سَیر

اُسی روز (۳۰ جولائی ۱۹۸۰ء) شام کو حضور ایدہُ اللہ اہلِ قافلہ اور بعض مقامی احباب کی معیّت میں موٹر کاروں کے ذریعہ گوٹن برگ سے ستّر اسّی کلومیٹر دُور ایک پُر فضا علاقہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ دو موٹر کاروں میں حضور ایدہُ اللہ اور اہلِ قافلہ سوار ہوئے اور دو کاریں مقامی دوستوں کی تھیں۔ ساڑھے چھ بجے شام مشن ہاؤس سے کُل پانچ کاریں روانہ ہوئیں۔ مقامی احباب میں مبلّغ انچارج سویڈن مکرم مولوی منیر الدّین احمد صاحب، مبلّغ گوٹن برگ مکرم حامد کریم صاحب، مکرم محمود احمد صاحب وِرک،

مکرم چوہدری عبدالرشید ظفر صاحب، مکرم مرزا مسعود احمد صاحب، مکرم مسعود احمد صاحب ابن مکرم جی۔ ایم صادق صاحب ربوہ اور مالمو (ناروے) سے آئے ہوئے مصری احمدی بھائی مکرم مصطفیٰ کامل شامل تھے۔

موٹر کاریں پہلے گوٹن برگ سے جانب شرق بروس مقام تک گئیں۔ پھر بروس سے جانبِ جنوب سکینے کے مقام تک آئیں اور وہاں سے جانبِ غرب مڑ کر ایک اور راستہ سے واپس گوٹن برگ جاتے ہوئے کنگز باکا کے مقام پر گوٹن برگ جانے والی بڑی سڑک ای ۶ (E6) پر آنکلیں

حضور کی گوٹن برگ میں مصروفیات

یہاں پہنچتے پہنچتے رات ہوچکی تھی۔ یہاں حضور نے "ٹری ٹیک" نامی ریسٹورانٹ میں جملہ احباب کی معیت میں رات کا کھانا کھایا۔ وہاں سے روانہ ہو کر حضور دس بجے رات مشن ہاؤس واپس تشریف لائے۔

گوٹن برگ سے بروس تک ستر کلومیٹر کا علاقہ تو چنداں دلکش نہ تھا لیکن بروس سے سکینے اور پھر خاص طور پر سکینے سے کنگز باکا تک کا علاقہ حسین و دلکش نظاروں سے پُر تھا جن میں سوئٹزرلینڈ کے علاقے لوزرن اور جرمنی کے بلیک فارسٹ کی جھلک موجود تھی۔ ہر طرف سبز پوش پہاڑیاں، شاداب وادیاں، مرغزار اور جھیلیں دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس سرسبز و شاداب اور حسین و جمیل علاقے کی گائیں دُودھ دینے میں اپنا جواب نہیں رکھتیں اور کئی بار انعام جیت چکی ہیں اس علاقہ کی گائے ایک دن میں بالعموم ۱۱۲ لیٹر دُودھ دیتی ہے۔ یہ سیر بحمد اللہ تعالےٰ بہت فرحت افزا ثابت ہوئی۔

اگلے روز یعنی ۳۱ر جولائی کی صبح کو حضور ایدہُ اللہ نے ناروے کی سب سے پہلی مسجد کا افتتاح کرنے کے لئے اوسلو روانہ ہونا تھا۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کے تحت

غلبۂ اسلام کی نئی صدی کے شایانِ شان استقبال کی تیاریوں ایک اور مرحلے کی تکمیل

ناروے کے دار الحکومت اوسلو میں ملک کی سب سے پہلی مسجد کا شاندار افتتاح

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے نماز جمعہ پڑھا کر مسجد نور کا افتتاح فرمایا

یہ جماعت احمدیہ کی قائم کردہ ناروے کی سب سے پہلی سکنڈے نیویا کی تیسری اور بلحاظ ترتیب برِ اعظم یورپ کی آٹھویں مسجد ہے

(رپورٹ نمبر ۱۶ بابت ۳۱ جولائی و یکم اگست ۱۹۸۰ء)

اوسلو (ناروے)۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم اگست ۱۹۸۰ء بروز جمعۃ المبارک ناروے کے دار الحکومت اوسلو میں ناروے کی سب سے پہلی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھا کر اس کا باضابطہ افتتاح فرمایا۔ اس طرح بفضل اللہ تعالیٰ صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کے تحت قیامِ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی (جس میں اسلام کا ساری دنیا میں غالب آنا مقدر ہے) کے شایانِ شان استقبال کی تیاریوں کا ایک اور مرحلہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ جہاں تک غلبۂ اسلام کی صدی کے شایانِ شان استقبال کی تیاریوں کے ضمن میں

یورپ میں بعض نئی مساجد کی تعمیر کے خصوصی پروگرام کا تعلق ہے اس کا پہلا مرحلہ ۱۹۷۶ء میں گوٹن برگ کے مقام پر سویڈن کی سب سے پہلی مسجد جو مسجد ناصر کے نام سے موسوم ہے کی تعمیر اور افتتاح کی شکل میں طے ہوا تھا۔ اوسلو میں مسجد کے افتتاح کے نتیجہ میں بحمد اللہ تعالےٰ دوسرا مرحلہ بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

نمازِ جمعہ پڑھا کر مسجد کا افتتاح کرنے سے قبل حضور ایدہ اللہ نے مسجد سے ملحقہ لائبریری روم میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ افتتاح کے موقع پر (جو نماز جمعہ کی ادائیگی کے ذریعہ عمل میں آیا) متعدد یورپی اور اسلامی ملکوں کے سفارتی نمائندے بھی تشریف لائے ہوئے تھے نیز اس موقع پر ناروے کے قومی اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں سے تعلق رکھنے والے صحافی اور فوٹو گرافر بھی موجود تھے۔

مسجد نور اوسلو کی نمایاں خصوصیات صد سالہ احمدیہ جوبلی کا عظیم منصوبہ شروع ہونے سے قبل سکنڈے نیوین ممالک (ڈنمارک، سویڈن ناروے) میں سے صرف ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں ایک مسجد تھی یعنی "مسجد نصرت جہاں"۔ اس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۷ء میں فرمایا تھا۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی کا منصوبہ شروع ہونے کے دو سال بعد ۱۹۷۵ء میں حضور نے گوٹن برگ میں سویڈن کی سب سے پہلی مسجد (مسجد ناصر) کا سنگِ بنیاد رکھا اور ۱۹۷۶ء میں ایک دفعہ پھر گوٹن برگ تشریف لے جا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ نئی مساجد کی تعمیر کے تعلق میں یہ اس عظیم منصوبہ کا پہلا طیّب و شیریں ثمر تھا۔ دوسرا ایسا ہی طیّب و شیریں ثمر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے "مسجد نور" اوسلو کی

شکل میں ۱۹۸۰ء میں عطا فرمایا۔ اس طرح سکنڈے نیویا کے ہر سہ ممالک ڈنمارک، سویڈن اور ناروے میں علیحدہ علیحدہ علی الترتیب تین مساجد کی تعمیر اور ان کے افتتاح کا مرحلہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اس لحاظ سے مسجد نور اوسلو ناروے کی سب سے پہلی اور سکنڈے نیویا کی تیسری مسجد ہے اور پورے برِاعظم یورپ میں بلحاظ ترتیب مسجد فضل لندن، مسجد مبارک ہیگ، مسجد نور فرنیکفورٹ، مسجد فضلِ عمر ہمبرگ، مسجد محمود زیورک، مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن اور مسجد ناصر گوٹن برگ کے بعد مسجد نور اوسلو برِاعظم یورپ کی آٹھویں مسجد ہے۔ جو جماعت احمدیہ ایسی غریب جماعت کی مساعی اور قربانیوں کے نتیجہ میں معرضِ وجود میں آئی ہے ــــ بلاشبہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے وعدہ کے بموجب اپنی اس غریب جماعت کو یورپ کے مختلف ممالک میں جنہیں تثلیث کا گڑھ شمار کیا جاتا تھا ہر چہار طرف توحیدِ باری تعالیٰ کے مراکز قائم کرنے کی غیر معمولی توفیق سے نوازا اور اس طرح اپنی تائید و نصرت کا ایک اور نہایت مہتم بالشّان ثبوت فراہم کر دکھایا۔

مسجد کے نام میں پوشیدہ بعض حکمتیں

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ناروے میں قائم ہونے والی اس سب سے پہلی مسجد کا نام حاجی الحرمین سیدنا حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کے نام پر "مسجد نور" رکھنا ناروے کے ساتھ مناسبت کے اعتبار سے اور بہت سی حکمتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اوّل تو "نور" کا لفظ خود ناروے (NORWAY) کے نام کا ایک حصّہ ہے کیونکہ "نور" کے عربی لفظ کو نارویجین حروف میں "NOR" ہی کے لفظ سے ادا کیا جاتا ہے البتہ نارویجین زبان میں NOR کے معنے ہیں انتہائی شمال کے اور عربی میں "نور" روشنی

کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم بجا طور پر اُمید رکھتے ہیں
کہ یہ مسجد یورپ کے انتہائی شمالی علاقوں میں اسلام کی روشنی پھیلانے کا موجب ہوگی۔
پھر نور سے ناروے کی ایک اور مناسبت یہ بھی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اسلام
قبول کرنے والے سب سے پہلے نارویجین باشندے مسٹر بوستاد کا اسلامی نام "نور احمد" رکھا
تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مخلص احمدی ہیں اور سالہا سال سے ناروے میں
آنریری مبلّغ کے طور پر خدمات بجا لا رہے ہیں۔ ان سب مناسبتوں کے پیشِ نظر حضرت
خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نامِ نامی پر اس مسجد کا نام رکھا جانا ناروے میں اسلام کی ترویج و اشاعت
اور غلبہ کے حق میں نیک فال کی حیثیت رکھتا ہے۔

مسجد کی عمارت اور حدودِ اربعہ

"مسجد نور" اوسلو شہر کے ایک نہایت بارونق اور اہم حصّہ
فروگنر سٹریٹ (FROGNER STREET) میں واقع ایک
بہت پُرشکوہ اور عالیشان عمارت میں قائم کی گئی ہے۔ شہر کا یہ حصّہ "ٹرام وے" اور شہر
میں چلنے والی بسوں کے ذریعہ شہر کے باقی حصوں سے ملا ہوا ہے۔ اس تک شہر کے ہر حصّہ
سے بآسانی پہنچا جا سکتا ہے۔ اس حصۂ شہر کی اہمیّت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے
کہ اس سے بالکل ملحق وہ علاقہ ہے جس میں اکثر بیرونی ممالک کے سفارت خانے ہیں۔ خود
یہ عمارت بھی ایک زمانہ میں بلغاریہ کے سفارتخانے کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔ اس
عمارت کی دو اطراف میں سڑکیں گزرتی ہیں۔ ایک بڑی سڑک تو سامنے سے گزرتی ہے جس
پر یہ عمارت واقع ہے دوسری سڑک جو نسبتاً چھوٹی ہے اس کے پہلو سے گزرتی ہے۔ ایک
پہاڑی چٹان کو ہموار کر کے اس پر اسے تعمیر کیا گیا تھا اسی لئے وہ قطعہ زمین جس پر یہ عمارت
بنی ہوئی ہے سڑک سے بارہ چودہ فٹ اونچا ہے اس پورے قطعۂ زمین کا رقبہ دو ہزار مربع میٹر

ہے اور مسقّف حصّہ یعنی وہ حصّہ جس پر عمارت بنی ہوئی ہے ۴۲۰ مربع میٹر سے کچھ زیادہ ہے۔

یہ پُرشکوہ عمارت تین منزلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی منزل میں دو ہال کمرے ہیں بہت وسیع اور کشادہ۔ یہ دونوں ہال کمرے درمیانی دیوار میں ایک بہت کشادہ دروازے سے باہم ملے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایک ہی وسیع و عریض ہال نظر آتے ہیں ان دونوں ہال نما کمروں کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا ہے اس میں کمرہ کی لمبائی چوڑائی کے برابر ایک یک رنگ خوبصورت قالین کا فرش کر کے اس پر قبلہ رُخ صفیں بنا دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ اس منزل میں دو بڑے اور ایک چھوٹا یعنی تین کمرے اور بھی ہیں۔ ان میں سے ایک لائبریری کا کمرہ ہے اور باقی دو کمرے احمدیہ مشن ناروے کے آفس کے طور پر کام آتے ہیں۔ دو ٹائلٹ، ایک سونے کا کمرہ اور ایک کچن کا کمرہ ان کے علاوہ ہیں۔

دوسری منزل۔ ایک ڈرائنگ روم اور چار بیڈ رومز پر مشتمل ہے۔ سٹور روم باتھ رومز اور ٹائلٹ وغیرہ کی سہولت کا بھی معقول انتظام ہے۔

تیسری منزل تہہ خانہ کی شکل میں پہلی منزل کے نیچے ہے۔ لیکن قطعہ زمین کے سڑک سے بارہ چودہ فٹ بلند ہونے کی وجہ سے یہ تہہ خانہ بھی سڑک کی سطح سے اونچا ہے۔ اس تہہ خانہ میں چھ بڑے اور تین چھوٹے کمرے ہیں۔

یہ وسیع و عریض پُرشکوہ عمارت اس سال کے اوائل میں جبکہ مکرم مولوی منیرالدین احمد صاحب ناروے میں بطور مبلّغ متعیّن تھے بارہ لاکھ کرونے میں خریدی گئی تھی بعد میں ان کا تبادلہ بطور مبلّغ سویڈن میں ہو گیا اور ان کی بجائے مکرم سیّد کمال یوسف صاحب بطور مبلّغ ناروے تشریف لے آئے۔ عمارت اگرچہ پُرانی بنی ہوئی ہے لیکن ہے بہت مضبوط اور پُرشکوہ۔ دروازوں، کھڑکیوں اور فرش وغیرہ میں بہت قیمتی لکڑی استعمال کی گئی ہے۔ تمام کمرے

پُرانے زمانہ کے بہت بیش قیمت اور مضبوط فرنیچر اور قالینوں وغیرہ سے آراستہ ہیں۔

اس عمارت کی مرمت اور آرائش وزیبائش کے لئے حضور نے تین لاکھ کرونے کا بجٹ منظور فرمایا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیّہ ناروے کے قریبًا ۳۵ خدام نے مسلسل ۹۷ دن تک وقارِ عمل منا منا کر اس پورے قطعہ زمین کو درست کرنے، اس میں جا بجا کیاریاں بنانے، رنگا رنگ پھول اُگانے اور پوری عمارت میں رنگ روغن کرنے میں دن رات کام کیا۔ اس طرح WORKING HOURS (یعنی بلحاظ کام) گھنٹوں کی مجموعی تعداد ۲،۶۵۶ بنتی ہے

اس عمارت کو مسجد اور مشن ہاؤس میں تبدیل کرنے کے بعد اس پر سامنے کے رُخ جلی حروف میں کلمۂ طیبّہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ دیا گیا ہے۔ اس کے نیچے جلی حروف میں "مسجد نور" لکھا ہوا ہے۔ دائیں اور بائیں جانب قرآن مجید کی دو آیات لکھی ہوئی ہیں اور وہ ہیں (دائیں جانب) اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا۔ (بائیں جانب) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ عمارت کے پہلو کی ایک بیرونی دیوار پر نارویجین حروف میں NOR MOSKE لکھا ہوا ہے۔ مسجد کی بائیں جانب سے آنے والوں کو یہ حروف دُور سے ہی نظر آجاتے ہیں اور وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی (عبادت گاہ یعنی) مسجد ہے۔

اوسلو میں ورودِ مسعود

حضور ایدہُ اللہ مسجد نور اوسلو کا افتتاح فرمانے کی غرض سے ۳۱ جولائی ۱۹۸۰ء کو گوٹن برگ سے بذریعہ موٹر کار اوسلو کے لئے روانہ ہوئے۔ گوٹن برگ کے بہت سے احباب نے مشن ہاؤس پہنچ کر حضور کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ پونے گیارہ بجے قبل دوپہر حضور مشن ہاؤس سے باہر تشریف لائے۔ اور سفر پر روانہ ہونے سے قبل دُعا کرائی جس میں جملہ حاضر احباب شریک ہوئے۔ اسکے

بعد محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نے حضور کی خدمت میں راستہ کا نقشہ پیش کیا۔ حضور نے نقشہ ملاحظہ فرمانے کے بعد سفر کا راستہ متعیّن کیا اور جن احباب نے کاریں ڈرائیو کرنا تھیں انہیں راستہ کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔

اس دَوران دو خوش پوش متموّل ایرانی موٹر کاریں مسجد دیکھنے آئے۔ مسجد دیکھنے اور خوشی کا اظہار کرنے کے بعد وہ مشن ہاؤس کے باغ میں حضور کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور بہت ادب سے سلام کر کے انہوں نے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے ان سے فارسی زبان میں ان کی خیریت دریافت فرمائی۔ وہ کچھ دیر باتیں کرنے اور دوبارہ مصافحہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد خدا حافظ کہتے ہوئے واپس چلے گئے۔

حضور نے ان کے واپس جانے کے بعد یوگوسلاوین احمدی بھائی جناب شعیب موسیٰ کو مخاطب کرتے اور بعض دوستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ درخت آپ نے بڑے شوق سے اپنے ہاتھ سے لگائے تھے اب انہوں نے پھل دینے شروع کر دیئے ہیں۔ وہ حضور کے اس ارشاد پر بہت خوش ہوئے۔ حضور نے درختوں کی نگہداشت کے بارہ میں انہیں ضروری ہدایات دیں۔

بعد ازاں حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع دیگر اہلِ قافلہ موٹروں میں سوار ہو کر گیارہ بجے قبل دوپہر جانبِ اوسلو روانہ ہوئے۔ اہلِ قافلہ تین موٹر کاروں میں سوار تھے۔ حضور کی کار محترم نوابزادہ منصور احمد خاں مبلغ انچارج مغربی جرمنی نے ڈرائیو کی۔ دوسری کار محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب خود چلا رہے تھے۔ تیسری کار اوسلو کے رشید احمد صاحب ابن محترم غلام حسین صاحب اوورسیر مرحوم اوسلو سے اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسے خود ڈرائیو کر رہے تھے۔ مزید برآں مبلّغینِ سویڈن مکرم مولوی

بعد محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نے حضور کی خدمت میں راستہ کا نقشہ پیش کیا۔ حضور نے نقشہ ملاحظہ فرمانے کے بعد سفر کا راستہ متعین کیا اور جن احباب نے کاریں ڈرائیو کرنا تھیں انہیں راستہ کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔

اس دوران دو خوش پوش متموّل ایرانی موٹر کاریں مسجد دیکھنے آئے۔ مسجد دیکھنے اور خوشی کا اظہار کرنے کے بعد وہ مشن ہاؤس کے باغ میں حضور کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور بہت ادب سے سلام کر کے انہوں نے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے ان سے فارسی زبان میں ان کی خیریت دریافت فرمائی۔ وہ کچھ دیر باتیں کرنے اور دوبارہ مصافحہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد خدا حافظ کہتے ہوئے واپس چلے گئے۔

حضور نے ان کے واپس جانے کے بعد یوگوسلاوین احمدی بھائی جناب شعیب موسیٰ کو مخاطب کرتے اور بعض دوستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ درخت آپ نے بڑے شوق سے اپنے ہاتھ سے لگائے تھے اب انہوں نے پھل دینے شروع کر دیئے ہیں۔ وہ حضور کے اس ارشاد پر بہت خوش ہوئے۔ حضور نے درختوں کی نگہداشت کے بارہ میں انہیں ضروری ہدایات دیں۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع دیگر اہلِ قافلہ موٹروں میں سوار ہو کر گیارہ بجے قبل دوپہر جانبِ اوسلو روانہ ہوئے۔ اہلِ قافلہ تین موٹر کاروں میں سوار تھے۔ حضور کی کار محترم نوابزادہ منصور احمد خاں مبلغ انچارج مغربی جرمنی نے ڈرائیو کی۔ دوسری کار محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب خود چلا رہے تھے۔ تیسری کار اوسلو کے رشید احمد صاحب ابن محترم غلام حسین صاحب اوورسیر مرحوم اوسلو سے اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسے خود ڈرائیو کر رہے تھے۔ مزید برآں مبلّغینِ سویڈن مکرم مولوی

منیرالدین احمد صاحب اور مکرم حامد کریم صاحب سویڈن کے بہت سے احباب کے ہمراہ چار علیحدہ موٹر کاروں میں ساتھ ہی روانہ ہوئے۔

اوسلو جانے کے لئے سڑک نمبر ۴۵ اختیار کرکے پہلے وینر برگ کا راستہ اختیار کیا گیا۔ سڑک ٹرول ہٹن (TROLLHATTAN) تک جو گوٹن برگ سے ۹۰ کلومیٹر دُور ہے گوتے کینال کے ساتھ ساتھ چلتی رہی اور وہاں سے مُڑ کر ایمول (AMOL) نامی مقام تک آئی۔ یہاں مبلّغ سویڈن مکرم کمال یوسف صاحب اور نائب امام مسجد لندن مکرم منیرالدین شمس صاحب حضور کے استقبال اور مشایعت کے لئے اوسلو سے آئے ہوئے تھے۔ حضور نے انہیں شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔ ایمول شہر میں داخل ہوکر حضور نے ULLAS BAR نامی ہوٹل میں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ یہاں سے ایک چھوٹی سڑک پر مُڑ کر قافلہ تین بجے سہ پہر اوسلو جانے والی شاہراہ کی طرف روانہ ہُوا۔ پانچ بجے سہ پہر ناروے کی سرحد سے چند میل قبل حضور نے جملہ احباب کے ہمراہ گرنس نامی ہوٹل میں چائے نوش فرمائی اور پھر وہاں سے پونے چھ بجے روانہ ہوکر سوا سات بجے اوسلو پہنچے۔ جب کاریں مسجد نور کے سامنے جاکر رُکیں اس وقت شام کے ساڑھے سات بجے تھے۔

احبابِ جماعت نے جو خاصی بڑی تعداد میں وہاں جمع تھے اور قطاروں میں کھڑے ہُوئے تھے اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد کے پُرجوش نعرے لگا کر حضور کا پُرتپاک استقبال کیا۔ حضور نے موٹر سے اُتر کر جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور پھر مسجد میں تشریف لے جاکر دو نفل ادا کئے اور اللہ تعالےٰ کے حضور دُعائیں مانگیں کہ وہ اس مسجد کو ناروے میں اشاعتِ اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ بنائے۔ یہاں کے لوگ اسلام کے محاسن اور اس کی خوبیوں سے آگاہ ہوکر

پہلی مسجد کے افتتاح کے اہتمام پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا کر ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ یورپ کے مبلّغینِ اسلام بھی اس موقع پر تشریف لائے ہُوئے تھے ان میں مبلّغ ناروے مکرم کمال یوسف صاحب کے علاوہ مبلّغین سویڈن مکرم منیرالدین احمد صاحب اور مکرم حامد کریم صاحب، مبلّغ ڈنمارک سیّد مسعود احمد صاحب، مبلّغ جرمنی مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب، مبلّغ سوئٹزرلینڈ مکرم نسیم مہدی صاحب، مبلّغ انگلستان مکرم منیرالدین صاحب شمس اور مبلّغ اسپین مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر شامل تھے۔

پریس کانفرنس سے خطاب

اُس روز حضور نے مسجد نور کا افتتاح فرمانے سے پہلے گیارہ بجے قبل دوپہر مسجد کے لائبریری روم میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس میں ناروے کے سب سے کثیر الاشاعت قومی اخبار AFTENPOSTEN اور مُلک کے نامور عیسائی اخبار VÅRT LAND اور بعض دوسرے مقامی اخباروں کے نمائندوں کے علاوہ مشہور نیوز ایجنسی این ٹی بی (N.T.B.) اور ٹی وی اور ریڈیو کے نمائندے اور فوٹوگرافرز بھی شریک ہُوئے۔ ایک مشہور سہ ماہی رسالہ KRANA کے ایڈیٹر بھی آئے ہُوئے تھے۔ حضور نے ان کے سوالات کے نہایت برجستہ جواب دے کر ہر پہلو سے اسلام کی فضیلت کو اُن پر آشکار فرمایا۔

دَورہ کا مقصد اور مسجد کے قیام کی غرض

اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے دَورہ کا مقصد اور ناروے میں مسجد کے قیام کی غرض کیا ہے حضور نے فرمایا۔ مَیں یورپ، امریکہ، افریقہ کے ممالک میں اپنی جماعت کے مشنوں کا دَورہ کر کے اپنے احباب سے ملاقاتیں کیا کرتا ہُوں۔ ناروے میں مَیں پہلے بھی کئی بار آچکا ہوں لیکن اس مرتبہ ایک نئی بات یہ ہُوئی ہے کہ ہم نے یہاں مشن ہاؤس اور

پہلی مسجد کے افتتاح کے اہتمام پر اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لا کر ایک دوسرے کو مُبارکباد دے رہے تھے۔ یورپ کے مبلّغینِ اسلام بھی اس موقع پر تشریف لائے ہُوئے تھے ان میں مبلّغ ناروے مکرم کمال یوسف صاحب کے علاوہ مبلّغین سویڈن مکرم منیرالدین احمد صاحب اور مکرم حامد کریم صاحب، مبلّغ ڈنمارک سیّد مسعود احمد صاحب، مبلّغ جرمنی مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب، مبلّغ سوئٹزرلینڈ مکرم نسیم مہدی صاحب، مبلّغ انگلستان مکرم منیرالدین صاحب شمس اور مبلّغِ اسپین مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر شامل تھے۔

پریس کانفرنس سے خطاب

اُس روز حضور نے مسجد نور کا افتتاح فرمانے سے پہلے گیارہ بجے قبل دوپہر مسجد کے لائبریری روم میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس میں ناروے کے سب سے کثیر الاشاعت قومی اخبار AFTENPOSTEN اور مُلک کے نامور عیسائی اخبار VÅRT LAND اور بعض دوسرے مقامی اخباروں کے نمائندوں کے علاوہ مشہُور نیوز ایجنسی این ٹی بی (N.T.B.) اور ٹی وی اور ریڈیو کے نمائندے اور فوٹوگرافر بھی شریک ہُوئے۔ ایک مشہُور سہ ماہی رسالہ KRANA کے ایڈیٹر بھی آئے ہُوئے تھے۔ حضور نے ان کے سوالات کے نہایت برجستہ جواب دے کر ہر پہلو سے اسلام کی فضیلت کو اُن پر آشکار فرمایا۔

دَورہ کا مقصد اور مسجد کے قیام کی غرض

اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے دَورہ کا مقصد اور ناروے میں مسجد کے قیام کی غرض کیا ہے حضور نے فرمایا۔ مَیں یورپ، امریکہ، افریقہ کے ممالک میں اپنی جماعت کے مشنوں کا دَورہ کر کے اپنے احباب سے ملاقاتیں کیا کرتا ہُوں۔ ناروے میں مَیں پہلے بھی کئی بار آچکا ہوں لیکن اس مرتبہ ایک نئی بات یہ ہُوئی ہے کہ ہم نے یہاں مشن ہاؤس اور

مسجد کے قیام کے لئے یہ عمارت خریدی ہے۔ مَیں یہاں آکر اس میں دُعا کرنا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش میں برکت ڈالے اور اس مُلک میں اسلام کے پھیلنے اور غالب آنے کے سامان کرے۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم پر عمل کئے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا اور اسے مکمل تباہی سے نہیں بچایا جا سکتا۔ ہم بہت خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عمارت خریدنے کی ہمّت عطا کی۔ یہ اُس کے فضل کا نتیجہ ہے۔ مَیں یہاں آکر اور اس میں دُعا کر کے اُس کا شکر ادا کرنا چاہتا تھا۔

حضور نے فرمایا مزید برآں میرا ایک مشن ہے جسے پورا کرنے کے لئے مَیں مختلف ملکوں کا دَورہ کر رہا ہُوں اور اسی سلسلہ میں یہاں بھی آیا ہُوں۔ یہ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت دنیا دو کیمپوں میں بٹی ہُوئی ہے۔ ایک طرف امریکہ چائنا اور ان کے ساتھی ہیں اور دوسری طرف روس اور اس کے ساتھی۔ ان دونوں بڑی طاقتوں نے سوچا تھا کہ اگر ہم انتہائی مہلک ہتھیاروں کے اپنے پاس انبار لگا لیں گے تو اس سے دنیا میں قیامِ امن میں بہت مدد ملے گی۔ قیامِ امن کی اس انوکھی کوشش میں وہ ناکام ہو چکے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ امن اسلام کے لازوال اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے انسانوں کو باہم ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تعلیم دینے سے قائم ہوگا۔ اسی لئے مَیں محبّت کا سفیر بن کر یہاں آیا ہُوں اس وقت عالمی امن کو جو سب سے بڑا خطرہ لاحق ہے وہ یہی ہے کہ انسان نے انسان سے محبّت کرنا چھوڑ دیا ہے۔ محبّت کی جگہ نفرت نے لے لی ہے یہ میرا ایمان ہے کہ انسان، انسان سے محبّت کرنا سیکھے گا۔ محبّت بالآخر غالب آئے گی اور نفرت شکست کھائے گی۔

اِسلام کے بہر حال غالب آنے کا بیّن ثبُوت

ایک نمائندہ نے پوچھا کہ ناروے میں نارویجین احمدیوں کی تعداد کتنی ہے۔ حضور نے جواب

دیا۔ایک درجن۔اس پر اس نے مزید دریافت کیا۔ کیا آپ ناروے میں اپنے مشن کی رفتارِ ترقی سے مطمئن ہیں۔حضور نے فرمایا مَیں مطمئن ہُوں اس لئے کہ انجیل کی رُو سے مسیح علیہ السّلام نے اپنی زندگی میں جتنے عیسائی بنائے تھے اس سے کہیں زیادہ ہم دنیا بھر میں عیسائیوں کو مسلمان بنا چکے ہیں۔الٰہی سلسلوں کے ساتھ شروع میں ایسا ہی ہوتا ہے۔بہت کم لوگ ان کی آواز پر کان دھرتے ہیں ہاں مخالفت کرنے والوں کی کمی نہیں ہوتی لیکن رفتہ رفتہ الٰہی سلسلے ترقی کرتے چلے جاتے ہیں حتّٰی کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ لوگ دھڑا دھڑ ان میں شامل ہونے لگتے ہیں۔ ہم مجموعی طور پر ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں۔کہیں کم کہیں زیادہ۔ امریکہ اور مغربی افریقہ میں ہزاروں اور لاکھوں لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور برابر ہو رہے ہیں۔ ہماری جماعت ایک رفتہ رفتہ اور درجہ بدرجہ ترقی کرنے والی جماعت ہے۔دُنیا کے بعض حصّوں میں ہماری رفتارِ ترقی ابھی سُست ہے لیکن بعض حصّوں میں ہم آگے ہی آگے بڑھ رہے ہیں۔ابتدائی دَور میں اہمیّت تعداد کو نہیں بلکہ اس امر کو حاصل ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں تبدیلی آرہی ہے یا نہیں۔سو اس لحاظ سے ہماری کوششوں کے نتیجہ میں فی الوقت زمین ہموار ہو رہی ہے۔ایک وقت آئے گا کہ لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائیں گے۔اس امر کی صداقت کا اندازہ اس سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ بانئ سلسلۂ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ایک زمانہ میں بالکل اکیلے تھے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔جب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ کو اپنے مشن میں ناکام بنانے کے لئے سارے مذاہب آپ کے خلاف متحد ہو گئے آج سے ۹۲ سال قبل آپ نے اعلان فرمایا۔میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ میری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائے گا۔ وہ اکیلا انسان اکیلا نہیں رہا۔آج دنیا میں اس کے پیروؤں کی تعداد ایک کروڑ ہو چکی ہے۔ وہ ایک، ایک کروڑ بن گیا اسی طرح

اگر اگلے ۹۰ سال میں ہر ایک احمدی ایک کروڑ بن جائے تو کیا اسلام ساری دُنیا پر محیط نہیں ہو جائے گا؟ اس لئے مَیں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام دُنیا میں غالب آئے گا اس کے معنے یہ ہیں کہ غلبہ بہر حال محبت کے پیغام کو حاصل ہوگا۔ نفرت ہمیشہ شکست کھاتی ہے اور فتح ہمیشہ محبت ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

اِسلامی مُلکوں کی سیاست اور اِسلام

بعض صحافیوں نے بعض اسلامی ملکوں کی سیاسی رَوِش کے حوالہ سے اسلام کو جانچنے اور اس پر معترض ہونے کی کوشش کی۔ حضور نے ان کے متعدّد سوالوں کے جواب میں فرمایا۔ ان ملکوں کے اپنے اپنے مخصوص حالات ہیں اور ان کے سیاسی نظریات کا مجھے براہِ راست علم نہیں ہے اس لئے مجھے حق نہیں پہنچتا کہ مَیں ان کے طرزِ عمل کے بارہ میں کوئی محاکمہ کروں۔ ویسے بھی سیاست سے میرا کوئی تعلّق نہیں ہے اس لئے مَیں سیاسی امور کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ البتہ ایک بات اس ضمن میں واضح ہے کہ مختلف اسلامی ملکوں کی سیاست ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ مختلف اور بعض صورتوں میں باہم متضاد طرزِ عمل میں سے ہر ایک کو اسلامی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اسلام تو ایک ہی ہے۔ اور اس کی تعلیم تضاد سے یکسر مبرّا ہے۔ اندریں صورت مناسب یہی ہے کہ مختلف ملکوں کے مختلف سیاسی طرزِ عمل اور اسلام کو خلط ملط نہ کیا جائے اور اسلام کو خود اس کی لازوال و بے مثال تعلیم کی روشنی میں جانچا اور پرکھا جائے۔ جب بھی ایسا کیا جائے گا اسلام پر کوئی اعتراض وارد نہیں کیا جا سکے گا

چنانچہ جب اس وضاحت کی روشنی میں ایک اخباری نمائندے نے سفارتی نمائندوں کے حقوق و مراعات کے متعلق اسلامی تعلیم کی وضاحت چاہی تو حضور نے فرمایا۔ مَیں قرآن کا پیرو ہوں اور اس بارہ میں قرآن یہ کہتا ہے کہ ہر قوم کے سفارتی نمائندوں کو جان و مال

عزّت و آبرو، آزادی وغیرہ ہر قسم کا تحفّظ دینا لازمی ہے۔ اس ضمن میں حضور نے تفسیر المنارؔ کا ایک حوالہ پڑھ کر سُنایا جو اس وضاحت پر مشتمل تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس قرآنی تعلیم پر بھی کما حقہٗ عمل کیا اور اُن دشمن قوموں کے سفیروں کے تحفّظ کے بارہ میں بھی جو مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھیں نہایت اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔

جب ایک صحافی نے یہ دریافت کیا کہ کیا آپ لوگوں کو اسلام کے نام پر قتل کرنے کے حق میں ہیں؟ تو حضور نے فرمایا بلا وجہ اور خواہ مخواہ کسی ایک انسان کو بھی قتل کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی تعلیم کی رُو سے کسی کو قتل کرنے کے لئے پوری اسلامی تعلیم پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی قتل کیا جائے گا تو اپنے جرم کی نوعیت کی وجہ سے قتل ہوگا نہ کہ اس لئے کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ جس طرح لوگوں کو بلا وجہ اور بلا استحقاق قتل کرنا بہت بُرا فعل ہے اسی طرح از روئے قانون بعض کو قتل کرنا اچھا فعل شمار ہوگا۔

اس صحافی نے کہا ایک طرف آپ محبّت کا پیغام دیتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض قتل اچھے بھی ہوتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ مَیں انسانیت سے محبّت کرتا ہُوں اور انسانیت کے لئے محبّت کا پیغام لے کر یہاں آیا ہُوں۔ آپ خود سوچیں کہ جب ایک شخص ہزاروں کی جان کے لئے خطرہ بن جائے تو از رُوئے قانون اُس ایک کو قتل کرنا کیسے بُرا فعل شمار ہو سکتا ہے۔

عورتوں کے حقوق اور اسلام

صحافیوں نے اس بارہ میں بھی متعدّد سوال کئے کہ اسلام نے عورتوں کے کیا حقوق متعیّن کئے ہیں۔ حضور نے ان کے سوالوں کے جواب میں فرمایا کہ اسلام نے عورتوں اور مَردوں میں کامل مساوات قائم کر کے بعض معاملات میں عورتوں کو مَردوں سے بھی زیادہ حقوق دیئے ہیں اور انہیں ایسا تحفّظ

عطا کیا ہے کہ کسی اور مذہب یا سماجی نظام نے اسے ایسا تحفظ نہیں دیا۔ مجھے یقین ہے کہ جب مَیں انہیں اس تحفّظ کی تفصیل بتاؤں گا تو ان کے دل میں اسلام کی قدر پیدا ہو گی۔

حضور نے بحیثیت انسان از رُوئے اسلام مَردوں اور عورتوں میں کامل مساوات کی وضاحت کرنے کے بعد بتایا اسلام نے عورتوں کو تحفّظ عطا کرنے کے لئے تقسیمِ کار کے طور پر بلحاظ ذمّہ داری مَردوں اور عورتوں کے علیحدہ علیحدہ حلقۂ کار مقرر کر دئے ہیں مَردوں کی یہ ذمّہ داری ہے کہ وہ محنت مشقّت کر کے آمد پیدا کریں اور گھر کے جملہ اخراجات کے لئے رقم مہیا کریں۔ عورتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی پرورش اور تربیت کر کے انہیں اچھا مفید اور کار آمد شہری بنائیں۔ اس تقسیمِ کار کی رُو سے اگر کوئی عورت کوئی آمد پیدا کرتی ہے تو وہ اس کی مختارِ کُل ہے۔ اسلام اسے یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے ایک پائی بھی گھر پر خرچ نہ کرے۔ مَرد کو قطعًا یہ حق حاصل نہیں کہ وہ عورت کے مال میں حصّہ دار بنے اور اسے اپنا مال گھر پر خرچ کرنے پر مجبور کرے کیونکہ گھر کے اخراجات پورے کرنا کُلّی طور پر مَرد کی ذمّہ داری ہے۔

نامہ نگار نے دریافت کیا کہ کیا اسلام شادی شدہ عورت کو گھر سے باہر نکل کر کام کرنے اور آمد پیدا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اسلام پردہ کی شرط کے ساتھ (جو عورتوں کے تحفّظ کا ایک اہم ذریعہ ہے) عورتوں کو باہر کام کرنے سے منع نہیں کرتا۔ لیکن اسلام عورت سے کہتا ہے کہ وہ ایسا کرنے میں اپنی اصل ذمہ داری یعنی بچّوں کی پرورش نگہداشت اور تربیت سے غافل نہ ہو۔ اصل ذمّہ داری کی ادائیگی بہرحال مقدّم ہے اس کی کما حقّہٗ ادائیگی میں فرق نہیں آنا چاہیئے۔

اسلامی فرقے اور ان کا باہمی فرق اس سوال کے جواب میں کہ اسلام میں کتنے فرقے ہیں

اور اُن کا باہمی فرق کیا ہے؟ حضور نے فرمایا۔ اسلام میں ۷۲ فرقے ہیں اور ہمارا ۷۳ واں فرقہ ہے۔ ان تمام فرقوں میں بنیادی اختلاف کوئی نہیں ہے۔ تمام فرقے بنیادی مسائل پر پوری طرح متفق ہیں۔ سب خدا تعالےٰ، اس کی کامل توحید، اس کی غیر محدود صفات اور غیر محدود قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپؐ کے افضل الرُسل ہونے پر پُورا پُورا اعتقاد رکھتے ہیں۔ سب کے نزدیک قرآن مجید کامل اور تا قیامت جاری رہنے والی شریعت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی لائی ہوئی دائمی شریعت کی اِتّباع تمام نوعِ انسانی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی فرضیّت پر بھی سب متفق ہیں۔ اختلاف صرف فروعات میں ہے۔ یہ امر باعثِ افسوس ہے کہ بعض لوگ فروعی اختلافات کی وجہ سے جھگڑتے اور ایک دُوسرے کی مخالفت کرتے ہیں جس سے اتحاد کی فضا قائم ہونے میں رخنہ پڑتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے فرقہ کا دوسرے فرقوں سے اختلاف کیا ہے؟ حضور نے فرمایا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں اپنے ایک رُوحانی فرزند کے بطور مسیح موعود آنے اور اصلاحِ خلق کا فریضہ انجام دینے کی پیشگوئی فرمائی تھی یہ پیشگوئی سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذاتِ اقدس میں پوری ہو چکی ہے۔ دوسرے فرقوں کے لوگ انہیں مسیح موعود نہیں مانتے۔ ہم محبّت اور پیار اور بے لوث خدمت سے ان کے دل جیتنے اور انہیں اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایک نمائندہ نے پوچھا کہ کیا یہ امر کہ آپ کو دُوسرے فرقے مسلمان نہیں مانتے آپ

کے لئے کوئی مسئلہ یا مشکل پیدا نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ مسئلہ ہے تو ان کے لئے ہے میرے لئے نہیں۔ میرے لئے تو قرآن کا حکم اور فیصلہ کافی ہے۔ قرآن کہتا ہے:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۚ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۚ (الحجرات آیت ۱۵)

اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ بعض بادیہ نشین عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں یعنی ہم مومن ہیں (اللہ کہتا ہے) ان اَعراب سے کہو کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے۔ یعنی تم مومن نہیں بنے۔ بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں یعنی ہم مسلمان ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس آیت میں اللہ تعالٰے نے ایمان لانے اور اسلام لانے میں فرق کیا ہے۔ خدا جو عالم الغیب ہے اور جو دلوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے وہ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یہ کہے کہ تُو مسلمان نہیں ہے۔ اگر قرآن پر عمل کرنا ہے تو اُسے بہرحال مسلمان تسلیم کرنا پڑے گا۔ جو لوگ ہمیں مسلمان تسلیم نہیں کرتے وہ قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ لیکن ہم اُن کا یہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں اور ہمارے نزدیک وہ اُمّتِ مسلمہ کا حصّہ ہیں۔

اس پر نمائندے نے کہا کہ وہ آپ کو مسلمان نہیں مانتے اس کے باوجود آپ اُنہیں مسلمان کہیں گے۔ حضور نے فرمایا ہاں اس کے باوجود ہم انہیں مسلمان مانتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں مسلمان نہ کہہ کر قرآن کی خلاف ورزی کر رہے ہیں تو اس کے یہ معنے تو نہیں ہیں کہ ہم بھی

قرآن کی خلاف ورزی کریں۔ کوئی اور کرتا ہے کرے ہم تو قرآن کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

حضور نے فرمایا ہم تو ان کے لئے اپنے دل میں اچھے جذبات رکھتے ہیں اور دل سے ان کے خیر خواہ ہیں اور ان کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔ اگر کوئی مجھے صبح سے شام تک گالیاں دیتا ہے تو مجھے اس سے کیا۔ وہ اپنا وقت آپ ضائع کرتا ہے۔ لیکن مَیں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اچھے لوگ بڑی کثرت سے ہیں۔ لاکھ میں سے ایک بھی مشکل سے ایسا ہوگا جو ہمیں دُکھ دیتا ہے ایسے قلیل حصّہ کی وجہ سے پوری قوم کو تو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

ناروے میں ایک مبلّغ کا اوّلین فرض

اس سوال کے جواب میں کہ ناروے میں ایک مشنری کا اہم فرض کیا ہونا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا۔ ہمیں یہاں کے لوگوں کے دل فتح کرنے چاہئیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے جو لوگ یہاں آپ کے درمیان رہ رہے ہیں وہ آپ کے دوست بنیں اور حُسنِ سلوک سے آپ کو اپنا دوست بنائیں اور پھر آپ کے سامنے قرآنی تعلیم پیش کریں۔ یہ ایسی قابلِ عمل اور دل موہ لینے والی تعلیم ہے کہ آپ اس کے قائل ہوئے بغیر نہ رہیں گے اور بالآخر اسے قبول کر لیں گے۔

قرآنی تعلیم کے حُسن کو آشکار کرنے کے لئے حضور نے دنیا میں پائی جانے والی موجُودہ بے چینی اور بے اطمینانی کے تعلق میں قرآنی تعلیم کے بعض پہلوؤں کو ازراہِ امتثال کسی قدر تفصیل سے بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ صنعتی انقلاب کے بعد سے لیبر کا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے اور دن بدن شدّت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اور ان میں بے چینی ہے کہ بڑھتی جا رہی ہے۔ وہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اجرتوں میں اضافہ کا مطالبہ کرتے ہیں اور اپنے

مطالبہ کو منوانے کے لئے ہڑتالیں وغیرہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے پیداوار متأثر ہوتی ہے۔ اور اس کا اثر ملک کی پوری آبادی پر پڑتا ہے اور پورے ملک میں بے چینی کی لہر دَوڑ جاتی ہے۔ اور اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مزدور اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اجرتوں میں اضافہ کا مطالبہ تو کرتے ہیں اور ہڑتال کو بطور ہتھیار استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے لیکن وہ خود یہ نہیں جانتے کہ ان کی ضرورت اور حق ہے کیا۔ جب اُجرتوں میں اضافہ کا مطالبہ مان لیا جاتا ہے تو وہ مزدور جس کے پانچ یا چھ بچے ہیں اس کی اجرت میں بھی اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے جتنا اضافہ اس مزدور کی اجرت میں ہوتا ہے جس کا صرف ایک بچہ ہے یا کوئی بچہ نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس کے پانچ یا چھ بچے ہیں اس کی ضرورت پوری نہیں ہو پاتی۔ سو گویا اجرتوں میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے اور بے چینی اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ کمیونزم نے اس کا علاج یہ تجویز کیا کہ ہر شخص کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا جائے گا لیکن ضرورت کی تعریف اس نے بھی نہیں کی۔ روٹی کپڑا اور مکان، سے آگے وہ بھی نہیں جا سکا۔ اس کے بالمقابل اسلام نے ضرورت کا لفظ ہی استعمال نہیں کیا بلکہ اس نے ہر فرد کے بنیادی حق پر زور دیا ہے اور پھر وضاحت سے بتایا ہے کہ ہر فرد کا بنیادی حق ہے کیا۔ اس نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی استعدادیں اور صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ یہ ہر فرد کا بنیادی حق ہے کہ اس کی ان جملہ صلاحیتوں کی کامل نشوونما کا پورا پورا انتظام ہو۔ یہ ایسی حسین تعلیم ہے کہ کسی قسم کی بے چینی اور بے اطمینانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لئے مَیں کہتا ہوں کہ آپ کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ آپ قرآنی تعلیم قبول کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں ورنہ معاشرہ میں پھیلی ہوئی بے چینی اور بے اطمینانی دُور نہیں ہوگی۔

یہ پریس کانفرنس جو گیارہ بجے شروع ہوئی تھی پون بجے ختم ہوئی۔ اخبار نویسوں نے خوب کھُل کر سوال کئے اور نہایت برجستہ اور مُدلّل جوابات سے وہ بہت محظوظ ہوئے لائبریری سے ملحق مسجد نور میں یورپ کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے احباب جمع تھے۔ اس موقع پر انہیں بھی حضور کے ارشادات سے مستفیض ہونے کا انمول موقع میسّر آیا۔

جمعہ کی افتتاحی نماز اور پُرمعارف خطبہ

یکم اگست کو حضور ایدّہُ اللہ تعالٰے نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کے دو گھنٹے بعد پونے تین بجے ناروے کی سب سے پہلی مسجد یعنی مسجد نور میں تشریف لا کر اور اس میں نماز پڑھا کر باضابطہ طور پر اس کا افتتاح فرمایا۔ حضور کے تشریف لانے سے قبل مسجد کے دونوں ہال کمرے ناروے کے علاوہ یورپ کے مختلف ملکوں سے تشریف لائے ہوئے احباب سے جن میں نومسلم احمدی احباب بھی خاصی تعداد میں شامل تھے پُر ہو چکے تھے حتّٰی کہ بعض احباب کو مسجد کے علاوہ عمارت کے دوسرے حصّوں میں صفیں بنانا پڑیں۔ علاوہ ازیں متعدّد یورپی ممالک اور دوسرے ملکوں کے سفارتی نمائندے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے مسجد سے ملحق لائبریری روم میں بیٹھ کر جمعہ کی افتتاحی نماز کا پورا منظر دیکھا اور وہ حضور کے پُرمعارف خطبہ سے بھی مستفیض ہوئے۔

خطبۂ جمعہ کا خلاصہ

حضور کے تشریف لانے پر مکرم منیر الدّین احمد صاحب سابق مبلّغ ناروے حال مبلّغ سویڈن نے اذان دی۔ بعدہٗ حضور نے مساجد کی پُر تقدس حیثیّت اور ان کی اہمیّت پر انگریزی میں ایک مختصر لیکن بہت پُرمعارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے خطبہ مسجد کے دونوں ہال کمروں کو ملانے والے درمیانی دیوار کے نہایت کشادہ دروازے میں کھڑے ہو کر دیا۔ تاکہ تمام حاضرین اور مسجد کے آخری سرے سے ملحق

لائبریری میں بیٹھے ہوئے سفارتی نمائندے بھی مستفیض ہو سکیں۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔ ہر قسم کی حقیقی اور کامل تعریفیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں۔ تمام عبادت گاہیں یعنی مساجد اللہ ہی کی ملکیت ہیں اس لئے مسجد کا مالک خدا ہی ہوتا ہے۔ ہماری حیثیت تو صرف ایک مہتمم اور نگہداشت کرنے والے کی ہے۔ اسی لئے مسجد کے دروازے تمام موحدین کے لئے کھلے ہوتے ہیں یعنی ان تمام لوگوں کے لئے جو خدائے واحد و قادرِ مطلق یعنی اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے اس میں آئیں تاہم جو شخص دل میں بری نیت، گری ہوئی خواہشات اور شرارت کے ارادے سے مسجد میں آنا اور اس کی بے حرمتی کرنا چاہتا ہے اسے اس میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

حضور نے فرمایا۔ مسجد عبادت کی ایک ایسی جگہ ہے جس میں اللہ کو بکثرت یاد کیا جاتا ہے (الحج آیت ۴۱) مسجد عبادت کی ایک ایسی جگہ ہے جس کی بنیاد طہارت، تقویٰ اللہ اور حصولِ رضاء الٰہی پر ہے۔ (التوبۃ۔ آیت ۱۰۸) ظاہر ہے مشرکوں (یعنی توحید باری تعالےٰ کے دشمنوں) کا یہ حق نہیں اور نہ ہونا چاہیئے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے نگران اور متولی ہوں۔ صرف وہی مسجدوں کے متولی ہو سکتے ہیں جو حقیقی طور پر اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ (التوبۃ آیات ۱۸، ۱۹)

حقیقی ایمان باللہ کے تعلق میں حضور نے صفاتِ باری کی معرفت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وہ اللہ ذاتِ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کوئی اور عبادت اور اطاعت کے لائق نہیں۔ وہ عالم الغیب ہے۔ وہی اپنی ذات کی حقیقی معرفت رکھتا ہے۔ اس کے سوا کوئی اس کی ذات اور صفات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ ہر مشہود چیز کا بھی حقیقی علم اسی کو ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کی

نگاہ میں ہے، یہ ہے اس کے احاطۂ علم کی غیر محدود وسعت۔ وہ الرّحمٰن ہے۔ وہ اعلیٰ و اجلّ ہے اور نقص سے یکسر مبرّا ہے۔ امن کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے۔ وہ ہر قسم کے نقائص، تیرہ بختیوں اور مصائب سے پاک ہے اور سب کی پناہ وہی ہے۔ وہی حفاظت کرنے والا، کامل قدرتوں والا، غلبہ پانے والا اور بلند شان والا ہے۔ وہ سب کی حفاظت کرتا ہے اور سب پر فائق و اعلیٰ ہے اور تمام بگڑے ہوؤں کو درست کرنے والا ہے اور اپنی ذات میں کامل طور پر خود کفیل ہے۔ اللہ پیدا کرنے والا بنانے والا اور سنوارنے والا ہے۔ تمام صفاتِ حسنہ اس میں پائی جاتی ہیں۔ وہ قادرِ مطلق اور کامل حکمتوں والا ہے وہ جو چاہتا ہے اُسے کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے وہ دنیا کا مالک و آقا، بے انتہا فضل کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا اور جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جزا سزا کا اختیار کسی اَور کو نہیں دیا۔ اللہ تعالےٰ حیّ و قیّوم اپنی ذات میں خود کفیل اور ہر حیات کا سرچشمہ اور ہر وجود کا سہارا ہے۔

وہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے۔ نہ خود جنا ہُوا ہے۔ اور کوئی نہیں جو اس کا ہمسر ہو یا اس جیسا ہو۔

سرِ مُو انحراف کئے بغیر توحید باری پر صحیح رنگ میں ایمان لانا۔ یہ وہ عدل ہے جو ایک بندے کے لئے اپنے خالق کے بارہ میں روا رکھنا لازم ہے۔

توحید باری پر ایمان کا اعلان کرنے اور پوری صحت کے ساتھ اعلان کرنے کی غرض سے ہی اللہ کا گھر تعمیر کیا جاتا ہے۔

صرف وہی لوگ جو اس کی ذات پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں اس بات کے مستحق ہیں کہ اُس کے گھر میں داخل ہوں لیکن اس کی ذات پر حقیقی ایمان رکھنا محض اس کے فضل سے ہی ممکن ہے۔

سو آؤ ہم دُعا کریں :-

اے خدا! ہماری اس کوشش کو قبول کر اور اپنے اس گھر کو اس خوبصورت سرزمین کے باشندوں کے لئے جائے پناہ اور عبادت کا مرکز بنا - اے خدا! ان لوگوں کو اپنے اس گھر کا اہل بنا - اور ان تمام لوگوں کے لئے جو اِس کے اہل ہوں اِس گھر کو امن اور حفاظت کی جگہ بنا -

اے خدا! اپنے اِس گھر کو ایسا بنا کہ تیرے مہدی کے پَیرو تمام نوعِ انسانی کو ایک ہی انسانی برادری یعنی اُمّتِ واحدہ کی شکل میں متحد کرنے کے لئے جو عظیم کوششیں بروئے کار لا رہے ہیں یہ ان میں اَور اضافہ کا موجب ہو -

اے خدا! تو ہمیں اپنا فرمانبردار بنا - اور ہماری آئندہ نسلوں کو بھی توفیق عطا کر کہ وہ تیری فرمانبردار ہی رہیں - اور ہم پر ہماری عبودیت کے طریق آشکارا کر اور ہم پر رجوع برحمت ہو کیونکہ تو بار بار کرم کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے - آمین -

عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ افتتاح

اس پُرمعارف دعائیہ خطبہ کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں - جس میں ناروے کے احبابِ جماعت کے علاوہ یورپی ملکوں کے مبلّغین اسلام، ان ملکوں کے نومسلم احمدی احباب اور یورپی ملکوں کے دیگر احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے - اس طرح حضور ایّدہُ اللہ کے پُرمعارف خطبۂ جمعہ، حضور کی اقتداء میں ادا کی جانے والی پُرخشوع نماز اور اللہ تعالیٰ کے حضور کی جانے والی پُرسوز دعاؤں کے ساتھ ناروے کی سب سے پہلی مسجد (مسجد نور) کا باضابطہ طور پر افتتاح عمل میں آیا - اور اس طرح ناروے میں تبلیغ اسلام سے متعلق جماعت کی مساعی ایک نئے مرحلہ میں داخل ہوئیں اور ایک نہایت امید افزا نئے

خوشکن دَور کا آغاز ہُوا۔

سفارتی نمائندوں کے ساتھ گفتگو ناروے میں سب سے پہلی مسجد کا افتتاح ایک نہایت دُور رس نتائج کا حامل اہم تاریخی واقعہ تھا۔ اس لئے اس کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے بہت سے سفارتی نمائندے اور مذہب میں دلچسپی رکھنے والی اور بہت سی اہم شخصیتیں تشریف لائی ہُوئی تھیں۔ ان میں آسٹریا اور بنگلہ دیش ترکی، چین اور فرانس کے قونصل جنرل اور کئی دوسرے ملکوں کے سفارتی نمائندے اور اخبار نویس شامل تھے۔ ان میں سے اکثر احمدیہ مشن ہاؤس کے لائبریری روم میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے وہاں بیٹھے بیٹھے ہی حضور ایدہُ اللہ کا خطبۂ جمعہ بہت توجہ اور نہایت انہماک سے سُنا۔

جمعہ اور عصر کی نمازیں پڑھانے کے بعد حضور ایدہُ اللہ مسجد سے ملحق لائبریری روم میں تشریف لاکر سفارتی نمائندوں کے درمیان تشریف فرما ہُوئے۔ اور ان سے تبادلۂ خیالات فرمایا۔ سفارتی نمائندوں نے ناروے میں سب سے پہلی مسجد کے قیام اور اس کے افتتاح پر خوشی کا اظہار کرتے ہُوئے حضور کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔ حضور نے جواباً ان کا شکریہ ادا کرتے ہُوئے مساجد کی اہمیت اور اسلام کی فضیلت پر بہت احسن پیرائے میں روشنی ڈالی جماعت مغربی افریقہ میں ہسپتالوں اور سکولوں کے قیام کے ذریعہ وہاں عوام کی جو خدمت بجالا رہی ہے اس گفتگو میں اس کا بھی تفصیل سے ذکر آیا۔ گفتگو کا یہ سلسلہ قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔

لوائے احمدیّت کی پرچم کشائی سوا چار بجے سہ پہر حضور ایدہُ اللہ نے مسجد نور کے احاطہ کے اندر سامنے کے باغیچہ میں ایک پہلے سے نصب شدہ بلند و بالا پول پر لوائے احمدیّت لہرایا۔ حضور نے لوائے احمدیت اس حال میں لہرایا کہ پوری

ملکوں میں رہائش پذیر احباب سینکڑوں کی تعداد میں "فلیگ سٹاف" کے گرد ایک دائرہ کی شکل میں کھڑے ہوئے تھے۔ جونہی حضور نے زیرِ لب دعائیں کرتے ہوئے ڈوری کھینچنی شروع کی اور پرچم بلند ہؤا اور پول کے آخری سرے پر پہنچ کر وہ ہوا میں لہرایا تو وہاں کھڑے ہوئے سینکڑوں احباب نے جن کی پُرشوق بلند نگاہیں ہوا میں لہلہاتے پرچم پر ٹکی ہوئی تھیں بے اختیار اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ بعد ازاں دیر تک فضا نعرہ ہائے تکبیر کے علاوہ اسلام زندہ باد خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، انسانیت زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد کے پرجوش نعروں سے گونجتی رہی۔ ناروے کی فضاؤں میں لوائے احمدیت کا لہلہانا اپنی ذات میں اس حقیقت کا برملا اعلان تھا کہ :-

لوائے ما پنہِ ہر سعید خواہد بود

نشانِ فتح نمایاں بنامِ ما باشد

پھر احباب خوشی و مسرّت سے سرشار ہو کر کیوں پُرجوش نعرے بلند نہ کرتے۔ ان کے نعرے دراصل اہلِ ناروے کے لئے اس خطۂ زمین میں غلبۂ اسلام کی عظیم الشان بشارت کے آئینہ دار تھے۔

اس وقت مسجد نور اور احمدیہ مشن ہاؤس ناروے کے پورے احاطہ میں مسرّت و شادمانی کی ایک لہر دوڑی ہوئی تھی۔ احباب نے اس پُرمسرّت اہم تاریخی واقعہ کی یاد کو محفوظ کرنے کے لئے اپنے کیمروں سے حضور ایدہُ اللہ کے لاتعداد فوٹو کھینچے اور پھر حضور کی خدمت میں درخواست کر کر کے حضور کے ساتھ اپنے اپنے فوٹو کھنچوائے۔ سب از حد خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی ایک عظیم بِالشّان برکت کے طور پر ناروے میں بھی سب سے پہلی مسجد قائم کرنے کی سعادت جماعت احمدیہ کو بخشی ہے۔ پھر یہ مسجد ہی نہیں ہے۔

بلکہ مستقبل میں رُونما ہونے والے موعودہ غلبۂ اسلام کی ایک تابندہ علامت ہے۔ یہ ناروے کے باشندوں کے لئے ایک مجسّم یاد دہانی ہے کہ وہ اور ان کی نسلیں بالآخر اسلام کی عافیت بخش آغوش میں آنے والی ہیں۔ اور اسلام کا اس خطۂ ارض میں بھی غالب آنا خدائی تقدیر ہے جو بہرحال پوری ہونے والی ہے۔

اس موقع پر اخبارات اور ٹیلیویژن کے فوٹوگرافر اور فلم ساز بڑی تعداد میں موجود تھے۔ انہوں نے بھی حضور ایّدہُ اللہ اور مسجد کے بہت سے فوٹو اتارے اور افتتاحی تقریب کے مختلف نظارے فلمائے۔ ایک فوٹو انہوں نے خود حضور کی خدمت میں درخواست کرکے خاص اہتمام سے اتارا۔ ان کی خواہش پر حضور ایّدہُ اللہ ناروے کے سب سے پہلے نومسلم احمدی مکرم نور احمد صاحب بولستاد کے ساتھ مسجد نور کی عمارت کے سامنے کھڑے ہُوئے انہوں نے اس زاویہ سے فوٹو کھینچا کہ حضور ایّدہُ اللہ اور مکرم نور احمد صاحب بولستاد کے علاوہ مسجد کی پوری عمارت اور اس پر جلی حروف میں لکھے ہُوئے "مسجد نور" کے الفاظ بھی فوٹو میں آسکیں۔ چنانچہ یہ فوٹو اگلے روز کے اخبارات میں خاص اہتمام سے شائع ہُوا۔

مسجد کے افتتاح کی خبروں کی وسیع پیمانہ پر اشاعت

مسجد کے افتتاح کی خبروں اور فوٹوؤں کی ناروے کے اخباروں میں بہت وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوئی۔ نہ صرف اوسلو سے شائع ہونے والے تمام قومی اخباروں نے خبر اور فوٹو نمایاں طور پر شائع کئے۔ بلکہ ملک کے دوسرے حصّوں سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل نے اس خبر کو پورے اہتمام سے چھاپا اور بعض اخباروں نے تو اس پر ادارتی نوٹ بھی لکھے۔

اسی طرح ریڈیو اور ٹی وی نے بھی خبریں نشر اور شائع کیں اور ٹیلیوژن پر افتتاحی

تقریب کے مناظر بھی دکھائے گئے۔

الغرض ناروے میں سب سے پہلی مسجد کے قیام کا مُلک بھر میں بہت چرچا ہُوا۔ اور بعد ازاں بڑی کثرت سے لوگ مسجد دیکھنے کے لئے آتے رہے اور مشن سے رابطہ پیدا کر کے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے۔
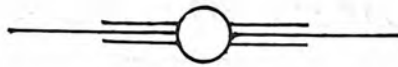
اوسلو میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

شہر کے میئر کی طرف سے استقبالیہ تقریب کا اہتمام جملہ اہلِ شہر کی طرف سے حضور کا پُرتپاک خیر مقدم

ناروے کے احبابِ جماعت سے اجتماعی ملاقات کے دوران حضور کا دردانگیز و پُراثر خطاب

(رپورٹ نمبر ۱۷ بابت ۲ر تا ۴ر اگست ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم اگست ۱۹۸۰ء کا دن ناروے کی سب سے پہلی مسجد کے افتتاح کے سلسلہ میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے، ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرما کر نماز پڑھانے، افتتاحی تقریب میں تشریف لانے والے مختلف ممالک کے سفارتی نمائندوں کے ساتھ ملاقات اور تبادلۂ خیالات کرنے نیز احمدیہ مشن ہاؤس پر لوائے احمدیت لہرانے اور یورپی ممالک سے آئے ہوئے احمدی احباب کو ارشادات سے نوازنے کے باعث انتہائی مصروفیت میں گزارا تھا۔ اس لئے اگلے روز یعنی ۲ر اگست کو حضور نے کسی قدر آرام فرمایا۔ حضور اس روز اوسلو شہر کے میئر موصوف کی طرف سے دی گئی استقبالیہ تقریب میں شرکت کے بعد ناروے کے ایک پُرفضا علاقہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ۳ر اگست کو حضور نے ناروے کے احبابِ جماعت کو ملاقات کا شرف عطا کر کے انہیں اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے ایک دردانگیز خطاب سے نوازا۔ ۴ر اگست کو حضور نے یورپ کے مبلغینِ کرام کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور غلبۂ اسلام کے کام کو تیز تر کرنے کے سلسلہ میں انہیں نہایت اہم ہدایات دیں۔ ان تین دنوں کی حضور ایدہ اللہ

کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات کی کسی قدر تفصیل ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

۲ر اگست ۱۹۸۰ء:۔

اوسلو شہر کے میئر موصوف کی طرف سے استقبالیہ تقریب

اوسلو شہر کے میئر مسٹر نور اینگن MR. NOR AENGEN مسجد کی افتتاحی تقریب میں مصروفیت کی وجہ سے خود تشریف نہیں لا سکے تھے۔ تاہم موصوف نے اگلے روز ۲ر اگست کو حضور ایدہٗ اللہ کے اعزاز میں اپنے آفس میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کرکے حضور کو اہلِ شہر کی طرف سے خوش آمدید کہا اور ناروے میں سب سے پہلی مسجد بنانے اور اس کا افتتاح کرنے پر حضور کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔

حضور ایدہٗ اللہ مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، مکرم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ، مکرم کمال یوسف صاحب مبلّغ ناروے، مکرم نور احمد صاحب بولستاد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ناروے اور مکرم مبارک احمد صاحب راجپوت آف اوسلو کی معیّت میں ساڑھے گیارہ بجے موٹر کاروں میں میئر موصوف کے دفتر تشریف لے گئے۔ انہوں نے روایتی طریق کے مطابق ریسپشن ہال میں خود تشریف لا کر حضور کا پُرتپاک استقبال کیا اور حضور کے اوسلو میں تشریف لانے پر پورے شہر کی طرف سے حضور کو خوش آمدید کہا۔ حضور نے جواباً میئر موصوف اور اوسلو کے جملہ شہریوں کا شکریہ ادا کیا اور ان کی ترقی و خوشحالی کے بارہ میں نیک تمنّاؤں کا اظہار کرتے ہوئے انہیں دعاؤں سے نوازا۔

بعد ازاں میئر موصوف نے ناروے میں سب سے پہلی مسجد کے افتتاح پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے ناروے میں سب سے پہلی مسجد

کے قیام اور اس کے افتتاح کو ایک تاریخی واقعہ قرار دیا اور ناروے کے مسلمانوں کی فلاح وبہبود اور ان کی دینی و دنیوی ترقی اور خوشحالی کے ضمن میں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ حضور نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسلام میں مساجد کی اہمیت کے بارہ میں انہیں تفصیل سے آگاہ فرمایا اور دنیا کے مختلف ممالک اور بالخصوص مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ تعلیم صحتِ عامہ اور رُوحانی آسُودگی و خوشحالی کے ضمن میں بنی نوعِ انسان کی جو خدمات بجالارہی ہے اور اس کے جو خوشکن نتائج ظاہر ہورہے ہیں حضور نے اختصار کے ساتھ اُن پر بھی رَوشنی ڈالی اور اسلامی تعلیم کے محاسن و فضائل کو واضح کر کے بتایا کہ دُنیا کے موجودہ مسائل اسلام کی بے مثال و لازوال تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے ہی حل ہوں گے۔

میئر موصوف نے حضور کے ارشادات کو بہت دلچسپی اور توجّہ سے سُنا اور ایک دفعہ پھر حضور کا شکریہ ادا کیا اور آئندہ حضور کے ساتھ تفصیلی ملاقات اور تبادلۂ خیالات کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

ناروے کے ایک پُرفضا علاقہ کی سَیر

ناروے کا مُلک سرسبز پہاڑیوں، شاداب وادیوں اور جابجا پھیلی ہُوئی خوشنما جھیلوں کی وجہ سے بہت حسین قدرتی مناظر سے مالامال ہے۔ اس کے حسین قدرتی مناظر میں دلکشی پیدا کرنے والی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کا ساحل بہت کٹا پھٹا ہے۔ جگہ جگہ سمندر کا پانی پہاڑی وادیوں کے اندر دُور دُور تک گھُسا ہُوا ہے اور اس نے جابجا بہت ہی وسیع و عریض دلکش جھیلوں کی شکل اختیار کی ہُوئی ہے۔ پہاڑیوں کے درمیان میلوں میل اندر گھُسے ہوئے سمندر کے ان آبی خطّوں کو انگریزی میں فیورڈ (FIORD) کہتے ہیں۔ ناروے کے یہ فیورڈز اپنے بلا کے حسین و دلکش مناظر کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ ان فیورڈز کے

دونوں اطراف کی سرسبز پہاڑیوں پر پختہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں جو فیورڈز کے ساتھ ساتھ بل کھاتی ہوئی چلتی چلی جاتی ہیں۔ ان سڑکوں پر پہاڑیوں میں فاصلہ فاصلہ پر چھوٹی چھوٹی بستیاں آباد ہیں۔ علاوہ ازیں جا بجا ہوٹل اور ریسٹورنٹ بنے ہوئے ہیں جن میں سیّاح آکر ٹھہرتے اور حسبِ ضرورت کھانا وغیرہ کھاتے ہیں۔

۲راگست کو احمدیہ مشن ہاؤس نے حضور ایدہ اللہ کو "ہنی فس" نامی فیورڈ اور اس کے ارد گرد کا علاقہ دکھانے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ حضور اس روز اوسلو کے میئر موصوف کی طرف سے منعقد کی گئی استقبالیہ تقریب سے واپس تشریف لانے کے بعد ایک بجے دوپہر کے قریب مع حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا و دیگر اہلِ قافلہ و متعدّد مقامی احباب موٹر کاروں میں اوسلو سے روانہ ہوئے اور جانب شمال مشرق "ہنی فس" فیورڈ کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے اسے ایک پُل پر سے عبور کرکے "نورا فیٹل" نامی پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے اور پھر نورافیٹل سے دس کلومیٹر پہلے سُول نامی ہوٹل میں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ وہاں حضور نے تین بجے سے پانچ بجے سہ پہر تک قیام فرمایا اور ظہر اور عصر کی باجماعت نمازیں ادا کیں۔ نیز فیورڈ کے کنارے پر کچھ دیر چہل قدمی فرمائی۔ وہاں سے روانہ ہوکر حضور نورافیٹل پہاڑ کی چوٹی پر گئے۔ جہاں سے ارد گرد کی پہاڑیوں اور ان کی درمیانی وادیوں کا کچھ دیر نظارہ کیا اور پھر وہاں سے سکلنگ (SKLING) نامی مقام کی طرف روانہ ہوکر روڈ نمبر ۲۸۴ کے راستے "ہنی فس" فیورڈ پر واپس آئے اور فیورڈ کی دوسری جانب اس کے ساتھ ساتھ چلنے والی سڑک پر سفر کرتے ہوئے شام کو اوسلو کے مشن ہاؤس واپس تشریف لے آئے۔ اس پُر فضا علاقہ کی سیر کے دَوران جانے اور آنے میں قریباً ۲۳۳ کلومیٹر فاصلہ طے ہوا۔ واپس آکر حضور نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

۳؍اگست ۱۹۸۰ء:۔

اجتماعی ملاقات اور احباب ناروے سے درد انگیز خطاب

۳؍اگست کا دن احباب کے ساتھ اجتماعی ملاقات کے لئے مخصوص تھا۔ احباب اس روز مشن ہاؤس میں بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ اجتماعی ملاقات کا انتظام مسجد نور میں کیا گیا تھا اور مستورات ایک علیحدہ کمرہ میں جمع تھیں۔ جب سب احباب مسجد کے ہال میں آجمع ہوئے تو حضور نے سوا گیارہ بجے قبل دوپہر مسجد میں تشریف لا کر اور ایک کرسی پر رونق افروز ہو کر احباب سے خطاب فرمایا اور جماعت احمدیہ کے افراد ہونے کی حیثیت میں انہیں ان کی عظیم ذمہ داریاں یاد دلا کر اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے کے ضمن میں بیش بہا نصائح سے سرفراز فرمایا۔ حضور کا دلوں کو ہلا دینے والا یہ درد انگیز خطاب دو گھنٹے تک جاری رہا۔

جماعتی کاموں کا جائزہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے پہلے جماعتی عہدیداروں کو مخاطب کر کے جماعتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا مشن ہاؤس اور مسجد کی عالیشان عمارت خریدی جانے کے بعد ۳۵ خدام مسلسل تین ماہ تک روزانہ وقارِ عمل کر کے اس عمارت کے احاطہ کو صاف کرنے، اس میں گھاس اور پھولوں کی کیاریاں لگانے اور روشیں وغیرہ بنانے نیز عمارت کی پہلی اور دوسری منزل میں بوسیدہ پلاسٹر کی جگہ نیا پلاسٹر کرنے اور دیواروں اور کواڑوں وغیرہ پر رنگ روغن کرنے میں بہت خلوص اور محنت و جانفشانی سے کام کرتے رہے تھے۔ حضور نے اس کام کی تفصیل دریافت کرنے کے بعد اوسلو میں خدام کی تعداد پوچھی اور یہ معلوم ہونے پر کہ تعداد ۷۵ ہے۔ حضور نے اس طرف توجہ دلائی کہ عہدیداروں کا یہ فرض ہے کہ جو خدام سست ہیں انہیں چست کریں۔

تا سارے ہی خدّام دلی شوق کے ساتھ مجلس کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔

بعدازاں حضور نے سیکرٹری صاحب مال سے چندوں کے حساب کتاب کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اور انھیں ہدایت فرمائی کہ وہ "ڈبل انٹری سسٹم" کو اپنائیں اور اس کے مطابق حساب کتاب کے رجسٹر تیار کریں۔ حضور نے فرمایا اس طرح حساب کو ہر لحاظ سے درست رکھنے اور ہر مد کے چندوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ محسُوب کرنے میں سہولت رہے گی۔ اور غلطی کا امکان نہیں رہے گا۔ اس ضمن میں حضور نے مزید فرمایا میرا ارادہ ہے کہ بیرونی مشنوں اور جماعتوں میں باقاعدہ آڈٹ کا انتظام قائم کیا جائے۔ پہلے آڈیٹر آ کر آپ لوگوں کو ڈبل انٹری سسٹم کے مطابق حساب رکھنا سکھائیں اس کے بعد وہ وقفہ وقفہ سے یورپ کے سارے مشنوں کا حساب آڈٹ کر کے رپورٹ کیا کریں۔

اوسلو کے نئے مشن ہاؤس کی مرمّت کا کام

اس کے بعد حضور نے ہدایت فرمائی کہ مشن ہاؤس کی مرمّت کا سارا کام ایک ہی وقت میں مکمل کر دیا جائے تاکہ پوری عمارت بیک وقت استعمال میں آسکے اور تربیتی اور تبلیغی پروگرام جلد از جلد شروع کئے جاسکیں اور اس طرح اس عمارت سے پُورا پُورا فائدہ اٹھایا جا سکے۔ حضور نے فرمایا اب تک اس عمارت کی خریداری اور مرمّت پر مجموعی لحاظ سے پندرہ لاکھ کرونے خرچ کئے گئے ہیں اس میں سے جو رقم مرمّتوں وغیرہ کے لئے مختص ہے اسے جلد استعمال میں لا کر عمارت کو ہر لحاظ سے مکمّل کرنا اور اسے پُورے طور پر استعمال کے قابل بنانا ازبس ضروری ہے۔

اس مرحلہ پر حضور نے دریافت فرمایا کہ ناروے کے احمدیوں نے صدسالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے تحت خاص اس مسجد کی خریداری کے لئے کتنی رقم دی ہے۔ حضور کو بتایا گیا کہ اس غرض

کے لئے ناروے کے احباب جماعت نے اب تک کُل ۲۷ ہزار کرونے ادا کئے ہیں باقی رقم یورپ اور امریکہ کے احمدیوں کے چندوں سے ادا ہوئی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی جماعت ۲۷ ہزار کرونے یا اس سے زائد کوئی رقم دے کر یہ سمجھنے لگے کہ یہ مشن ہاؤس ہمارا ہوگیا ہے تو اس کا ایسا سمجھنا سراسر غلط ہے۔ ہمیشہ یہی سوچنا سمجھنا اور کہنا چاہیئے کہ یہ سب خدا تعالے کی عطا ہے سب کچھ اسی کا ہے ہمارا کچھ بھی نہیں۔ اس کے سوا کچھ سمجھنا نفس کا ایک دھوکا ہے۔

باہم محبّت و پیار سے رہنے کی تلقین حضور نے احباب جماعت کو باہم محبّت و پیار سے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ باہم لڑنا بالکل نہیں چاہیئے مَیں نے یہ اعلان کیا ہوُا ہے کہ مَیں جماعت میں کسی کو لڑنے نہیں دوں گا۔ اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو یہ وہم ہے کہ خدا تعالے اس کا، اس کے پیسے کا، اس کی خدمت کا محتاج ہے تو وہ غلطی خوردہ ہے۔ کسی کا نیک عمل، کسی کا پیسہ، کسی کی خدمت اسے جنّت میں نہیں پہنچا سکتی۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنّت میں نہیں جائے گا بلکہ جو بھی جنت میں جائے گا خدا کے فضل کے نتیجہ میں جائیگا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم الشان ہستی نے خود اپنے بارہ میں فرمایا کہ مَیں بھی اعمال کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اللہ تعالے کے فضل کے نتیجہ میں جنت میں جاؤں گا۔ اب اور کون ہوسکتا ہے جو یہ کہے یا سمجھے کہ مَیں اپنے اعمال کی وجہ سے جنّت میں جاؤں گا۔

حضور نے بڑے زور دار الفاظ میں خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے بھی تم میں سے باہم لڑنے والوں کی کوئی پروا نہیں۔ جو ایسے ہیں اُنھیں اپنی فکر کرنی چاہیئے اور سب کو اس امر میں کوشاں رہنا چاہیئے کہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ جو اپنی خدمت پر نازاں ہوتے ہیں انہیں

خدا تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ایک انتباہ کیا ہے، وہ فرماتا ہے:۔

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝ (الحجرات آیت ۱۸)

یعنی اے رسولؐ! یہ اَعْرَاب اپنے اسلام لانے کا تجھ پر احسان جتاتے ہیں۔ تُو ان سے کہہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تم کو ایمان کی طرف ہدایت دینے کا تم پر احسان رکھتا ہے۔ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ایمان لائے ہو تو اس حقیقت کو قبول کرو کہ خدا کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمھیں ہدایت دی۔

پس یہ خدا تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمھیں جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ خدمتِ دین کا موقع دیا ہے اور اس لئے دیا ہے کہ تم کو اور تمہاری نسلوں کو اس کا فیض پہنچے۔ باہم محبت و پیار سے رہو اور خدمت کے اس موقع کو جو خدا نے تمھیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے غنیمت جانو اور اس کے عاجز اور شکر گزار بندے بنو۔

اَفضالِ خداوندی کا ذکر

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر جو اپنے افضال نازل کر رہا ہے وہ ہماری سمجھ سے بالا ہیں۔ جماعت میں ہزاروں اَن پڑھ دیہاتی عورتیں ایسی ہیں جو دُعائیں کرتی ہیں۔ جماعت کے لئے دُعائیں کرتی ہیں، اپنے مُلک کے لئے دُعائیں کرتی ہیں، انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے دُعائیں کرتی ہیں۔ راتوں کو جاگتی ہیں اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگتی ہیں خدا تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے اور خوابوں کے ذریعہ انہیں ان کے قبول ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ ہمارے تو بچّوں کو بھی سچّے خواب آتے ہیں۔ خدا انہیں ان کی عُمر اور

سمجھ کے مطابق ایک بات بتاتا ہے اور وہ اسی طرح پوری ہو جاتی ہے۔ پھر یہی خدا تعالیٰ دوسروں پر خوابوں کے ذریعہ احمدیت کی صداقت آشکار کر رہا ہے۔ شیخوپورہ کے ضلع میں سینکڑوں ہزاروں کو خوابوں کے ذریعہ ہدایت ملی ہے۔ اور وہ جماعت میں داخل ہوئے ہیں خدا تعالیٰ کے افضال جماعت پر ہو رہے ہیں اور آپ میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ اُنہیں اس کی کوئی قدر نہیں، وہ کہتے ہیں ہم تو اپنے غصّے نکالیں گے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

حضور نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتے اور ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مزید فرمایا۔ ہمارے پاس زمینی دولت نہیں آسمانی دولت ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کا انحصار اپنی زمینی دولت پر ہے اور ہمارا بھروسہ اپنے خدا پر ہے۔ ۱۹۷۸ء میں انگلستان کی جماعت نے اعلان کیا تھا کہ وہ انگلستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغِ اسلام کے پانچ مراکز قائم کرے گی خدا تعالیٰ نے دو سال کے اندر اندر پانچ جگہ مشنوں کے لئے مکان خرید وا دیئے یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے وہاں کی جماعت کو ہمت عطا کی اور ان کے دلوں میں ایسا جذبہ پیدا کیا کہ انہیں مشنوں کے لئے مکان خریدنے کی توفیق مل گئی۔ اسی طرح پاکستان میں بھی اللہ تعالیٰ احباب کو قربانیاں کرنے کی توفیق عطا کر رہا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے اس سال کے بجٹ میں ۲۸ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ تو مسلسل اپنے فضل نازل کر رہا ہے لیکن ان فضلوں کا مورد بنے رہنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنی اصلاح کریں۔ ہم میں اور دوسروں میں فرق ہونا چاہیئے اور اس لئے ہونا چاہیئے کہ اللہ کا جو سلوک ہم سے ہے اور جو سلوک اس کا دوسروں سے ہے اس میں فرق ہے۔ اگر ہم میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور ہم بھی اُنہی کی نقل کرتے ہوئے اُن کے طور طریق اپنائیں گے تو پھر خدا تعالیٰ بھی ہم سے وہی سلوک کریگا جو سلوک وہ دوسروں سے کرتا ہے۔

ایک ضروری انتباہ حضور نے ان معدودے چند افراد کو جن کا طرزِ عمل درست نہیں اور قابلِ اصلاح ہے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک بات اور بتا دوں اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ اپنے مہدیؑ اور اس کی جماعت کے لئے بڑی غیرت رکھتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ خدا تعالےٰ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ شدید العقاب بھی ہے۔ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ لیکن وہ خود کہتا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف آیت ۱۵۸) یعنی میری رحمت ہر ایک چیز کو حاوی ہے پس اس کی رحمت سے حصّہ لینا چاہیئے نہ کہ اس کے غضب سے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا وِرد کرتا رہے اور چھوٹی سے چھوٹی نافرمانی سے بچے۔ ہمیں تو یہ سکھایا گیا ہے کہ خدا سے مانگو، اور پاؤ۔ کسی اَور سے کچھ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ اُس خدا کو پہچانو جو بڑی طاقتوں والا ہے۔ چالاکیاں اللہ کو پسند نہیں۔ استغفار کی تعلیم اسی لئے دی گئی ہے کہ غلطی کا اقرار کرو اور خدا تعالیٰ سے معافی طلب کرو۔ نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر چلو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

حضور نے بعض احمدیوں کے طرزِ عمل پر دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ یہاں بعض لوگوں کی روش اور طرزِ عمل سے ایک دھکا لگا ہے۔ سب سے بنیادی صفت جو پیدا کی گئی ہے وہ عفو کی صفت ہے یعنی معاف کرنے کی صفت۔ ایک تو کسی کو دُکھ نہیں دینا۔ دوسرے کسی سے دُکھ پہنچے تو اسے معاف کر دینا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ لڑنے والے تھوڑے ہی ہیں لیکن کوئی ایک بھی لڑنے والا کیوں ہو؟ خدا تعالےٰ کو اسلام کی خدمت کے لئے ایک اَور لڑاکا جماعت کی ضرورت نہیں تھی۔ اُسے اسلام پر عمل کرنے والی جماعت کی ضرورت تھی۔ اور ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو بلکہ اسلام پر عمل کرنے والے بنو۔

عورتوں کو نصیحت آخر میں حضور ایدہ اللہ نے احمدی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے

انہیں بھی نصیحت فرمائی کہ وہ یورپ کے معاشرہ کا اثر قبول نہ کریں اور اسلامی شعار کی پابندی لازم پکڑتے ہوئے یہاں کی عورتوں کے سامنے اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کریں۔ حضور نے فرمایا بعض خواتین ایسی بھی ہیں جو یہاں کے ماحول میں پردہ کی کماحقہٗ پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ مَیں ان سے کہتا ہوں کہ اگر وہ سمجھتی ہیں کہ اس ملک میں رہ کر پردہ نہیں کر سکتیں تو پھر انہیں اُنہی نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا جن سے یہاں کی عورتیں دوچار ہیں۔ اگر انہوں نے بے پردگی پر اصرار کیا تو پھر ایسا وقت بھی آئے گا کہ انہیں یہاں کے طریق کے مطابق شادی سے پہلے بچے جننے پڑیں گے۔ انہیں نظر آنا چاہیئے کہ یہاں کے تمدّن کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ایک آگ دہک رہی ہے۔ یہ لوگ پریشان ہیں کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور ہمارا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ لوگ بے اطمینانی کا شکار ہیں۔ سکون اور اطمینان ان کے لئے مفقود ہو چکا ہے ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

ہولناک انجام سے بچو

حضور نے بے پردگی کے ہولناک انجام سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ مَیں ایسی خواتین سے جو یہاں پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پردہ کو ترک کر کے اسلام کی کیا خدمت کی؟ کچھ بھی نہیں! آج بعض یہ کہتی ہیں کہ ہمیں یہاں پردہ نہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ پھر کہیں گی ننگ دھڑنگ سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت دی جائے۔ پھر کہیں گی شادی سے پہلے بچّے جننے کی اجازت دی جائے۔ مَیں کہوں گا پھر تمہیں دوزخ میں جانے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔

حضور نے مزید فرمایا۔ کسی احمدی خاتون کو بے پردہ دیکھ کر سخت شرم آتی ہے امریکہ کی احمدی خواتین کی مثال ہمارے سامنے ہے وہ احمدی ہونے سے پہلے پردہ نہیں کرتی تھیں لیکن احمدی ہونے کے بعد انہوں نے پردہ شروع کر دیا۔ ۱۹۶۷ء میں جب مَیں ڈیٹن گیا

تو وہاں کے ہوائی اڈہ پر استقبال کرنے والوں میں برقعہ پوش احمدی خواتین کی ایک لمبی قطار دیکھی۔ وہ اگر امریکہ میں رہ کر پردہ کر سکتی ہیں تو پاکستان کی ایک احمدی خاتون امریکہ میں آکر کیوں پردہ نہیں کر سکتی۔

حضور نے ایسی عورتوں کو پُر زور الفاظ میں تنبیہہ کرتے ہُوئے فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں قبل اس کے کہ خدا کا قہر نازل ہو۔ مَیں چاہوں گا کہ خدا کا قہر اس حال میں نازل نہ ہو ان پر کہ وہ جماعت کی ممبر ہوں۔ اس سے پہلے پہلے مَیں ان کا جماعت سے اِخراج کرُدوں گا۔ مَیں قرآنِ کریم کا نمائندہ ہُوں۔ اس کی تعلیم پھیلانا چاہتا ہوں مَیں مَرنا پسند کروں گا قرآن کے خلاف عمل کو برداشت نہیں کروں گا کسی مسلمان عورت کے کام میں پردہ نے کبھی خلل نہیں ڈالا۔ پردہ سے عورتوں کے کسی کام میں خلل نہیں پڑتا۔ ہاں اگر وہ بیہوُدگیوں میں مبتلا ہوں تو پردہ سے ان کی بیہوُدگیوں میں خلل ضرور پڑتا ہو گا۔ حماقت سے کوئی کام لینا چاہے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ فرمایا خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی ناشکری نہ کرو۔ اگر ناشکری کرو گی تو تم دُکھ اُٹھاؤ گی۔ اور تمہاری نسلیں تم پر لعنت بھیجیں گی کیونکہ ان کے گناہوں کی تم ذمہ دار ہو گی اور ان کے گناہوں میں تم شامل ہو گی۔ چند عارضی اور لاحاصل سہولتوں کی خاطر اپنی نسلوں سے لعنت لینے کی کوشش نہ کرو۔ خدا تعالےٰ ایسی عورتوں کو سمجھ عطا کرے اور انہیں اسلام پر کما حقہٗ عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

حضور ایّدہُ اللہ کا یہ درد انگیز پُر اثر خطاب جو سوا گیارہ بجے قبل دوپہر شروع ہُوا تھا سوا بجے اختتام پذیر ہُوا۔ اس کے بعد حضور نے جملہ حاضر احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ مصافحوں کا سلسلہ نصف گھنٹہ سے بھی زیادہ عرصہ تک جاری رہا۔

اس دوران مستورات نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا سے ملاقات اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

سکی جمپ کی پہاڑی کی سیر

پانچ بجے شام حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ اور سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا، اہلِ قافلہ، سکنڈے نیویا اور یورپ کے بعض مبلّغین کرام اور بعض مقامی احباب کی معیّت میں سکی جمپ کی پہاڑی دیکھنے تشریف لے گئے۔ یہ پہاڑی اوسلو سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس پہاڑی پر سکی جمپ کا بہت وسیع و عریض سٹیڈیم واقع ہے۔ یہاں ہر سال جاڑے کے موسم میں جب یہ سارا علاقہ برف سے ڈھک جاتا ہے سکی جمپ کے بین الاقوامی مقابلے ہوتے ہیں جنہیں دیکھنے کے لئے لاکھوں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں۔ حضور نے کچھ دیر وہاں سکی جمپ کے انتظامات اور سٹیڈیم کا معائنہ فرمایا اور پہاڑی پر سے اوسلو شہر کا نظارہ کیا۔

اس سیر میں اہلِ قافلہ کے علاوہ مبلّغ ناروے مکرم کمال یوسف صاحب، امام مسجد ناصر گوٹن برگ مکرم منیر الدین احمد صاحب، نائب امام مسجد ناصر مکرم حامد کریم صاحب مبلّغ ڈنمارک مکرم سیّد میر مسعود احمد صاحب مع اہل و عیال، مبلّغ مغربی جرمنی مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب، مبلّغ سپین مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر، مبلّغ سوئٹزر لینڈ مکرم نسیم مہدی صاحب اور مبلّغ انگلستان مکرم منیر الدّین صاحب شمس کے علاوہ اوسلو کے مقامی احباب میں سے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب، مکرم عبد الغنی صاحب، مکرم ڈاکٹر باسط صاحب، مکرم محمود احمد صاحب وِرک اور مکرم داؤد احمد خان صاحب حضور کے ہمراہ تھے۔ حضور نے وہاں ان سب احباب کی معیّت میں ہولمن کولن ریسٹورنٹ میں سہ پہر کی چائے نوش فرمائی۔ شام کو احمدیہ مشن ہاؤس

واپس آکر حضور نے مسجد نور اوسلو میں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔
۴ر اگست ۱۹۸۰ء:۔

مبلّغین کرام کی میٹنگ چونکہ ناروے کی سب سے پہلی مسجد (مسجد نور) کے افتتاح کے بابرکت موقع پر یورپی ملکوں کے اکثر مبلّغینِ اسلام اوسلو آئے ہوئے تھے۔ اس لئے حضور نے ۴ر اگست کی صبح کو ان کی کانفرنس طلب کرکے یورپ میں تبلیغ اسلام کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ اور غلبۂ اسلام کی مہم کو تیز سے تیز تر کرنے کے سلسلہ میں انہیں ضروری ہدایات دیں۔ نیز تبلیغِ اسلام کی راہ میں حائل بعض مشکلات پر قابو پانے کے طریقوں پر بھی روشنی ڈالی۔ کانفرنس میں غلبۂ اسلام کی نئی صدی کے استقبال کی تیاریوں کا بھی جائزہ لیا گیا۔ یہ کانفرنس حضور ایدہ اللہ کی صدارت میں صبح ساڑھے گیارہ بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی۔ اس میں ناروے، سویڈن، ڈنمارک مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، انگلستان اور سپین کے آٹھ مبلّغین اسلام نے شرکت کی۔

کانفرنس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مبلّغ ناروے مکرم کمال یوسف صاحب اور مبلّغ سویڈن مکرم منیرالدّین احمد صاحب کی معیّت میں اوسلو کے نئے مشن ہاؤس اور مسجد کے پورے احاطہ کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ اور احاطہ کی دیکھ بھال اور عمارت کی مرمت سے متعلق انہیں ہدایات دیں۔

۴ر اگست حضور کے اوسلو میں قیام کا آخری روز تھا۔ اُس روز حضور ساڑھے تین بجے کے ہوائی جہاز سے ہیگ تشریف لے جانے کی غرض سے اوسلو سے ایمسٹرڈم روانہ ہوئے۔
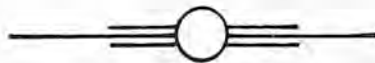
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا ہیگ میں ورودِ مسعود اور احباب جماعت کی طرف سے استقبال

ڈچ پارلیمنٹ کے سیکرٹری کی طرف سے خیر مقدم۔ پارلیمنٹ کے پریس روم میں پریس کانفرنس سے خطاب

"دُنیا ایک ہولناک تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ خدائے واحد پر حقیقی ایمان انسانیت کو اس تباہی سے بچا سکتا ہے"

(رپورٹ نمبر ۱۸۔ بابت ۴ر اگست تا ۶ر اگست ۱۹۸۰ء)

ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں چار روز قیام فرمانے اور وہاں نئے مشن ہاؤس اور مُلک کی سب سے پہلی مسجد کا افتتاح فرمانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اوسلو سے بذریعہ ہوائی جہاز پہلے ایمسٹرڈم پہنچے اور وہاں سے بذریعہ موٹر کار ہالینڈ کے اہم شہر دی ہیگ تشریف لائے اور وہاں مسجد مبارک سے ملحق احمدیہ مشن ہاؤس میں قیام فرمایا۔ ہر دو مقامات پر احبابِ جماعت نے اپنے آقا ایدہُ اللہ کا پُرتپاک استقبال کیا۔ ہالینڈ میں اپنے دو روزہ قیام کے دوران حضور نے احبابِ جماعت کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف عطا فرمانے کے علاوہ ہالینڈ کی پارلیمنٹ کے پریس رُوم میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرما کر اس امر کو وضاحت سے بیان کیا کہ موجودہ صدی میں دو عالمگیر جنگوں کی ہولناکیوں میں سے گزرنے کے باوجود دنیا اب پھر تیسری عالمگیر

تباھی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگر دُنیا کے لوگ مصنوعی خداؤں اور مادہ پرستی کو ترک کرکے خدائے واحد پر ایمان لے آئیں، اس کے حضور جھکیں اور اس سے تعلق استوار کریں تو انسانیت اس نئی عالمگیر تباہی سے بچ سکتی ہے۔ حضور جب پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے پارلیمنٹ پہنچے تو پارلیمنٹ کے سیکرٹری نے حضور کا استقبال کیا اور پارلیمنٹ ہاؤس کے مختلف حصّے اور شعبے حضور کو دکھائے اور پھر پریس روم کے دروازے تک حضور کے ہمراہ آئے۔ اور حضور کا شکریّہ ادا کرکے حضور سے رُخصت ہُوئے۔ ہالینڈ میں حضور کی جماعتی اور دینی مصروفیات کی مختصر رپورٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

اوسلو سے روانگی اور ہیگ میں وُرُودِ مسعود

حضور ایّدہُ اللہ مع حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا و اہلِ قافلہ اوسلو سے بذریعہ ہوائی جہاز ہالینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈم روانہ ہونے کے لئے ۱۴ راگست کو اڑھائی بجے بعد دوپہر قیام گاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دُعا کرائی۔ جس میں اوسلو کے احبابِ جماعت جو حضور کو الوداع کہنے کی غرض سے بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے شریک ہُوئے۔ بعد ازاں حضور نے جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ اور پھر مبلّغِ جرمنی مکرم نوابزادہ منصور احمد خان صاحب، مبلّغ سوئٹزرلینڈ مکرم نسیم مہدی صاحب مبلّغِ سپین مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر، مبلّغِ ڈنمارک مکرم سیّد میر مسعود احمد صاحب مبلّغین سویڈن مکرم منیر الدّین احمد صاحب و مکرم حامد کریم صاحب کو جو ناروے کی سب سے پہلی مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی غرض سے اوسلو آئے ہُوئے تھے شرفِ مصافحہ عطا فرمانے کے بعد انہیں اپنے اپنے مشنوں میں واپس جانے کی

ہدایت فرمائی۔ حضور نے اس موقع پر مبلّغ ناروے مکرم کمال یوسف صاحب، پریذیڈنٹ جماعت احمدیّہ ناروے مکرم نور احمد صاحب بولستاد، مبلّغ سویڈن مکرم منیر الدین احمد صاحب اور مبلّغ سوئٹزرلینڈ مکرم نسیم مہدی صاحب کو مصافحہ کے علاوہ معانقہ کا شرف بھی بخشا۔ اجتماعی دُعا اور مصافحوں سے فارغ ہونے کے بعد حضور اوسلو ایئرپورٹ روانہ ہونے کے لئے موٹر میں سوار ہُوئے۔ اس طرح یورپ کے مبلّغینِ اسلام اور احبابِ ناروے نے حضور کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ہوائی جہاز اوسلو سے پونے چار بجے سہ پہر روانہ ہو کر راستہ میں ناروے کی جنوبی بندرگاہ سٹے وینگر STAVENGER کے فضائی مستقر پر کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد سوا چھ بجے شام کے قریب ایمسٹرڈم کے فضائی مستقر پہ اُترا۔ فضائی مستقر پر ہالینڈ مشن کے مبلّغ انچارج مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب، مبلّغ ہالینڈ مکرم ناصر احمد صاحب شمس، ہالینڈ کے نومسلم احمدی احباب میں سے مکرم عبدالحمید فان درفیلدن، مکرم عبدالعزیز فرحاخن اور مکرم شاہد محمود لودویک، سورینام کے مکرم عبدالعزیز جمن بخش، مکرم طاہر احمد جمن بخش اور مکرم عثمان عبداللہ اور پاکستانی احباب میں سے مکرم چوہدری عبدالجلیل، مکرم یوسف حلیم اور مکرم سیّد طاہر احمد سفیر حضور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے ان سب احباب نے آگے بڑھ کر حضور کا پُرتپاک خیر مقدم کرتے ہوئے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور ان سب احباب کی معیّت میں پہلے وی آئی پی لاؤنج میں تشریف لائے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد موٹر کاروں میں دی ہیگ روانہ ہوئے اور آٹھ بجے شام مسجد مبارک ہیگ پہنچے جہاں جماعت احمدیّہ

ہالینڈ کے احباب نے جو وہاں حضور کے انتظار میں صف بستہ ایستادہ تھے پُرجوش اسلامی نعرے لگا کر حضور کا بہت والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ حضور انہیں مصافحہ کا شرف عطا فرمانے کے بعد مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے گئے جہاں حضور نے دو روز قیام فرمایا۔

مغرب اور عشاء کی باجماعت نمازیں اور اجتماعی ملاقات

ہیگ پہنچنے کے دو گھنٹہ بعد دس بجے رات حضور نے مشن ہاؤس سے ملحق مسجد مبارک میں تشریف لا کر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد حضور مشن ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں تشریف فرما ہوئے اور قریباً چالیس منٹ تک حاضر احباب سے باتیں کیں۔

اس دوران حضور نے مبلّغ انچارج ہالینڈ مشن مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب کو مخاطب کر کے اُنہیں دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کی بہت وسیع پیمانہ پر طباعت اور احمدیّت کے تعارف پر مشتمل چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی شکل میں "فولڈرز" کی مختلف زبانوں میں اشاعت اور ان کی تقسیم کے نئے منصوبہ کی تفصیلات بیان فرمائیں۔ حضور نے فرمایا۔ منصوبہ یہ ہے کہ ہر مشن احمدیّت کے تعارف پر مشتمل وہاں کی زبان میں فولڈر شائع کرے۔ پھر دنیا کی مختلف زبانوں میں طبع شدہ ان فولڈرز کو ہر مشن میں پہنچانے کا انتظام کیا جائے گا اور کوشش یہ کی جائے گی کہ ہر زبان کے فولڈرز ہر وقت ہر مشن میں موجود رہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ میں دنیا کے ہر حصّہ کے سیّاح بکثرت آتے ہیں۔ ہمارے دوستوں کا کام یہ ہوگا کہ وہ ہر مُلک کے سیّاح کو خود اس کی اپنی زبان میں احمدیّت کے تعارف پر مشتمل فولڈر پیش

کریں۔ ایک غیر مُلک میں سیاحت کے دَوران جب ایک سیاح کو خود اس کی اپنی زبان میں کوئی چیز پڑھنے کے لئے پیش کی جائے گی تو وہ اسے بہت شوق سے پڑھے گا۔ اس طرح ہر مُلک میں دُنیا کے دوسرے ممالک کے لوگوں تک خود ان کی زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی سبیل نکل آئے گی۔

حضور نے مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب کو یہ ہدایت بھی فرمائی کہ وہ حضور کا وہ پیغام اور انتباہ جو حضور نے ۱۹۶۷ء میں وانڈز ورتھ ہال لندن میں تقریر کرتے ہوئے دیا تھا اور جو "اَمن کا پیغام اور ایک حرفِ انتباہ" کے نام سے ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہؤا تھا اس کا ڈچ ترجمہ فوری طور پر دوبارہ شائع کرنے کا انتظام کریں اس میں مغربی اقوام کو جس خطرہ سے آگاہ کیا گیا تھا اب وہ خطرہ انہیں قریب آتا دکھائی دے رہا ہے اور ہر جگہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ پیغام انہیں پڑھنے کے لئے دیا جائے۔ یہ مجلس گیارہ بجے رات تک جاری رہی۔

ڈچ پارلیمنٹ کے سیکرٹری کی طرف سے حضور کا پُرتپاک خیر مقدم

ہیگ پہنچنے کے اگلے روز ۵ر اگست کو حضور نے حسبِ پروگرام گیارہ بجے قبل دوپہر ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمانا تھا احمدیہ مشن ہاؤس ہیگ کی طرف سے پریس کانفرنس کا اہتمام ہالینڈ پارلیمنٹ کے پریس روم میں کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس روز حضور ایّدہُ اللہ نے پارلیمنٹ کے سیکرٹری مسٹر بوفورٹ MR. BEAUFORT کی دعوت پر پارلیمنٹ کی عمارت اندر سے دیکھنے اور ہالینڈ میں قانون سازی کے مرحلہ وار انتظامات کا معائنہ فرمانے تشریف لے جانا تھا چنانچہ حضور حسب پروگرام اس روز صبح ساڑھے دس بجے سے کچھ قبل پارلیمنٹ ہاؤس

تشریف لے گئے۔ چنانچہ جب حضور ایدہُ اللہ، اہلِ قافلہ، مبلّغین ہالینڈ اور بعض ڈچ نومسلم احباب کی معیّت میں وہاں پہنچے تو پارلیمنٹ کے صدر دروازہ پر پارلیمنٹ کے سیکرٹری مسٹر بوفور نے حضور کا بہت پُرتپاک استقبال کیا اور بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے حضور کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں وہ حضور کو پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر لے گئے۔ انہوں نے ایوانِ بالا، ایوانِ زیریں کے علاوہ کابینہ کا کمرہ بھی دکھایا اور پارلیمنٹ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے مختلف ایوانوں اور کمروں کی دیواروں اور اندرونی چھتوں پر بنی ہوئی متعدد شاہکار پینٹنگز کے بارہ میں تفصیل سے بتایا کہ ہر پینٹنگ میں کس تاریخی واقعہ کی منظر کشی کی گئی ہے۔ پارلیمنٹ ہاؤس کی عمارت اندر سے ایک عجائب خانہ سے کم نہ تھی۔ جس کے اندر دیواروں اور چھتوں پر شاہکار پینٹنگز کی شکل میں ہالینڈ کی تاریخ مُرتسم تھی۔ پارلیمنٹ کی عمارت دکھانیکے بعد مسٹر بوفور نے نہایت ادب سے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ جو سربراہانِ مملکت اور دیگر اہم عالمی شخصیات ازراہِ تلطف پارلیمنٹ ہاؤس میں تشریف لاکر ہمیں سرفراز فرماتی ہیں ہم اس موقع کی یادگار کے طور پر ان کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کیا کرتے ہیں۔ سو وہ یادگاری تحفہ نہایت ادب سے آپ کی خدمت میں بھی پیش ہے اسے قبول فرمائیں۔ یہ ایک بہت قیمتی نک ٹائی تھی جس کے اوپر ہالینڈ کی پارلیمنٹ کی عمارت کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضور نے یہ تحفہ قبول فرماتے ہوئے سیکرٹری موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں سیکرٹری موصوف مشایعت کی غرض سے حضور کے ہمراہ پارلیمنٹ کے پریس رُوم کے دروازے تک آئے اور پھر حضور سے اجازت طلب کر کے اپنے دفتر میں واپس تشریف لے گئے۔

حضور کا پریس کانفرنس سے خطاب گیارہ بجے قبل دوپہر حضور نے پارلیمنٹ کے پریس رُوم میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس میں ہالینڈ کے اخبارات اور نیوز ایجنسیوں کے نصف درجن کے قریب نمائندے اور فوٹوگرافرز آئے ہوئے تھے۔ مترجم کے فرائض ہمارے ڈچ نومسلم احمدی بھائی جناب عبدالحمید فان درفیلدن نے ادا کیے۔ حضور نے اخبار نویسوں کے متعدد سوالوں کے جواب دے کر اپنا ۱۹۶۷ء کا یہ انتباہ دُہرایا کہ دنیا بڑی تیزی سے ایک تیسری عالمگیر تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس تباہی کو محبّت و پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ انسانوں کے دل جیت کر اور خدائے واحد کے ساتھ ان کا تعلق قائم کر کے روکا جاسکتا ہے۔

دَورہ کا مقصد اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے دَورہ کا مقصد کیا ہے حضور نے فرمایا۔ مَیں ایک لمبے دَورہ پر ہوں۔ مقصد اس دَورہ کا یہ ہے کہ مَیں اقوامِ عالم تک ایک پیغام پہنچانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ انسان، انسان سے محبّت کرنا سیکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تک زندگی کی آئینہ دار طاقت کے ذریعہ دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ اقوامِ عالم اپنی اس کوشش میں ناکام ہو چکی ہیں اور امن اس درجہ تہ و بالا ہو چکا ہے کہ دنیا مکمل تباہی کے کنارے جا لگی ہے۔ اس مکمل تباہی سے بچنے کے لئے کوئی دوسرا راستہ ہونا چاہیئے۔ وہ دوسرا راستہ باہمی محبّت و پیار اور بے لوث خدمت کا راستہ ہے۔ مَیں محبّت کے پرچار کی خاطر محبّت کے جہاد پر نکلا ہُوا ہُوں اور مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ بالآخر ہم محبّت کے اس پرچار اور محبّت کے اس جہاد کے نتیجہ میں خدائے واحد کے لئے

لوگوں کے دل جیتنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس ضمن میں حضور نے مزید فرمایا۔ مَیں نے ۱۹۶۷ء میں مغربی اقوام کو ایک تیسری عالمگیر تباہی سے خبردار کیا تھا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے بموجب وُہ تیسری عالمگیر تباہی اب قریب سے قریب تر آرہی ہے اور بڑی طاقتیں اس تباہی کو قریب لانے کی ذمہ دار ہیں۔ یہ تباہی مصنوعی خداؤں کو ترک کرکے اور خدائے واحد پر ایمان لانے اور اس کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے سے ہی رُک سکتی ہے۔ اسی لئے ہم محبّت اور پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ خدائے واحد کے لئے لوگوں کے دل جیتنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ہم لوگوں کے دل جیت لیں گے۔ اور محبّت و پیار سے کام لیتے ہوئے انہیں اسلام کی عافیت بخش آغوش میں لے آئیں گے۔

موجُودہ مسائل کا حل اور اسلام

ایک صحافی نے کہا کہ یہ ظاہر ہے کہ آپ محبّت و پیار کے ذریعہ لوگوں کے دل جیت کر انہیں اسلام کے دائرہ میں لانا چاہتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں دنیا کے موجُودہ مسائل کا حل موجود ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اسلام موجودہ مسائل کو حل کرنے کی پوری پوری اہلیّت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر حضور نے فرمایا۔ اس زمانہ کا ایک اہم مسئلہ جو صنعتی انقلاب کی پیداوار ہے۔ لیبر پرابلم ہے۔ مزدور اپنے حقوق کے لئے سٹرائکیں کرتے ہیں۔ لیکن نہیں جانتے کہ ان کے حقوق کیا ہیں۔ انہیں اپنے حقوق کا علم کیسے ہو جبکہ اس زمانہ کے مادی نظریۂ حیات نے بھی لوگوں کی ضروریات اور حقوق کی تعریف نہیں کی اور نہیں بتایا کہ ان کی ضروریات اور حقوق کیا ہیں۔ ضروریات اور حقوق کے عدم علم کی وجہ سے مزدور بالعموم اپنی اُجرتوں میں اضافہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سٹرائک کی

دھمکیوں کے نتیجہ میں اضافہ ہو بھی جاتا ہے۔ لیکن مسئلہ پھر بھی حل نہیں ہوتا۔ اور ان میں بے چینی ہے کہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر فیملی کی ضروریات مختلف ہیں۔ ایک مزدور اکیلا ہے اس کی اُجرت میں بھی پچاس گلڈر کا اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ ایک مزدور کے تین بچے ہیں اس کی اُجرت میں بھی پچاس گلڈر کا اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس مزدور کے تین بچے ہیں اسے اس مزدور کے مقابلہ میں بہت کم فائدہ پہنچتا ہے جو اکیلا ہے۔ ایسی صورت میں بے چینی دُور ہو تو کیسے ہو۔ اس کے بالمقابل اسلام نے ضرورت سے زیادہ حق پر زور دیا ہے اور بتایا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو بعض جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی استعدادیں عطا کی ہیں کسی کو کم کسی کو زیادہ۔ ہر انسان کا یہ حق ہے کہ اُس کی ان جملہ استعدادوں کی کامل اور بھرپور نشوونما کا پورا پورا انتظام ہو۔ اگر اسلام کی تعلیم کی رُو سے تمام انسانوں کی خدا داد استعدادوں کی بھرپور نشوونما کا پورا پورا انتظام کر دیا جائے تو پھر بے چینی باقی رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مسئلہ صرف اُجرتوں میں اضافہ سے حل نہیں ہوگا بلکہ ہر انسان کی خدا داد جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی استعدادوں کی کامل نشوونما کے خاطر خواہ انتظام سے ہوگا۔ یہ تو ایک مثال ہے۔ اسلامی تعلیم میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔

اِسلام کی بہتر تفہیم کا ذریعہ

ایک صحافی نے کہا کہ جہاں تک اسلامی تعلیم میں موجودہ مسائل کا حل موجود ہونے کا تعلق ہے کیا ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ آپ کے حالیہ دورہ سے مغربی اقوام میں اسلامی تعلیم کی بہتر تفہیم کا شعور پیدا ہوگا؟ حضور نے فرمایا جہاں تک بہتر تفہیم کا تعلق ہے میرے دورے

سے اس میں ضرور مدد ملے گی اور اس لئے بھی ملے گی کہ آپ لوگوں کے مسائل بڑھتے جا رہے ہیں لیکن آپ کے پاس ان کا کوئی حل نہیں ہے۔ جب آپ لوگوں کو اپنے مسائل کا کوئی حل نہیں ملے گا اور آپ حل کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگیں گے تو پھر آپ کو اس حل کی طرف متوجّہ ہونا پڑے گا جو اسلام پیش کرتا ہے اور اس حل میں ہی آپ کو اپنی نجات کا راستہ نظر آئے گا۔ تاہم آپ لوگوں کو ابھی اخلاقی اور روحانی ارتقاء کے بعض مراحل میں سے گزر کر اسلام کی طرف آنا ہوگا۔

دلوں میں تبدیلی کی اہمیّت

اس سوال کے جواب میں کہ ہالینڈ میں آپ کی جماعت کتنی مضبوط ہے۔ حضور نے فرمایا پورے ہالینڈ میں ڈیڑھ دو سو احمدی ہوں گے اور ان میں سے ڈچ احمدیوں کی تعداد چند درجن ہوگی لیکن خدائی جماعتوں میں ابتداءً افراد کی تعداد کو نہیں بلکہ دلوں میں رونما ہونے والی تبدیلی کو اہمیّت حاصل ہوتی ہے۔ ۱۹۶۷ء میں جب مَیں یورپ آیا تھا تو اس وقت بھی مجھ سے یہ سوال کیا گیا تھا مَیں نے جواب دیا تھا کہ مسیح ناصری علیہ السّلام نے جب فلسطین میں اپنے مشن کا آغاز کیا تھا وہ بھی اس وقت بہت تھوڑے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا سکے تھے وہ ایسا مرحلہ تھا کہ جس میں تعداد کو چنداں اہمیّت حاصل نہ تھی۔ اگرچہ یورپ میں ابھی ہماری تعداد زیادہ نہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم برابر ترقی کر رہے ہیں اور ہماری کوششوں کے نتیجہ میں دلوں میں رفتہ رفتہ تبدیلی آرہی ہے۔

جبر سے دل نہیں بدلے جا سکتے

ایک رپورٹر نے کہا انڈونیشیا میں عیسائی مشن کو مشنری سرگرمیاں جاری رکھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ آپ

اس پر کیا تبصرہ کرنا پسند کریں گے؟ حضور نے فرمایا میری معلومات یہ ہیں کہ عیسائی مشنری انڈونیشیا میں آج بھی کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک کسی بھی مُلک میں تبلیغ و اشاعت کا تعلق ہے مَیں اصولی اور بنیادی طور پر تبلیغی سرگرمیوں کی ممانعت کے خلاف ہُوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جبر سے دل نہیں بدلے جا سکتے۔ پُر امن اور مہذّب طریقے سے تبادلۂ خیالات کی کھُلی اجازت ہونی چاہیئے اور اس پر قدغن نہیں لگانی چاہیئے۔ ہم نے تو پوپ سے بھی کہا تھا کہ دنیا کے مختلف حصّوں میں تبادلۂ خیالات کا انتظام ہونا چاہیئے۔

پوپ سے ملاقات کے بارہ میں سوال

اس سوال کے جواب میں کہ کیا حالیہ دَورہ میں آپ پوپ سے ملاقات کریں گے حضور نے فرمایا جہانتک موجودہ دَورہ کا تعلق ہے پوپ سے ملاقات کرنا میرے پروگرام میں شامل نہیں ہے مَیں اٹلی نہیں جا رہا۔ اگر آئندہ کبھی مَیں اٹلی گیا اور وہاں پوپ سے ملاقات کرنا ممکن ہُوا تو مجھے ان سے ملاقات کر کے خوشی ہو گی۔

جب بعض صحافیوں نے بعض اسلامی ملکوں کے سیاسی طرزِ عمل کے بارہ میں سوال کرنا چاہے تو حضور نے فرمایا مَیں مذہبی آدمی ہُوں ایسے مُلکوں کے سیاسی طرزِ عمل کے بارہ میں جن کے حالات کا مجھے پورے طور پر علم نہیں ہے مَیں کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا۔

پریس کانفرنس میں شرکت کرنیوالے اخباری نمائندے

اس پریس کانفرنس میں روزنامہ نیدرلینڈز ڈخ بلڈز" NEDERLANDS DAGBLAD کے نمائندے مسٹر اے۔ بی۔ وسّے۔ روزنامہ "الخمین ڈخ بلڈز" ALGEMEEN DAGBLAD

کے مسٹر ڈبلیو فنڈ پوسٹ اور ہفت روزہ 'نیو' (NU) کے ڈاکٹر فنڈ فیغ Dr.J.P. Vd. VEERE کے علاوہ دو خبر رساں ایجنسیوں کے نمائندے بھی آئے ہوئے تھے۔ ان میں نیوز ایجنسی جی۔پی۔ڈی کے مسٹر سی۔ زورن اور نیوز ایجنسی "بغابنت پریس" BRABANT PERS کی مس ایفون فنڈ ہیڈن MISS. YVONNE Vd. HIJDEN شامل تھیں۔ فوٹو گرافرز ان کے علاوہ تھے۔

اخباروں نے حضور ایدہ اللہ کی پریس کانفرنس کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا مثال کے طور پر ہفت روزہ "نیو" (NU) جس کے معنے ہیں "آجکل" نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے فوٹو کے ساتھ جو خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ اخبار مذکور نے خبر پر جو عنوان لگایا وہ یہ ہے :-

"اسمبلی کے پریس رُوم میں پیغمبرانہ باتیں"

"دی ہیگ۔ نیوز پورٹ (اسمبلی کے پریس روم) میں ہم نے ایک مقدس وجود سے ہاتھ ملائے ۔۔۔ یہ ہے وہ تاثر جو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد امام جماعت احمدیہ سے مل کر دل میں اُبھرتا ہے۔ آپ یورپی خدوخال رکھتے ہیں۔ اور چہرے سے آپ کے نور جھلکتا ہے جو اہلِ مغرب کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

آپ (بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بعد) تیسری نسل میں نہایت اہم دینی پیغام پہنچا رہے ہیں جسے اب تک لاکھوں انسان قبول کر چکے ہیں۔ اس پیغام کو تمام دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ ہیگ میں یہ پیغام اوسٹ ڈاؤن لان ۷۹ پر واقع مسجد سے بلند کیا جاتا ہے۔ خلیفۃ المسیح جن کا ہم (اس خبر میں) احمد ثالث کے نام سے ذکر کریں گے حضرت مرزا غلام احمد کے پوتے ہیں وہ ۱۸۳۵ء میں

انڈیا کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے ۵۴ سال کی عمر میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جس کے ظہور کا وعدہ خدا تعالیٰ نے بائبل اور قرآن میں دیا تھا ان سے پہلے اگرچہ اور بھی بہت سے لوگوں نے ایسا دعویٰ کیا مگر یہ صرف حضرت مرزا غلام احمد ہی تھے جو سورج اور چاند گرہن کا نشان اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کر سکے۔ یہ نشان ان کے دعویٰ کے بعد ظہور پذیر ہوُا۔ انہوں نے ایک کتاب براہین احمدیہ چار جلدوں میں لکھی ہے جس میں مستقبل کے متعلق پیشگوئیاں درج ہیں۔

احمد ثالث (خلیفۃ المسیح الثالث) نے ۱۹۶۷ء میں لندن میں احمدیت کی تعلیم بڑی وضاحت سے بیان کی تھی۔ اس صدی میں رُونما ہونے والے بڑے بڑے اور اہم واقعات مثلاً روس اور جاپان کی جنگ۔ ایشیا میں بڑی طاقتوں کا ظہور، زآر کی حالتِ زار، کمیونزم کا پھیلاؤ، پہلی اور دوسری جنگِ عظیم ـــ یہ سب واقعات آپ کے دادا (حضرت مرزا غلام احمد) کی کتب میں بطور پیشگوئی پہلے ہی سے درج تھے۔ یہی نہیں اس سے بڑھ کر یہ مزید بتایا گیا ہے کہ ایک اور بہت بڑی تباہی نوعِ انسان پر آنیوالی ہے صرف جنگیں ہی نہیں بلکہ زلزلے آنے کا ذکر بھی موجود ہے۔ بتایا گیا ہے کہ امریکہ اور رُوس اپنی طاقت کھو بیٹھیں گے۔ روس نسبتاً پہلے سنبھلے گا اور لوگ خدائے واحد کی طرف لوٹیں گے۔ تب اسلام فاتحانہ شان میں عالمی مذہب کی حیثیت اختیار کرے گا۔

اس بڑی تباہی سے نجات مل سکتی ہے اگر لوگ مصنوعی خدا اور مادہ پرستی

کو ترک کر دیں تو یہ عذابِ الٰہی ٹل سکتا ہے۔ مسیح موعود کو خدا نے مبعوث کیا ہے اس کے ذریعہ اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔

پریس کانفرنس میں خلیفۃ المسیح سے سوال کیا گیا کہ کیا خمینی صاحب سے ان کے روابط ہیں۔ اس کا آپ نے نفی میں جواب دیا۔

ہم نے دریافت کیا کہ کیا آپ اپنے اس دَورہ میں پوپ سے بھی ملاقات کر رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا۔ پوپ سے ملاقات میرے پروگرام میں شامل نہیں تاہم مَیں پوپ کے ساتھ دوستانہ تبادلۂ خیالات پسند کروں گا۔

احمد ثالث (خلیفۃ المسیح الثالث) نے بتایا کہ اس زمانہ میں مذہب سے بیزاری صنعتی انقلاب کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ اس سے قبل لوگ سادہ زندگی بسر کرتے تھے آپ نے ۱۹۶۷ء میں ہمبرگ میں اس بڑی تباہی کا وقت تیس سال بتایا تھا۔

آخر میں ہم یہ کہہ کر اپنی بات مکمل کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو رُوئے زمین پر ہر جگہ تبلیغِ اسلام میں مصروفِ عمل ہے۔ مسلمان اس جماعت کے بارہ میں متضاد نظریات رکھتے ہیں۔"

(ہفت روزہ "NU" (آجکل) مورخہ ۱۳ر اگست ۱۹۸۰ء صٓ)

دو افراد کی بیعت

۵ر اگست کو پریس کانفرنس کے اختتام پر مشن ہاؤس میں واپس تشریف لانے کے بعد حضور ایّدہُ اللہ نے دو بجے بعد دوپہر مسجد مبارک میں تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نمازیں با جماعت پڑھائیں۔ بعد ازاں مشن ہاؤس کے ڈرائنگ رُوم میں احباب کے درمیان تشریف فرما ہو کر انہیں ارشادات سے نوازا۔ احباب

کے ساتھ گفتگو کے دَوران حضور نے اسلام میں عیدگاہ کے انسٹی ٹیوشن کی اہمیّت اور اس کی افادیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور جماعت کو شہر سے دُور کھلی فضا میں ایکڑ دو ایکڑ زمین خرید کر وہاں عیدگاہ کی طرز پر غیر مسقف کھلی مسجد بنانے اور اس کے احاطہ میں دینی اور تربیتی سرگرمیاں جاری کرنے کی ہدایت فرمائی۔ نیز تبلیغِ اسلام کی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے بارہ میں بھی تفصیلی ہدایات دیں۔

۵ راگست کی شام کو دو افراد نے حضور سے ملاقات کر کے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان میں سُرینام (جنوبی امریکہ) کے سکول ٹیچر جناب امیر علی اور انڈونیشیا کے جناب لوپ ولیسا LOPVLISA شامل تھے۔ مؤخر الذکر ایک انڈونیشی نوجوان ہیں جو ہالینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کی والدہ عیسائی ہو گئی تھیں لیکن انہیں اسلام کی طرف شروع ہی سے رغبت تھی اور ایک عرصہ سے اسلام کا مطالعہ کر رہے تھے۔ والدہ ہی نہیں بلکہ ان کے بہن بھائی بھی عیسائی ہیں۔ حضور نے ان کا اسلامی نام عطاء العظیم رکھا اور دونوں بیعت کنندگان کو معانقہ کا شرف بھی عطا فرمایا۔ عطاء العظیم صاحب آجکل قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ اور اسلامی آداب سیکھ رہے ہیں۔

انفرادی ملاقاتیں

۵ راگست کی شام کو ان دو احباب کی بیعت لینے کے علاوہ حضور نے جماعت احمدیہ ہالینڈ کے احباب کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔ یہ ملاقاتیں ۶ بجے شام سے سوا آٹھ بجے تک جاری رہیں۔ اس دَوران بیس افراد نے تو انفرادی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور بیس خاندان باری باری اپنے جملہ خاندان کی معیّت میں ایک ساتھ ملاقات کے شرف سے مشرّف ہوئے۔

محمود ربّانی صاحب کے ہاں دعوتِ طعام میں شرکت

مغرب اور عشاء کی باجماعت نمازوں

کے بعد نو بجے شب حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا مشرق وسطیٰ کے ایک مقتدر احمدی بھائی جناب محمود ربّانی صاحب کی دعوت پر ان کے ہاں تشریف لے گئے اور رات کا کھانا وہیں تناول فرمایا۔ جناب محمود ربّانی عرصہ دراز سے ہیگ میں ہی مقیم ہیں اور اپنے بہت عالیشان ذاتی بنگلہ میں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے حضور ایدہ اللہ کے اعزاز میں دی گئی اس دعوتِ طعام میں اہلِ قافلہ مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ محترمہ، مکرم چوہدری انور حسین صاحب، مکرم لطف الرحمٰن صاحب شاکر، مکرم ناصر احمد خانصاحب اور راقم الحروف (خاکسار مسعود احمد دہلوی) کے علاوہ مبلّغین ہالینڈ مکرم چوہدری الٰہ بخش صاحب اور مکرم ناصر احمد صاحب شمس مع بیگم صاحبہ محترمہ نیز مکرم جناب عبد الحمید فان درفیلدن، مکرم عبد العزیز فرحاخن اور مکرم عبد العزیز جمن بخش کو بھی مدعو کیا تھا چنانچہ یہ سب احباب اور مستورات بھی ہر دو کے لئے علیحدہ علیحدہ کمروں میں ترتیب دی گئی دعوتوں میں شریک ہوئے۔ محترم جناب ربّانی صاحب نے انواع واقسام کے عرب کھانے خاص اہتمام سے تیار کروائے تھے جو بہت قرینے اور سلیقے سے مہمانوں کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا جملہ احباب اور مستورات کے ہمراہ گیارہ بجے رات کے بعد ان کے ہاں سے مشن ہاؤس واپس تشریف لائے۔

۱۶ر اگست ۱۹۸۰ء:-

ساحلی بستی فولنڈم کی سیر

۱۶ر اگست ہیگ میں قیام کا آخری دن تھا۔ اس روز حضور ایدہ اللہ مع اہلِ قافلہ اور متعدد مقامی احباب کے ہمراہ موٹر کاروں کے ذریعہ ہیگ سے براستہ ایمسٹرڈم ۷۵ کلو میٹر کا فاصلہ طے کرکے مچھیروں کی

ساحلی بستی فولنڈم دیکھنے تشریف لے گئے۔ یہ بستی بہت پُرفضا علاقہ میں واقع ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں نے اپنا صدیوں پُرانا کلچر جُوں کا تُوں برقرار رکھا ہُوا ہے۔ مردوں اور عورتوں کا لباس، مکانات، بود و باش کا طریق، رسم و رواج سب وہی ہیں جو آج سے صدیوں پہلے تھے۔ یہ لوگ آج بھی لکڑی کے بنے ہُوئے ایک خاص قسم کے جُوتے پہنتے ہیں جو ایک ہی لکڑی سے بنائے جاتے ہیں اور ان میں کوئی جوڑ نہیں ہوتا سیّاح مچھیروں کی ان بستیوں کو دیکھنے بڑی کثرت سے آتے ہیں اور وہاں ان کی بکثرت آمد کی وجہ سے ہر وقت ایک میلہ سا لگا رہتا ہے۔ یہاں سے پندرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر عین ساحل سمندر کے ساتھ ایک اَور بستی "مارکن" نامی ہے۔ حضور فولنڈم سے مارکن بھی تشریف لے گئے اور کچھ وقت وہاں ساحل سمندر کی سیر کی اور ہالینڈ کے قدیم کلچر کے نمونے مشاہدہ کئے۔ دوپہر کا کھانا حضور نے فولنڈم کے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں تناول فرمایا بعد ازاں حضور بڑی سڑک کی بجائے اس علاقہ کی اندرُونی چھوٹی سڑکوں سے گزرتے ہُوئے ہیگ واپس تشریف لائے۔ یہ سارا راستہ بہت ہی سرسبز و شاداب لہلہاتے کھیتوں، بہت صاف ستھری اور خوشنما دیہی بستیوں میں سے گزرتا ہُوا ہیگ سے کچھ پہلے شاہراہ سے آملا۔ دل و دماغ کو سکون اور آنکھوں کو تراوت پہنچانے والے میلوں میل پھیلے ہوئے ہرے بھرے کھیتوں میں سے گزرنے والے پُرفضا راستہ کی سیر بہت فرحت افزا ثابت ہوئی۔

احبابِ ہالینڈ سے الوداعی ملاقات

۶ر اگست کو حضور مسجد مبارک میں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھانے کے بعد مشن ہاؤس کے ڈرائنگ رُوم میں احباب کے درمیان تشریف فرما ہُوئے اور ان سے الوداعی ملاقات فرمائی۔ احباب

اس روز بھی بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ حضور نے ان سے بہت شفقت بھرے انداز میں باتیں کیں اور انہیں ان کی جماعتی ذمہ واریاں ادا کرنے کے سلسلہ میں بہت بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ آخر میں حضور نے دُعا کرائی جس میں جملہ حاضر احباب شریک ہوئے۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے سب احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ یہ اجتماعی ملاقات رات سوا دس بجے سے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمانے کے بعد حضور قیام گاہ میں واپس تشریف لے گئے۔ اس طرح حضور کا ہالینڈ میں دو روزہ قیام بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔ کیونکہ اگلے روز ۷ اگست کو حضور نے صبح سات بجے ہیگ سے لندن کے لئے روانہ ہونا تھا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ہالینڈ میں حضور ایدہ اللہ کی موٹر کار ڈرائیو کرنے کا شرف سُرینام کے جناب عبد العزیز جمّن بخش صاحب کے حصّہ میں آیا۔

یورپ، افریقہ اور امریکہ کے وسیع تبلیغی دَورہ کے تسلسل میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ کا لندن میں وُرود مسعُود اور احباب جماعت کی طرف سے

والہانہ استقبال

مسجد فضل لندن میں خطبات جمعہ ارشاد فرمانے اور نمازیں پڑھانیکے علاوہ حضور نے عید الفطر کی نماز بھی پڑھائی

کیفے رائل لندن میں وسیع پیمانہ پر طلب کیگئی پُر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب۔ اخبارات میں تفصیلی خبروں کی اشاعت

(رپورٹ نمبر ۱۹ بابت ۷ اگست تا ۱۰ اگست ۱۹۸۰ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بیک وقت تین برِ اعظموں یورپ، افریقہ اور امریکہ کے تبلیغی دَورہ کے سلسلہ میں یورپی ممالک کا دَورہ مکمل کرنیکے بعد ۷ اگست کو ہالینڈ سے برطانیہ میں وُرود فرما ہُوئے۔ لندن میں اپنے وُرود مسعُود کے پہلے مرحلہ کے طور پر حضور نے ۷ اگست سے ۱۶ اگست تک قیام فرمایا۔

اگرچہ یہ دس روز حضور نے دفتر میں روزانہ تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمانے اور آمدہ خطوط کے جواب لکھوانے میں گزارے۔ تاہم حضور نے ان دس دنوں میں مسجد فضل لندن میں روزانہ مقررہ اوقات میں نمازیں پڑھانے کے علاوہ ایک دفعہ قرآن مجید کا درس دیا، دو خطباتِ جمعہ ارشاد فرما کر جمعہ کی نمازیں پڑھائیں۔ عید الفطر کی نماز پڑھا کر ایک پُر معارف خطبہ دیا۔ مزید برآں کیفے رائل لندن میں ایک بہت وسیع پیمانہ پر

طلب کی گئی پُر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب فرماکر اسلامی تعلیم کے محاسن و فضائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اخبار نویسوں کے متعدد سوالوں کے بہت جامع و مانع مدلّل اور برجستہ جواب دیئے۔

اگرچہ ان دس دنوں میں حضور نے بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے معدودے چند احباب کے ساتھ ملنے کے علاوہ بالعموم جماعتہائے احمدیہ انگلستان کے احباب سے انفرادی ملاقاتیں نہیں فرمائیں تاہم اس دورہ میں لندن میں قیام کا یہ پہلا طویل عرصہ ڈاک ملاحظہ فرمانے، خطباتِ جمعہ وعید الفطر ارشاد فرمانے، قرآنِ مجید کا درس دینے اور ایک نہایت وسیع و بارونق پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کی وجہ سے ازحد مصروفیت میں گزارا۔ اس طرح انگلستان کے احباب جماعت کو جو ہر روز ہی مشن ہاؤس اور مسجد میں بہت کثیر تعداد میں آتے رہے حضور کے ارشادات اور فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کے انمول مواقع بکثرت میسّر آئے۔

لندن میں قیام کے اس پہلے مرحلہ کے دَوران حضور کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات کی کسی قدر تفصیل ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

لندن میں وُرودِ مسعود اور والہانہ استقبال

ہیگ (ہالینڈ) میں دو روز قیام فرمانے کے بعد حضور نے ۷ اگست کی صبح کو لندن روانہ ہونا تھا۔ حضور ایدہُ اللہ سفر کے لئے تیار ہو کر سات بجے صبح احمدیہ مشن ہاؤس ہیگ سے باہر تشریف لائے۔ ہالینڈ کے احبابِ جماعت حضور کو الوداع کہنے کی غرض سے کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ حضور نے پہلے اجتماعی دُعا کرائی اور پھر جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ بخش کر سات بجکر دس منٹ پر مع اہلِ قافلہ موٹر کاروں کے ذریعہ

ایمسٹرڈم ایرپورٹ روانہ ہوئے۔ جہاں سے حضور نے بذریعہ ہوائی جہاز لندن روانہ ہونا تھا۔ مبلّغینِ ہالینڈ مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب اور مکرم ناصر احمد شمسؔ نیز مکرم عبدالعزیز جمّن بخش، مکرم عبدالعزیز فرحاخن، مکرم عبدالحمید فان درفیلدن مکرم شاہد محمود لودویک، مکرم سیّد طاہر احمد سفیر اور مکرم چوہدری عبدالجلیل دو علیحدہ موٹر کاروں میں مشایعت کی غرض سے ساتھ روانہ ہوئے۔ پونے آٹھ بجے صبح حضور ایمسٹرڈم ایرپورٹ پہنچے اور وہاں ایک گھنٹہ وی۔آئی۔پی لاؤنج میں قیام فرمایا۔ اس دَوران حضور ان احباب کے ساتھ جو بغرض مشایعت ہیگ سے آئے تھے باتیں کرتے رہے۔ پَونے نَو بجے حضور مع اہلِ قافلہ ہوائی جہاز میں سوار ہوئے اور نَو بجے ایمسٹرڈم سے روانہ ہو کر پونے دس بجے صبح لندن کے ''ہیتھرو'' ایرپورٹ پر ورود فرما ہوئے۔

مبلّغ انچارج انگلستان و امام مسجد لندن محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اور نائب امام مسجد لندن مکرم منیرالدین صاحب شمسؔ نے جو ہوائی جہاز کے بالکل قریب پہنچے ہوئے تھے آگے بڑھ کر اور حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کر کے حضور کا استقبال کیا۔ حضور ان کی معیّت میں وی آئی پی لاؤنج میں تشریف لائے۔ یہاں محترم جناب چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب، جماعتہائے احمدیّہ انگلستان کے نیشنل پریذیڈنٹ مکرم اے۔اے۔ڈین، جماعت احمدیّہ لندن کے پریذیڈنٹ مسٹر ناصر اے سکریوینر Mr. NASIR A. SCRIVENER ہائی کمشنر آف گیمبیا کے پرسنل سیکرٹری مسٹر گوسامارا Mr. GOSAMARA اور انگلستان کے بعض دیگر جماعتی عہدیدار حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ حضور نے ان سب احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا اور وی آئی پی لاؤنج میں تشریف فرما ہو کر ان سے کچھ دیر باتیں کیں۔ محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر

عبدالسّلام صاحب صدر لجنہ اماء اللہ انگلستان اور لجنہ کی بعض دیگر عہدیداران بھی آئی ہوئی تھیں انہوں نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔حضرت سیّدہ نے وی آئی پی لاؤنج کے ایک علیحدہ کمرہ میں تشریف فرما ہو کر ان سے باتیں کیں۔

وی آئی پی لاؤنج سے حضور ان سب احباب کی معیّت میں موٹر کاروں کے ذریعہ احمدیہ مشن ہاؤس تشریف لائے۔یہاں جماعتہائے احمدیہ انگلستان کے احباب سینکڑوں کی تعداد میں جمع تھے۔اور قطاروں میں کھڑے حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔مشن ہاؤس اور مسجد فضل لندن کا پورا احاطہ رنگ برنگی جھنڈیوں اور قطعات سے دُلہن کی طرح سجا ہؤا تھا۔ان سب احباب نے بہت والہانہ انداز میں حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔حضور نے پہلے جماعت احمدیہ انگلستان کی مجلسِ عاملہ کے اراکین اور مقامی پریذیڈنٹ صاحبان کو شرفِ مصافحہ بخشا۔بعدازاں حضور نے سینکڑوں کی تعداد میں آئے ہُوئے احباب میں سے باری باری ہر ایک کو اس شرف سے مشرّف فرمایا۔اور ان سے بہت پُرشفقت انداز میں باتیں کیں۔

لجنہ اماء اللہ کی ممبرات بھی بہت کثیر تعداد میں آئی ہُوئی تھیں اور محمود ہال میں جمع تھیں انہوں نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کا بہت والہانہ انداز میں خیر مقدم کرتے ہُوئے آپ کو خوش آمدید کہا۔حضرت سیّدہ مدّظلّہا نے اُنہیں مصافحہ کا شرف بخشا اور ان سے خاصی دیر باتیں کیں۔

استقبال سے فارغ ہونے کے بعد حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مشن ہاؤس کے رہائشی حصّہ کے اندر تشریف لے گئے اور وہاں فروکش ہُوئے۔

اللہ تعالیٰ کے بعض تازہ فضلوں اور نئے منصُوبوں کا ذکر

لندن پہنچنے کے اگلے روز ۸ اگست کو حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر مسجد فضل لندن میں تشریف لاکر نمازِ جمعہ پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرماتے ہُوئے اللہ تعالیٰ کے بعض تازہ فضلوں کا ذکر کر کے احباب کو اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے اور اس کے شکر گزار بندے بننے کی تلقین فرمائی نیز غلبۂ اسلام کی جد وجہد کو زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے سلسلہ میں بعض نئے منصُوبوں پر روشنی ڈالی اور احباب کو توجّہ دلائی کہ وہ انہیں عملی جامہ پہنانے میں بھرپور حصّہ لے کر اس مقصد کو پُورا کرنے کی کوشش کریں جس کی خاطر یہ منصُوبے شروع کئے جارہے ہیں۔

تشہّد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے پہلے تو اس سال مارچ کے اواخر میں اپنی اچانک شروع ہونے والی بیماری کی نوعیّت، علاج کی تفاصیل اور ڈاکٹروں کی رائے میں بیماری سے ۹۰ فیصد افاقہ اور صحت کی موجودہ کیفیّت کا ذکر کیا اور بتایا کہ بیماری کے بقیہ دس فیصد اثرات کے ختم ہونے کے لئے حضور ڈاکٹری مشورہ کے مطابق اب بھی ایک دوا استعمال کر رہے ہیں۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ جب سے بَیرونی ممالک کے حالیہ دَورہ کا پروگرام شروع ہُوا ہے نہ معلوم کتنے ہزار خطوط ہیں جو مَیں نے نہیں پڑھے اور جن کے جواب جانے ہیں اس لئے مَیں نے یورپی ممالک کے دَورہ کے بعد لندن میں کچھ عرصہ قیام کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس دَوران مَیں جماعتِ انگلستان کو زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا۔ بلکہ سوائے دو دنوں کے (ایک عید کا دن اور ایک وہ دن جس میں مجھے پریس کانفرنس سے خطاب کرنا ہے) مَیں ڈاک دیکھوں گا اور اسے ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔ پریس کانفرنس

انگلستان

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ لندن میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔

مسجد فضل لندن میں عید الفطر کی تقریب سعید کا ایک خوبصورت منظر

جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر کرین فورڈ پارک میں
حضور ایدہ اللہ نماز ظہر و عصر ادا فرما رہے ہیں

حضور ایدہ اللہ مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے عہدیداروں سے خطاب فرما رہے ہیں۔

ہڈرز فیلڈ احمدیہ مسلم مشن کے افتتاح کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خطاب فرما رہے ہیں۔

بریڈ فورڈ (انگلستان) میں نئے احمدیہ مشن ہاؤس کے افتتاح کے موقع پر شہر کے

ڈپٹی میئر بھی حضور کے ساتھ کھڑے ہیں

احمدیہ مسلم مشن ساؤتھ آل کی تقریبِ افتتاح

حضور ایدہ اللہ احمدیہ مسلم مشن برمنگھم کے افتتاح کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔

جمعرات کے روز ہے اس سے قبل بُدھ کے روز شاید مَیں اہم ملاقاتوں کے لئے کچھ وقت دے سکوں۔ افریقہ اور امریکہ کے دَورہ سے فارغ ہونے کے بعد مجھے ۲۳ یا ۲۴ ستمبر کو لندن واپس پہنچنا ہے انشاء اللہ اس وقت ملیں گے اور باتیں کریں گے۔ فی الوقت دُعاؤں میں وقت گزاریں اور خاص طور پر یہ دُعا بھی کریں کہ انسان خود اپنی ہلاکت کے جو سامان کر رہا ہے اس سے بچنے کی راہیں خدا اُسے سکھائے۔

حضور نے مزید فرمایا کہ افریقہ سے واپس آکر مَیں انشاء اللہ تین دن لندن میں ٹھہرونگا اور امریکہ سے واپس آکر پندرہ بیس روز یہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔ اس وقت مَیں آپ کا مہمان نہیں ہوں گا بلکہ آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے لنگر کے مہمان ہوں گے۔

بے انداز برکت کا درخشندہ ثبوت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ خاص کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے جاری کردہ لنگر میں جو بے انداز برکت ڈالی ہے اس کے ایک درخشندہ ثبوت کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے ہر سال جلسہ سالانہ پر اس لنگر سے مستفیض ہونے والے مہمانوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ گزشتہ سال جلسہ سالانہ پر ربوہ کی آبادی سمیت مہمانوں کی تعداد ہمارے اندازہ کے مطابق ایک لاکھ پچاس ہزار تھی۔ اتنے لوگوں کو وقت پر کھانا کھلا دینا خود اپنی ذات میں ایک معجزہ ہے۔ لندن کی ایک بوڑھی عورت جلسہ پر ربوہ آئی۔ جب اس نے لنگر خانہ دیکھا اور مہمانوں کو وقت پر کھانا مہیّا کئے جانے کے انتظامات کا مشاہدہ کیا۔ تو وہ بہت حیران ہوئی اور کہنے لگی کہ اگر مَیں واپس جا کر یہ بتاؤں کہ کس طرح تھوڑے سے وقت میں اتنے بڑے اجتماع کو تازہ پکایا ہوا کھانا مہیّا کیا جاتا ہے تو میرے رشتہ دار یقین نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ وہاں سے پاگل ہو کر آئی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ یہ تو

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں میں سے ایک فضل کا ذکر ہے۔حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اتنے فضل نازل ہو رہے ہیں ہم پر کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔خدا تعالیٰ افضل کر کرکے دراصل یہ کہہ رہا ہے کہ تم میرے شکر گزار بنو ناشکرے نہ بنو۔ہم پر واجب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے میں کبھی سُست نہ ہوں اور ہمیشہ اس کا شکر ادا کرتے رہیں۔

انگلستان میں پانچ نئے مراکز کا قیام

اس ضمن میں حضور نے غیر معمولی نوعیّت کے اللہ تعالیٰ کے بعض نئے اور تازہ فضلوں کا ذکر کرتے ہُوئے فرمایا۔اللہ تعالیٰ کے نمایاں فضلوں میں سے ایک فضل آپ (مراد جماعت احمدیہ انگلستان) سے تعلّق رکھتا ہے۔ ۱۹۷۸ء میں لندن کانفرنس کے بعد مجھ سے کہا یہ گیا کہ صحافیوں کو یہ غلط بریفنگ کر دی گئی ہے کہ خلیفۃ المسیح کا ارادہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کے پانچ نئے مراکز قائم کرنے کا ہے مجھ سے درخواست یہ کی گئی کہ مَیں اس کی تائید کر دوں۔میرے سامنے دو راستے تھے ایک یہ کہ مَیں اس منصوبہ کو اپنانے سے انکار کر دوں۔دوسرا یہ کہ مَیں اس منصوبہ کو اپنا کر اعلان کر دوں کہ ہم انگلستان میں پانچ نئے مرکز قائم کریں گے۔مَیں نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہُوئے منصوُبہ کا اعلان کر دیا۔دو سال نہیں گزرے کہ بریڈ فورڈ، ہڈرزفیلڈ مانچسٹر، برمنگھم اور ساؤتھ ہال میں پانچ مراکز قائم کرنے کے لئے مکان اور ہال وغیرہ خرید لئے گئے ہیں جس کام کے کرنے کا سوچے سمجھے ارادہ اور پلان کے بغیر اعلان کیا گیا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس میں اتنی برکت ڈالی کہ وہ کام ہو گیا۔

اوسلو میں سب سے پہلی مسجد اور مشن ہاؤس کا قیام

اس کے بعد حضور نے فرمایا۔خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت کا دوسرا بڑا نشان اوسلو

ہیں دکھایا ہے۔ اوسلو میں ہماری کوئی مسجد اور مشن ہاؤس نہیں تھا۔ دو سال پہلے مجھے بتایا گیا تھا کہ ایک علاقہ کے میئر نے ہمیں مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے زمین دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب وہ مُکر گئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ جب مَیں اوسلو آؤں تو مجھے ان سے ملوانا۔ چنانچہ دو سال قبل جب مَیں وہاں گیا۔ وہ میئر تو چھٹی پر تھے۔ البتہ پرانے شہر کے میئر سے ملاقات ہوئی۔ وہ زمین تو ہمیں نہ ملی۔ لیکن دو سال بعد خدا تعالےٰ نے ہمیں شہر کے بہت اچھے علاقہ میں ایک بہت بڑی عمارت خریدنے کی توفیق عطا کر دی۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی کافی رقم پاکستان میں بھی جمع ہو چکی ہے لیکن فارن ایکس چینج کی دقتوں کی وجہ سے وہاں سے رقم نہیں آسکتی۔ اس لئے اس عمارت کے خریدنے کا سارا بار بیرونی ملکوں کی جماعتوں کو اٹھانا پڑا ہے۔ ڈیڑھ ملین کرونے میں عمارت خریدی گئی ہے بہت بڑی اور بہت خوبصورت عمارت ہے۔ مَیں اب پھر اسی میئر سے ملا تھا۔ وہ کہنے لگے دوسرے مسلمانوں کے مطالبہ پر ہم نے ان کے لئے زمین تو مختص کر دی ہے لیکن ان کے پاس رقم نہیں ہے انہیں امید تھی کہ بعض مالدار ملک انہیں رقم دے دیں گے اب وہ رقم جمع کر رہے ہیں۔ پھر کہنے لگے آپ کو تو مسجد کے لئے بڑی اچھی جگہ شاندار عمارت مل گئی ہے۔ مَیں نے کہا ہم تو غریب جماعت ہیں ہمیں صرف ضرورت کے مطابق جگہ چاہیئے تھی سو اللہ تعالےٰ نے ہمیں دے دی۔ کہنے لگے کتنے میں خریدی آپ نے یہ عمارت؟ مَیں نے کہا ڈیڑھ ملین (پندرہ لاکھ) کرونے میں۔ وہ فوراً بولے یہ بھی تو کوئی چھوٹی رقم نہیں بہت بڑی رقم ہے۔

سپین میں مسجد کے لئے زمین کی خریداری

اللہ تعالےٰ کے ایک اَور بہت بڑے فضل کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا اس سے بھی

بڑا نشان خدا تعالیٰ نے سپین میں دکھایا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں جب مَیں سپین گیا اور وہاں شاہی محل الحمرا اور دیگر اسلامی آثار دیکھے تو دل میں بہت درد پیدا ہوا کہ یہ سرزمین جہاں اسلام سات آٹھ سو سال غالب رہا اور جہاں سے علوم و فنون کے چشمے بہہ بہہ کر سارے یورپ کو سیراب کرتے رہے صدہا برس سے اللہ کے ذکر سے خالی چلی آ رہی ہے وہاں طلیطلہ کے قریب ایک چھوٹی سی ٹوٹی پھوٹی غیر آباد مسجد تھی اس کے بارہ میں کوشش کی گئی کہ نماز پڑھنے کے لئے وہ مسجد ہمیں مل جائے خواہ عارضی طور پر ہی ملے۔ حکومت اس بات پر راضی بھی ہو گئی۔ لیکن وہاں کے لاٹ پادری نے شدید مخالفت کی اور وہ مسجد نہ مل سکی۔ بہرحال سپین ایسے ملک کو جہاں صدیوں اسلام غالب رہا خدائے واحد کے ذکر سے خالی دیکھ کر دل میں بہت درد پیدا ہوا۔ اور مَیں وہاں اسلام کے دوبارہ غالب آنے کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ ایک رات کو مَیں اس درجہ دردمند ہوا کہ ساری رات سو نہ سکا۔ اور رات بھر دُعا کرتا رہا۔ کہ اے خدا تو رحم کر اور ایسے سامان کر کہ تیرا نور یہاں بھی چمکے۔ صبح کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے بتایا گیا کہ جو تُو مانگتا ہے وہ ملے گا تو ضرور لیکن ابھی وقت نہیں آیا۔ اس سے مجھے تسلّی ہو گئی کہ خدا تعالیٰ ضرور فضل کرے گا۔ اور وہ وقت ضرور آئے گا کہ جب یہاں خدا تعالیٰ کا نور پھیلنے کے سامان ہوں گے۔ دس سال بعد ایسا انقلاب آیا وہاں کے لوگوں کے ذہنوں میں کہ کہاں تعصّب کا یہ حال تھا کہ وہ ہمیں مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھے اور کہاں یہ حالت کہ انہوں نے قرطبہ کے قریب ہمیں مسجد کے لئے زمین خریدنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ وہاں تیرہ کنال سے زائد زمین خرید لی گئی ہے اور حکومت نے وہاں مسجد بنانے کی تحریری اجازت دے دی ہے (جیسا کہ اطلاع شائع ہو چکی ہے حضور ایدہُ اللہ نے ۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو وہاں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ

بھی دیا ہے) حضور نے مسلم سپین کی عظمتِ رفتہ اور مسلمان بادشاہوں کی دینداری اور للّٰہیت
کے متعدد واقعات بیان کرنے اور پھر بعد میں آنے والی نسلوں کی بد اعمالیوں کے نتیجہ میں
سپین سے مسلمانوں کے اخراج کا ذکر کرنے کے بعد صد ہا برس پر پھیلے ہوئے طویل وقفہ کے بعد
سپین میں پہلی مسجد کی تعمیر کے انتظامات کرنے کی توفیق عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اشاعتِ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے منصوبے

بعد ازاں حضور نے اشاعتِ اسلام کی مہم میں مزید تیزی پیدا کرنے والے بعض
نئے منصوبوں کا ذکر کر کے ان کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا انگلستان کی
جماعت نے احمدیت کے تعارف پر مشتمل انگریزی میں ایک فولڈر بہت بڑی تعداد میں شائع
کر کے اسے تقسیم کیا ہے یہ ایک بہت مفید سلسلہ ہے اسے زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے
لئے اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ایک تجویز ڈالی ہے۔ انگلستان میں ہر سال کئی ملین
ٹورسٹ آتا ہے۔ اسی طرح دوسرے ملکوں میں ملینز ٹورسٹ آتے ہیں۔ وہ مختلف ممالک
سے آتے ہیں اور مختلف زبانیں بولنے والے ہوتے ہیں۔ تجویز یہ ہے کہ اس فولڈر کا ترجمہ
دنیا کی ہر زبان میں کیا جائے گا اور وکالتِ تبشیر کا دفتر مناسب تعداد میں ہر زبان کے
فولڈر ہر مشن کو بھجوائے گا اور ہر مشن اس ملک میں آنے والے سیاحوں کو خود ان
کی زبان میں شائع شدہ فولڈر دے گا اور اس طرح ہر ملک میں مختلف زبانیں بولنے
والوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا راستہ کھل جائے گا۔ ابتداءً ایک فولڈر شائع
کیا جائے گا جس کا عنوان ہو گا۔ 1. THE PROMISED MAHDI AND MESSIAH HAS COME. 2. WHAT IS AHMADIYYAT

اس تعلق میں حضور نے ایک اور منصوبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اس وقت تک

یورپ میں ہم اسلام کی جو تبلیغ کرتے رہے ہیں اس میں ایک رکاوٹ ایسی ہے جو ابھی تک دور نہیں ہوسکی ہے وہ رُکاوٹ یہ ہے کہ ہمارے اور یورپین قوموں کے درمیان ایک BARRIER (دیوار) حائل ہے جو دونوں کو ایک دوسرے کے قریب نہیں آنے دیتی۔ اس "بیریئر" کو ہم نے ابھی تک نہیں توڑا ہے۔ تبلیغ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمارے قریب آئیں اور وہ قریب آنہیں سکتے جب تک درمیان میں حائل BARRIER نہ ٹوٹے۔ اس سفر میں اللہ تعالےٰ نے اس BARRIER کو توڑنے کا منصوبہ القاء کیا ہے۔ اس منصوبہ کا تعلق اس اسلامی ادارہ سے ہے جسے "عیدگاہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

فرمایا۔ اسلام میں "عیدگاہ" جو شہر سے باہر کھُلی جگہ بنائی جاتی ہے اپنی ذات میں ایک بہت بڑا انسٹی ٹیوشن یا ادارہ ہے جس سے تبلیغی اور تربیتی رنگ میں جماعتی طور پر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ دراصل مساجد کے مختلف دائرے ہیں۔ ایک محلہ کی مسجد ہوتی ہے اس کا دائرہ محلہ تک محدود ہوتا ہے ایک جامع مسجد ہوتی ہے جس میں جمعہ کی نماز بھی ادا کی جاتی ہے اس کا دائرہ شہر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک عیدگاہ ہوتی ہے اس کا دائرہ جمعہ کے دائرہ سے بھی بڑا ہوتا ہے اور اس میں شہر کے علاوہ ارد گرد کے علاقے کے لوگ بھی جمع ہوتے اور نماز عید ادا کرتے ہیں۔

مَیں نے سوچا ہر ملک میں شہر سے باہر فاصلہ پر جہاں زمین کی قیمت زیادہ نہ ہو۔ ہیکٹر ڈیڑھ ہیکٹر زمین خرید لی جائے۔ مثال کے طور پر لندن سے تیس میل باہر اتنی زمین خرید کر وہاں عیدگاہ کی طرز پر ایک تو غیر مسقّف کھلی مسجد بنائی جائے جہاں نماز پڑھی جا سکے۔ اس سے ہٹ کر ایک طرف ایک کمرہ ہو جو سٹور کا کام دے۔ ایک حسب ضرورت بڑا شیڈ ہو

جو دھوپ اور بارش میں پناہ SHELTER کا کام دے۔ باقی زمین میں جنگل اُگانے کے علاوہ بچّوں کے لئے پھلدار درخت لگا دیئے جائیں۔ اس عید گاہ اور اس سے ملحقہ زمین میں بچّوں کو لے جاکر ان کے تربیتی اجتماعات منعقد کئے جائیں نیز تفریح کی غرض سے وہاں پکنک وغیرہ منائی جائے اور دوسروں کے بچّوں کو بھی مدعو کیا جائے۔ کہ وہ ہمارے بچّوں کے ساتھ مل کر اس جگہ پکنک منائیں۔ اس طرح ہمارے بچّوں اور دوسرے بچّوں میں اور خود بڑوں میں میل ملاپ بڑھے گا اور دونوں کے درمیان جو BARRIER ہے جس کی وجہ سے یہاں کے لوگ ہم سے دُور دُور رہتے ہیں اور ہمارے قریب نہیں آتے، ٹوٹنا شروع ہو جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسی جگہ کی تلاش کی جائے جو آبادیوں سے پرے دُور ہٹ کر ہو اور سستی مل سکے اور رفتہ رفتہ اسے دینی اور جماعتی اغراض کے علاوہ پکنک سپاٹ PICNIC SPOT اور تبلیغی جگہ کے طور پر بھی ڈیویلپ DEVELOP کیا جا سکے۔ سو یہ درمیان میں حائل رکاوٹ یا "بیریئر" کو توڑنے کا منصوبہ ہو گا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں حضور نے دعائیں کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ یہ دُعا بھی کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے پوری صحت دے تاکہ میں حسب موقع کسی قدر غصّہ کے ساتھ، شدّت کے ساتھ، پیار کے ساتھ وہ باتیں کروں جو میں اپنے واپسی کے قیام میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔

حضور کا یہ رُوح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جو ایک بجکر ۲۵ منٹ پر شروع ہوُا تھا ایک گھنٹہ جاری رہنے کے بعد ۲ بجکر ۲۵ منٹ پر ختم ہوُا۔ بعدہٗ حضور نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ احباب بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ مسجد اور اس سے ملحق قبلہ رُخ ہال

نمازیوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے بہت سے احباب کو مشن ہاؤس کے احاطہ میں کھلی جگہ نماز ادا کرنا پڑی۔ مستورات نے محمود ہال میں نماز ادا کی۔ ہال ان سے پوری طرح بھرا ہوا تھا۔

قرآنِ مجید کی ایک بنیادی خصوصیّت

۱۰؍اگست ۱۹۸۰ء (مطابق ۱۸؍رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ) سوا آٹھ بجے شام حضور ایدہ اللہ نے احمدیہ مشن انگلستان کے محمود ہال میں تشریف لا کر بعض آیاتِ قرآنی کی نہایت لطیف تفسیر بیان کر کے قرآن مجید کی ایک بنیادی خصوصیّت پر بہت پُر معارف انداز میں روشنی ڈالی اس روز انگلستان کے احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کے اس درس سے مستفیض ہونے کے لئے بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے اور ہال پُر شوق سامعین سے پوری طرح بھرا ہوا تھا۔

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ فی الوقت مَیں دوستوں کی توجّہ قرآن کریم کی ایک بنیادی خصوصیّت کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس بنیادی خصوصیّت کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ایک شعر میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

یا الٰہی! تیرا فُرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نکلا

اب ضرورتیں بدلتی رہتی ہیں۔ نئی نسلیں نئی ضرورتیں لے کر آتی ہیں پھر زمانہ زمانہ کی ضرورتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ اگر قرآن تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے تو اس میں ہر زمانہ کی بدلتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کی پوری پوری صلاحیّت ہونی چاہیئے۔ مَیں عَلیٰ وَجْہِ البَصِیرت کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہے۔

جہاں تک قرآن مجید کی اس صلاحیت کا تعلق ہے ایک طرف تو اللہ تعالےٰ نے اسے

کتابِ مُبین قرار دیا اور دوسری طرف کتاب مکنون۔ جہاں اس نے فرمایا ہے۔ کہ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ (الحجر آیت ۲) یعنی یہ ایک کامل کتاب اور اپنے مطالب کو واضح کردینے والے قرآن کی آیات ہیں وہاں فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۙ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۙ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (الواقعہ آیات ۷۸ تا ۸۱)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے اور ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے اس قرآن کی حقیقت کو وہی لوگ پاتے ہیں جو مُطہّر ہوتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ربّ العالمین خدا کی طرف سے ہے۔

سو گویا ان آیات میں بیک وقت دو دعوے کئے گئے ہیں ایک یہ کہ قرآن کریم کتابِ مُبین ہے اور دوسرے یہ کہ قرآنِ کریم کتاب مکنون ہے۔ اور یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ وہ اس لئے کہ قرآن جس زمانہ کی ضرورتیں پوری کرتا ہے ان کی رُو سے وہ قرآنِ مُبین ہے اور آگے چل کر آئندہ زمانہ کے جو مسائل قرآن حل کرے گا ان کے لحاظ سے وہ کتابِ مکنون ہے۔ پھر لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ ہر زمانہ میں ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جن پر وہ اس کتاب کے نئے معارف ظاہر کرے گا اور وہ ان نئے معارف کی روشنی میں نئے مسائل کو حل کرتے چلے جائیں گے۔ ہر صدی میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو خدا سے علم حاصل کر کے نئے مسائل کو حل کریں گے۔ اسی لئے یہ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔ قیامت تک کی ضرورتیں اس کے ذریعہ سے پوری ہوتی چلی جائیں گی۔

قرآنِ مجید کی اس بنیادی خصوصیّت کو بیان کر کے مَیں اس طرف توجّہ دلانا چاہتا ہوں کہ قرآنِ کریم کو اس غرض سے پڑھا کریں کہ اس وقت ہمیں، ہمارے ملک اور دُنیا کو

جو مسائل درپیش ہیں قرآن ان کا کیا حل پیش کرتا ہے۔ اگر (نعوذ باللہ) یہ مسائل کا حل پیش نہ کرے تو یہ ایک زندہ کتاب نہیں مُردہ کتاب ثابت ہوگی یہ ایک زندہ کتاب ہے اسی لئے تو یہ ہر زمانہ کے مسائل کا حل پیش کرتی ہے۔

پس عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا سے علم حاصل کریں اور پھر قرآن کو پڑھیں اور اس پر غور کریں خدا تعالیٰ زمانہ کی ضرورت کے مطابق نئے معارف کھولتا چلا جائے گا۔ اسی دَورہ میں مجھ سے سوال کیا گیا کہ کیا یورپ قرآن کی تعلیم کو قبول کریگا؟ مَیں نے جواب دیا تم لوگ مسائل پَیدا کر رہے ہو، مسائل پر مسائل جمع ہو رہے ہیں ان کا حل تمہارے پاس نہیں ہے۔ وقت آئے گا کہ مسائل کے انبار سے گھبرا کر تم ان کا حل تلاش کرو گے اور جب کہیں سے بھی ان کا حل تمہیں میسّر نہیں آئے گا تو تمہیں قرآنی تعلیم کی طرف آنا پڑے گا اور جب یہ زندہ کتاب تمہارے مسائل حل کر دکھائیگی تو پھر کوئی روک باقی نہیں رہے گی اس وقت تم پورے انشراح اور بشاشت کے ساتھ اسلامی تعلیم کو قبول کرو گے۔

پس آپ لوگ اپنے آپ کو لاشئ محض سمجھیں۔ عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا سے مانگیں اور پائیں۔ اگر آپ عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے اس کے حضور جھکیں گے۔ اور قرآنِ مجید پر غور کریں گے تو خدا تعالیٰ نئے معارف آپ پر کھولے گا۔ اور اس زمانہ کے مسائل کے حل آپ کو بتائے گا۔

اب ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ رمضان کی برکات سے ہمیں متمتع کرے۔ رمضان کا مہینہ قرآن کی تلاوت کرنے کا مہینہ ہے۔ رمضان کا مہینہ قرآن پر غور کرنے کا مہینہ ہے۔ اس لئے یہ اپنے اور دنیا کے مسائل حل کرنے کا مہینہ ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں قرآن

پڑھنے، قرآن پر غور کرنے اور عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ اُس سے قرآن کے نئے معارف حاصل کرنے اور ان معارف کی روشنی میں دنیا کے مسائل حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ پُر معارف درس جو سوا آٹھ بجے شام شروع ہُوا تھا۔ ۸ بجکر ۲۵ منٹ پر ختم ہُوا۔ اس کے بعد حضور نے ایک پُر سوز دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہُوئے۔

حالیہ سفرِ یورپ کے دَوران قیام انگلستان کا پہلا مرحلہ

لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

عید الفطر کی مبارک تقریب ۔ مسجد فضل میں نمازِ عید ۔ حضور کا نہایت پُر معارف خطبہ عید الفطر

کینے رائل میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب ۔ اخبار نویسوں کے سوالات کے نہایت مدلل و برجستہ جواب

۱۵ اگست کے خطبہ جمعہ میں غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیابی کی غرض سے ایک عظیم تعلیمی منصوبہ کی وضاحت

(رپورٹ نمبر ۲۰ بابت ۱۱ تا ۱۵ اگست ۱۹۸۰ء)

احمدیہ مشن اور جماعتہائے احمدیہ انگلستان کی یہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یورپ، افریقہ اور امریکہ کے حالیہ تبلیغی دورہ میں بھی عید الفطر کی تقریب سعید لندن میں احبابِ انگلستان کے ساتھ منانے کا فیصلہ فرمایا اور یہ سعادت اس دفعہ بھی انہی کے حصہ میں آئی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

لندن میں عید الفطر کی مُبارک تقریب چونکہ اس دفعہ بھی حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کی لندن میں موجودگی کی وجہ سے عید کے موقع پر احمدی احباب اور مستورات کی بہت بڑی تعداد میں آمد متوقع تھی۔ اس لئے

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امام مسجد لندن کی زیر ہدایت و نگرانی احمدیہ مشن انگلستان کی طرف سے مسجد فضل لندن اور احمدیہ مشن ہاؤس کے احاطہ میں بہت بڑا شامیانہ لگا کر اور لاؤڈ سپیکر کے نظام کو مسجد، اس سے ملحقہ قبلہ رُخ تعمیر شدہ بڑے کمرے اور محمود ہال کے علاوہ پورے احاطہ کے آخری سرے تک وسیع کر کے نمازِ عید کی ادائیگی کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے۔

عید الفطر لندن میں ۱۲ر اگست ۱۹۸۰ء بروز منگل منائی گئی۔ احبابِ جماعت نمازِ عید کے مقررہ وقت سے بہت پہلے ہی آنے شروع ہو گئے تھے۔ اور جب ایک دفعہ ان کی آمد کا سلسلہ شروع ہؤا تو وہ جوق در جوق آتے ہی چلے گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے محمود ہال مستورات سے نیز مسجد اور اس سے ملحقہ بڑا کمرہ اور مشن ہاؤس کا پورا احاطہ احبابِ جماعت سے پُر ہو گیا۔ احباب نہ صرف لندن کے دور و دراز علاقوں سے بلکہ انگلستان کے دوسرے شہروں سے بھی تشریف لائے ہُوئے تھے۔ اندازاً تین ہزار احباب و مستورات نے حضور کی اقتداء میں نمازِ عید ادا کی اور حضور کے خطبۂ عید الفطر سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل کی۔

حضور نے پہلے نمازِ عید پڑھائی اور پھر نہایت بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرما کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق اور اس کی عظیم الشان برکات پر بہت دلنشین انداز میں روشنی ڈالی۔ حضور نے واضح فرمایا۔ ایک عید تو یہ ہے جو رمضان کی مخصوص عبادات بجا لانے کے نتیجہ میں مومنوں کے لئے مقرر کی گئی ہے اس کے علاوہ ایک اور عید بھی ہے جو ایک مومن کو کسی وقت بھی میسّر آسکتی ہے۔ یہ دائمی عید اس وقت میسّر آتی ہے جب ایک مومن کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسے دعاؤں کی قبولیّت سے سرفراز فرما کر فضل و رحمت کے زندہ نشان ظاہر فرماتا ہے۔ حضور کے اس بصیرت افروز خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ

ہیں ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے :-

خطبۂ عید الفطر کا خلاصہ

حضور ایّدہُ اللہ نے تشہد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ آج اسلامی عید ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے لئے یہ عید مبارک کرے۔ اسلام نے بار بار آنے والی بہت سی خوشیوں کا ذکر کیا ہے ایسی ہی بعض خوشیوں کی ظاہری علامت کے طور پر عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر کی گئی ہیں۔ جو عید آج ہم منا رہے ہیں اور جو دینی روحانی اور اسلامی خوشی آج ہمیں پہنچ رہی ہے اس کا تعلّق رمضان کے روزوں سے ہے۔

رمضان کا قرآن سے تعلّق

اللہ تعالےٰ رمضان کے روزوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ (البقرہ آیت ۱۸۶)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو دیکھے اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ماہِ رمضان کا بہت گہرا تعلّق قرآن سے ہے۔ جہاں تک قرآن کے رمضان میں نازل ہونے کا تعلق ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جبریل علیہ السّلام رمضان میں نبئ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر قرآن کا دَور کیا کرتے تھے۔

اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ساری کی ساری آیات رمضان میں پھر نازل ہوئیں۔ اس لحاظ سے یہ بیان بھی درست ہے کہ سارا قرآن رمضان میں اُترا۔

قرآن مجید کی تین بنیادی صفات

پھر اسی آیت میں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی تین بنیادی صفات کا ذکر کیا ہے۔ پہلی صفت یہ بتائی کہ قرآن ھُدًی لِّلنَّاسِ ہے یعنی یہ نوعِ انسان کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔ النّاس کے لفظ میں مَرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ کی طرف ہُوئی ہے یعنی مَردوں اور عورتوں دونوں کی طرف۔ اسی لئے قرآن کی ہر آیت دونوں کے لئے ہے اور ہر قرآنی حکم میں مَرد و زن دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ بعض آیات ایسی ہیں جن کا تعلّق صرف عورتوں سے ہے اور انھی سے ہو سکتا تھا۔ جیسے حمل اور دودھ پلانے سے متعلق آیات۔ یہ استثنائی احکام ہیں ورنہ ہر آیت النّاس کے لئے ہے اور اس میں مَرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ قرآن دونوں ہی کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔ ہدایت کے حقیقی اور بنیادی معنے یہ ہیں کہ اسلامی تعلیم ان راہوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو خدا تک پہنچانے والی ہیں۔ خدا غیر ذاتی نہیں بلکہ ذاتی خدا ہے۔ یعنی ہر وہ شخص جو اسلام پر عمل کرتا ہے وہ خدا سے ایک زندہ تعلق قائم کرتا ہے۔

دوسری بنیادی صفت قرآن کی بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک محدود دائرہ میں آزادی دے کر انسان کو قرآن کی شکل میں ایسی تعلیم دی ہے جو خدا تک پہنچانے والی ہے۔ انسان کو چونکہ آزادی دی گئی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کام کرے اس لئے بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی کی رُو سے قرآن ہر بات کی دلیل دیتا ہے۔

تیسری بنیادی صفت قرآن کی یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ الفُرقان ہے۔ یہ قرآن پر عمل کرنے والے اور عمل نہ کرنے والے کے درمیان ایک ما بہ الامتیاز پیدا کر دیتا ہے۔ اسی لئے ایک سچے مخلص احمدی کی زندگی دوسروں سے مختلف ہوتی ہے۔ ۱۹۷۶ء میں جب مَیں ڈیٹن (امریکہ) گیا اور وہاں کے میئر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ڈیٹن کے شہریوں میں سے جو لوگ آپ کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور جن کی آپ نے تربیت کی ہے وہ دوسرے شہریوں سے مختلف انسان نظر آتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے خلاف آج تک کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اور کسی بھی احمدی کے خلاف کوئی کیس نہیں بنا۔ سو یہ ہے ایک فرقان۔

رمضان کے روزوں کی حکمت

لیکن اصل فرقان وہ ہے جو خدا کی نگاہ میں فرقان ہو۔ اس کے لئے خدا نے حکم دیا ہے کہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کہ جو بھی اس مہینے کو پائے وہ روزے رکھے۔ سو رمضان کے روزے مومنوں میں ما بہ الامتیاز پیدا کرنے کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہیں۔ ان کی وجہ سے ایک مومن کی رسائی خدا تک ہوتی ہے اور اس کے ساتھ مومن کا ایک زندہ تعلق قائم ہوتا ہے اور یہ زندہ تعلق ما بہ الامتیاز پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔

زندہ تعلق کی زندہ علامت

ایک مومن کے دل میں سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ اللہ کی ہستی اور بندہ کی ہستی میں تو بڑا فرق ہے۔ دونوں میں بڑا بُعد ہے۔ یہ فاصلہ کیسے پاٹا جائے گا۔ اور اللہ کے ساتھ بندہ کا تعلق کیسے قائم ہو گا۔ اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ہ (البقرہ آیت ۱۸۷)

یعنی یہ کہ (اے رسُول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تُو جواب دے کہ مَیں ان کے پاس ہی ہُوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اس کی دُعا قبول کرتا ہُوں سو چاہیئے کہ وہ دُعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

سو خدا کے ساتھ بندہ کے زندہ تعلق کی ایک زندہ علامت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے ایسے بندہ کی دُعا کو بطورِ خاص قبُول کرتا ہے اور رمضان کے روزے رکھنے کے نتیجہ میں یہی وہ مابہ الامتیاز ہے جو ایک مومن کو عطا ہوتا ہے اور وہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں فرقان کا حامل قرار پاتا ہے۔

مومنوں کو عطا ہونے والی دو عیدیں

یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالےٰ رمضان میں روزے رکھنے والوں کی دُعائیں زیادہ قبول کرتا ہے اور روزے مابہ الامتیاز یا فرقان پَیدا کرنے کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ رمضان کے علاوہ عام دنوں میں وہ دُعائیں قبُول نہیں کرتا۔ وہ ہر وقت دعائیں قبول کرتا ہے جب بھی اس کا کوئی بندہ مضطر ہو کر اس کے حضور جھکتا اور اس سے دُعا مانگتا ہے وہ اس کی دعا کو قبول کر کے اس کے لئے ایک عید پَیدا کر دکھاتا ہے۔

اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ ایک عید تو وہ ہے جس کا دروازہ ماہِ رمضان میں کھلتا ہے اور ایک عید وہ ہے جو عاجزانہ دُعائیں کرنے والے ایک مومن کو ہر وقت حاصل ہوتی رہتی ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ سے بڑھ کر ایک مومن کے لئے اور کیا عید ہو گی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر احمدی کو خدا تعالےٰ سے زندہ تعلق قائم کرنا چاہیئے تا کہ قبولیت دُعا کا حظ اسے حاصل ہو۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ خالق اور مالک ہے کبھی بندے کی مانتا ہے اور کبھی اپنی منواتا ہے اور دونوں ہی حالتیں مومن کے لئے عید کی آئینہ دار ہوتی ہیں اس لئے کہ اس کی اصل عید رضائے الٰہی میں ہوتی ہے۔

قبولیّت دُعا کے بعض خاص دروازے

پھر احمدی ہونے کی حیثیّت میں آپ کے لئے قبولیّت دعا کے بعض ایسے دروازے کھلے ہیں جو ہر وقت کھلے رہیں گے اور کبھی بند نہیں ہوں گے ایک جماعت کے لئے دعا کے دروازے کہ خدا تعالےٰ اس کی حفاظت فرمائے اور غیر معمولی ترقیات عطا کرکے اسے غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیاب کرے۔ دوسرے نوعِ انسانی کے لئے دعا کے دروازے کہ خدا تعالےٰ انہیں دینِ حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بھی مضطر بن کر آتا ہے خدا تعالےٰ اس کے لئے دروازہ کھول دیتا ہے۔ تم خدا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی بات نہیں منوا سکتے ہاں پاؤں پڑ کر اس کا فضل حاصل کر سکتے ہو۔

ایک دن میں پانچ عیدیں

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو ظاہری اعتبار سے تو دو عیدیں سال میں آتی ہیں لیکن قبولیتِ دعا پر زندہ ایمان رکھنے والے ایک مومن کے لئے ایک دن میں پانچ عیدیں بھی آسکتی ہیں۔ وہ ہر نماز میں عاجزی اور تضرّع کے ساتھ دُعائیں مانگ کر قبولیّتِ دعا کا حظ اٹھاکر اپنے لئے بار بار عید کے سامان پیدا کر سکتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اسے سچّے خواب دکھا کر اسے عید کی خوشیوں سے مالا مال کر سکتا ہے۔ جو لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سچّا خواب بھی نہیں آسکتا ان کے لئے یہ دروازہ بند ہے انہوں نے خود اپنے پر اس دروازے کو بند کر رکھا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ سچّا خواب ہوسکتا ہے۔ ہماری زندگیاں گواہ ہیں کہ سچّا خواب ہوسکتا ہے ہمارے لاکھوں

بچے ایسے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ سچے خواب دکھاتا ہے اور پھر انہیں پورا کر کے ان کے لئے عید کے سامان کرتا ہے۔

خدا کرے کہ قبولیت دعا کا دروازہ تمہارے لئے ہمیشہ کھلا رہے اور تم عملاً ایک عید کے بعد دوسری عید دیکھتے چلے جاؤ اور تم خدا تعالیٰ کی رضاء کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہو۔ تا قبولیت دُعا کے حظ سے وہ ہمیشہ ہی تمہیں شاد کام رکھے اور دائمی عید تمہیں ہمیشہ ہی حاصل رہے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ کے لئے، ساری دنیا میں رہنے والوں کے لئے یہ عید مبارک ہو اور خدا تعالیٰ اسلام کو دنیا میں غالب کر کے نوعِ انسانی کے لئے حقیقی عید کے سامان کرے۔ (آمین)

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دُعا کرائی اور پھر جملہ احباب کو باری باری شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ مصافحوں کا یہ سلسلہ بہت دیر تک جاری رہا۔ اس روز مَردوں اور بچّوں نے ہزاروں کی تعداد میں اپنے آقا ایدہُ اللہ سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح یہ عید انہیں علوم و معارف سے مالا مال اور رُوحانی کیف و سرور سے سرشار کرنے کا موجب بنی اور وُہ ناقابلِ بیان مسرّتوں سے لدے پھندے اپنے گھروں کو واپس لَوٹے۔

ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس سے اثر انگیز خطاب

۱۴؍ اگست ۱۹۸۰ء کو احمدیہ مشن انگلستان نے کیفے رائل ہوٹل پکاڈلی میں نہایت وسیع پیمانہ پر ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا جس سے حضور ایدہُ اللہ نے خطاب فرما کر اسلام کے خلاف پھیلی ہوُئی غلط فہمیوں کا نہایت مؤثر رنگ میں ازالہ فرمایا۔ اس تاریخی پریس کانفرنس کی اہمیّت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں انگلستان اور

مختلف ملکوں کے اخبارات، نیوز ایجنسیوں نیز ریڈیو اور ٹیلیوژن کارپوریشنوں کے ساٹھ سے زائد رپورٹروں اور فوٹوگرافروں نے شرکت کی۔ یہ صحیح معنوں میں ایک پُرہجوم پریس کانفرنس تھی جس میں مغربی دنیا کے ذرائع ابلاغِ عامہ کے نمائندے اسلامی ممالک میں رُونما ہونے والے واقعات اور ان کے عالمی اثرات کی روشنی میں اسلامی تعلیمات پر اعتراض کے رنگ میں سوالات کی بوچھاڑ کرنے کی غرض سے کھنچے چلے آئے تھے اور وہ آئے بھی تھے پوری تیاری کے ساتھ۔ ان کے سوالات کی نوعیّت سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسلام کو ظلم و تعدّی اور بربریّت کا مذہب ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے ان کے سوالات کے نہایت مدلّل اور برجستہ جواب دے کر اور قرآنی آیات کی رُو سے اسلامی تعلیم کے محاسن و فضائل کو اُجاگر کر کے ٹھوس دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ انسانی مساوات کا علمبردار مذہب ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس کی لازوال و بے مثال تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے وہ مسائل خاطر خواہ طریق پر حل ہوسکتے ہیں جن سے اس وقت دنیا دوچار ہے۔ حضور نے یہ بھی واضح فرمایا کہ وہ وقت آئے گا جب دنیا اپنے لاینحل مسائل سے تنگ آکر اسلام کی طرف متوجّہ ہوگی اور اسلام ان کے جملہ مسائل کو حل کر دکھائے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ دنیا امن و آشتی کا گہوارہ نظر آنے لگے گی۔ اسلام کے نہایت مؤثر دفاع کے لحاظ سے یہ اس دَور کی ایک کامیاب ترین پریس کانفرنس تھی جو مسلسل دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ سوال پر سوال ہوتے رہے اور ہر سوال کا رپورٹروں کو دلوں پر اثر کرنے والا نہایت مدلّل و برجستہ جواب ملتا رہا اور اسلامی تعلیم کا حُسن نکھر کر ان کے سامنے آتا رہا۔

پریس کانفرنس کا آغاز احمدیہ مشن انگلستان کے مبلّغ انچارج اور امام مسجد لندن کی مختصر تعارفی تقریر سے ہوا۔ جس کے بعد حضور نے نمائندگان پریس کو سوالات کرنے کی

دعوت دی ۔ چونکہ حضور قبل ازیں فرینکفورٹ ، ہمبرگ ، زیورک ، گوٹن برگ ، اوسلو اور ہیگ میں پریس کانفرنسوں سے خطاب فرما کر اسلام کی پُرامن تعلیم کو وضاحت سے بیان فرما چکے تھے اس لئے رپورٹروں کی کوشش یہ معلوم ہوتی تھی کہ اسلامی دنیا کی موجودہ حالت کی روشنی میں اس انداز سے سوال کیا جائے کہ جس سے یہ تأثر اُبھرے کہ گویا اسلام پُرامن مذہب نہیں ہے۔

اسلامی ملکوں میں جنگ و جدال پر اعتراض کا جواب

پہلا سوال ہی اس نوعیت کا تھا کہ جس سے بعض رپورٹروں کی مذکورہ بالا روش آشکار ہوئے بغیر نہ رہی ۔ ایک رپورٹر نے کہا احمدیّہ فرقہ اور باقی اسلامی دُنیا کے نقطۂ نظر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ درآنحالیکہ مشرق وسطیٰ کے اسلامی ملکوں میں باہم جنگ و جدال کی کیفیّت رُونما ہوتی نظر آرہی ہے آپ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام امن اور صلح و آشتی کا مذہب ہے؟

حضور نے فرمایا یہ میرا طریق نہیں ہے کہ مَیں اسلام کے سوا کسی اَور مذہب کے بارہ میں کچھ کہوں لیکن آپ کے سوال نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ مَیں عیسائیت کا ذکر درمیان میں لاؤں۔ یہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ ماضی قریب میں دو عالمی جنگیں لڑی جا چکی ہیں۔ مَیں پوچھتا ہوں کہ یہ جنگیں کن قوموں کے درمیان لڑی گئیں ؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ان جنگوں میں عیسائی عیسائیوں کے خلاف لڑتے رہے اس کے باوجود کوئی نہیں کہتا کہ ان جنگوں میں عیسائیّت، عیسائیّت کے خلاف نبرد آزما تھی ۔ کسی نے ان ہولناک جنگوں کا الزام عیسائیّت پر نہیں دھرا۔ اگر کسی مسلمان کا عمل اسلامی تعلیم کے خلاف ہو تو پھر اس کی وجہ سے اسلام پر اعتراض کیوں ؟ کسی مسلمان لیڈر کا طرزِ عمل اپنی جگہ ہے اور اسلام کی پُرامن تعلیم اپنی جگہ۔ قرآن کی تو پہلی آیت ہی اس بات پر دال ہے کہ اسلام کے نزدیک انسان ، انسان سب برابر ہیں اور سب ایک جیسے حقوق اور ایک جیسے احترام کے حقدار ہیں ۔ وہ آیت یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یعنی سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کی ربوبیّت سب کی یکساں پرورش کر رہی ہے۔ اس ایک آیت سے ہر قسم کے تعصّبات کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

اِسلام میں کوئی تضاد نہیں

اس پر ایک رپورٹر نے بعض اسلامی ملکوں کا نام لے کر ان کی اندرونی پالیسیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ہی عین اسلام قرار دے کر اسلام کی پُرامن تعلیم کے متعلق تشکوک و شبہات پیدا کرنے چاہے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ آپ اسلامی ملکوں کے باہم متضاد طرزِ عمل کو اسلام کی تعلیم سے خلط ملط نہ کریں۔ ان سیاسی لیڈروں میں سے بعض مذہبی لیڈر بھی ہیں لیکن وہ اپنے اپنے ملک میں مذہبی لیڈر تسلیم کئے جاتے ہیں ساری اسلامی دنیا انہیں اپنا مذہبی لیڈر نہیں مانتی پھر ہم دیکھتے ہیں مصر کی اپنی سیاسی حکمتِ عملی ہے۔ ایران کی اپنی سیاسی حکمتِ عملی ہے۔ اسی طرح سعودی عرب، لیبیا، شام اور عراق کے اپنے اپنے سیاسی پروگرام ہیں اور ہیں بھی ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد۔ اس کے بالمقابل اسلام تو صرف ایک ہی ہے۔ یہ ایک عظیم مذہب ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسلام سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اسلامی ملکوں کے باہم متضاد سیاسی طرزِ عمل کو عین اسلام قرار دے۔

اس مرحلہ پر حضور نے قرآن مجید ہاتھ میں لے کر اُسے بلند کرتے ہوئے فرمایا۔ اصل اسلام وہ ہے جو اس کتاب میں محفوظ ہے۔ مَیں ایک مذہبی آدمی ہوں۔ میں سیاست میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ میرا پیغام اسلام کا پیغام ہے۔ اسلام کہتا ہے انسان، انسان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ بلا استثناء ہر انسان سے محبت کرو اور اس کے حقوق غصب نہ کرو۔ اسلام میں تو حیوانات اور نباتات تک کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے۔ اسی لئے میرا پیغام یہ ہے کہ انسان، انسان سے محبّت کرنا سیکھے۔ اور اس بنیادی

اصل پر عمل پیرا ہو۔ "نفرت کسی سے نہیں محبت سب کے لئے"۔ اور اسی لئے مَیں کہتا ہُوں کسی اور کی طرف نہ دیکھو قرآن کی طرف آؤ۔

یورپ کب اسلام قبول کرے گا؟

اس سوال کے جواب میں کہ یورپ کب اسلام قبول کرے گا؟ حضور رنے فرمایا۔ تم لوگ مہلک ہتھیار ہی جمع نہیں کر رہے بلکہ مسائل کے انبار بھی لگا رہے ہو۔ تمہارے مسائل بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں اور تمہیں ان کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ ایک وقت آئے گا کہ تم مسائل کے حل کی تلاش میں اندھیرے میں ٹکریں مار رہے ہوگے اور ہر طرف راستہ مسدود پاؤ گے۔ وہ وقت اسلام کا وقت ہوگا اور میرے لئے موقع ہوگا کہ مَیں اسلام کی روشنی تمہارے سامنے پیش کروں۔ اس وقت تم خود بخود اسلام کی طرف کھنچے چلے آؤ گے مَیں اس وقت کا منتظر ہُوں اور وہ وقت ضرور آئیگا۔

اِسلام دنیا میں غالب آکر رہے گا

اس پر ایک صحافی نے سوال کیا کہ آپ کا فرقہ جس اسلام کی تبلیغ میں کوشاں ہے وہ ایک دن دنیا میں غالب آجائے گا اور اس طرح آپ کی جماعت دنیا پر چھا جائے گی؟

اس سوال کے جواب میں حضور رنے فرمایا۔ آج سے ۹۲ سال قبل جب حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے اسلام کے دنیا میں غالب آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی اس وقت آپ اکیلے تھے۔ اب وہ اکیلا آدمی ایک کروڑ بن چکا ہے۔ اگر اگلے نوّے سال میں ہر احمدی ایک کروڑ بن جائے تو یہ تعداد دنیا کی آبادی سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ مَیں اس تعداد کی بات نہیں کرتا جو دنیا کی آبادی سے بھی آگے نکل جاتی ہے مَیں صرف دنیا کی آبادی کی بات کرتا ہُوں، اور بتانا چاہتا ہوں کہ دنیا کی آبادی کا مسلمان ہو جانا ناممکن نہیں ہے اسی لئے مَیں کہتا ہُوں کہ احمدی ساری دنیا میں پھیل جائیں گے۔

حضور نے جماعت کی تدریجی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرمایا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سب مذاہب کی اصلاح کرنا چاہتے تھے اس لئے سب متحد ہو کر آپ کے مخالف ہو گئے۔ اس کے باوجود آپ کی قائم کردہ جماعت رفتہ رفتہ ترقی کرتی چلی گئی۔ ہر دن جو چڑھتا ہے، وہ جماعت کو زیادہ مضبوط اور طاقتور بنانے کا موجب بنتا ہے۔ گزشتہ پچاس سال کے دَوران ہم افریقہ میں پانچ لاکھ عیسائیوں کو مسلمان بنا چکے ہیں۔ مَیں اسلام کے ساری دنیا میں غالب آنے کے بارہ میں پُرامید ہی نہیں پُریقین ہُوں اس لئے بھی کہ حالات اور زمانہ کی حرکت ہمارے حق میں ہے۔ عیسائیت کی ناکامی اس امر سے ہی ظاہر ہے کہ گرجاؤں پر "برائے فروخت" کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ اگر عیسائیت ناکام نہ ہُوئی ہوتی تو نئی نسلوں کے لئے مزید گرجے تعمیر کرنے کی ضرورت پڑتی اور پُرانے گرجاؤں پر "برائے فروخت" کے بورڈ آویزاں کرنے کی نوبت نہ آتی۔

اسی ضمن میں مزید فرمایا۔ مَیں آپ کا خیر خواہ ہُوں۔ دشمن نہیں ہُوں یہ خیر خواہی مجھے مجبور کرتی ہے کہ مَیں آپ کو بتاؤں کہ اس میں تو شک نہیں کہ انسانی زندگی کے بعض پہلوؤں کے اعتبار سے آپ نے بہت ترقی کی ہے اور تہذیب کو آگے بڑھایا ہے۔ لیکن انسانیت کے اعلیٰ معیار کے لحاظ سے آپ مہذب کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ آپ لوگوں کی اخلاقی گراوٹ دیکھ کر مجھے دُکھ ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کی نئی نسلوں کی صحت اور تعلیم کا معیار گر رہا ہے۔ خوراک اور دیگر اشیائے صرف کی بہتات اس کی ذمہ دار ہے۔ یہ صورتِ حال بھی اس امر کی آئینہ دار ہے کہ دنیا کو ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ نیا نظام اسلام کا ہی پیش کردہ نظام ہے۔

فتووں کی حقیقت | ایک رپورٹر نے آئینی ترمیم کی رُو سے احمدیوں کے "نامسلم" ہونے کا

ذکر کر کے احمدیوں کی طرف سے پیش کردہ اسلام کی پُرامن تعلیم کی اہمیّت کو کم کرنا چاہا۔
اس پر حضور نے فرمایا۔ ایک زمانہ تھا کہ پروٹسٹنٹ عیسائیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا۔ وہ دَور گزر گیا اور اب انہیں کوئی کافر نہیں کہتا۔ اور وہ عیسائی ہی شمار ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ماجرا گزرا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسا دنیا میں ہوتا ہی آیا ہے۔ بھٹو ایک ہوشیار انسان تھا اس نے اعلان یہ کیا کہ احمدی آئین یا قانون کی اغراض کے تحت نامسلم شمار ہوں گے۔ کسی اَور غرض کا اس نے ذکر نہیں کیا۔ جہاں تک خود کو مسلمان کہنے کا تعلق ہے۔ حضور نے سورۃ الحجرات کی آیت ۱۵ سے استدلال کر کے ثابت کیا کہ کوئی کسی کو اس امر پر مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھنے کے باوجود خود کو غیر مسلم کہے کیونکہ اس آیت کی رُو سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی یہ حق دیا ہے کہ جن کے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں۔

غیر ملکی سفیروں کے جان و مال کا تحفظ اور اسلام

بعض حالیہ واقعات کی روشنی میں جب غیر ملکی سفیروں کے جان و مال کے تحفظ کے بارہ میں حضور سے دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا۔ مَیں مذہبی آدمی ہُوں۔ سیاست میں دخل دیئے بغیر اس بارہ میں اسلامی تعلیم پیش کر سکتا ہوں۔ حضور نے قرآن مجید اور بعض قدیم تفاسیر کی رُو سے ثابت فرمایا کہ اسلام نے غیر ملکی سفیروں، سفارتی نمائندوں اور ایلچیوں کے جان و مال اور آزادی کے پورے پورے تحفظ کی تعلیم دی ہے۔ حتیٰ کہ ان قوموں کے سفیروں کو بھی مکمل تحفظ کی ضمانت دی ہے جو مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہوں۔

آئرش زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ

صحافیوں نے اقتصادی مسائل کے حل۔ عورتوں کے حقوق اسلام کی بالجبر اشاعت کے متعلق پادریوں کے اعتراضات

وغیرہ کے بارہ میں بھی متعدد سوالات کئے جن کے حضور نے بہت مدلل اور برجستہ جواب دئیے
ان سب امور کے بارہ میں اسلامی تعلیم کو بڑی وضاحت سے پیش کیا۔ اسلامی تعلیم کے محاسن
اور فضائل سے متأثر ہو کر آئرلینڈ کے ایک صحافی نے دریافت کیا کہ کیا آپ آئرلینڈ میں بھی
تبلیغی مشن کھولنے اور قرآن مجید کا آئرش زبان میں ترجمہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟
اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ مغرب و مشرق کے بیشتر ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں
اور قرآن مجید کا ترجمہ بھی متعدد زبانوں میں شائع ہو چکا ہے جن ممالک میں مشن نہیں ہیں۔
ان میں بھی ہم رفتہ رفتہ اپنے مشن کھول رہے ہیں اور ہماری کوشش یہ ہے کہ دنیا کی ہر زبان
میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کیا جائے۔ بہرحال ہماری کوششیں جاری ہیں اور ہم جلد یا بدیر
اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ویسے مجھے افسوس ہے کہ ہم ابھی تک آئرش زبان میں قرآن مجید
کا ترجمہ نہیں کر سکے ہیں۔

آئرلینڈ کے مسئلہ کے حل کے متعلق سوال کے بارہ میں فرمایا کہ آئرلینڈ کی قسمت کا فیصلہ
صرف وہاں کے لوگوں کو کرنا چاہیئے اور انہیں ان کا یہ حق ملنا چاہیئے۔ نیز فرمایا ڈی ویلرا ایک
عظیم اور بہادر لیڈر تھے لیکن دوسرے بڑے لوگوں کی طرح ان سے بھی بعض غلطیاں ہوئیں البتہ
وہ اس بات کے قائل تھے کہ امن کی بنیاد عدل پر ہونی چاہیئے اور یہی اسلام کا بھی پیغام ہے۔

ٹیلیوژن کارپوریشنوں کے نمائندوں سے علیحدہ ملاقات

اس پُر ہجوم اور طویل پریس کانفرنس کے اختتام پر ایل بی سی اور بی بی سی
کے نمائندوں نے حضور سے علیحدہ ملاقات کر کے بعض سوالوں کے جواب خود حضور ہی کی آواز
میں ریکارڈ کئے۔ ایل بی سی نے حضور کے اس انٹرویو کو اسی شام ٹیلی کاسٹ کیا۔

اخباروں میں وسیع پیمانہ پر اشاعت

اخبار نویس حضور ایدہ اللہ کے نہایت مدلل اور

برجستہ جوابات سے از حد متاثر ہوئے۔ جب "دی مسلم ہیرلڈ" لندن کے نمائندے نے بعض صحافیوں سے پریس کانفرنس کے متعلق ان کا تأثر دریافت کیا تو انہوں نے بلا تأمّل کہا کہ "حضرت امام جماعت احمدیہ نے اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے اسلام اور مسلمانوں کی عظیم خدمت انجام دی ہے۔"

پھر دنیا بھر میں اخبارات نے اس پریس کانفرنس کی خبر کو بہت نمایاں طور پر شائع کیا انگلستان کے "گارڈین"، برمنگھم پوسٹ، سنڈے ورلڈ، سنڈے پوسٹ، چرچ ٹائمز، روزنامہ جنگ، جنیوا کے فرانسیسی اخبار ٹریبیون، کویت کے "عرب ٹائمز" اور انڈونیشیا کے اخبارات میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ کے بڑے بڑے فوٹوؤں کے ساتھ پریس کانفرنس کی تفصیلی خبریں شائع ہوئیں یہ تو وہ اخبارات ہیں جن کے تراشے لندن مشن کو موصول ہوئے۔ ان کے علاوہ بھی نیوز ایجنسیوں کی وساطت سے دنیا کے بعض دیگر ممالک میں شائع ہونے کی اطلاعات ملیں لیکن وہاں کے اخبارات کے تراشے موصول نہ ہو سکے۔ سب سے زیادہ نمایاں اور تفصیلی خبر لندن کے با اثر اخبار روزنامہ "گارڈین" نے شائع کی۔ اس نے اپنے ۱۵ر اگست ۱۹۸۰ء کے شمارہ میں "ہوم نیوز" کے صفحہ کے بالائی حصہ میں اسے سب سے اہم خبر کے طور پر پانچ کالمی عنوان کے تحت شائع کیا اور ساتھ ہی تین کالموں میں پھیلی ہوئی حضور ایدہُ اللہ کی سات انچ لمبی اور پانچ انچ چوڑی بڑے سائز کی نہایت پُرکشش تصویر بھی شائع کی جس میں حضور نے قرآن مجید ہاتھ میں اُٹھایا ہُوا ہے اور حضور اسے اخبار نویسوں کو دکھا کر فرما رہے ہیں کہ اصل اسلام وہ ہے جو اس آسمانی صحیفہ میں محفوظ ہے۔ تصویر کے نیچے اخبار نے حضور ایدہُ اللہ کا اسمِ گرامی لکھنے کے علاوہ حضور کا بیان فرمودہ یہ عملی اصل الاصول بھی درج کیا کہ:۔

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

(یعنی محبّت سب سے، نفرت کسی سے نہیں)

خبر اتنی نمایاں اور تصویر اتنی دلکش اور جاذبِ توجّہ تھی کہ کوئی شخص بھی اُسے پڑھے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ الغرض بفضل اللہ تعالےٰ اسلامی تعلیم کی تبلیغ و اشاعت کے نقطۂ نگاہ سے اس دَور کی یہ نہایت ہی اہم پریس کانفرنس ہر لحاظ سے بہت کامیاب ثابت ہوئی۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ یہ بہت دُور رس نتائج پر منتج ہو گی۔

دینی نقطۂ نظر سے علومِ جدیدہ میں حصُولِ کمال کی بنیادی اہمیّت

قیامِ انگلستان کے پہلے مرحلہ (۷ اگست تا ۱۶ اگست) کے دَوران ۱۵ اگست ۱۹۸۰ء کو حضور نے مسجد فضل لندن میں تشریف لا کر نمازِ جمعہ پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں حضور نے غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیابی کی غرض سے علومِ جدیدہ میں کمال حاصل کرنے اور اس میں دوسروں پر سبقت لے جانے کی اہمیّت پر بہت دلنشین انداز میں روشنی ڈالی۔ حضور کے خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں سطورِ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کے بعد سُورۃ البقرہ کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:۔

لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُۥ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

(البقرہ آیت ۲۵۶)

(ترجمہ:۔ وہ اس کی مرضی کے سوا اس کے علم کے کسی حصّہ کو بھی پا نہیں سکتے۔

اس کا علم آسمانوں پر بھی اور زمین پر بھی حاوی ہے اور ان کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں اور وہ بلند شان والا اور عظمت والا ہے)

تحصیلِ علم سے متعلق تین بنیادی باتیں

اس کے بعد فرمایا اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر حاوی ہے، کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں، ہر چیز ہر وقت اس کی نگاہ میں ہے۔ پھر ہر چیز سے ہر آن اس کا ذاتی تعلق ہے۔ اُسی نے انسان کو علم کے حصول کی طاقتیں بخشی ہیں اور تسخیر عالم کی قوتیں اُسے عطا کی ہیں لیکن انسان اپنی حصولِ علم کی کاوش میں اتنا ہی بڑھ سکتا ہے جتنا خدا چاہے۔ اس سے آگے وہ جا ہی نہیں سکتا۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کے علم کی غیر محدود وسعت اور اس کی غیر محدود قدرت اور دوسری طرف انسان کو حصولِ علم کی عطا ہونے والی محدود استعداد سے تین باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ہمیں خدا داد استعداد کو کام میں لا کر حصولِ علم کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہم علم حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اس کی مدد کے بغیر ہم پر تحقیق کی راہیں نہیں کھل سکتیں اور تیسرے یہ کہ ہمیں حصولِ علم کی جدوجہد کے دوران دُعا کے ذریعہ اس کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیئے تا وہ رجوع برحمت ہو اور ہم پر حصولِ علم کی راہیں وا کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

حصولِ علم کی یہ بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بھی ہمارے ذہن نشین کرائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور رُوح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں

تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سُنو اور چُپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تا آسمان پر تمہاری مقبولیّت لکھی جاوے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صہ۶۶ طبع اوّل)

آپ کا یہ ارشاد کہ "فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے"۔ حصُولِ علم کے تعلق میں بنیادی اہمیّت کا حامل ہے۔ خدا تعالےٰ اس وقت ہی تعلیم دینے کے لئے فرشتوں کو مقرر کرے گا۔ جب ہم علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علمی ترقی کے لئے اس کے حضور دُعائیں کریں گے۔

غلبۂ اسلام کا زمانہ اور ہماری ذمّہ داری

یہ غلبۂ اسلام کا زمانہ ہے اور اللہ تعالےٰ سے توفیق چاہتے ہوُئے اسلام کو عملاً غالب کرنے کی ذمّہ داری ہماری جماعت پر ڈالی گئی ہے۔ غلبۂ اسلام کا یہ جہاد صرف دینی میدانوں تک ہی محدود نہیں ہے نہ یہ ذہنی اور اخلاقی میدانوں میں آگے بڑھنے تک محدود ہے بلکہ یہ اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھ کر دوسروں سے سبقت لے جائیں۔ فی الوقت مَیں علمی ترقی کے میدان میں سبقت لے جانے کی اہمیّت واضح کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ میں علمی ترقی بہت زیادہ ہونا تھی۔ انسان نے چاند پر قدم رکھنا تھا اور قریب ترین فاصلوں سے ستاروں اور سیّاروں کی تصاویر اتارنا تھیں۔ انسان نے علمی ترقی کے میدان میں یہ کارنامے سرانجام دے کر یہ سمجھ لیا کہ اس نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے جو کارنامے بھی سرانجام دیئے ان کی حیثیّت روئی سے جھڑنے والے چند بھوروں سے زیادہ نہ تھی۔ ان لوگوں کے غرور کو توڑنے کے لئے اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوُئے احمدیوں کے واسطے علم کے

میدانوں میں ترقی کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک دعا سکھائی گئی جو یہ ہے کہ رَبِّ اَرِنِیْ حَقَآئِقَ الْاَشْیَآءِ۔ یعنی اے میرے ربّ! مجھے اشیاء کے حقائق دکھا۔ اس میں دراصل یہ بتانا مقصود تھا کہ علمی ترقی کے لئے دُعا کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔ مغربی اقوام نے دیگر علوم کی طرح نیوکلیئر فزکس میں ترقی تو کی لیکن عارفانہ دعا کے فیض سے انہوں نے اپنے آپ کو محروم رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی علمی ترقی کی لگن، تڑپ اور جد وجہد کو ایک جاہل کی دعا کے طور پر اسے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مجوبانہ دعا قرار دیا ہے، قبول کر کے ان پر علمی ترقی کی راہیں کھول دیں ترقی تو انہوں نے کر لی۔ لیکن حقائق الاشیاء تک ان کی رسائی نہ ہو سکی۔ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ کی رُو سے انہیں اپنی تحقیقات کو انسانوں کے فائدہ کے لئے استعمال کرنا چاہیئے تھا لیکن انہوں نے کیا یہ کہ جاپان کے دو شہروں کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا۔

معرفتِ الٰہی کے حصُول کا ذریعہ ہمیں رَبِّ اَرِنِیْ حَقَآئِقَ الْاَشْیَآءِ کی دُعا اسی لئے سکھائی گئی ہے کہ ہم پر علمی میدان میں آگے بڑھنے کی راہ بھی کھلے اور ساتھ ہی ہمیں اللہ تعالےٰ کا نور بھی ملے تا کہ ہم اپنی علمی ترقی سے بنی نوعِ انسان کو دُکھ میں مبتلا نہ کریں بلکہ انہیں سُکھ پہنچائیں اور اسی طرح ان کے خادم بنیں جس طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

اسی لئے دنیوی علوم کے بارہ میں ہمارے نقطۂ نظر اور مغربی قوموں کے نقطۂ نظر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جنہیں دنیا محض دنیوی علوم کہتی ہے ہم انہیں معرفتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے ہر دینی صداقت کے لئے آیت

کا لفظ استعمال کیا ہے اسی طرح مظاہرِ قدرت کو بھی جن کا تعلق دنیوی علوم سے ہے اُس نے آیت قرار دیا ہے۔ بخارات کو بھی اس نے آیت قرار دیا ہے اور بادلوں کو بھی۔ پھر بارش کے برسنے کو بھی آیت قرار دیا ہے اور نہ برسنے کو بھی۔ اس لئے کہ بادل وہیں برستے ہیں، جہاں انہیں برسنے کا حکم ہو اور جہاں حکم نہ ہو وہاں نہیں برستے۔ کبھی وہ بادلوں کو حکم دیتا ہے کہ اس لئے برسو کہ بندوں کو اس کی ضرورت ہے اور کبھی حکم دیتا ہے کہ برسو تا زمین پر میرا قہر نازل ہو۔ برسنے کی ان دونوں حالتوں کو یا نہ برسنے کو اس نے اپنی اپنی جگہ آیت قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کا ہر جلوہ آیت ہے اور اس لئے آیت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ دنیوی علوم کی تحصیل کفر ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں کے علم کی تحصیل کو کفر قرار دیتا ہے۔ سو یہ بالبداہت غلط ہے جس قدر انسان اس کی صفات کے جلووں سے آگاہ ہوتا ہے اسی قدر اس کی معرفتِ الٰہی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کو بھی جانتا ہے اور اس کے جمال اور اس کی رحمت کو بھی پہچانتا ہے۔ بہرحال جن علوم کو دنیا دنیوی علوم کہتی ہے۔ قرآن کریم نے انہیں بھی روحانی علوم قرار دیا ہے اور اس لئے قرار دیا ہے کہ وہ بھی معرفتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

علمی ترقی کا اہم منصوبہ

ہم احمدیوں نے اللہ تعالیٰ کو کبھی فراموش نہیں کرنا اور اس کی معرفت کے حصول سے کبھی غافل نہیں ہونا۔ اسی لئے مَیں نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہُوئی توفیق سے ایک تعلیمی منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا ہے اگر جماعت اس بارہ میں تعاون کرے اور میرے کہنے پر چلے تو علمی ترقی کی

راہیں کھلنے کے ساتھ ساتھ معرفت الٰہی میں ترقی کی بھی نئی راہیں کھل سکتی ہیں۔ اور قوم و ملک اور بنی نوعِ انسان کی خدمت بجا لانے کی بعض نئی راہوں پر گامزن ہونے کی توفیق بھی مل سکتی ہے۔

مَیں نے کہا یہ ہے کہ ہمارا ہر بچہ میٹرک تک ضرور تعلیم حاصل کرے۔ جس ملک میں خواندگی کی شرح ستر فیصد ہو اگر اس میں جماعت کا ہر بچّہ میٹرک پاس کرتا چلا جائے تو یہ امر خواندگی کی شرح میں اضافہ کا موجب ہوگا اور یہ ملک کی کتنی بڑی خدمت ہو گی۔

پھر اس منصُوبہ کی افادیت کا ایک پہلو اَور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اَن پڑھ ہے وہ قرآن کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے ایک میٹرک پاس میں قرآن کو سمجھنے کی اہلیّت پَیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو ذہین ہیں اور بی۔ اے۔ بی۔ ایس سی تک تعلیم حاصل کریں گے ان میں قرآن کو سمجھنے کی زیادہ صلاحیت پَیدا ہو جائے گی۔ علیٰ ہذا جو ایم۔ اے ایم۔ ایس سی اور پی۔ ایچ۔ ڈی کریں گے اُن میں قرآن کو سمجھنے کی اَور بھی زیادہ اہلیت پَیدا ہو گی۔ اس طرح ہمارے نوجوانوں میں قرآنی علوم و معارف سے فیضیاب ہونے کی راہیں بھی استوار ہوتی چلی جائیں گی۔

مزید برآں قرآنی علوم سے بہرہ ور ہونے کے نتیجہ میں ہمارے نوجوان دنیوی علوم میں ایسی دسترس حاصل کر سکیں گے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہو گی کیونکہ قرآن کریم ہر علم کے بارہ میں رہنمائی کرتا ہے۔ کوئی شعبۂ علم ایسا نہیں جس کے متعلق قرآن میں ہدایت موجود نہ ہو۔ قرآن نے شہد کے متعلق دو تین آیات میں عظیم الشان ریسرچ کا منصُوبہ پیش کیا ہے اسے پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ لوگ جب تک قرآن کی ہدایت کی روشنی میں علمی تحقیق نہیں کریں گے آپ دنیا کے رہنما نہیں بن سکتے۔

ہر بچّہ میٹرک ضرور پاس کرے ۔ یہ تو اس منصوبہ کی صرف ایک شق ہے۔ بورڈز اور یونیورسٹیوں کے امتحانات میں پوزیشنیں حاصل کرنے والوں کے لئے مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے سکالرشپس کا اہتمام اور ذہین ترین یعنی جینیئس قسم کے نوجوانوں کی استعدادوں اور صلاحیتوں کے نشوو ارتقاء کا انصرام اس منصوبے میں شامل ہے۔ ہم پر خدا تعالےٰ کا بڑا فضل ہے، کہ وہ جماعت کو ذہین بچّے عطا کر رہا ہے۔ سب سے بڑی نعمت جس سے وہ اپنے بندے کو نوازتا ہے یہی ہوتی ہے کہ اس کے ہاں ذہین بچّہ پیدا ہو جائے۔ ہم نے ہر بچّہ کو شروع ہی سے سنبھالنا ہے، اور درجہ بدرجہ اس کی تعلیمی ترقی کا ریکارڈ رکھنا ہے تاکہ کوئی ایک اعلیٰ ذہن بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ خاص طور پر جو غیر معمولی طور پر ذہین اور جینیئس ہوں ان کی تعلیمی ترقی کی نگہداشت کرنا اور انہیں ضائع ہونے سے بچانا جماعت کی ذمہ داری ہے۔ اور اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے ہی یہ تعلیمی منصوبہ جاری کیا گیا ہے اور اس میں انعامی وظائف اور طلائی تمغے دیئے جانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ابھی تو مَیں نے اس منصوبہ کو پاکستان میں ہی جاری کیا ہے۔ دو سال بعد مَیں اسے ساری دنیا میں جاری کرنے کا اعلان کروں گا۔ انشاء اللہ۔

الغرض تعلیمی ترقی کا ایک بڑا اچھا اور مفید منصوبہ شروع ہو گیا ہے اور علمی میدان میں ایک ایسی بنیاد رکھ دی گئی ہے جس کے ذریعہ ہم نے اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ علم کے میدان میں ترقی یافتہ قوموں سے سبقت لے جاکر اور اس طرح قرآنی علوم و معارف کی برتری ثابت کر کے اسلام کو دنیا میں غالب کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بچّوں میں غذائیت کی کمی دُور کرنے کی اہمیت

ایک اور بات جس کی طرف توجہ دینی ضروری ہے یہ ہے کہ اگر ذہین بچّوں میں غذائیت کی

کمی ہو تو اسے پُورا کرنے کی فکر کرنی چاہیئے تا کہ ان کی استعدادوں اور صلاحیتوں کی پورے طور پر نشوونما ہو سکے۔ ایسے بچوں کو ایسی دوائیں دینی چاہئیں جن سے غذائیت کی کمی پوری ہو سکے۔ ان میں سے ایک سویالیسی تھین SOYA LECITHIN (1200 MG) بھی ہے ہر بچّہ کو اس کے کیپسول کھلانا شروع کر دیں اور دعا بھی کریں پھر دیکھیں کہ خدا تعالےٰ ان کے ذہنوں کو کس طرح تیز کرتا ہے اور حصُولِ علم میں ان کے لئے کتنی آسانی اور سہُولت پیدا ہوتی ہے۔

مَیں نے یہ تعلیمی منصُوبہ ابھی یہاں (مراد انگلستان۔ناقل) شروع نہیں کیا ہے لیکن آپ کی ذمہ داریاں ابھی سے شروع ہو چکی ہیں کیونکہ دو سال بعد اسے یہاں بھی جاری کرنا ہے۔ تم خدا سے مانگو اور جو مانگو گے وہ تمھیں دے گا۔ انسانی کوششیں کچھ چیز نہیں ہیں۔ جب تک وہ برکت نہ ڈالے۔ پس اس سے مانگو اور پاؤ۔

اس کے بعد حضور نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔ احباب دُور دُور سے بہت کثیر تعداد میں آئے ہُوئے تھے۔ اس طرح ہزاروں احباب کو حضور کی اقتداء میں نماز ادا کرنے اور حضور کے پُر معارف ارشادات سے فیضیاب ہونے کا انمول موقع میسّر آیا۔

۱۶؍اگست کو حضور نے تمام دن دفتر میں تشریف فرما رہ کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اس سے اگلے روز ۱۷؍اگست کو حضور نے براستہ ایمسٹرڈم مغربی افریقہ کے دَورہ پر روانہ ہونا تھا۔

مسلسل تین ہفتہ تک یورپ کے مختلف ممالک میں اسلام کا بول بالا کرنیکے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی لندن سے مغربی افریقہ کے تاریخی دورہ پر روانگی

جماعت احمدیہ لندن کے احباب نے بہت کثیر تعداد میں جمع ہو کر حضور کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا

ایمسٹرڈم کے فضائی مستقر پر وزیر اعظم ہالینڈ نے از خود وی آئی پی لاؤنج میں تشریف لا کر حضور سے ملاقات کی۔

——— رپورٹ نمبر ۲ بابت ۱۶ تا ۱۸ اگست ۱۹۸۰ء ———

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ جون تا ۱۶ اگست مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، آسٹریا، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، ہالینڈ اور برطانیہ کا دورہ فرمانے، وہاں اسلام کا بول بالا کرنے اور بالخصوص اوسلو میں ناروے کی سب سے پہلی مسجد کا افتتاح فرمانے کے بعد ۱۷ اگست ۱۹۸۰ء کو لندن سے براستہ ایمسٹرڈم، برّ اعظم افریقہ کے اس خطّہ کا قصد فرمایا جسے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں دینِ اسلام کی صداقت کے ظہور اور حضرت خیر الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نور کی اشاعت کے لئے خاص طور پر منتخب فرمایا ہے۔ ہماری مراد مغربی افریقہ کے مادی و روحانی طور پر زرخیز خطّہ مردم خیز سے ہے۔ لندن سے بذریعہ ہوائی جہاز براستہ ایمسٹرڈم روانہ ہونے اور ایمسٹرڈم میں ایک رات قیام فرمانے کے بعد مغربی افریقہ میں حضور کی پہلی منزل نائیجیریا کا دارالحکومت لیگوس تھا۔

حضور کا مغربی افریقہ کا یہ دوسرا دورہ تھا کیونکہ قبل ازیں حضور ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ

کا تفصیلی دَورہ فرما چکے تھے جس کے نتیجہ میں نصرت جہاں کا آسمانی منصوبہ ظہور میں آیا اور وہاں درجنوں نئے سیکنڈری سکولوں اور احمدیہ ہسپتالوں کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس طرح وہاں خدمتِ اسلام اور خدمتِ نوعِ انسان کی ایک ایسی درخشندہ مثال قائم ہوئی کہ جس نے تسخیرِ قلوب کی راہ ہموار کر دکھائی۔

پہلے دَورہ میں حضور نے وہاں جو بیج بویا تھا اس کے نتیجہ میں اب وہاں نہایت سرسبز و شاداب کھیتیاں لہلہا رہی ہیں۔ ان کھیتیوں کی سرسبزی و شادابی، جو کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ[1] کی مصداق ہے، موجودہ دَورہ میں آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے اور دلوں کو کیف و سرور سے ہمکنار کرنے کا موجب بننے والی تھی۔ خدا تعالےٰ اس سرسبزی و شادابی کا مشاہدہ کرانے اور نئی کھیتیوں کی تخم ریزی کے لئے زمین تیار کرانے کے لئے حضور کو پھر وہاں لے جا رہا تھا۔

مغربی افریقہ کے اس دوسرے دَورہ کا آغاز شہرت و مقبولیت کی علامت کے طور پر ایک خاص نشان کے ظہور کا موجب ہؤا۔ وہ اس طرح کہ جب حضور مغربی افریقہ جانے کے لئے ایمسٹرڈم کے فضائی مستقر پہنچے تو ہالینڈ کے وزیر اعظم نے (جو امریکہ کے دَورہ سے اسی وقت واپس آئے تھے) ایرپورٹ پر حضور کی موجودگی کی اطلاع ملنے پر از خود وی آئی پی لاؤنج میں تشریف لا کر حضور سے ملاقات کی اور حضور سے بلا ارادہ اچانک ملاقات کو ایک پُرمسرت حسنِ اتفاق قرار دے کر از حد خوشی کا اظہار فرمایا۔

لندن سے براستہ ایمسٹرڈم لیگوس روانگی اور ایمسٹرڈم میں مختصر قیام کی رپورٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

لندن سے روانگی ۷ ار اگست کو بعد دوپہر حضور نے بذریعہ ہوائی جہاز ایمسٹرڈم روانہ

---

[1] سورۃ الفتح آیت ۳۰۔

ہونا تھا۔ اس روز حضور نے صبح دس بجے دفتر میں تشریف لا کر بارہ بجے دوپہر تک ڈاک ملاحظہ فرمائی اور خطوط کے جواب لکھوائے۔ اس کے بعد ڈیڑھ بجے مشن ہاؤس سے مسجد فضل میں تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ احبابِ جماعت حضور کو الوداع کہنے کے لئے بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔

مستورات تو پہلے ہی سے محمود ہال میں جمع تھیں اور وہیں انہوں نے حضور کی اقتداء میں نماز ادا کی تھی۔ جملہ احباب نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد مشن ہاؤس کی اندرونی سڑک کے دونوں جانب قطاروں میں آ کھڑے ہوئے۔ سفر کے لئے تیار ہو کر حضور پونے دو بجے کے بعد مشن ہاؤس سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ احباب شریک ہوئے۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے احباب کی طرف ہاتھ ہلا کر بلند آواز سے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہا۔ فضا وَعَلَیکُم السَّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سے گونجی اور اسی گونج میں حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع اہلِ قافلہ موٹروں میں سوار ہو کر ہیتھرو ایرپورٹ کی جانب روانہ ہوئے۔ سڑک پر کھڑے ہوئے سینکڑوں احباب اور محمود ہال کے صدر دروازہ پر کھڑی ہوئی باپردہ خواتین نے ہاتھ ہلا ہلا کر اور السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہہ کہہ کر حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ امام مسجد لندن محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، مبلغین انگلستان مکرم منیر الدّین شمسؔ اور مکرم مبارک احمد ساقیؔ، مبلغ سکاٹ لینڈ مکرم بشیر احمد آرچرڈ، مکرم ڈاکٹر ولی شاہ، مکرم سعید احمد جسوال، مکرم محمد احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرائیڈن اور مکرم بشیر احمد صاحب شیدا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گرین ورڈ مشایعت کی غرض سے علیحدہ کاروں میں ایرپورٹ تک جانے کے لئے ساتھ ہی روانہ ہوئے۔

ہیتھرو ایرپورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں گیمبیا کے ایک سینئر سفارت کار مسٹر کنٹے (MR. KINTE) نے حضور کا استقبال کیا۔ وی آئی پی لاؤنج میں تشریف فرما رہ کر حضور نے ان سے اور ایرپورٹ پر تشریف لائے ہوئے احباب جماعت سے ۴۵ منٹ تک باتیں کیں اور پھر سب کو شرف مصافحہ عطا فرمانے اور ہوائی جہاز میں سوار ہونے کے بعد سوا چار بجے سہ پہر ایمسٹرڈم روانہ ہوئے۔

ایمسٹرڈم میں ورود و استقبال

پانچ بجے شام حضور کا جہاز ایمسٹرڈم ایرپورٹ پر اُترا۔ وہاں امام مسجد مبارک ہیگ مکرم اللہ بخش صاحب، مبلّغ ہالینڈ مکرم ناصر احمد صاحب شمس، مکرم عبدالعزیز صاحب جمّن بخش، مکرم عبدالحمید فان در فیلدن، مکرم عبدالعزیز فرحاخن، مکرم محمود لودویک، مکرم طاہر احمد سفیر اور مکرم حلیم یوسف حضور کے استقبال کے لئے ہیگ سے آئے ہوئے تھے۔ حضور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور وی آئی پی لاؤنج میں کچھ دیر قیام فرما کر ان سے باتیں کیں۔ اور پھر ان سب احباب کی معیّت میں ایرپورٹ سے چند کلومیٹر دور شیریٹن ہوٹل SHERATON SCHIPHOL INN تشریف لے گئے اور کے ایل ایم کے زیر انتظام مع اہل قافلہ ایک رات کے لئے وہاں قیام فرمایا اس سے اگلے روز حضور نے ڈچ ایرلائنز (KLM) کے طیارہ میں لیگوس روانہ ہونا تھا۔

لیگوس کے لئے روانگی

۱۸ راگست کو گیارہ بجے قبل دوپہر حضور مبلّغ انچارج ہالینڈ مشن مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب اور ہیگ سے آئے ہوئے دیگر احباب کی مشایعت میں ایمسٹرڈم ایرپورٹ تشریف لے گئے اور لیگوس تشریف لے جانے کے لئے کے ایل ایم کے جہاز میں سوار ہونے سے قبل ۴۵ منٹ کے قریب ایرپورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں قیام کر کے احباب جماعت سے باتیں کیں۔ اسی دوران ہالینڈ کی کرسچین

ڈیمو کریٹک پارٹی کے مقتدر لیڈر مسٹر اے۔فن آخت (MR. A VAN AGT) جو ۱۹۷۷ء سے ملک کے وزیر اعظم ہیں امریکہ کے دَورہ سے واپس وطن تشریف لائے اور ہوائی جہاز سے اُترنے کے بعد استقبال کے لئے آئے ہوئے دیگر سربرآوردہ حضرات کی معیّت میں وی آئی پی لاؤنج کے ایک علیحدہ حصّہ میں آکر ٹھہرے۔ انہوں نے آتے ہی اپنے افسر تقریبات کو بھجوا کر یہ پتہ کرایا کہ وی آئی پی لاؤنج کے دوسرے حصّہ میں کون قیام فرما ہیں۔جب انہیں عالمگیر جماعت احمدیّہ کے سربراہِ اعلیٰ (سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہُ اللہ) کی ایرپورٹ پر موجودگی کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے ذاتی عملہ کے ایک افسر کے ذریعہ حضور کی خدمت میں یہ پیغام بھجوایا کہ انہیں اس وقت ایرپورٹ پر ہی ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرنا ہے کانفرنس سے فارغ ہوتے ہی وہ خود آکر آپ سے ملاقات کریں گے۔

وزیرِ اعظم ہالینڈ کے ساتھ گفتگو

اس بات کو پندرہ بیس منٹ ہی گزرے ہوں گے، کہ پریس کانفرنس سے فارغ ہوتے ہی وزیر اعظم موصوف اپنے ذاتی عملہ کے بعض افسران کے ہمراہ وی آئی پی لاؤنج کے اس حصّہ میں جہاں حضور قیام فرما تھے تشریف لے آئے۔ انہوں نے آتے ہی حضور کے ساتھ بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔مجھے امید ہے آپ نے ہالینڈ میں اپنے قیام کو بہت پُرلطف پایا ہوگا۔

حضور نے ان سے اچانک ملاقات ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا۔ ہالینڈ میں میرا قیام ہمیشہ ہی پُرلطف ثابت ہوا ہے۔ یہاں کے لوگوں کو مَیں نے ہمیشہ ہی بہت شائستہ اور خوش اخلاق پایا ہے اور وہ ہر بار ہی مجھ سے بہت مہربانی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے رہے ہیں۔

وزیر اعظم موصوف نے فرمایا یہ امر میرے لئے مزید مسرّت کا موجب ہے کہ آپ یہاں پہلے بھی تشریف لاتے رہے ہیں۔ اس پر حضور نے اپنے سابقہ دَوروں کے متعلق اختصار سے بتایا۔ انہوں نے فرمایا یہ تو ایک اتفاق ہے کہ مَیں ایک ہی وقت میں امریکہ سے واپس آیا ہوں اور آپ نائیجیریا تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس اتفاق نے ہم دونوں کو ایئرپورٹ پر یکجا کر دیا اور ہماری ملاقات ہوگئی۔ حضور نے فرمایا۔ ہم دونوں کا ایک ہی وقت میں ایئرپورٹ پر آنا اور اس کے نتیجہ میں اچانک ملاقات کا موقع پیدا ہونا ایک اتفاق ہی نہیں بلکہ بہت پُرمسرّت حسنِ اتفاق ہے۔ اس بات سے وزیر اعظم موصوف بہت محظوظ ہوئے اور بڑے زور سے ہنستے ہوئے فرمایا۔ یقیناً یہ ایک پُرمسرّت حُسنِ اتفاق ہے۔ اور پھر اس جملہ کو انہوں نے کئی بار دُہرایا۔ اور پھر فرمایا آئندہ اگر آپ تشریف لائے اور مجھے امید ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں گے تو پھر آپ سے تفصیلی ملاقات ہوگی۔ ہم باہم مل کر باہمی دلچسپی کے موضوعات پر گفتگو کریں گے۔ حضور نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ ہمیں سب سے زیادہ توجہ عالمی امن کی طرف دینی چاہیئے۔ اگر خدا تعالٰی کو منظور ہوُا اور مَیں یہاں آیا تو اس موضوع پر آپ کے ساتھ تبادلہ خیالات باہمی استفادہ کا موجب ہوگا۔ وزیر اعظم موصوف نے اس کی تائید کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ وہ موقع ضرور آئے گا جب ہم باہم تبادلۂ خیالات کریں گے۔

چونکہ حضور کا جہاز روانہ ہونے میں بہت کم وقت باقی تھا اس لئے وزیر اعظم موصوف پُرمسرّت سفر کے بارہ میں نیک تمنّاؤں کا اظہار کرنے اور حضور کے ساتھ گرمجوشی سے مصافحہ کرنے کے بعد تشریف لے گئے۔ وزیر اعظم کے ساتھ گفتگو تمام تر انگریزی میں ہوئی اور کسی ترجمان کی ضرورت نہیں پڑی۔

وزیر اعظم کی امریکہ سے تشریف آوری کی وجہ سے پریس فوٹوگرافرز بھی آئے ہوئے تھے۔

انہوں نے اس ملاقات کے متعدد فوٹو کھینچے جو ۱۹ اگست کے اخباروں میں شائع ہوئے۔ خاص طور پر ایمسٹرڈم سے شائع ہونے والے روزنامہ "وارڈر کرنٹ" (LEEUWARDER COURANT) اور روزنامہ "آرن ہمس کرنٹ" (ARNHEMSE COURANT) نے بہت نمایاں فوٹو شائع کئے اور نیچے جو عبارت درج کی اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"وزیر اعظم ہالینڈ فان آخت ریاستہائے متحدہ امریکہ سے اعزازی ڈگری حاصل کرنے کے بعد کل سخپ ہول (SCHIPHOL) ایر پورٹ (مراد ایمسٹرڈم ایر پورٹ۔ مترجم) پہنچے۔ وہ ایر پورٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح سے ملے جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کے سربراہ ہیں۔"

وزیر اعظم کے تشریف لے جانے کے بعد حضور کے ایل ایم کے جہاز میں سوار ہو کر ساڑھے بارہ بجے دوپہر عازم لیگوس ہوئے۔
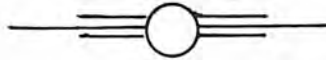
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں ورودِ مسعود

فضائی مستقر پر ملک کے کونہ کونہ سے آئے ہوئے ہزارہا جاں نثاروں کی طرف سے والہانہ استقبال

ننّھے سے بیج سے دُور دُور تک اُگنے والے شاداب کھیتوں اور اُن کی خوشنما ہریالی کا پُرکیف منظر

(رپورٹ نمبر ۲۲ بابت ۱۸ ؍ اگست ۱۹۸۰ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۸ ؍ اگست ۱۹۸۰ء کو کے ایل ایم کے طیارہ میں ساڑھے بارہ بجے دوپہر ایمسٹرڈم سے عازمِ لیگوس ہوئے تھے۔ حضور کا طیارہ اسی روز پونے چھ بجے شام لیگوس کے فضائی مستقر پر اُترا اور حضور نے نائیجیریا کی سرزمین پر قدم رنجہ فرمایا۔

یہ سرزمین وہ مُبارک سرزمین ہے جس پر امام آخر الزمان حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود کے ایک قدیمی اور مخلص صحابی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم کی تعمیل میں آج سے ساٹھ سال قبل اکیلے اور یکہ و تنہا وارد ہوئے تھے۔ آپ نے ایک یکسر اجنبی ماحول اور اجنبی قوم کے درمیان اس زمانہ کے دشوار گزار اور پُرخطر رستوں پر سفر کر کے اور اندرون ملک غیر متمدن علاقوں میں پہنچ پہنچ کر بڑی محنت و جانفشانی سے حقیقی اسلام کا بیج بویا تھا۔ آپ کے بعد محترم مولانا فضل الرحمٰن صاحب حکیم، محترم نسیم سیفی صاحب، محترم شیخ نصیر الدین احمد صاحب، محترم فضل الٰہی صاحب انوری اور موجودہ مبلغ انچارج محترم محمد اجمل صاحب شاہد نے درجنوں دیگر مبلغین کرام کے ہمراہ سیّدنا حضرت

خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ کی زیر ہدایت و زیر نگرانی اپنے اپنے وقت میں محنت و جانفشانی سے اس بیج کی آبیاری کی اور خونِ جگر سے اسے سینچ سینچ کر اس سے اُگنے والی کھیتی کو پروان چڑھایا۔ آج یہ کھیتی خدا تعالےٰ کے فضل سے پھل پھولکر ملک کے مختلف اطراف میں پھیلے ہوئے سرسبز و شاداب لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے کھیتوں میں تبدیل ہو چکی ہے اور ان کھیتوں کی شادابی و ہریالی کیا اپنے اور کیا پرائے سب کا ہی دل لُبھا لُبھا کر انہیں اپنی طرف مائل کر رہی ہے اور وہ خوش ہیں کہ ان کا اپنا ملک اس شادابی و ہریالی سے مستفیض ہونے میں مغربی افریقہ کے دوسرے ملکوں سے پیچھے نہیں ہے بلکہ بہتوں سے آگے ہے کیونکہ اس سے فیضیاب ہونے والی مغربی افریقہ کی اقوام میں سے غانا کے بعد اسی کا نمبر آتا ہے۔

حضور ایّدہُ اللہ کے وہاں ورود فرما ہونے پر ان لہلہاتے سرسبز و شاداب کھیتوں کی شادابی و ہریالی کی ایک وجد آفرین جھلک خود لیگوس کے فضائی مستقر (جو مرتلا محمّد ایرپورٹ کے نام سے موسوم ہے) کے وسیع و عریض پبلک لاؤنج اور اس کے باہر سڑکوں پر والہانہ انداز میں جھوم جھوم کر استقبالی نعرے لگانے والے ہزاروں ہزار احباب کے وجودوں میں بھی نظر آئی۔

لیگوس ایئرپورٹ پر والہانہ استقبال کا منظر

حضور ایدہُ اللہ کا استقبال کرنے اور حضور کی راہ میں آنکھیں بچھانے کے شوقِ فراواں کے زیرِ اثر احبابِ جماعت ہزارہا کی تعداد میں مُلک کے کونہ کونہ سے کھنچے چلے آئے تھے اور سہ منزلہ ایرپورٹ کی اُوپر نیچے بنی ہُوئی گیلریاں ان سے بھری ہُوئی تھیں۔ ان کی بکثرت آمد و رفت سے گھبرا کر ایرپورٹ کی انتظامیہ نے درخواست کی کہ استقبال کیلئے آنیوالے

لوگ ایرپورٹ کے بیرونی حصہ میں بنے ہوئے پبلک لاؤنج میں چلے جائیں اور جو لوگ لاؤنج میں نہ سما سکیں وہ شہر کی جانب جانے والی سڑک کے دونوں طرف پھیل جائیں تاکہ آنے جانے والے دوسرے مسافروں کو ایرپورٹ کے اندر آنے اور باہر نکلنے میں مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ انتظامیہ سے تعاون کرتے ہوئے ایرپورٹ کی گیلریاں خالی کر دی گئیں۔ اور ہزاروں ہزار احباب حسبِ ہدایت پبلک لاؤنج میں آ جمع ہوئے اور جنہیں وہاں جگہ نہ مل سکی وہ بیرونی سڑک کے دونوں طرف میلوں میل پھیلتے چلے گئے تاکہ جب حضور کی کار وہاں سے گزرے تو وہ حضور کی زیارت کر سکیں۔ صرف چند سرکردہ احباب کو اجازت دی گئی کہ وہ ہوائی جہاز کے دروازے پر پہنچ کر وہاں حضور کا استقبال کر سکتے ہیں۔

جہاز کے دروازے پر اور وی آئی پی لاؤنج میں استقبال

چنانچہ جب حضور ایدہ اللہ کا طیارہ ایرپورٹ پر آکر رُکا اور حضور جہاز کے دروازے سے باہر تشریف لائے تو مبلّغ انچارج نائیجیریا مشن و امیر جماعتہائے احمدیہ نائیجیریا محترم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد اور جماعت کے بعض سرکردہ احباب نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا مع دیگر اہلِ قافلہ ایرپورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں تشریف لائے۔ یہاں جماعتہائے احمدیہ نائیجیریا کے نیشنل پریذیڈنٹ محترم الحاج عبدالعزیز صاحب ابیولہ اور مجلس منتظمہ نائیجیریا کے اراکین حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ جناب عبدالعزیز ابیولہ نے آگے بڑھ کر اور حضور کو ایک بہت خوشنما ہار پہنا کر بہت پُرتپاک انداز میں حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے انہیں مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا۔ بعد ازاں حضور نے مجلسِ منتظمہ کے جملہ دیگر ارکان کو بھی مصافحہ کے شرف سے مشرّف فرمایا۔

اُدھر حضرت سیّدہ مدظلّہا کے وی آئی پی لاؤنج پہنچنے پر محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ نائیجیریا اور لجنہ کی بعض دیگر عہدیداران نے آپ کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور ہار پہنا کر اور مصافحہ کا شرف حاصل کر کے بہت ہی پُرتپاک انداز میں آپ کا استقبال کیا۔ حضرت سیّدہ وی آئی پی لاؤنج کے علیحدہ حصّہ میں ان کے درمیان تشریف فرما ہوئیں۔ اس دَوران اخباری نمائندوں نے جو خاصی بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے حضور سے بعض سوالات دریافت کرنے کی اجازت چاہی۔

اخباری نمائندوں کے ساتھ گفتگو

ایک سوال کے جواب میں حضور نے دَورۂ نائیجیریا کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ نائیجیریا میں میرا یہ دوسرا دَورہ ہے، مَیں اس سے قبل ۱۹۷۰ء میں پہلی بار نائیجیریا آیا تھا۔ مَیں احبابِ جماعت سے ملنے کے علاوہ بعض امور کا جائزہ لینے آیا ہوں۔ مثلاً یہی کہ گزشتہ دس سال میں جماعت نے کیا ترقی کی ہے اور تبلیغ اسلام کے جو نئے منصوبے شروع کئے گئے تھے ان کو عملی جامہ پہنانے میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے اور اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ پھر مَیں اہلِ نائیجیریا کو یہ پیغام دینے آیا ہوں کہ کسی سے نفرت نہ کرو بلکہ سب سے یکساں طور پر محبّت سے پیش آؤ۔ قرآن مجید نے مساواتِ انسانی پر بہت زور دیا ہے۔ اگر قرآنی تعلیم پر عمل کیا جائے تو دنیا سے ہر قسم کے جھگڑے مٹ سکتے ہیں اور یہ دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

افریقہ کے ترقی پذیر ملکوں کی حالت بہتر بنانے کے سلسلہ میں جماعت احمدیّہ کی خدمات سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ ہم محبّت پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ لوگوں کے دل جیتنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس طرح باہمی تعاون اور ایک دوسرے کے احترام کی فضا پیدا کرنے میں کوشاں ہیں اور خدا کے فضل سے ہمیں اس میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس ضمن میں حضور نے احمدیّہ ہسپتالوں اور سیکنڈری سکولوں کے ذریعہ

انجام دی جانے والی خدمت اور اس کے شاندار نتائج کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

ایک اخبار نویس نے کہا آپ نے مغربی افریقہ کے ملکوں میں سیکنڈری سکولز تو بڑی تعداد میں کھولے ہیں کیا آپ کا ارادہ نائیجیریا میں ایک علیحدہ یونیورسٹی قائم کرنے کا بھی ہے؟ حضور نے نفی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ ہمارا احمدیہ یونیورسٹی بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ آپ لوگوں کی اپنی یونیورسٹیاں بہت اچھی ہیں ان کی موجودگی میں علیحدہ یونیورسٹی بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم تو حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ سکول کھولکر بالخصوص مسلمانوں میں تعلیم کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا اور انہیں عیسائیت کے اثر سے بچانا چاہتے ہیں کیونکہ وہ تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ ویسے ہمارے سکولوں میں عیسائی بچے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہم انہیں بھی زیورِ علم سے آراستہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ کی جماعت دہریّت اور لادینی نظریہ ہائے حیات کا مقابلہ کرنے کے لئے دوسرے مذاہب کی تنظیموں سے تعاون کرنا پسند کرے گی۔ حضور نے فرمایا ہم تو ہر وقت تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ دوسرے بھی تعاون کرنے پر آمادہ ہوں۔ اسلام نے تو آج سے چودہ سو سال پہلے اہلِ کتاب کو تعاون کرنے کی دعوت دی تھی اور کہا تھا

یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط (آل عمران آیت ۶۵)

یعنی اے اہلِ کتاب کم سے کم ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ اور ایک ایسی بات میں تو ہم سے تعاون کرو جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں

اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ربّ بنایا کریں۔
اس زمانہ کے یہود و نصاریٰ نے تعاون کی اس دعوت کو قبول نہ کیا اور مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ اگر یہ دعوت قبول کرلی جاتی اور امورِ مشترکہ میں تعاون کی مستقل بنیاد پڑ جاتی تو آج مغرب میں دہریت نہ پھیلتی اور بعض دوسرے علاقوں میں کمیونزم کو فروغ حاصل نہ ہوتا۔ دہریت اور کمیونزم کا وجود ہی کہیں نہ نظر آتا۔ ایک اسلام ہی تو ہے جو مشترک امور میں باہمی تعاون کا علمبردار ہے۔

شرفِ مصافحہ اور بچّوں پر شفقت

وی آئی پی لاؤنج میں اخبار نویسوں سے مختصر بات چیت کے بعد جماعت نائیجیریا کی مجلسِ منتظمہ کے اراکین اور وہاں موجود بعض دوسرے احباب نے باری باری حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ بعض احباب اپنے چھوٹے چھوٹے بچّوں کو بھی ساتھ لائے ہوئے تھے اور انہیں انہوں نے اپنی گودوں میں اُٹھایا ہوا تھا۔ حضور نے ان بچّوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا۔ اور انہیں پیار کیا۔ سب سے چھوٹا بچہ سلیمان نامی مکرم الحاجی صلاح الدین صاحب کا تھا۔ وہ جب بچّہ کو گود میں لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے اس بچّہ کو نہایت پیار بھرے انداز میں دیکھتے اور اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا سر پکڑتے ہوئے اس کے رخسار پر پیار کیا۔ اپنے بچّہ کی اس خوش نصیبی پر الحاجی صلاح الدین کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ دوسرے احباب ان کی اس خوش نصیبی پر انہیں مبارک باد دیتے رہے۔

حضور سے مصافحہ کرکے احباب کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے سب ہی احباب نے باری باری (کسی نے حضور کے پیچھے کھڑے ہوکر اور کسی نے حضور کے قدموں میں بیٹھ کر) فوٹو اُترو ائے۔ ایک صاحب پر تو حضور سے مصافحہ اور دست بوسی کا شرف

حاصل کرکے خوشی اور وارفتگی کا ایسا عالَم طاری ہُوا کہ وہ وی آئی پی لاؤنج سے دیوانہ وار بھاگ کھڑے ہُوئے اور بھاگے بھاگے سیدھے ایرپورٹ کے بیرونی حصّہ میں واقع اس پبلک لاؤنج میں آئے جہاں احباب ہزاروں کی تعداد میں حضور کے انتظار میں باہر آنے والے راستہ کی طرف نظریں جمائے کھڑے تھے۔ وہ صاحب سراپا انتظار احباب کی قطاروں کے درمیان دَوڑتے چلے گئے وہ اُچھل اُچھل کر اور کُود کُود کر دَوڑتے جا رہے تھے اور چیخ چیخ کر کہتے جا رہے تھے۔

I HAVE SEEN HAZOOR, I HAVE KISSED HAZOOR

یعنی مَیں نے حضور کی زیارت اور دست بوسی کا شرف حاصل کر لیا ہے۔ خود اپنے ہی ایک بھائی کی یہ والہانہ پکار سُن کر پبلک لاؤنج اور بیرونی سڑک پر کھڑے ہُوئے سراپا انتظار ہزاروں ہزار جاں نثاروں میں مسرّت آمیز اضطراب کی ایک لہر دَوڑ گئی اور وہ خود اپنے درمیان حضور کی تشریف آوری اور شرفِ زیارت کی شکل میں اپنی مراد یابی کا بہت بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔

مسرّتوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہُوا سمندر

وی آئی پی لاؤنج میں حضور مجلس منتظمہ کے اراکین اور مجالس خدام و انصار کے نمائندوں کو شرفِ مصافحہ عطا کرنے اور بصد اشتیاق ان کے ساتھ باتیں کرنے اور انہیں پُرشفقت ارشادات سے نوازنے میں مصروف تھے کہ ایک دوست نے حضور کو اس امر سے مطلع کیا کہ ملک کے کونہ کونہ سے آئے ہُوئے ہزارہا احباب ایئرپورٹ کے پبلک لاؤنج اور بیرونی سڑکوں پر حضور کی تشریف آوری کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں اور حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب ہیں یہ سنتے ہی حضور اپنے مخلص و فدائی احباب سے ملنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہُوئے اور مبلغ انچارج اور مجلس منتظمہ کے اراکین کے ہمراہ ایئرپورٹ کے بیرونی حصّہ کی طرف جہاں احباب جمع تھے چل پڑے جُونہی احباب نے حضور کو اپنی طرف آتے اور لحظہ بلحظہ قریب سے قریب تر ہوتے

دیکھا توان پر وارفتگی کا ایسا عالم طاری ہؤا کہ وہ اپنے حال میں نہ رہے انہوں نے بے اختیار نعرہ ہائے مسرّت بلند کرنے شروع کر دیئے اور ایرپورٹ کی عمارت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونجنے لگی ۔ حضور جب ان کے درمیان پہنچے اور حضور نے متبسّم چہرہ کے ساتھ ہاتھ ہلا کر ان کے نعروں کا جواب دیا توان کا جوش و خروش نقطۂ عروج کو جا پہنچا اور وہ اُچھل اُچھل کر نعرے لگانے لگے ۔ بیک وقت ہزاروں انسان اُچھل اُچھل کر اور نعرے لگا لگا کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے ۔ خوشی تھی کہ ان کے چہروں ہی سے نہیں بلکہ رُؤیں روئیں سے پھُوٹی پڑ رہی تھی ۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ انسان نہیں بلکہ مسرّتوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہؤا سمندر ہیں جس میں تلاطم کی کیفیّت فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جارہی ہے ۔ بوڑھے اور عمر رسیدہ لوگ بھی جنہوں نے عمامے باندھے اور چوغے پہنے ہُوئے تھے ۔ فرطِ مسرّت سے بچّوں اور جوانوں کی طرح اُچھل رہے تھے اور کیوں نہ خوش ہوتے اور خوشی سے اُچھلتے جبکہ خدا نے ان کی دعائیں قبول کر کے انہیں ان کی مراد عطا کر دی تھی ، اور وہ ہزارہا میل دُور ہونے کے باوجود اپنے جان و دل سے عزیز آقا ایدہٗ اللہ کے دیدار سے مشرّف ہو رہے تھے ۔ وہ اُچھل اُچھل کر نعرے لگا رہے اور دلی خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور نگاہیں ان کی حضور کے چہرۂ مبارک پر جمی ہوئی تھیں ۔

حضور کچھ دیر اپنے ہزاروں ہزار سراپا شوق احباب کو شرفِ دیدار سے مشرف اور شاد کام کرنے اور خود ان کے ساتھ اس پُر مسرّت اجتماعی ملاقات سے رُوحانی فرحت حاصل کرنے کے بعد شاداں و فرحاں احباب کے درمیان اور فلک شگاف نعروں کی گونج میں سے گزر کر موٹر کار تک آئے اور مع حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا و دیگر اہل قافلہ موٹر کاروں میں سوار ہو کر فیڈرل پیلس ہوٹل کی جانب روانہ ہُوئے اگرچہ رات کا اندھیرا

چھا چکا تھا تاہم ایر پورٹ کے باہر سڑک کے دونوں جانب دُور دُور تک مشتاقین دید کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے اور وہ ہاتھوں میں اُٹھائی جھنڈیاں ہلا ہلا کر اور السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہہ کہہ کر اور وقفہ وقفہ سے نعرے لگا لگا کر حضور کا بہت ہی والہانہ انداز میں استقبال کر رہے تھے۔ ساتھ کے ساتھ وہ حضور کے چہرۂ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کی کوشش میں نیچے جھکتے ہوئے ایک دوسرے پر گرے پڑ رہے تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کے سینکڑوں کی تعداد میں خدام اپنی باوقار وردی کی وجہ سے ان میں سب سے نمایاں تھے۔ وہ نظم وضبط برقرار رکھنے میں بھی کوشاں تھے اور ساتھ کے ساتھ خود بھی بہت پُر جوش انداز میں نعرے لگا رہے تھے۔ احباب کی سڑک کے دونوں طرف قطاریں کئی میل تک چلتی چلی گئیں اور حضور موٹر میں بیٹھے بیٹھے بہت متبسم انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر ان کے خیر مقدمی نعروں اور سلام کا جواب دیتے رہے۔

حضور بالآخر آٹھ بجے شام کے قریب پچیس تیس موٹر کاروں کے طویل قافلہ کے ہمراہ فیڈرل پیلس ہوٹل پہنچے اور وہاں ہوٹل کی چودھویں اور آخری منزل پر پریذیڈنشل سویٹ نمبرا (PRESIDENTIAL SUITE No.1) کے کمروں میں فروکش ہوئے۔ چھ روز حضور نے اسی سویٹ (SUITE) میں قیام فرمایا۔
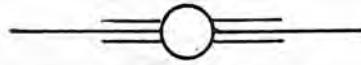
نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

جماعت کی مجلس منتظمہ کے اراکین اور جمہوریہ بینن کے نمائندہ سے ملاقاتیں۔ وسیع پریس کانفرنس سے خطاب

حضور کے اعزاز میں دیگئی استقبالیہ تقریب میں افسران اعلیٰ سفارتی نمائندوں اور دیگر سربرآوردہ اصحاب کی شرکت

ملاقاتوں پریس کانفرنس اور استقبالیہ تقریب میں متعدد پُرمعارف خطاب بیش قیمت نصائح اور زرّیں ارشادات۔

(رپورٹ نمبر ۲۳ بابت ۱۹ اگست ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پورے دس سال بعد نائیجیریا کے دورہ پر ۱۸ اگست ۱۹۸۰ء کی شام کو لیگوس میں ورود فرما ہوئے تھے۔ پہلی بار حضور نے ۱۹۷۰ء میں نائیجیریا کا دورہ فرمایا تھا۔

احمدیہ مشن نائیجیریا کی مختصر تاریخ نائیجیریا میں احمدیہ مشن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر نے ۱۹۲۱ء میں قائم فرمایا تھا۔ آپ نائیجیریا میں وارد ہونے والے جماعت احمدیہ کے پہلے مبلّغ اسلام تھے۔ آپ کے بعد علی الترتیب محترم مولانا فضل الرحمن صاحب حکیم مرحوم، محترم نور محمد نسیم سیفی صاحب، محترم نصیر الدین احمد صاحب، محترم فضل الٰہی صاحب انوری اور محترم محمد اجمل صاحب شاہد مبلّغ انچارج مقرر ہوئے۔ محترم اجمل صاحب

۱۹۷۲ء سے مبلّغ انچارج کی حیثیّت سے نائیجیریا میں فریضۂ تبلیغ ادا کر رہے ہیں۔ اِن سب مبلّغینِ انچارج اور ان کی معیّت میں درجنوں دیگر مبلّغینِ کرام کی بے لوث اور اَنتھک مساعی کے نتیجہ میں وہاں بڑی بڑی فعّال جماعتیں قائم ہوئیں جنھوں نے وہاں عیسائیّت کا اثر زائل کرنے اور عیسائیوں اور بدمذہب (مشرکوں) کو حلقہ بگوشِ اسلام بنانے میں اہم خدمات سرانجام دیں۔

اس وقت بفضل اللہ تعالےٰ نائیجیریا کے طول و عرض میں ایک سَو سے زیادہ جماعتیں قائم ہیں۔ وہاں سوا سَو سے زائد مسجدیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بعض مسجدیں تو بہت وسیع و عریض، خوبصورت اور عالیشان ہیں۔ اس وقت وہاں مبلّغ انچارج محترم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد سمیت ایک درجن مرکزی مبلّغین اور ۲۵ لوکل مشنریز فریضۂ تبلیغ ادا کر رہے ہیں۔ مرکزی مبلّغین میں محترم اجمل صاحب کے علاوہ مکرم مفتی احمد صادق صاحب، مکرم ظفر احمد صاحب سَرور، مکرم قریشی محمد انور صاحب (یہ چاروں مبلّغین حضور کے دَورہ کے وقت لیگوس کے مرکزی مشن کے ساتھ منسلک تھے)، مکرم منیر احمد صاحب بسمل مقیم کانو، مکرم عزیز الرحمٰن صاحب خالد مقیم اِلے رِیفے (اونڈو سٹیٹ) مکرم نصیر احمد صاحب چوہدری مقیم اکارے (اونڈو سٹیٹ) مکرم صفی الرحمٰن صاحب خورشید مقیم اجیبو اوڈے (اوگُن سٹیٹ)، مکرم مرزا محمد اقبال صاحب مقیم ایگبیڈے (بینڈل سٹیٹ) مکرم عبد المغنی زاہد صاحب مقیم اوویری (امیو سٹیٹ)، مکرم ملک محمد اکرم صاحب مقیم اِلارو (اوگُن سٹیٹ)، اور مکرم ذکر اللہ ایوب صاحب نائیجیرین مقیم جوس (پلیٹیو سٹیٹ) شامل ہیں۔

جماعت احمدیّہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس وقت نائیجیریا میں چار سیکنڈری سکول

اور چھ ہسپتال چلا رہی ہے۔ سات مزید سیکنڈری سکول کھولنے کا پروگرام ہے۔ تعلیم اور طِبّ کے میدانوں میں جماعت احمدیہ اہلِ نائیجیریا کی جو عظیم خدمت بجا لا رہی ہے، اس کا حکومت اور عوام سب پر بہت اچھا اثر ہے اور سب ہی اسے بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں اور از حد مدّاح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر میں جماعت کو عزّت و احترام کا ایک خاص مقام حاصل ہے۔ بندہ بندہ جماعت کے نام اور اس کے عظیم فلاحی کام سے بخوبی واقف ہے۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں میں اس کا تذکرہ عام سننے میں آتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حضور کی تشریف آوری پر نائیجیریا اور ملحقہ ممالک میں خوشی کی لہر

نائیجیریا میں حضور کی تشریف آوری پر نہ صرف نائیجیریا کی ایک سَو سے زائد احمدیہ جماعتوں اور ان کے احباب میں بلکہ مغربی افریقہ کے دیگر ممالک گیمبیا، سیرالیون، لائبیریا، نائیجر اور بینن وغیرہ کی جماعتوں میں خوشی کی لہر دَوڑ گئی یہی وجہ ہے کہ ان ایّام میں نہ صرف نائیجیریا کے دور و دراز علاقوں تک سے مبلّغینِ کرام اور احباب لیگوس کھنچے چلے آئے بلکہ مغربی افریقہ کے ان ممالک سے بھی جہاں اس دَورہ میں جانا حضور کے پروگرام میں شامل نہیں تھا وہاں کے مبلّغینِ کرام، احبابِ جماعت نیز احمدیہ سیکنڈری سکولوں کے اساتذہ اور احمدیہ ہسپتالوں کے ڈاکٹر صاحبان بھی بڑی تعداد میں لیگوس تشریف لے آئے۔ تاکہ حضور ایّدہُ اللہ کی زیارت، حضور کی تریاقی صحبت اور حضور کے زندگی بخش ارشادات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو سکیں۔ لہٰذا ان ایّام میں مرکزی احمدیہ مشن لیگوس کے علاوہ فیڈرل پیلس ہوٹل کے پریذیڈنشل سویٹ میں جس میں کہ حضور کا قیام تھا احمدی احباب اور بعض دیگر سربرآوردہ اصحاب (جو حضور سے ملاقات کے لئے قریباً روزانہ ہی تشریف لاتے تھے) کی بکثرت آمدورفت

کی وجہ سے خوب چہل پہل رہی اور جشن کا سا سماں بندھا رہا۔

نائیجیریا میں حضور ایّدہُ اللہ کی مصروفیات

حضور ایّدہُ اللہ نے اپنے قیامِ نائیجیریا کے چھ روز انتہائی مصروفیت میں گزارے۔ حضور ان ایّام میں لیگوس کے بعض علاقوں کے علاوہ اموسان، اجیبواوڈے، اِبادان اور اِلارو تشریف لے گئے جہاں متعدد احمدیہ ہسپتالوں کا معائنہ فرمانے کے علاوہ حضور نے تین مرکزی احمدیہ مساجد کی عالیشان عمارتوں کا افتتاح کیا۔ احباب جماعت کے متعدد اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ ایک وسیع پریس کانفرنس میں صحافیوں کے متعدد سوالوں کے جواب دے کر اسلامی تعلیم کی فضیلت پر روشنی ڈالی نیز احبابِ نائیجیریا کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ مزید برآں مبلّغینِ کرام، اساتذہ اور ڈاکٹر صاحبان کے علیحدہ علیحدہ اجلاسوں کی صدارت فرما کر انہیں بیش قیمت ہدایات سے نوازا۔ اس تمام عرصہ میں احبابِ نائیجیریا پر حضور کی بے مثال محبّت و شفقت اور خود احبابِ نائیجیریا کی طرف سے حضور کے ساتھ والہانہ محبّت و عقیدت اور خدمت و فدائیّت کے بہت وجد آفرین نظارے دیکھنے میں آئے۔

حضور کے ۱۸ر اگست کی شام کو لیگوس میں ورودِ مسعود اور والہانہ استقبال کا ذکر قبل ازیں رپورٹ نمبر ۲۲ میں کیا جا چکا ہے۔ بقیّہ دنوں کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات کی کسی قدر تفصیل ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

۱۹ر اگست ۱۹۸۰ء:-

جماعت احمدیّہ نائیجیریا کی مجلس منتظمہ کی ملاقات

نائیجیریا پہنچنے کے دوسرے روز یعنی ۱۹ر اگست کو ساڑھے دس بجے صبح حضور کی

مصروفیات کا آغاز جماعت احمدیہ نائیجیریا کی مجلس منتظمہ کے اراکین کے ساتھ اجتماعی ملاقات سے ہوا۔ یہ ملاقات فیڈرل پیلس ہوٹل کے پریذیڈنشل سویٹ کے ایک وسیع و عریض کمرہ میں ہوئی جس میں نشستوں کا بہت معقول انتظام تھا۔ حضور کے تشریف لانے اور صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد اس ملاقات کا آغاز مجلس منتظمہ کے اجلاس کی شکل میں تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا جو نائیجیریا مشن کے مبلّغ انچارج محترم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد نے کی۔ بعد ازاں حضور نے جماعتہائے احمدیہ نائیجیریا کے نیشنل پریذیڈنٹ محترم الحاج عبدالعزیز ابیولا صاحب سے دریافت فرمایا کہ میرے گزشتہ دَورہ کے بعد (جو ۱۹۷۰ء میں ہوا تھا) تبلیغی نقطہ نگاہ سے اب حالات کیسے ہیں؟ محترم ابیولا صاحب نے دس سال قبل کے حالات اور موجودہ حالات کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ اب حالات اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بہتر ہیں۔ اور اب ایسے علاقوں میں بھی جہاں ہمارے لئے پہلے کام کرنا ممکن نہ تھا میل ملاپ اور تبلیغ کی راہیں کھل رہی ہیں اور لوگوں کا ہماری طرف رجوع ہو رہا ہے۔

حضور کا خطاب

بعدہٗ حضور نے مجلسِ منتظمہ کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے اپنے حالیہ دَورہ یورپ کے تأثرات بیان فرمائے اور بتایا کہ حالات اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد جلد تبدیل ہو رہے ہیں اور مخالفتیں آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل بڑی سُرعت سے نازل فرما رہا ہے۔ اب یورپ والوں نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا ہے کہ جماعت احمدیہ ایسے پیغام کی حامل ہے جو ہمارے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے اور ہم اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ہر چند کہ یہ ایک بہت بڑی تبدیلی ہے لیکن اسے ابھی بیداری کے آغاز سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے

بعد ازاں حضور نے نائیجیریا میں جماعتی مساعی اور جدّوجہد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہمیں اپنی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کر کے عوام تک پہنچنا چاہیئے۔ اس کا ایک طریق یہ ہے، کہ ہم اپنے نئے سکول کھولنے کی طرف توجہّ دیں۔ حکومت خود ہم سے پانچ نئے سکول کھولنے کا مطالبہ کر رہی ہے اور چاہتی ہے کہ ہم یہ پانچ نئے سکول فوری طور پر کھول دیں۔ اگرچہ وقت کم ہے تاہم ہماری کوشش یہی ہے کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے ہم حکومت کا یہ مطالبہ پورا کر دیں۔ ہم نے ان سے دو باتوں کا مطالبہ کیا ہے ایک یہ کہ حکومت ان سکولوں کی عمارتیں تعمیر کرنے کے لئے زمین دے، دوسرے یہ کہ وہ اساتذہ بھجوانے کے لئے ان کے نام پر نائیجیریا آنے کے پرمٹ جاری کرے۔ حکومت ان دونوں باتوں کا انتظام کرے، انشاء اللہ تعالےٰ ہم پانچ سکول کھول دیں گے۔

حضور نے مسلم نارتھ (مراد نائیجیریا کا شمالی علاقہ جہاں مسلمانوں کی اکثریّت ہے) میں دو سکولوں کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے بلا تفریق و امتیاز سب کی خدمت کرنی ہے اور یہ سمجھ کر کرنی ہے کہ یہ ان لوگوں کا حق ہے کہ ہم ان کی خدمت کریں اور اس حق کا ادا کرنا ہماری ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں حضور نے مجلسِ منتظمہ کے اراکین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تمہیں سارے مسلمانوں اور اس مُلک کے تمام دوسرے باشندوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کرنا ہے۔ اگر وہ اس بات سے ناراض ہوتے ہیں تو ہونے دو۔ جب تمہارا خدا تم سے ناراض نہیں ہے تو پھر تمہیں کسی فکر کی ضرورت نہیں۔ اصل بات جس کی تمھیں سب سے زیادہ فکر ہونی چاہیئے یہ ہے کہ تم خدا تعالےٰ کی نگاہ میں مومن بنے رہو اور اس کی رضا تمھیں حاصل رہے۔ اسی لئے اسلام میں توبہ و استغفار کو لازم پکڑنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ توبہ و استغفار کو اپنا دائمی شعار بناتے ہوئے تمہیں

اسلام پر عمل کرنا چاہیئے اور سدا اس پر عمل پیرا رہنا چاہیئے۔ قرآن ایک عظیم کتاب ہے، اس نے انسانوں کے ہی نہیں درختوں اور جانوروں تک کے حقوق قائم کئے ہیں۔ ہمارا خدا رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے وہ اپنی پیدا کردہ ہر چیز کی رُبوبیّت کرتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم سب کے حقوق کی حفاظت کریں اور اس امر سے بے نیاز ہو کر کریں کہ دوسرے ہمیں ہمارا حق دیتے ہیں یا نہیں۔

آخر میں حضور نے ایک نہایت ہی خطرناک اور مہلک معاشرتی بُرائی سے بہر طور بچنے کی تلقین کرتے ہُوئے فرمایا۔ تفرقہ سب سے بُری بیماری ہے۔ اس لئے سب سے اہم بات یہی ہے کہ ہم جماعت میں ایک دوسرے سے نہ لڑیں بلکہ ہر ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور سب مل کر باہم بھائیوں اور بہنوں کی طرح رہیں۔

جماعت احمدیّہ جمہوریہ بینن کے نمائندہ وفد کی ملاقات

نائیجیریا کے پڑوسی مُلک جمہوریہ بینن کی جماعت احمدیّہ کا آٹھ دس افراد پر مشتمل ایک نمائندہ وفد مکرم الحاج راجی صاحب صدر جماعت احمدیّہ بینن و انچارج احمدیّہ مشن پورٹو نووو کی سرکردگی میں حضور ایدّہُ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے لیگوس آیا ہُوا تھا۔ حضور ایدّہُ اللہ نے ۱۹ راگست کی صبح کو جماعت احمدیّہ نائیجیریا کی مجلس منتظمہ کے اراکین سے ملاقات کے بعد جماعت احمدیّہ جمہوریّہ بینن کے وفد کو ملاقات کا شرف بخشا۔ اور ان کے ساتھ مغربی افریقہ کے ان ملکوں میں جہاں فرانسیسی بولی جاتی ہے تبلیغِ اسلام کی ضروریات کے مسئلہ پر گفتگو فرمائی۔

حضور نے پہلے ان سے ان کی ضروریات دریافت فرمائیں۔ انھوں نے جواب

میں فرانسیسی زبان میں تبلیغی لٹریچر مہیا کئے جانے کی اہمیت پر زور دیا۔ اور حضور کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کی کہ انہیں مطلوبہ تبلیغی لٹریچر مہیا کئے جانے کا انتظام فرمایا جائے۔ حضور نے فرمایا۔ ان علاقوں میں اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں کے لوگوں کو قرآنِ مجید کا فرانسیسی ترجمہ مہیا کیا جائے تاکہ قرآنِ مجید سے براہِ راست استفادہ کے نتیجہ میں ان پر اسلام کی صداقت اور کُل اَدیان پر اس کی لازوال فضیلت آشکار ہو سکے۔ چنانچہ فرانسیسی ترجمۂ قرآن کریم کی جلد طباعت کے سلسلہ میں سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ امید ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سال کے اندر اندر چھپ کر تیار ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا قرآن ایک عظیم کتاب ہے۔ پہلے آپ لوگوں کا قرآنی تعلیمات اور اس کے انوار سے مستفیض ہونا ضروری ہے کیونکہ جب تک آپ کو قرآنِ مجید کی عظمت کا علم نہیں ہوگا آپ دوسروں کو اس کی عظمت سے آگاہ نہیں کر سکتے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ قرآنِ مجید کا فرانسیسی ترجمہ جلد از جلد آپ لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائے۔ پورے قرآن کا ترجمہ تو انشاء اللہ ایک سال کے اندر اندر چھپ کر تیار ہوگا البتہ 'دیباچہ تفسیر القرآن' کا فرانسیسی ترجمہ انگلستان میں طبع ہو رہا ہے اور ہمیں توقع ہے کہ وہ چند ماہ میں مل جائے گا۔ یہ دیباچہ خود ایک ضخیم کتاب کی شکل میں ہے اور قرآنی علوم کو سمجھنے اور ان سے صحیح رنگ میں فائدہ اُٹھانے کے لئے اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔

حضور ایدہُ اللہ کے یہ ارشادات اراکینِ وفد کے لئے ازحد خوشی اور طمانیت کا موجب ہوئے۔ ایک اور خوش نصیبی ان کے حصہ میں یہ آئی کہ ملاقات کے اختتام پر حضور نے اراکینِ وفد میں سے ہر ایک کو مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا اور ہر ایک کو ہی معانقہ کے وقت کافی کافی دیر تک سینے سے لگائے رکھا۔ اس خصوصی شرف پر ان کی خوشی

کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ ان کا حال یہ تھا کہ وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب

۱۹ / اگست کو حضور نے علی الترتیب جماعت احمدیہ نائیجیریا کی مجلس منتظمہ اور جماعت احمدیہ جمہوریہ بینن کے نمائندہ وفد کو ملاقاتوں کا شرف عطا فرمانے کے بعد لیگوس کے فیڈرل پیلس ہوٹل کے پریذیڈنشل سویٹ میں ہی ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

سوا گیارہ بجے قبل دوپہر تک جب ڈیلی ٹائمز لیگوس، نیو نائیجیرین، کانکارڈ، پنچ، سکیچ وغیرہ اخبارات کے علاوہ نیشنل ٹیلیوژن اور ریڈیو کے ایک درجن سے زائد نمائندگان اور پریس فوٹو گرافرز اپنی اپنی نشستوں پر آکر بیٹھ گئے تو حضور نے تشریف لا کر ان سے خطاب فرمایا۔ حضور کے صدر جگہ پر تشریف فرما ہونے کے بعد پہلے نمائندگان پریس نے باری باری اپنا تعارف کرایا۔ بعد ازاں حضور نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ صاحبان سے مل کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ یہ آپ کی نوازش ہے کہ آپ تشریف لائے اور ملنے کا موقع دیا۔ آپ ہر قسم کے سوال کر سکتے ہیں۔ میں آپ کے سوالوں کے جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ اس پر اخبار نویسوں نے متعدد سوال کئے جن کے حضور نے بہت مدلّل اور برجستہ جواب دیئے۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔

دہریّت کے مقابلہ کا صحیح طریق

ایک اخبار نویس نے سوال کیا۔ آپ کی جماعت دُنیا میں اسلام کی اشاعت میں کوشاں ہے لیکن فی زمانہ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر جگہ دہریّت پھیل رہی ہے۔ لوگ مذہب کی ضرورت ہی کے نہیں خود خدا تعالےٰ کی ہستی کے ہی منکر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ دہریّت کی طرف میلان کو روکا جائے۔ آپ کے نزدیک دہریوں کو خدا تعالےٰ

کی ہستی کا قائل کرنے کا طریق کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل کرنے کا ایک طریق یہ ہے کہ ان کے سامنے ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پیش کئے جائیں۔ ہر چند کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے بڑے ٹھوس دلائل موجود ہیں اور وہ دہریوں کے سامنے پیش بھی کئے جاتے ہیں لیکن بالعموم دہریے ان کا کوئی اثر قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کسی بات میں یقین ہی نہیں رکھتے۔ ان کے سامنے کتنے ہی دلائل پیش کئے جائیں وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنے انکار پر مُصر رہتے ہیں۔

دلائل کے علاوہ دہریوں کو لاجواب اور قائل کرنے کا ایک اور طریق بھی ہے اور وہ ہے بھی از حد مؤثر۔ وہ ہے خدا تعالیٰ کے زندہ و تابندہ نشان پیش کرنے کا طریق۔ یہ نشان پیشگوئیوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں پر آئندہ زمانہ سے متعلق بعض اخبارِ غیبیہ ظاہر فرماتا ہے۔ جب وہ باتیں بعینہٖ پوری ہو جاتی ہیں تو کسی کو اس امر سے انکار کی گنجائش نہیں رہتی کہ خدا تعالیٰ ہے، وہ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے انہیں آئندہ زمانہ میں رُونما ہونے والے واقعات سے اطلاع دیتا ہے اور پھر وہ واقعات اسی طرح رونما ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کا سب سے بڑا ثبوت ہی یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ اپنی ہستی کا آپ ثبوت دیتا ہے۔

اس امر کے ثبوت میں کہ خدا تعالیٰ اپنی ہستی کا آپ ثبوت دیتا ہے حضور نے اپنے بعض الہامات بیان کرکے بتایا کہ اس نے جو کہا تھا اسے بعینہٖ اسی طرح پورا کرکے دکھایا اس ضمن میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بعض تازہ واقعات بیان کرکے فرمایا

کیا تائید و نصرت الٰہی کے یہ واقعات اس امر کا زندہ ثبوت نہیں ہیں کہ خدا تعالےٰ ہے اور وہ اپنی ہستی کا آپ ثبوت دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ہمارے مذہب کی بنیادی حقیقت ہی یہ ہے کہ اسلام پر عمل کرو، اللہ کی مرضی کے آگے اپنی مرضی چھوڑ دو، خُدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ قدم قدم پر تمہاری مدد کر کے اپنی معیّت کا ثبوت دے گا۔ تمہارا اس کے ساتھ ذاتی تعلق قائم ہو جائے گا اور وہ تم سے ہمکلام ہوگا ــــ ہم ہر روز اپنی زندگیوں میں اس کا تجربہ کرتے ہیں۔ اب اگر ساری دنیا مِل کر بھی خدا تعالےٰ کی ہستی کا انکار کرے تو ہم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ خدا نے ہم سے وعدہ کیا ہے، کہ دروازہ کھٹکھٹاؤ تمہارے لئے کھولا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس سے دہریّت کی جڑ کٹ جاتی ہے اس لئے کہ وہ اپنے حقیقی پیروؤں کو خدا تک پہنچا کر انہیں اس سے ہمکلامی کا شرف عطا کرتا ہے۔ ایسی صورت میں ہستی باری تعالےٰ کے انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دہریّت کا قلع قمع کرنے میں دوسرے مذاہب کے ساتھ تعاون

اس سوال کے جواب میں کہ جب اس زمانہ میں جملہ مذاہب کا مشترکہ مسئلہ دہریّت کا استیصال ہے تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ سب مذاہب مِل کر دہریّت کا مقابلہ کریں، حضور نے فرمایا ہم اس بات کے حق میں ہیں کہ ان تمام مذاہب کو جو توحید پر ایمان رکھتے ہیں مشترکہ طور پر ان نظریات کے خلاف جد و جہد کرنی چاہیئے جو خدا تعالےٰ کی ہستی یا اس کی توحید کے انکار پر مبنی ہیں۔ اسلام نے اس بارہ میں اشتراکِ عمل کی آج سے چودہ سو سال پہلے دعوت دی تھی اور اس بارہ میں دوسرے مذاہب کے پیروؤں کو مخاطب کر کے کہا تھا:۔

تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (آل عمران آیت ۶۵)

ترجمہ:۔ (کم سے کم) ایک ایسی بات کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ (اور وہ یہ ہے) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ربّ بنایا کریں۔

اس طرح اسلام نے دہریّت اور شرک کے خلاف تعاون کی ایک بنیاد فراہم کی تھی، لیکن دوسرے مذاہب نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اگر سب مذاہب اس دعوت کو قبول کر کے دہریّت اور شرک کے خلاف متحدہ کوششیں عمل میں لاتے تو دہریّت پر مبنی تحریکیں نہ اُٹھتیں اور دہریّت اس وسیع پیمانہ پر نہ پھیلتی جیسی کہ آج پھیلی ہوئی ہے۔

تشدّد آمیز مخالفت پر ہمارا ردِّ عمل

ایک اخبار نویس نے دریافت کیا کہ کیا آپ کی جماعت کو نائیجیریا میں تشدّد آمیز مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ مَیں نے تو یہاں تشدّد آمیز مخالفت کے کوئی نشان یا آثار نہیں دیکھے۔ ہماری جماعت یہاں کے عوام کی جو خدمت کر رہی ہے، اس کا ان پر بہت اچھا اثر ہے اور وہ اسے بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے مزید فرمایا۔ ویسے مَیں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی ہماری مخالفت کرتا ہے حتّٰی کہ گالیاں دیتا اور ایذا پہنچاتا ہے تو ہم طیش میں نہیں آتے ناراض بھی نہیں ہوتے ہم ایسے لوگوں کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں

سمجھ عطا کرے اور قبولِ حق کے لئے ان کے سینے کھول دے ۔ مخالفت پر ناراض ہونے کا سوال اس لئے نہیں پیدا ہوتا کہ کسی کی مخالفت سے حقائق بدل نہیں سکتے ۔ مثال کے طور پر اس کائنات کی حقیقت توحید باری تعالےٰ ہے ۔ اب اگر کوئی ہمیں توحید کا مخالف ثابت کرنا چاہتا ہے تو اس کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا ۔ اگر خدا ہم سے خوش ہے تو پھر ہمیں کسی کی ناراضگی کی کیوں فکر ہو ۔ ظلم کبھی نہیں پنپتا ۔ اور نفرت کبھی کامیاب نہیں ہوتی ، ہمیشہ محبّت ہی فتحیاب ہوتی ہے ۔ بنی نوع انسان کی محبّت ہمارے دلوں میں ہے اور یہ محبّت ہی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم انہیں راہِ نجات دکھائیں اور جو خدمت بھی ہم سے بن پڑے اُن کی ، بجالائیں ۔ ہم بعض لوگوں کی نادانی پر کیسے ناراض ہو سکتے ہیں ۔ ہمیں تو ان کے ساتھ اَور زیادہ ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور ہم ان کے لئے اَور زیادہ دُعائیں کرتے ہیں ۔

مشرقی نائیجیریا میں مزید سکول کھولنے کا پروگرام

اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ کی جماعت مشرقی نائیجیریا میں بھی سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے حضور نے فرمایا ۔ مشرقی نائیجیریا میں بھی ہمارا مشن کام کر رہا ہے وہاں بھی ہم نے سکول کھولے ہیں ۔ اور وہاں ابھی مزید سکول کھولنے کا پروگرام بھی زیرِ غور ہے ۔ بلا تفریقِ مذہب و ملّت و علاقہ سب کی خدمت کرنا ہمارا اصُول ہے ۔ سو تعلیمی اور طبّی میدانوں میں ہم مقدور بھر خدمت بجا لا رہے ہیں ۔ مزید برآں وہاں ہمارا مشن تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے میں بھی مصروف ہے اور ہم نے وہاں بہت سے عیسائیوں کو مسلمان بنایا ہے اور مسلسل بنا رہے ہیں ۔

مغربی ممالک میں تبلیغی مساعی اور اُن کے اثرات

ایک اخبار نویس نے پوچھا آپ مغربی ممالک میں بھی تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا

کر رہے ہیں کیا اشاعتِ اسلام کی مساعی افریقہ کی طرح وہاں بھی بار آور ہو رہی ہیں؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ یورپین اور دیگر مغربی ممالک میں تبلیغِ اسلام کی مستحکم بنیاد قائم کرنے کے بعد وہاں اشاعتِ اسلام کے کام کی ابتداء ہو چکی ہے۔ ہماری مساعی وہاں اس لحاظ سے بار آور ہو رہی ہیں کہ آہستہ آہستہ وہاں ذہنوں میں تبدیلی آ رہی ہے پہلے وہاں (نعوذ باللہ) اسلام کو بہت بُرا بھلا کہا جاتا تھا اور نبیوں کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نامناسب الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا۔ اب یہ لوگ خود اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں۔ ایک عیسائی نے کتاب تصنیف کی ہے اس نے اس میں تمام بنی نوعِ انسان میں سے اوّل درجہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو تیسری یا چوتھی پوزیشن پر رکھا ہے یہ ذہنی انقلاب اس امر کا ثبوت ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے فرمایا ہم اپنی جدوجہد کے موجودہ مرحلہ میں تعداد کو چنداں اہمیت نہیں دیتے۔ مسیح علیہ السلام نے زندگی بھر میں جتنے عیسائی بنائے تھے اس سے زیادہ ہم وہاں احمدی بنا چکے ہیں۔ ابتدائی مراحل میں تعداد کو نہیں بلکہ رفتہ رفتہ رُونما ہونے والی ذہنی تبدیلی کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ بالآخر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ لوگ ہر طرف سے مایوس ہو کر دھڑا دھڑ صداقت کو قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں اور حق غالب آجاتا ہے۔ اس وقت اہلِ یورپ اپنے مادی نظریات میں مگن ہیں لیکن وہ ان نظریات کے پیچھے پڑ کر اپنے لئے مسائل کا انبار لگا رہے ہیں اور ان مسائل کا حل ان کے پاس نہیں ہے۔ آخر جب وہ بالکل مایوس ہو جائیں گے اور انہیں اپنے ہر آن بڑھنے والے مسائل کا کوئی حل نظر نہیں آئے گا تو انہیں اسلام کی طرف آنا پڑے گا اور جب اسلام

ان کے مسائل حل کر دکھائے گا تو ان کے لئے اسلام کو قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونگے۔

حضور نے مزید فرمایا۔ حالات اس امر پر گواہ ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن نہیں ہے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ آج سے ۹۰ سال پہلے اکیلے تھے وہ اکیلا انسان ۹۰ سال میں ایک کروڑ بن چکا ہے۔ اگر آئندہ ۹۰ سال میں ان ایک کروڑ احمدیوں میں سے ہر احمدی ایک کروڑ بن جائے تو کیا آئندہ ایک صدی میں دنیا کی ساری آبادی احمدی نہیں ہو جائیگی۔ اور اسلام ساری دنیا میں غالب نہیں آجائے گا۔ بہرحال اسلام آگے بڑھ رہا ہے یہ بڑھتا ہی چلا جائے گا اور انشاء اللہ پورے کرۂ ارض پر چھا جائے گا۔

پریس کانفرنس سوا گھنٹے سے زائد عرصہ تک جاری رہی۔ اخبار نویسوں نے اسلامی ممالک کے موجودہ حالات اور بعض معاملات میں ان کے طرزِ عمل کے پیش نظر اسلامی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت چاہی۔ حضور نے اسلامی ممالک کے حالات اور طرزِ عمل پر کوئی تبصرہ کئے بغیر اسلامی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کو قرآن مجید کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا اور اس طرح اسلامی تعلیم کی فضیلت کو ان پر بہت دلنشین انداز میں آشکار فرمایا۔

استقبالیہ دعوت

۱۹ راگست کو ساڑھے سات بجے شام جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے حضور ایدہ اللہ کے اعزاز میں ہوٹل ایکو ہولیڈے اِن EKO HOLI-DAY INN میں وسیع پیمانہ پر ایک دعوتِ استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ حضور وقتِ مقررہ پر اس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ دعوت کے شرکاء میں جماعت احمدیہ نائیجیریا کی مجلسِ عاملہ کے اراکین، مبلّغینِ کرام اور بعض دیگر جماعتی عہدیداروں کے علاوہ بعض سربرآوردہ سرکاری اعلیٰ افسران، سفارتی نمائندے اور بہت سی دیگر اہم شخصیات

شامل نہیں۔ اس استقبالیہ دعوت کا ہوٹل کے دو علیحدہ علیحدہ ہال کمروں میں اہتمام کیا گیا تھا۔ ایک کمرہ مَردوں کے لئے مخصوص تھا۔ اس میں ڈیڑھ صد افراد کو حضور ایّدہُ اللہ کے ساتھ ماحضر تناول کرنے اور حضور کے بیش قیمت ارشادات سے مستفیض ہونے کا شرف حاصل ہؤا۔ پچاس کے قریب خواتین نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کے ساتھ کھانا کھایا اور انہیں آپ کے ارشادات سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔

دیگر سربرآوردہ مدعووینِ کرام میں انمبرا سٹیٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس مسٹر جسٹس بلون ڈو MR. JUSTICE MOSES BALONU چیئرمین نیشنل یونیورسٹی کمیشن، لیگوس سٹیٹ کے کمشنر مسٹر اِجمو لوکان (MR. IJMOLOKAN) سنٹرل بنک آف نائیجیریا کے ایگزیکیٹو ڈائریکٹر مسٹر الحاج اے۔ او۔ جی۔ کیوٹی (MR. A.O.G. QUITI) لیگوس سٹیٹ کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر اے۔ غنی اَگباجے (MR. A. GHANI AGBAJE) نائیجیریا کی نیشنل لیبر کانگریس کے پریذیڈنٹ مسٹر ایچ۔ او۔ سُمونو Mr. H.O. SUMONU فیڈرل یونیورسٹی کمیشن کے ایڈمنسٹریٹو ڈائریکٹر مسٹر یوسف، سیرالیون کے ڈپٹی ہائی کمشنر الحاج محمد فکیدا (ALHAJ MOHAMMAD FAKIDA) اور گیمبین ہائی کمیشن کے نمائندے مسٹر جبریل بھی شامل تھے۔

جُملہ مدعووینِ کرام کا حضور سے فرداً فرداً تعارف کرایا گیا۔ حضور نے مہمانانِ کرام کے ساتھ خوب گھُل مِل کر باتیں کیں۔ اور انہیں زرّیں ارشادات سے نواز کر اقتصادیات فنانس، تعلیم، طِبّ، صنعت و حرفت، زراعت، فلسفہ اور مذہب سے متعلق مسائل کے بارہ میں اسلامی تعلیم کی رُو سے ان کا حل بیان فرمایا۔ حضور مہمانوں کے درمیان گھوم پھر کر جب مہمان سے بھی مخاطب ہوتے اور اس کے اپنے شعبہ سے متعلق پیش کردہ اشکال کا حل اسلامی تعلیم کی رُو سے بیان فرماتے سب وہیں حضور کے گرد آ جمع ہوتے۔

اور حضور کے تبحرِ علمی اور خُداداد بصیرت پر عش عش کر اُٹھتے۔

اسی دَوران ایک احمدی ڈاکٹر جنہوں نے انہی دنوں ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کرکے فائنل امتحان میں یونیورسٹی میں ریکارڈ قائم کیا تھا حضور سے نیاز حاصل کرنے کے لئے حاضرِ خدمت ہُوئے۔ حضور نے انہیں شرفِ مصافحہ عطا فرمانے کے بعد نصیحتًا فرمایا۔ اس کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکر بجالاؤ اور اس امر کو کبھی فراموش نہ ہونے دو کہ شفا خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے دواء کی شکل میں تدبیر کے ساتھ ساتھ دعا کی اہمیت اور اس کی انقلاب انگیز تاثیر پر بہت رُوح پرور انداز میں روشنی ڈالی جو سامعین کے لئے بہت ازدیادِ ایمان اور ازدیادِ علم کا موجب ہُوئی۔

سیرالیون کے ڈپٹی ہائی کمشنر جناب الحاج محمد فکیدا حضور کے ارشادات سے بہت متأثر ہوئے وہ بہت مسرور نظر آرہے تھے انہوں نے حضور کو اسی دَورہ میں سیرالیون بھی تشریف لے جانے کی دعوت دی اور عرض کیا کہ اگر حضور سیرالیون تشریف لے جانا منظور فرمالیں تو وہ خود پہلے ہی سیرالیون پہنچ کر میزبان کے طور پر حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کرینگے۔ حضور نے ان کا شکریہ ادا کیا اور طے شدہ پروگرام کے مطابق انہیں بتایا کہ اس دَورہ میں سیرالیون جانا شامل نہیں اسی لئے حضور اس دفعہ احمدیہ مشن سیرالیون کی دعوت بھی منظور نہیں فرما سکے خدا تعالیٰ کو منظور ہوُا تو حضور آئندہ کسی دَورہ میں سیرالیون جانے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ پُرلطف مجلس ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ حضور مہمانانِ کرام کو علوم و معارف اور زرّیں ارشادات سے نوازنے کے بعد ۹ بجے شب کے بعد "ایکو ہولیڈے اِن" سے فیڈرل پیلس ہوٹل واپس تشریف لائے۔ اور اس طرح لیگوس میں قیام کے دوسرے دن (۱۹ر اگست ۱۹۸۰ء) کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں ؎

نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی وجماعتی مصروفیات

اموسان اور اجیبواوڈے میں احمدیہ ہسپتالوں کا معائنہ اور والہانہ استقبال کا پُرکیف منظر

ابادان میں حضور کا ورودِ مسعود اور ہزارہا احباب کی طرف سے پُرجوش مسرت کا والہانہ اظہار

نوتعمیر شدہ عالیشان مسجد کا افتتاح۔ ظہر وعصر کی نمازوں کے بعد حضور کا ولولہ انگیز خطاب

(رپورٹ نمبر ۴۲۔ بابت ۲۰؍ اگست ۱۹۸۰ء)

نائیجیریا میں قیام کے تیسرے روز یعنی ۲۰؍ اگست ۱۹۸۰ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اوگون سٹیٹ کے قصبات اموسان اور اجیبواوڈے میں احمدیہ ہسپتالوں کا معائنہ فرمایا اور پھر وہاں سے اویو سٹیٹ کے شہر ابادان تشریف لے جاکر اور وہاں نوتعمیر شدہ وسیع وعریض عالیشان احمدیہ مسجد میں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا نیز افتتاح کے بعد ہزارہا احباب کو ایک بصیرت افروز و ولولہ انگیز خطاب سے نوازا۔

ان سب مقامات پر اور بالخصوص مغربی افریقہ کے سب سے بڑے شہر ابادان میں حضور کی تشریف آوری پر ہزاروں ہزار احباب نے اس والہانہ انداز میں حضور کو خوش آمدید کہا اور اس جذبہ و جوش کے ساتھ دلی مسرت کا اظہار کیا کہ یوں معلوم ہوتا

تھا کہ ان پر وارفتگی کا عالم طاری ہے اور یہ اپنے حال میں نہیں ہیں اور ان کا یہ جذبہ و جوش کبھی تھمنے کا نام نہ لے گا۔

۲۰ر اگست کی مصروفیات کی کسی قدر تفصیل ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

اِبادان کے لئے روانگی حضور ایدہ اللہ مع حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا و مع اہلِ قافلہ صبح ساڑھے نو بجے اِبادان تشریف لے جانے کی غرض سے فیڈرل پیلس ہوٹل لیگوس سے بذریعہ موٹر کار روانہ ہوئے۔ روانگی اس طرح عمل میں آئی کہ حضور ایدہ اللہ کی موٹر کار درمیان میں تھی آگے مجلس خدّام الاحمدیہ لیگوس کے اراکین اپنی یونیفارم میں ملبوس ایک کھلی جیپ اور احمدیہ مشن نائیجیریا کی مائیکرو بس میں سوار تھے ان کے آگے موٹر سائیکلوں کا بیڑا تھا جنہیں چاق و چوبند خدّام چلا رہے تھے۔ حضور کی کار کے پیچھے اہلِ قافلہ، مبلّغین نائیجیریا، مجلس منتظمہ کے اراکین اور مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک سیرالیون، لائبیریا، گیمبیا وغیرہ کے نمائندہ وفود کی ایک درجن کے قریب کاریں تھیں۔ موٹر سائیکلوں پر سوار خدّام شہر کے چوراہوں پر پہلے سے پہنچ کر ٹریفک کنٹرول کرتے جاتے تھے تاکہ حضور کے قافلہ کی کاریں کہیں رُکے بغیر شہر کی مصروف سڑکوں پر سے بسہولت گزر سکیں۔ شہر میں سڑکوں کے کنارے لوگ جگہ جگہ کھڑے ہو کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر نائیجیریا میں حضور کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کرتے رہے۔ شہر سے باہر بھی کھلی سڑکوں پر راستہ میں آنے والے قصبات کے احمدی احباب، مستورات اور اطفال جنہوں نے ہاتھوں میں خیر مقدمی قطعات اُٹھائے ہوتے ہاتھ ہلا ہلا کر اور نعرے لگا لگا کر حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔

اِموسان میں ورُود و اِستقبال لیگوس سے اِبادان ایک سو پچاس کلومیٹر دُور ہے۔

راستہ میں حضور نے ۸۵ کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اموسان (IMOSAN) نامی قصبہ میں ٹھہر کر احمدیہ ہسپتال کا معائنہ فرمانا تھا۔ اموسان اوگن سٹیٹ کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی جاری کردہ مبارک سکیم "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کے تحت لاکھوں روپوں کی لاگت سے احمدیہ ہسپتال کی شاندار عمارت تعمیر کی گئی ہے جس کا افتتاح حال میں اوگن سٹیٹ کے گورنر نے کیا تھا۔ حضور نے اس نئی عمارت اور اس میں قائم شدہ ہسپتال اور اس میں علاج معالجہ کے انتظامات کا معائنہ فرمانا تھا۔

حضور ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر اموسان پہنچے۔ ہسپتال قصبہ کے باہر بڑی سڑک کے کنارے ایک وسیع احاطہ میں تعمیر کیا گیا ہے۔ ہسپتال کا احاطہ شامیانوں رنگ برنگی جھنڈیوں سے دلہن کی طرح سجا ہؤا تھا۔ ایک وسیع و عریض اور اونچے سٹیج کے سامنے احمدی احباب اور علاقہ کے لوگ قرینہ سے رکھی ہوئی کرسیوں اور بنچوں وغیرہ پر ہزاروں کی تعداد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے ذرا ہٹ کر ایک طرف احمدی خواتین نیز اطفال و ناصرات اُجلے اور براق لباسوں میں ملبوس ایک نظام کے تحت قطاروں میں کھڑی ہوئی تھیں یہ سب لوگ مرد اور خواتین حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ جونہی حضور ایدہ اللہ کی موٹر کار قافلہ کی دوسری کاروں کے ہمراہ ہسپتال کے سامنے آکر رکی تو ان سراپا انتظار احباب اور مستورات میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے کھڑے ہو کر خیر مقدمی نعرے بلند کرنا شروع کر دیئے۔ جونہی حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا موٹر کار سے اترنے کے بعد ہسپتال کے احاطہ میں داخل ہوئے تو احمدی اطفال اور ناصرات نے اپنی زبان میں ایک ترانہ گا کر حضور ایدہ اللہ اور حضرت

سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلہا کا استقبال کیا۔ ترانہ ختم ہؤا تو ہزاروں ہزار لوگوں نے مسلسل اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا بِکُمْ کہہ کہہ کر حضور کا پُر تپاک خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سب یک زبان ہو کر یہ خیر مقدمی الفاظ اس وقت تک مسلسل کہتے رہے جب تک کہ حضور عورتوں اور مردوں کے علیحدہ علیحدہ احاطوں کی درمیانی سڑک سے گزر کر ہسپتال کی عمارت کے اندر تشریف نہ لے گئے۔

حضور ایّدہُ اللہ نے ہسپتال کے انچارج مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب کی معیّت میں اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ (جو خود بھی ڈاکٹر ہیں) کی معیّت میں ہسپتال کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور انہیں علاج کے انتظامات کو مزید بہتر بنانے کے سلسلہ میں ہدایات سے نوازا۔ ہسپتال کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور مردانہ شامیانہ میں اسٹیج پر تشریف لائے اور حاضرین سے مختصر خطاب فرمایا۔

ہسپتال سے اسٹیج کی طرف آتے ہوئے چشمِ زدن میں ایک عجیب پُر لطف واقعہ رُونما ہؤا جو راقم الحروف کے لئے بہت روحانی مسرت اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہؤا۔ چونکہ حضور نے اموسان سے چل کر اجیبواوڈے میں بھی احمدیہ ہسپتال کا معائنہ فرمانا اور پھر سفر جاری رکھتے ہوئے جلد از جلد اِبا دان پہنچنا تھا اس لئے منتظمین کی طرف سے مقامی احباب کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ کوئی دوست حضور سے مصافحہ کرنے کی کوشش نہ کریں تاکہ حضور کم سے کم وقت میں آگے روانہ ہو سکیں۔ ہرچند کہ سب احباب اس ہدایت کے پابند تھے ایک ادھیڑ عمر کے احمدی بھائی اور ایک احمدی نوجوان دونوں جذبۂ شوق کے ماتحت منتظمین سے نظر بچا کر مجمع سے الگ ہونے اور پنڈال سے کھسکنے کے بعد ہسپتال کی عمارت کے دروازے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اتنے میں

ڈیوٹی پر متعیّن خدّام نے انہیں آلیا اور انہیں واپس جانے کی تلقین کی۔ وُہ اُنہیں تلقین کر ہی رہے تھے کہ اچانک حضور اسٹیج کی طرف جانے کے لئے ہسپتال سے باھر تشریف لے آئے۔ حضور کو دیکھتے ہی انہوں نے بے اختیار حضور کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے حضور نے ازراہِ تلطّف بہت ہی متبسّم انداز میں انہیں مصافحہ کا شرف بخشا۔ حضور تو فورًا ہی ڈاکٹر مبشر احمد صاحب اور دیگر سر برآوُردہ احباب کی معیّت میں اسٹیج کی طرف تشریف لے گئے۔ حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کر کے ان دونوں احمدیوں کا خوشی کے مارے جو حال ہوُا وہ دیکھنے سے تعلّق رکھتا تھا۔ پہلے تو وہ خوشی سے ہوا میں اُچھلے اور پھر یکدم ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے۔ اور جب الگ ہُوئے تو اس حال میں کہ باچھیں اُن کی کِھلی پڑتی تھیں۔ انہوں نے اَلحمدُ لِلّٰہ اور سُبحَانَ اللّٰہ کا وِرد کرتے ہُوئے اپنی اپنی ہتھیلیوں کو ہوا میں کھول کر پہلے تو انہیں گھورا اور پھر خود ہی انہیں چُومنا شروع کر دیا۔ گویا کہ ان کی اپنی ہتھیلیاں حضور کا دستِ مبارک مَس ہونے کی وجہ سے متبرک ہو گئی تھیں وہ بار بار ایک دوسرے سے بغلگیر ہو ہو کر ایک دوسرے کو مُبارکباد دیتے رہے۔ یہ چھوٹا سا لیکن نہایت ہی اہم واقعہ پلک جھپکنے میں گزر گیا تاہم راقم الحروف کے دل و دماغ پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو گیا اور اس سے وہ رُوحانی مسرّت نصیب ہُوئی جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

اس دَوران ہزاروں احباب اور خواتین اپنے اپنے مقررہ احاطوں میں کھڑے مسلسل اَھلاً وَّسَھلاً وَّ مَرحَبًا بِکُمْ کی نِدا بلند کر رہے تھے۔ جب انہوں نے حضور ایدہُ اللّٰہ کو اسٹیج کی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے بے اختیار پورے جذبہ و جوش سے نعرے بلند کرنا شروع کر دیئے۔ چنانچہ ہسپتال کا پورا احاطہ نعرہ ہائے تکبیر کے علاوہ

اسلام زندہ باد، محمد رسول اللہ زندہ باد (صلے اللہ علیہ وسلم) احمدیت زندہ باد، خلیفۃ المسیح زندہ باد، انسانیت زندہ باد، احمدیہ مشن زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اُٹھا۔ حضور نے آراستہ و پیراستہ اسٹیج پر تشریف لاکر احباب کو مخاطب کرتے ہُوئے پہلے تو بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہا اس پر ہسپتال کا احاطہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کی ہزاروں بلند آہنگ آوازوں سے گونج اُٹھا۔ بعدہ حضور نے وہاں کی مقامی زبان میں ایک فقرہ اپنی زبان سے ادا فرمایا۔ اس فقرہ کا رومن حروف میں تلفّظ یوں تھا:۔ INU MI DUN PUPO LOTI RI YIN LONI

اس فقرہ کا سُننا تھا کہ ہزاروں سامعین پر ایسا وارفتگی کا عالم طاری ہؤا، کہ انہوں نے دیوانہ وار اللہ اکبر اور خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور وہ بار بار یہ نعرے لگاتے رہے۔ اس فقرہ کا اُردو ترجمہ یہ ہے:۔

"آج آپ سب سے مل کر مَیں بہت خوشی محسوس کر رہا ہُوں"

اس کے بعد حضور نے انگریزی میں خطاب کیا جس کا ساتھ کے ساتھ مقامی زبان میں ترجمہ نائیجیریا کے ایک لوکل مشنری مکرم مصباح الدین احمد سلمان نے حاضرین تک پہنچایا۔ حضور نے فرمایا۔ مَیں ہمیشہ آپ سب دوستوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں اور زندگی بھر یاد رکھوں گا۔ خدا تعالےٰ آپ پر اپنے بے حساب فضل نازل فرمائے اور اپنے بے شمار احسانوں سے نوازے۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس وقت کم ہے اس لئے فی الوقت مَیں آپ سے مصافحہ نہیں کر سکوں گا۔ آپ سب کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہوئے مَیں ایک دفعہ پھر کہتا ہوں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

نیز فرمایا۔ جانے سے پہلے ہم باہم مل کر دُعا کریں گے اور خدا تعالےٰ سے اس کے

فضلوں اور رحمتوں کے طالب ہوں گے۔

ان مختصر ارشادات کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ ہزاروں ہزار حاضرین شریک ہُوئے۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور مستورات کے احاطہ کی طرف تشریف لے گئے۔ انہوں نے اپنی زبان میں خوشی کے ترانے گا کر اور نعرے لگا کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے ہاتھ اُٹھا کر بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہہ کر انہیں بھی سلامتی کی دُعا دی اور پھر موٹر کار کی طرف پیدل روانہ ہوئے۔ لوگوں میں حضور کو قریب سے دیکھنے کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ وہ نظم وضبط بھول کر یکدم حضور کی طرف دوڑ پڑے۔ وہ ایک دوسرے پر گرے پڑ رہے تھے ان کے اس طرح بے اختیار دوڑ کر آنے سے خدام کے واسطے حضور کے لئے راستہ بنانا مشکل ہو گیا انہوں نے حضور کے گرد حلقہ بنا کر بدقّتِ تمام راستہ بنایا اور حضور مشتاقانِ دید کے اس اژدحام میں سے گزرتے اور ان کے اَلوداعی سلام کا جواب دیتے ہُوئے کار تک پہنچے۔ حضور کے کار میں سوار ہوتے ہی اِخلاص ووفا کے ان ہزاروں پتلوں نے "خلیفۃ المسیح زندہ باد" کے نعرے لگانا شروع کر دیئے۔ نعروں کی اس گونج میں ہی حضور کی کار اور قافلہ کی دوسری کاریں حرکت میں آئیں اور اجیبواوڈے کی طرف روانہ ہوئیں۔ کاریں آہستہ آہستہ چل رہی تھیں اور ہزاروں احباب کی فدائیت کا یہ عالم تھا کہ وہ حضور کی موٹر کار کے دونوں طرف ساتھ ساتھ دیوانہ وار بھاگ رہے تھے۔ آخر قصبہ کی حدود ختم ہونے اور کھُلی سڑک کے آنے پر کاریں تیز ہُوئیں اور ہزاروں فدائیوں کو شرفِ دید اور لذتِ گفتار سے شادکام کرنے اور انمول دعاؤں سے نوازنے کے بعد حضور اجیبواوڈے کی طرف روانہ ہُوئے۔

اجیبواوڈے میں احمدیہ ہسپتال کا معائنہ

اموسان اور اجیبواوڈے کے درمیان صرف پانچ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ حضور بارہ بجکر بیس منٹ پر اموسان سے روانہ ہو کر ساڑھے بارہ بجے اجیبواوڈے پہنچے۔ اور وہاں قصبہ کے گنجان آباد علاقہ میں لبِ سڑک بنے ہوئے احمدیہ ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔ قصبہ کے لوگ حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے وہاں بکثرت آ جمع ہوئے۔ حضور نے احمدیہ ہسپتال کے انچارج مکرم ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب بھٹہ کی معیّت میں ہسپتال کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا۔ اور پھر ڈاکٹر صاحب موصوف کی درخواست پر ہسپتال کے قریب ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں چند منٹ قیام فرمایا۔ انہوں نے تمام اہلِ قافلہ کی مشروبات سے تواضع کی۔ حضور وہاں سے بارہ بجکر ۴۵ منٹ پر عازمِ اِبادان ہوئے۔

اموسان اور اجیبواوڈے کے مبلغ انچارج مکرم صفی الرحمٰن خورشید اور بہت سے دیگر احباب بھی علیحدہ موٹر کاروں میں قافلہ میں شامل ہو کر حضور کے ہمراہ اِبادان روانہ ہوئے۔ ان سب احباب اور راستہ میں دوسرے احباب کے آ شامل ہونے سے قافلہ میں شریک موٹر کاروں کی تعداد ۸۰ تک جا پہنچی۔ کاروں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اجیبواوڈے سے اِبادان تک ۷۰ کلومیٹر کا فاصلہ دو گھنٹے سے بھی زیادہ وقت میں طے ہوا۔ اور حضور تین بجے بعد دوپہر اِبادان میں وُرود فرما ہوئے۔

اِبادان میں وُرودِ مسعود اور والہانہ استقبال

اِبادان اپنی وسعت اور آبادی کے لحاظ سے نہ صرف نائیجیریا اور مغربی افریقہ کا بلکہ پورے افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ میلوں میل کے علاقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اسے علوم و فنون کے ایک اہم مرکز کی حیثیت حاصل ہے۔ اِبادان یونیورسٹی کا شمار افریقہ

کی اہم یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ اس تاریخی شہر میں جماعت کا ایک مضبوط مشن عرصہ سے قائم ہے جس کے انچارج ہمارے نائیجیرین احمدی عالم مکرم الحاج صلاح الدین احمد ہیں اور مکرم الحاج احمد رفائی بُساری (ALHAJ AHMAD RAFAI BUSARI) جماعتِ احمدیہ اباداں کے صدر ہیں۔ شہر میں درجن بھر احمدیہ سنٹرز نمازوں کے لئے قائم ہیں۔ یہاں کی جماعت نائیجیریا کی بڑی اور اہم جماعتوں میں شمار ہوتی ہے۔ جماعت نے حال ہی میں یہاں ایک وسیع و عریض دو منزلہ عالیشان مسجد تعمیر کی ہے۔ حضور کی اِبادان میں تشریف آوری کا مقصد یہاں کے احباب سے ملاقات کے علاوہ اس عالیشان مسجد میں نماز پڑھا کر اس کا افتتاح فرمانا تھا۔

حضور ایّدہُ اللہ مع اہلِ قافلہ اِبادان پہنچنے پر شہر کی مختلف سڑکوں سے ہوتے ہُوئے ایک پہاڑی پر واقع پریمیئر ہوٹل تشریف لے گئے۔ جب دو درجن سے زائد کاروں پر مشتمل قافلہ جس کے آگے مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کے اراکین جیپوں اور موٹر سائیکلوں پر سوار راستہ بناتے جا رہے تھے شہر کی سڑکوں پر سے گزرا۔ اور ان سڑکوں پر احمدی احباب نے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر حضور کا والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ تو پورے شہر میں ہلچل مچ گئی اور شہر کے بندہ بندہ کو اس امر کا علم ہو گیا کہ ساری دنیا میں پھیلی ہُوئی جماعت احمدیہ کے سربراہِ اعلیٰ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہُ اللہ تعالےٰ آج اس شہر میں وُرود فرما ہُوئے ہیں اور یہ کہ آپ جماعت کی تعمیر کردہ عالیشان مرکزی مسجد کا افتتاح فرمائیں گے۔

پریمیئر ہوٹل کے احاطہ میں پہاڑی پہ چڑھنے والی بل کھاتی سڑکوں کے ساتھ ساتھ بھی احمدی احباب (مرد، خواتین اور بچے) ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے اور وہاں خدام

بہت بڑی تعداد میں ڈیوٹیوں پر متعیّن تھے۔ انہوں نے ہاتھ ہِلا ہِلا کر اور خیر مقدمی نعرے لگا لگا کر حضور کا بہت والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ اُس پہاڑی کی آخری چڑھائی پر خدّام نے حضور کی موٹر کار کو رُکوا کر حضور کی موٹر کو خود زور لگا کر چلانے اور اسے ہوٹل کے صدر دروازے تک لانے کی سعادت حاصل کی۔ موٹر سے باہر تشریف لانے پر محترم الحاج احمد رفائی بُساری صدر جماعت احمدیہ اِبادان نے حضور کا استقبال کیا نیز لجنہ اماء اللہ اِبادان کی عہدیداران اور احمدیہ سکولز کے اساتذہ اور احمدیہ ہسپتالوں کے ڈاکٹرز کی بیگمات نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کا خیر مقدم کرتے ہُوئے آپ کی خدمت میں اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَبًا پیش کیا۔ مجلس خدّام الاحمدیہ کے ایک چاق وچوبند دستہ نے جو اپنی مخصوص وردی میں ملبوس تھا حضور کی خدمت میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔

گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور مع اہلِ قافلہ ہوٹل کے لاؤنج میں دو رویہ کھڑے ہُوئے جماعتی عہدیداروں کے درمیان میں سے گزرتے اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہُوئے ہوٹل کے ریزرو شُدہ سویٹ میں تشریف لے گئے یہاں حضور نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد ٹھیک چار بجے نَوتعمیر شدہ عالیشان مسجد کا افتتاح فرمانے تشریف لے گئے۔ حضور شہر کی سڑکوں پر سے گزرتے ہُوئے ساڑھے چار بجے سہ پہر احمدیہ مرکزی مسجد پہنچے۔

مرکزی احمدیّہ مسجد اِبادان کا افتتاح

پریمیئر ہوٹل میں حضور کے استقبال سے فارغ ہونے کے بعد احمدی احباب جو حضور کے استقبال کی غرض سے شہر کی سڑکوں پر پھیلے ہُوئے تھے بعجلت احمدیّہ مرکزی

مسجد میں آ جمع ہوئے۔ قبل اس کے کہ حضور ایدہُ اللہ وہاں پہنچتے مسجد کی بالائی منزل خواتین سے اور نچلی منزل مرد احباب سے پُر ہوچکی تھی۔ اور احباب بہت بڑی تعداد میں مسجد کے احاطہ میں بھی جمع تھے تاکہ یہاں بھی حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کرسکیں۔

یہ دومنزلہ عالیشان مسجد جس پلاٹ پر تعمیر کی گئی ہے اس کا رقبہ ۱۲۰×۱۸۰ فٹ ہے اور مسجد کے مسقف حصّہ کی لمبائی ۱۰۴ فٹ اور چوڑائی ۶۰ فٹ ہے۔ اس کی تعمیر پر دو لاکھ نیرا (قریبًا ۳۲ لاکھ روپیہ) لاگت آئی ہے۔ جب ساڑھے چار بجے سہ پہر حضور مسجد پہنچے تو مسجد کا احاطہ انسانوں سے پٹا پڑا تھا اور احمدی خواتین جو مسجد کی بالائی منزل میں تھیں جانبِ غرب بالائی منزل کے بیرونی برآمدہ میں اُمڈ آئی تھیں۔ جونہی حضور کی کار مسجد کے احاطہ میں داخل ہوکر جانبِ غرب مسجد کے عقبی حصّہ میں دروازے کے سامنے جاکر رُکی اُوپر برآمدہ میں خواتین نے اپنی زبان میں خیر مقدمی نغمے الاپنے شروع کر دیئے ادھر نیچے کھُلے احاطہ میں ہزاروں احباب دیوانہ وار خیر مقدمی نعرے بلند کرنے لگے وہ انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مسلسل فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے نغموں اور نعروں کی گونج کی وجہ سے کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی۔ حضور نے کار سے باہر تشریف لاکر اور چاروں طرف اپنا دایاں بازو بلند کرکے جب ان کے نعروں کا جواب دیا تو یکدم ہزاروں ہاتھ ہوا میں لہرانے لگے اور احباب اُچھل اُچھل کر اور اَور زیادہ بلند آواز سے نعرے لگانے لگے۔ باہمی شفقت و محبّت اور دلی لگاؤ کے بے ساختہ اظہار کا یہ منظر اس قدر کیف آور اور ایمان افروز تھا کہ اس سے لطف اندوز ہونیوالوں کے ذہن سے اس کی یاد کبھی محو نہیں ہوسکتی۔

خدّام نے احباب کے درمیان میں راستہ بنایا اور حضور مسجد کے اندر تشریف لائے باہر کھڑے ہوئے احباب بھی مسجد کے اندر آ گئے یہاں تک کہ مسجد نمازیوں سے پُر ہو گئی حضور کے ارشاد کی تعمیل میں رو بوسٹیٹ کے مبلغ انچارج اور اِبادان کے لوکل مشنری مکرم صلاح الدین احمد نے اذان دی۔ بعدہٗ حضور نے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اس طرح ہزاروں احباب اور مستورات کو حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کا شرف حاصل ہوُا اور اس طرح اِبادان کی دومنزلہ عالیشان مرکزی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

حضور ایدہُ اللہ کا تاریخی خطاب

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے لکڑی کے بنے ہوئے ایک منبر پر جس کے گرد ایک اونچا کٹہرہ لگا ہوُا تھا کھڑے ہو کر احبابِ جماعت سے ایک تاریخی خطاب فرمایا جس میں حضور نے احمدی ہونے کی حیثیت میں از رُوئے عقائد احباب کو ان کا وہ مقام یاد دلایا جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں حاصل ہے اور پھر انہیں ان کی عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجّہ دلائی۔ اس ضمن میں حضور نے اللہ تعالےٰ کے بعض تائیدی نشانوں کا بھی ذکر کیا جو احبابِ جماعت کے لئے ازحد ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو کر وقفہ وقفہ سے بہت پُرجوش اسلامی نعرے بلند کئے۔ حضور کے اس ولولہ انگیز انگریزی خطاب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

پہلی بات

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا میں آپ دوستوں کی توجّہ بعض اہم امور کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ایک امر جس کے متعلق مَیں نے بعض حلقوں میں کچھ باتیں سُنی ہیں یہ ہے کہ احمدیوں کے اعتقادات کیا ہیں اور ازرُوئے مذہب ان کی کیا حیثیت ہے۔ سو مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم سب

بفضلِ اللہ تعالےٰ مسلمان ہیں۔ مَیں ایمان رکھتا ہُوں قرآن پر جو محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوُا۔ مَیں ایمان رکھتا ہوں خدائے واحد و یگانہ کی ہستی پر جو قادرِ مطلق ہے (اس موقع پر حاضرین نے بڑے جذبہ و جوش سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ حضور نے بھی سب کے ساتھ مِل کر بآوازِ بلند فرمایا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ) مَیں ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ مَیں ایمان رکھتا ہوں کہ اسلام ایک عظیم مذہب ہے اور ایمان رکھتا ہوں اس بات پر بھی کہ اگر تم اسلام پر عمل کروگے، اس کی ہدایات پر چلوگے اگر تم اسلام کے نور سے منوّر ہوگے اور اللہ کی مرضی کے آگے اپنی مرضی کو چھوڑ دوگے تو خدا تم پر بڑے فضل نازل کرے گا وہ تم سے ذاتی تعلق قائم کرے گا۔ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کو دل میں جگہ دوگے تو تم دیکھوگے کہ خدا تم سے محبّت کرتا ہے۔ مَیں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتا ہُوں کہ خدا مجھ سے پیار کرتا ہے اس لئے نہیں کہ مَیں کچھ ہُوں، مَیں تو ایک عاجز ترین انسان ہُوں بلکہ اس لئے کہ مَیں اللہ تعالےٰ اور اس کے عظیم رسُول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کرتا ہوں۔ وہی اللہ جس سے مَیں محبّت کرتا ہوں اور جس کے رسُولؐ سے مَیں محبّت کرتا ہوں مجھ سے کہتا ہے کہ تم مسلمان ہو۔ جب خدا کہتا ہے کہ تُو مسلمان ہے تو پھر دنیا کی کونسی طاقت مجھے غیر مسلم ٹھہرا سکتی ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہُوئے حضور نے فرمایا قرآن کہتا ہے:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ؕ (الحجرات آیت ۱۵)

ترجمہ:۔ اَعْرَاب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے (یعنی یہ کہ ہم مومن ہیں) تُو ان سے کہہ دے کہ تم حقیقۃً ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہا کرو کہ ہم اسلام لے آئے

ہیں (یعنی یہ کہ ہم مسلمان ہیں)، کیونکہ (اے اَعراب) ابھی ایمان تمہارے دلوں
میں داخل نہیں ہوُا۔

اس آیت میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو اپنے آپ کو مومن اور مسلمان کہتے ہیں لیکن خدا ان سے کہتا ہے کہ تم مومن نہیں ہو کیونکہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوُا ہے۔ اس امر کے باوجود کہ ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوُا خدا انہیں اجازت دیتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کہو۔ جب خدا تعالےٰ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں ایمان حقیقتہً داخل نہیں ہوُا، اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں تو وُہ شخص تو بدرجہ اُولیٰ اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا حق رکھتا ہے جسے خدا کہتا ہے کہ تو مسلمان ہے وہ ہر بات پر ایمان رکھنے اور خدا تعالےٰ کی تصدیق کے باوجود غیر مسلم کیسے ہو سکتا ہے، وہ تو بہر صورت مسلمان ہے اور مسلمان ہی رہے گا (نعرہ ہائے تکبیر) مَیں تمھیں بتاتا ہوں کہ مَیں مسلمان ہُوں اور میری طرح تمام احمدی جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور آپؐ کے روحانی فرزند کو مانتے ہیں مسلمان ہیں، وہ کیوں مسلمان نہ ہوں جبکہ خدا خود انہیں کہتا ہے تم مسلمان ہو۔ (پُر جوش نعرہ ہائے تکبیر)

اس کے بعد حضور نے اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ اس قرآنی ہدایت کی خلاف ورزی کبھی اچھے نتائج پَیدا نہیں کر سکتی۔ اور خلاف ورزی کرنے والوں کا اچھا انجام نہیں ہو سکتا۔ حضور نے اس ضمن میں خلاف ورزی کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ کی ناراضگی اور گرفت کا بھی ذکر کیا اور اللہ تعالےٰ کے بعض حالیہ تائیدی نشانوں کا بھی تذکرہ فرمایا جو سامعین کے لئے ازحد ازدیادِ ایمان کا موجب ہوُا۔ اور انہوں نے حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو کر پُر جوش نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ حضور نے اس طرح

بڑی وضاحت سے ثابت فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے افراد اپنی زندگیوں میں ہر روز اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد حاصل کرتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا کہ جب خدا تعالیٰ فعلی شہادت کے ذریعہ انہیں اپنی معیّت کا ثبوت نہ دیتا ہو۔

دُوسری بات خطاب جاری رکھتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ دوسری بات جو مَیں ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ تم نے جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر اپنے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری اٹھائی ہے اور اس ذمہ داری کو کما حقہٗ ادا کرنا قبول کیا ہے۔ وُہ ذمہ داری یہ ہے کہ تُم دُنیا کی تمام قوموں اور لوگوں میں اسلام کی تعلیم کو پھیلاؤ گے پس مَیں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس ذمہ داری کو کما حقہٗ ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو تیار کرو۔ مراد یہ ہے کہ اپنے اندر وہ صلاحیّت اور استعداد پیدا کرو جس سے تم اپنی اس عظیم ذمہ داری کو احسن طریق پر ادا کر سکو۔ اور تمہاری اولادیں اور آئندہ نسلیں بھی اِس عظیم ذمہ داری سے عُہدہ برآ ہو سکیں۔ مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ تمھیں اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی ہمّت اور طاقت عطا کرے۔

تیسری بات حضور نے فرمایا۔ تیسری بات مَیں یہ ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں، کہ قرآن ایک عظیم کتاب ہے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اِسکے علوم سے بہرہ ور ہو اور اس کے نور سے اپنے آپ کو منوّر کرو۔ اس کے بغیر تم اسلام کو ساری دُنیا میں پھیلانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وقت آرہا ہے جب خود اہلِ یورپ تم سے مطالبہ کریں گے کہ تم انہیں اسلام سکھاؤ۔ حالیہ دَورۂ یورپ میں مجھ سے سوال کیا گیا تھا کہ آپ کہتے ہیں کہ بالآخر سارا یورپ اسلام قبول کرلے گا لیکن ایسا ہوگا کیسے ؟ مَیں نے کہا تم تباہ کُن ہتھیاروں کے ہی نہیں مسائل کے بھی انبار لگا رہے ہو جن کا تمہارے

پاس کوئی حل نہیں ہے۔ ایک دن آئے گا کہ تم اپنے آپ کو بند گلی میں پاؤ گے۔ اس سے نکلنے کی تمہیں کوئی راہ نظر نہ آئے گی اور اپنے مسائل کا کہیں سے تمہیں کوئی حل میسّر نہیں آئے گا وہ وقت میرا اور اسلام کا وقت ہوگا۔ اسلام آگے آئے گا اور کہے گا میں حل کروں گا تمہارے مسائل اور وہ واقعی حل کر دکھائے گا۔ اس نازک وقت میں تمہارے لئے اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔ اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے ضروری ہے کہ ہم قرآنی علوم حاصل کریں اور اس حد تک حاصل کریں کہ ہم دوسروں کو بھی ان سے مالا مال کرسکیں۔

فرمایا اس کے لئے تمہیں قرآن سیکھنا چاہیئے اور اسے پڑھنا چاہیئے اور اس کا ترجمہ بھی تمہیں آنا چاہیئے۔ تم لوگ قرآن کے معنی نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی افریقہ میں بولی جانے تمام زبانوں میں قرآن کا ترجمہ نہیں ہوا ہے تاہم یوروبا زبان میں جو آپ کے ہاں بولی اور سمجھی جاتی ہے قرآن کا ترجمہ ہو گیا ہے اور وہ چھپ بھی گیا ہے تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس کا ایک نسخہ ضرور حاصل کرے اور پوری توجّہ کے ساتھ اس کا ترجمہ پڑھے۔ اگلا قدم ہوگا تفسیر پڑھنے کا۔ ایک مختصر اور ایک تفصیلی تفسیر انگریزی میں پہلے سے موجود ہے۔ تم میں سے جو لوگ انگریزی پڑھ سکتے ہیں وہ چند ماہ تک فٹ نوٹس کے ساتھ قرآن کا انگریزی ترجمہ حاصل کر سکیں گے۔ جو سکالرز ہیں اُنہیں چاہیئے کہ وہ اس مختصر تفسیر کا یوروبا زبان میں ترجمہ کریں تاکہ جو انگریزی نہیں جانتے وہ بھی قرآنی علوم سے بہرہ ور ہو سکیں۔

چوتھی بات

حضور نے مزید فرمایا۔ چوتھی بات مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالےٰ جسے سب قدرتیں اور طاقتیں حاصل ہیں احمدی خاندانوں کو بڑے ذہین بچّے

عطا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم عطیّہ کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے اور پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ ضائع نہ ہونے پائے۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس امر کا اہتمام کرے کہ اس کے بچّے حتی المقدور اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کریں اور اس طرح کوئی ایک ذہن بھی ضائع نہ ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے ہاں تعلیم کی شرح دوسروں کے مقابلہ میں بہت بڑھ جائیگی اور تمہیں ایک ایسا امتیاز حاصل ہو جائے گا جو پوری قوم کے لئے باعثِ فخر ہوگا۔ نعرہ ہائے تکبیر، بچّوں کی تعلیمی ترقی کا اہتمام کرنے کے ضمن میں ان کی صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے، بعض خوراکیں بچّوں کی جسمانی صحت اور ذہنی نشوونما کے لئے بہت مفید ہیں ان میں سے ایک سویا بین بھی ہے۔ دوسری مفید غذاؤں کے ساتھ ساتھ بچّوں کو سویا بین بھی ضرور دینی چاہیئے۔ لیکن یہ احتیاط ضروری ہے کہ سویا بین اصلی اور اعلیٰ قسم کی ہو (اس موقع پر پر حضور نے انہیں ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے ہاں کی سویا بین حضور کو دکھائیں تاکہ حضور یہ معلوم کر سکیں کہ وہ اصلی اور اعلیٰ قسم کی ہے یا نہیں۔ حضور نے بتایا کہ جرمنی میں حضور کو سویا بین دکھائی گئی تھی وہ اصلی نہیں تھی) سویا بین کے متعلق جدید تحقیق یہ ہے کہ اس میں چوبیس فیصد تیل ہوتا ہے۔ اس تیل میں ایک کیمیکل ہے جسے "لیسی تھین" LECITHIN کہتے ہیں۔ یہ کیمیکل بچوں کی عام صحت اور بالخصوص سکولوں میں پڑھنے والے بچّوں کے ذہن کے لئے بہت مفید ہے۔ مَیں امید کرتا ہُوں کہ مرکز صحیح سویا بین حاصل کرنے میں تمہاری مدد کرے گا اور تم اپنے پڑھنے والے بچّوں کو سویا بین کھلانے کا اہتمام کرو گے تاکہ ان کے ذہن تیز ہوں اور وہ تعلیمی لحاظ سے ترقی کر سکیں۔

عِلمی میدان میں ترقی کی اہمیّت پر مزید روشنی ڈالتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ جو بات اس ضمن میں مَیں ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سکول جانے کی عُمر کے

ہر بچّہ اور بچّی کو سکول میں ضرور تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہم جب تک یورپ کو علمی میدان میں شکست نہ دیں ہم اسلام کو دنیا میں پھیلانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وقت کافی ہو چکا ہے اس لئے گفتگو کو سمیٹنا ضروری ہے۔ سو آخری بات جو مَیں آپ لوگوں سے کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ قرآن بہت عظیم کتاب ہے۔ یہ ربّ المسلمین یا ربّ الانسان کی طرف سے نازل نہیں ہوُا بلکہ ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہوُا ہے۔ عالمین کی بھلائی اس پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے رُوئے زمین کے تمام انسانوں کو اس کی لازوال اور بے مثال تعلیم سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور اس کی ذمہ داری میرے اور تمہارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اسی لئے مَیں کہتا ہُوں کہ قرآن پڑھو قرآن سیکھو اور قرآن پر عمل پیرا ہو اور قرآن پر عمل پیرا ہو کر یورپ کو علمی میدان میں بھی شکست دو، تا وہ بھی اسلام قبول کریں اور قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔

آخر میں حضور نے ہزاروں سامعین کو دعاؤں سے نوازتے ہُوئے فرمایا۔ مَیں دُعا کرتا ہُوں کہ خدا تعالےٰ تمھیں قرآن کی اور قرآن لانے والے مقدس وجود (صلے اللہ علیہ وسلم) کی محبّت سے مالا مال کرے۔ قادرِ مطلق خدائے واحد کی محبت تمہارے دلوں میں جاگزیں ہو جس نے محمد (صلّے اللہ علیہ وسلّم) پر قرآن نازل کیا اور خدائے واحد کے بعد قرآن لانے والے کی محبّت سے تمہارے دل سرشار ہوں۔ مَیں دُعا کرتا ہُوں کہ خدا تعالیٰ تم سب پر اپنا فضل نازل کرے۔ ہر میدان میں وہ تمہارا حامی و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ وہ تمھیں ہر وہ چیز عطا کرے جس کا وعدہ اس نے اپنے رسول محمد صلّے اللہ علیہ وسلّم سے کیا ہے۔ آؤ اب ہم سب مل کر اپنے قادر و توانا، رحمٰن و رحیم خدا کے حضور دُعا کریں۔

پُرسوز اجتماعی دُعا اِس ولولہ انگیز اور روح پرور خطاب کے بعد حضور نے ہاتھ اُٹھا کر

اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ یہ دُعا جس میں مسجد میں موجود ہزاروں مَرد خواتین اور بچے شامل ہوئے خاص شان کی حامل تھی۔ ہزاروں دل گداز ہو کر آستانۂ الوہیت پر پانی کی طرح بہہ نکلے۔ جب تک دُعا جاری رہی مسجد دُعا کرنے والے ہزاروں انسانوں کی درد و سوز میں ڈوبی ہوئی سسکیوں کی دھیمی آوازوں سے گونجتی رہی۔

مژدۂ جانفزاء

دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے ایک نہایت مختصر اعلان فرمایا۔ اعلان کیا تھا سامعین کے لئے ایک خوشخبری اور بشارت تھی۔ ایک مژدۂ جانفزا تھا جس نے ان میں خوشی کی لہر دوڑا دی۔ حضور نے اعلان یہ فرمایا کہ مَیں اس وقت ہر شخص سے مصافحہ کروں گا لیکن اس شرط پر کہ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں اور نظام کے ماتحت ترتیب وار مصافحہ کریں۔ اس مژدۂ جانفزا پر مسجد سبحان اللہ اور الحمدللہ کی آوازوں سے گونج اُٹھی اور سب کے ہی چہرے خوشی سے کِھل گئے، اور وہ مسرت و شادمانی سے یوں جھوم اُٹھے جیسے بادِ نسیم کے جھونکوں سے پھول جھوم اُٹھتے ہیں۔ چنانچہ فوراً ہی مصافحوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ احباب نے کمال محبت و عقیدت سے مصافحہ کرتے ہوئے حضور کے سامنے سے گزرنا شروع کر دیا۔ حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کر کے احباب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ جو بھی مصافحہ کا شرف حاصل کرتا وہ اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرہ اور سینہ پر بار بار پھیرتا اور خوشی سے پھولے نہ سماتا۔ حضور نے اس وقت مجموعی طور پر چار ہزار احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

حضور کا یہ معرکہ آراء تاریخی خطاب قریباً پون گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور نے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ الارو کے لوکل مشنری مکرم مصباح الدین احمد سلمان جو احمدیہ سکول میں ٹیچر اور ریڈیو پروگرام "وائس آف اسلام" کے آرگنائزر رہیں ساتھ کے ساتھ وہاں

کی مقامی زبان میں ترجمہ کرتے رہے تاکہ جو احباب انگریزی نہیں جانتے وہ بھی حضور کے ارشادات سے مستفیض ہو سکیں۔

مرکزی احمدیہ مسجد کا افتتاح فرمانے اور احباب کو رُوح پرور خطاب اور مصافحہ کے شرف سے نوازنے کے بعد حضور مع اہلِ قافلہ مسجد سے پریمیئر ہوٹل واپس تشریف لائے اور کچھ وقت وہاں آرام فرمایا اور پھر شام کو واپس لیگوس تشریف لے جانے کے لئے اِبادان سے روانہ ہوئے۔

ایک حادثہ اور معجزانہ حفاظتِ الٰہی

حضور جب ابادان سے روانہ ہوئے تو رات شروع ہو چکی تھی۔ اُدھر مطلع بھی ابر آلود تھا۔ راستہ میں بارش شروع ہو گئی۔ قریبًا سارا سفر بارش میں ہی طے ہوا۔ لیگوس سے بیس میل ورے رات کے اندھیرے میں پولیس چیکنگ کی وجہ سے اگلی موٹر کے ڈرائیور کو یکدم بریک لگانا پڑا جس سے شروع کی چند کاریں ایک دُوسرے سے ٹکرا گئیں حضور کی کار یکدم اگلی کار سے ٹکرائی اور پچھلی کار اُسی شدّت سے حضور کی کار سے آ ٹکرائی اس اچانک دو طرفہ تصادم سے حضور کو انتہائی شدید جھٹکا لگا اور پُورا جسم بُری طرح ہِل کر رہ گیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا اور ٹانگ پر معمولی خراش کے سوا کہیں کوئی چوٹ نہیں آئی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے حضور ایّدہُ اللہ اور حضور کے جملہ خدّام کی معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی۔ حضور اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا نے ایک اَور کار میں سوار ہو کر قافلہ کی دوسری کاروں کے ساتھ سفر جاری رکھا اور ساڑھے دس بجے شب لیگوس کے فیڈرل پیلس ہوٹل واپس تشریف لائے۔

ہوٹل پہنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد حضور پریذیڈنشل سویٹ کے ڈرائنگ رُوم میں آکر اپنے خدّام کے درمیان تشریف فرما ہُوئے۔ ان سے ان کی خیریّت دریافت فرمائی اور اس امر پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے خطرناک حادثہ کے باوجود سب کو اپنے فضل سے محفوظ رکھا اور اپنی قدرت نمائی سے کسی کو کوئی گزند نہیں پہنچنے دیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔
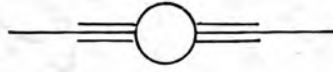
لیگوس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

نائیجیریا کے مبلغینِ اسلام کو اجتماعی ملاقات کے دوران بیش بہا نصائح اور زریں ہدایات

جماعتِ احمدیہ نیجر ری پبلک کے نمائندہ وفد سے ملاقات اور فرانسیسی تبلیغی لٹریچر کی ضروریات کا جائزہ

احمدیہ مشن ہاؤس اور احمدیہ پریس کا معائنہ۔ مرکزی احمدیہ مسجد کی عالیشان سہ منزلہ عمارت کا افتتاح

جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے استقبالیہ ایڈریس اور حضور کا بصیرت افروز جوابی خطاب

(رپورٹ نمبر ۲۵۔ بابت ۲۱ اگست ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے قیامِ نائیجیریا کا چوتھا دن (۲۱ اگست ۱۹۸۰ء) بھی انتہائی مصروفیت میں گزارا۔ اس روز حضور نے نائیجیریا کے مبلغینِ اسلام کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ اور نائیجیریا کے مختلف علاقوں میں تبلیغی مساعی اور ان کے نتائج و اثرات کا جائزہ لے کر تبلیغی جدوجہد کو زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے سلسلہ میں انہیں بیش بہا نصائح اور زریں ہدایات سے نوازا۔ فیڈرل ریڈیو کارپوریشن کے نمائندہ کے ساتھ پریس ملاقات کے دوران اس کے سوالات کے جواب دے کر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کے خوشکن اثرات پر روشنی ڈالی۔ جماعت احمدیہ نیجر ری پبلک کے نمائندہ وفد کو ملاقات کا شرف بخشا اور افریقہ کے جن علاقوں میں فرانسیسی زبان بولی اور سمجھی جاتی

سے وہاں فرانسیسی لٹریچر کی اشاعت اور مناسب تقسیم کے مسئلہ پر ان سے گفتگو کی۔ احمدیہ مشن ہاؤس لیگوس اور احمدیہ پریس کا معائنہ فرمایا۔ نیز لیگوس کی مرکزی احمدیہ مسجد کی نو تعمیر شدہ عالیشان سہ منزلہ عمارت میں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا اور اس موقع پر جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے پیشکردہ استقبالیہ ایڈریس کے جواب میں احباب نائیجیریا سے خطاب فرما کر انہیں بیش بہا نصائح سے سرفراز فرمایا۔

اس روز کی گوناگوں مصروفیات کی کسی قدر تفصیل ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

نائیجیریا کے مبلّغین اسلام کی ملاقات

۱۲؍اگست کو صبح کے وقت دفتری اور دیگر انتظامی امور سرانجام دینے کے بعد حضور ایدہ اللہ کی پہلی اہم مصروفیت نائیجیریا میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے والے مبلّغین اسلام کے ساتھ اجتماعی ملاقات تھی۔ حضور نے تبلیغی مساعی کا جائزہ لے کر انہیں ضروری ہدایات دینا تھیں۔ اس ضمن میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ آجکل نائیجیریا میں گیارہ مرکزی مبلّغین کے علاوہ چوبیس مقامی مبلّغین ملک کی اُنیس ریاستوں میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے میں مصروف ہیں۔

مبلّغین کرام کی ملاقات پونے بارہ بجے شروع ہوئی اور مسلسل ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ حضور نے نائیجیریا کا ایک بڑا نقشہ طلب فرما کر اسے اپنے سامنے میز پر پھیلا لیا اور پھر ہر سٹیٹ اور علاقہ کے مبلّغین سے باری باری ان کی سٹیٹ اور علاقہ کے حالات دریافت فرما کر مشن کی تبلیغی سرگرمیوں اور ان کے نتائج اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا جائزہ لیا۔ اور ان کے ازالہ کے سلسلہ میں مبلّغین کو اہم ہدایات اور زرّیں نصائح سے نوازا۔ اس موقع پر حضور نے احمدیہ ہسپتالوں اور سیکنڈری سکولوں کی کارکردگی

کا بھی سرسری جائزہ لیا۔ نیز نئے سکولوں کے اجراء کے امکانات بھی زیرِ غور آئے۔ حضور نے ملک کے شمالی علاقوں سے شروع کر کے جن سٹیٹس میں تبلیغِ اسلام کی مساعی کا جائزہ لیا اور ان میں وسعت کے امکانات پر خصوصی توجہ مرکوز فرمائی ان کے نام علی الترتیب یہ ہیں (۱) سکوٹو سٹیٹ (SOKOTO STATE)۔ (۲) کڈونہ سٹیٹ (KADUNA STATE)۔ (۳) کانو سٹیٹ (KANO STATE)۔ (۴) بورنو سٹیٹ (BORNO STATE)۔ (۵) پلیٹو سٹیٹ (PLATEAU STATE) (۶) کوارا سٹیٹ (KAWARA STATE)۔ (۷) اویو سٹیٹ (OYO STATE)۔ (۸) اوگن سٹیٹ (OGUN STATE)۔ (۹) اونڈو سٹیٹ (ONDO STATE)۔ (۱۰) بنیڈل سٹیٹ (BANDLE STATE)۔ (۱۱) بینو سٹیٹ (BENUE STATE)۔ (۱۲) انمبرا سٹیٹ (ANAMBRA STATE) (۱۳) ایمو سٹیٹ (IMO STATE)۔ (۱۴) کراس ریور سٹیٹ (CROSS RIVER STATE) (۱۵) ریورز سٹیٹ (RIVERS STATE)۔ (۱۶) لیگوس سٹیٹ (LAGOS STATE)۔

حضور نے تبلیغِ اسلام کے ضمن میں دینی علوم میں دسترس اور علی الخصوص قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کے علاوہ قومی ترقی میں سڑکوں اور تعلیم کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی اور اس تعلق میں فرمایا سڑکوں اور تعلیم دونوں کو قومی ترقی میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ زندہ قوموں کے حق میں سڑکیں رگوں کے اس جال کی حیثیت رکھتی ہیں جن میں خون گردش کرتا اور جسم کو زندگی اور توانائی بخشتا ہے۔ سڑکیں اور تعلیم دونوں مل کر کسی قوم کو شاہراہِ ترقی پر گامزن کرنے کا موجب بنتی ہیں۔ جس ملک میں اعلیٰ قسم کی سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہو اور جو تعلیمی لحاظ سے ترقی یافتہ ہو وہ ہر شعبہ میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ انتہائی مفید اور بصیرت افروز اجتماعی ملاقات جو پونے بارہ بجے شروع ہوئی تھی پون بجے دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

فیڈرل ریڈیو کارپوریشن کے نمائندہ سے گفتگو

اس دَوران کہ مبلّغین کی ملاقات ابھی جاری تھی فیڈرل ریڈیو کارپوریشن کے نمائندے مسٹر موسٰی علی آگئے اور انھوں نے حضور سے ایک پریس ملاقات کی درخواست کی۔ حضور نے مبلّغین کی ملاقات کے بعد ان سے ملاقات کرنا منظور فرمایا۔

اس پریس ملاقات میں جو مبلّغین کی اجتماعی ملاقات کے معًا بعد ہُوئی مسٹر موسٰی علی نے متعدّد سوال کئے جن کے حضور نے جواب دے کر جماعت کی رفاہی اور تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور واضح فرمایا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب اسلام نہ صرف افریقہ بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی غالب آئے گا اور نوعِ انسانی دینِ واحد پر آجمع ہوگی۔

موجُودہ دَورہ کی اہمیّت

مسٹر موسٰی علی کا پہلا سوال یہ تھا کہ آپ ۱۹۷۰ء میں نائیجیریا کا دَورہ فرما چکے ہیں۔ اب آپ یہاں دوسری بار تشریف لائے ہیں۔ مَیں یہ جاننا چاہوں گا کہ گزشتہ دَورہ کے مقابلہ میں موجودہ دَورہ کی کیا اہمیّت ہے؟ حضور نے فرمایا انسانی زندگی میں مسلسل تبدیلی ہو رہی ہے۔ جو حالات ۱۹۷۰ء میں تھے وہ بہت حد تک بدل چکے ہیں۔ اور دنیا ایک نیا رنگ اختیار کر رہی ہے۔ ۱۹۷۰ء کے دَورہ کی اپنی اہمیّت تھی اور موجودہ دَورہ کی اپنی اہمیّت ہے۔ اس وقت مَیں نے یہاں کے حالات اور عوام کی ضروریات کا جائزہ لے کر بعض رفاہی کام شروع کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اس پروگرام کے مطابق یہاں کے عوام کی خدمت کی غرض سے بعض ہسپتال جاری کئے اور سیکنڈری سکول کھولے۔ اب مَیں یہاں ان ہسپتالوں اور سکولوں کی کارکردگی کا جائزہ لے کر یہ دیکھنے آیا ہوں کہ ہم ان ہسپتالوں اور سکولوں کے ذریعہ یہاں کے عوام کی خدمت کرنے میں کہاں تک کامیاب رہے ہیں۔ سو

الحمدللہ ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مقصد میں خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں کے لوگوں کو تعلیم دینے اور غریبوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں بہم پہنچانے کی توفیق بخشی۔ اس خدمت پر یہاں کے عوام اور حکومت سب خوش ہیں اور اس فضل پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے فرمایا۔ قومی ترقی کے لئے دو چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے ایک سڑکیں اور دوسرے تعلیم کا وسیع اور مستحکم نظام۔ ترقی کا انحصار ۵۰ فیصد سڑکوں پر اور پچاس فیصد تعلیم پر ہوتا ہے۔ جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے حکومت نے جو سڑکیں بنائی ہیں وہ بہت پختہ اور اچھی ہیں لیکن ابھی ہزاروں میل کا علاقہ ایسا ہے جس میں سڑکیں نہیں ہیں اور اگر ہیں تو وہ ایسی نہیں ہیں کہ ترقی میں ممد ہو سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اچھی سڑکیں بنانے کی طرف مزید توجہ دی جائے اور تعلیم کو اور زیادہ عام کیا جائے (اور اس کام میں بفضلہ تعالیٰ ہمیں بھی خدمت کرنے کا موقع مل رہا ہے) تو آئندہ دس پندرہ سال میں یہاں ترقی کی رفتار بہت تیز ہو جائے گی۔

استعدادوں کی متوازن نشوونما کی مساعی

مسٹر موسیٰ علی نے مزید عرض کیا کہ آپ کو عوام کی فلاح و بہبود سے بہت دلچسپی ہے اسی لئے آپ نے ہسپتال اور تعلیمی مدارس کھولنے کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ آپ کا مشن اس ضمن میں اور کیا کچھ کر رہا ہے؟

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر فرد کو جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی استعدادیں عطا کی ہیں۔ عوام کی حقیقی فلاح اس امر کی متقاضی ہے کہ ان کی جملہ استعدادوں کی کامل نشوونما کا انتظام کیا جائے۔ ایک طرف ہم علاج معالجہ کی سہولتیں بہم پہنچا کر جسمانی

استعداد کی نشوونما کے سلسلہ میں مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں۔ تعلیم کے مواقع بہم پہنچا کر ہم ذہنی نشوو ارتقاء میں کوشاں ہیں اسی طرح لوگوں کو اسلامی تعلیم پر عمل پیرا کر کے ہماری کوشش یہ ہے کہ لوگ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اس درجہ ترقی کریں کہ ان کا خداتعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہو جائے۔

استعدادوں کی نشوونما کی اہمیّت پر زور دیتے ہُوئے حضور نے مزید فرمایا۔ ہر بچّے اور بچّی کو سکول جانا چاہیئے اور ذہین بچّوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم ملنی چاہیئے اپنے نوجوانوں کی استعدادوں کی نشوونما کا ایسا انتظام کرنا چاہیئے اور ان کی اس رنگ میں تربیت کرنی چاہیئے کہ وہ اپنی قوم اور پُوری انسانیّت کے لئے مفید اور کارآمد وجود بن سکیں۔ اسی لئے میرے نزدیک یہ بہت ضروری ہے کہ ہر مرد اور ہر عورت کو دونوں قسم کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ مذہبی تعلیم بھی اور عام دنیوی تعلیم بھی۔ مذہبی تعلیم بہت چھوٹی عمر میں گھر پر ہی شروع ہو جانی چاہیئے۔ پھر ہر عمر کے گروپ کے لئے علیحدہ علیحدہ کتابیں ہونی چاہئیں تاکہ وہ درجہ بدرجہ علم حاصل کرتے چلے جائیں پھر مطمحِ نظر یہ ہونا چاہیئے کہ ہم صحیح معنوں میں انسان بنیں اس کے بعد ہی اعلیٰ اخلاقی اور رُوحانی اقدار کا سوال پَیدا ہو گا۔

حج کی فرضیّت اور اس کی شرائط

اس سوال کے جواب میں کہ کیا جماعت احمدیّہ حجِ بیت اللہ کی فرضیّت پر ایمان رکھتی ہے؟ اور اگر رکھتی ہے تو کیا اس کے افراد کو حج پر جانے سے روکنے کے نتیجہ میں فرض کی ادائیگی میں خلل واقع نہیں ہوتا؟ حضور نے فرمایا۔ جماعت احمدیّہ حج کے فریضہ پر پورا ایمان رکھتی ہے، اگر وسائل میسّر ہوں تو زندگی میں ایک بار حج کرنا ضروری ہے اگر کوئی حج نہ کرنے دے

اور روک ڈال دے تو پھر حج پر جانا فرض نہیں رہتا۔ اس کے لئے لڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی حج کا فریضہ ادا کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے دل میں تڑپ رکھتا ہے اور کوئی اس کو حج پر نہ جانے دے تو حج کئے بغیر ہی اس کا حج قبول ہو جاتا ہے کیونکہ اصل چیز نیّت ہے۔ تقویٰ ہے، دلی تڑپ ہے۔ جس میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں اور اسے حج کرنے نہیں دیا جاتا۔ اس کا حج گھر بیٹھے ہی قبول ہو جاتا ہے۔

اِسلام کا ساری دنیا میں غالب آنا مقدّر ہے

اس سوال کے جواب میں کہ کیا اسلام یورپ میں غالب آجائے گا۔ حضور نے فرمایا۔ صرف یورپ ہی نہیں اسلام کا ساری دنیا میں غالب آنا مقدّر ہے۔ یہ سوال مجھ سے یورپ میں بھی کیا گیا تھا۔ مَیں نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنی تمام تر مادی ترقی کے باوجود اپنے لئے لاینحل مسائل پَیدا کر رہے ہو۔ مسائل پر مسائل جمع ہو رہے ہیں اور ان کا تمہارے پاس کوئی حل نہیں ہے۔ آخر مسائل اس قدر بڑھ جائیں گے کہ تم مسائل کے حل کے لئے اِدھر اُدھر بھاگو گے تمھاری کوشش ہو گی کہ کہیں نہ کہیں سے تمھیں ان مسائل کا حل ملے۔ جب تم ہر طرف سے مایوس ہو جاؤ گے تو اس وقت اسلام تمھاری مدد کو آئے گا اور تمھارے مسائل حل کر دکھائے گا۔ سو وہ وقت آئے گا اور ضرور آئے گا جب تمھیں اسلام میں روشنی نظر آئے گی اور تم بے اختیار اس کی طرف کھنچے چلے آؤ گے ۔

یہ صرف یورپ میں ہی نہیں ہو گا بلکہ لاینحل مسائل کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں ساری دُنیا کو اگر روشنی نظر آئے گی تو صرف اسلام میں ہی نظر آئے گی اور ہر قوم اور ہر مُلک کے لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں گے اور اس طرح ساری دنیا دینِ واحد پر آجمع ہو گی ۔

پوپ کی حیثیت کے بارہ میں سوال اور اس کا جواب فیڈرل ریڈیو کارپوریشن کے نمائندہ نے ایک سوال یہ کیا کہ کیا اپنی جماعت میں آپ کی حیثیت پوپ جیسی ہے؟ اگر نہیں تو آپ کی اور پوپ کی پوزیشن میں کیا فرق ہے؟

حضور نے فرمایا پوپ کی حیثیت اور میری حیثیت میں بنیادی فرق ہے۔ کیتھولک دنیا میں پوپ آخری اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ حتٰی کہ وہ عقائد میں تبدیلی بھی کر سکتا ہے۔ میرے لئے قرآن کریم کی پابندی ضروری ہے۔ مَیں قرآن اور سنّتِ رسول اللہؐ کا پابند ہوں۔ میرا کام قرآن اور سنّت پر عمل کرانا ہے۔ اس لحاظ سے میری پوزیشن پوپ کی پوزیشن سے بالکل اُلٹ ہے۔

نائیجیریا کے مسلمانوں کے لئے پیغام آخری سوال یہ تھا کہ آپ مسلمانانِ نائیجیریا کو کیا پیغام دینا پسند کریں گے؟ حضور نے فرمایا زبانی اقرار اور زبانی خدمت کوئی چیز نہیں اسلام پر عمل کرو اور دنیا کے سامنے اسلام کا عملی نمونہ پیش کرو۔ اور خالص اسلام پر متحد ہو کر رواداری کو اپنا شعار بناؤ۔

جماعت احمدیہ نیجر ری پبلک کے وفد سے ملاقات نائیجیریا کے پڑوسی ملک "ری پبلک آف نیجر" کی جماعت احمدیہ کا ایک نمائندہ وفد حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے لیگوس آیا ہوا تھا۔ یہ وفد آٹھ احباب پر مشتمل تھا حضور نے فیڈرل ریڈیو کارپوریشن کے نمائندے مسٹر موسٰی علی کے بعد اس وفد کو ملاقات کا شرف بخشا۔

ری پبلک آف نیجر میں نائیجیریا مشن کی مساعی کے نتیجہ میں حال ہی میں جماعت قائم ہوئی ہے۔ حضور نے وفد کے اراکین سے اس ملک کے جغرافیائی اور مذہبی حالات دریافت

فرمائے۔ اور پھر جماعت کی تعداد اور احباب کے احوال و کوائف کے بارہ میں بھی ان سے سوالات کئے ۔ انہوں نے بتایا کہ جماعت کے کُل اراکین کی تعداد چالیس ہے اور یہ کہ ابھی چھ گھرانے احمدی ہوئے ہیں ۔ چونکہ وہاں فرنچ زبان بولی جاتی ہے اس لئے انہوں نے فرانسیسی زبان میں لٹریچر مہیّا کئے جانے کی درخواست کی ۔ حضور نے انہیں بتایا کہ دیباچہ تفسیر القرآن کا فرانسیسی ترجمہ آجکل زیرِ طبع ہے ۔ چند ماہ تک وہ اس کے نسخے حاصل کر سکیں گے ۔ حضور نے فرمایا ان چھ گھرانوں میں سے جو احمدی ہو چکے ہیں مَیں ہر گھرانے کو دیباچہ تفسیر القرآن کا ایک ایک نسخہ بطور تحفہ بھیجوں گا ۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ اس کا بغور مطالعہ کرے ۔ اِسے پڑھنے کے بعد تمھیں قرآن مجید کو سمجھنے اور اس کے علوم سے بہرہ ور ہونے میں بہت مدد ملے گی ۔ پھر اس میں ایک باب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ اور سیرتِ مقدّسہ پر مشتمل ہے ۔ اس کے مطالعہ سے تمھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالتِ شان کی معرفت حاصل ہو گی ۔ جب تک تمھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ اور سیرتِ مقدّسہ کا علم نہ ہو تو تم آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پَیروی نہیں کر سکتے اور اسلام پر کما حقہ عمل پَیرا ہونے کی تم کو توفیق نہیں مل سکتی ۔ حضور نے انہیں یہ بھی بتایا کہ قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ چھاپنے کے بھی انتظامات ہو رہے ہیں ۔ اس کے بعد تمھارے لئے قرآن کو سمجھنا ، اس پر عمل کرنا اور اس کی مدد سے دوسروں تک حقیقی اسلام کو پہنچانا آسان ہو جائے گا فرمایا اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ قرآن ہی ہماری زندگی ہے ۔ ہم اس کے احکام بجا لاتے ہیں اور اس کی ہدایات ہی ہماری رہنما ہیں ۔ اس لئے تمھیں چاہیئے کہ تم سب سے بڑھ کر قرآن سے ہی پیار کرو اور اس کی ہدایات پر چلو ــــ یہ ملاقات

پونے دو بجے سے سوا دو بجے بعد دوپہر تک جاری رہی ۔ وفد کے ایک رُکن جناب رشید اگبولا حضور کے انگریزی ارشادات کا ساتھ کے ساتھ یوروبا زبان میں ترجمہ کرتے جاتے تھے تاکہ وفد کے دوسرے اراکین بھی حضور کے زرّیں ارشادات اور بیش قیمت نصائح سے مستفیض ہو سکیں۔

وفد جناب اَلْاَمین، جناب مالم شیٹو، جناب اُلفا عثمان شافعی (مبلغ نیجر) جناب رشید اگبولا، جناب عبدالغنی، جناب جیما صاحب، جناب صالح صاحب اور جناب عبدالرشید پر مشتمل تھا۔ ملاقات کے اختتام پر حضور نے ان میں سے ہر ایک کو شرف مصافحہ و معانقہ بخشا اور ازراہِ شفقت ہر ایک کو خاصی خاصی دیر تک گلے لگائے رکھا۔ حضور کے ساتھ ملاقات ان کے لئے ازدیادِ علم اور ازدیادِ ایمان و ایقان کا موجب ہُوئی۔ وہ حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے اور حضور کے روح پرور کلمات سے مستفیض ہو کر ازحد مسرور نظر آرہے تھے۔ اس ملاقات کے بعد اُس روز کی ملاقاتوں کا سلسلہ سوا دو بجے بعد دوپہر اختتام پذیر ہُوا۔

احمدیہ مشن اور احمدیہ پریس کا معائنہ

اسی روز چار بجے سہ پہر حضور ایدہ اللہ شہر کے اہم اور گنجان آباد علاقہ (IDUMAGBO AVENUE, LAGOS) میں واقع احمدیہ مشن اور احمدیہ پریس کا معائنہ فرمانے تشریف لے گئے۔ ہرچند کہ اس روز صبح ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی تھی اور سڑکوں پر جگہ جگہ پانی کھڑا ہُوا تھا تاہم جب حضور ایدہ اللہ کی موٹر کار متعدد دوسری موٹر کاروں کے جلو میں شہر کے اس گنجان علاقہ میں پہنچی تو بازاروں میں چلنے والے لوگ حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے احمدیہ مشن ہاؤس کی طرف بھاگے چلے آئے۔ جب حضور کی

موٹر کار احمدیہ مشن ہاؤس کے سامنے آکر رُکی تو وہاں ہزاروں کا مجمع اکٹھا ہو چکا تھا اور وہ لوگ حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھے اور پولیس کے سپاہی انہیں کنٹرول میں رکھنے کی دوڑ دھوپ میں مصروف تھے۔ جونہی حضور کی موٹر کار مشن کی کئی منزلہ عمارت کے سامنے آکر رُکی اور حضور موٹر سے باہر تشریف لائے تو مجمع میں حضور کی ایک جھلک دیکھنے کی کوشش کے دَوران دھکا پیل شروع ہوگئی اور لوگوں نے حضور کی طرف ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے "احمدیہ" "احمدیہ" کہنا شروع کر دیا۔

حضور نے مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے جاکر مبلّغ انچارج مکرم مولانا محمد اجمل شاہد اور لیگوس میں مقیم دوسرے مبلّغین کی معیت میں مشن ہاؤس کے دفاتر اور اشاعت لٹریچر کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا اور مبلّغین کو ضروری ہدایات سے نوازا۔ بعد ازاں حضور نے مشن ہاؤس کی ایک بالائی منزل میں تشریف لے جاکر احمدیہ پریس کا معائنہ فرمایا اس پریس میں کمپوزنگ کی ایک جدید ترین مشین نصب ہے جو فوٹو ٹائپ سیٹنگ کمپوزنگ کمپیوٹر (PHOTO-TYPE SETTING COMPOSING COMPUTER) کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں ٹائپ رائٹرز کی طرح جس عبارت کو بھی ٹائپ کیا جاتا ہے وہ سامنے ویڈیو (VIDEO) سکرین پر آتا جاتا ہے اور اس امر کی چیکنگ ساتھ کے ساتھ ہوتی جاتی ہے کہ جو کچھ ٹائپ ہو رہا ہے وہ حسب منشاء ہے اور اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ یہ سارا ٹائپ شدہ مواد اندر ہی اندر ایک ڈسک (DISK) میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ ڈسک ۸" × ۸" سائز کا ایک گتّہ نما میگنیٹک فلم ہوتا ہے جس میں تین لاکھ حروف محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اس ڈسک میں مختلف ناموں یا نمبروں کی ۱۲۸ فائلیں کھولی جاسکتی ہیں اور ایک وقت میں حسب ضرورت کسی ایک فائل کو سکرین پر لاکر ضروری تصحیح وغیرہ کی جاسکتی ہے۔ اگر اس مشین پر

ٹائپ اور کمپوز شدہ کتاب کو کسی دوسرے ملک میں چھاپنا مقصود ہو تو دوبارہ ٹائپ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہی ڈسک وہاں بھیج کر اس سے پروف لئے جاسکتے ہیں۔ اس مشین میں بارہ کیمرے ہیں جن کی مدد سے بارہ مختلف سائز کے حروف اور آٹھ مختلف قسم کے ڈیزائن حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس میں چھوٹے سے چھوٹے سائز کا ۶ پوائنٹ اور بڑے سے بڑے سائز کا ۷۲ پوائنٹ کا ٹائپ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ سارا مواد ایک ۸" چوڑے اور ۱۰۰ فٹ لمبے کاغذ پر حاصل کیا جاتا ہے اور اسے حسب ضرورت کاٹ لیا جاتا ہے۔ یہ کاغذ فوٹو گرافک کاغذ ہوتا ہے اسے اسی طرح دھونا اور ڈویلپ کرنا پڑتا ہے جس طرح ایک فوٹو کو دھو کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس پراسس کے لئے ایک دوسری آٹومیٹک مشین ہے جس کا نام ہے "MUTI LINE 45"۔ یہ مشین بھی احمدیہ پریس میں موجود ہے۔ اس کمپوزنگ مشین میں ایک نہیں بلکہ مختلف زبانوں میں عبارتیں کمپوز کرنے کی سہولتیں موجود ہوتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے اس مشین اور اس کے پورے "پراسس" کا بہت دلچسپی کے ساتھ تفصیلی معائنہ فرمایا اور مکرم مفتی احمد صادق صاحب کو جنہیں اس مشین کو آپریٹ کرنے میں مہارت حاصل ہے ہدایت فرمائی کہ وہ اس مشین پر ایک عبارت کمپوز کر کے دکھائیں۔ چنانچہ جب انہوں نے مشین پر بیٹھکر ایک عبارت ٹائپ کرنا شروع کی تو حضور پورے پراسس کا ساتھ کے ساتھ معائنہ فرماتے اور ان سے سوالات کر کے بعض امور کی وضاحت کراتے رہے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ احمدیہ مشن نائیجیریا کا انگریزی ہفتہ وار اخبار "دی ٹروتھ" اور مشن کا دوسرا انگریزی اور یوروبا زبانوں کا لٹریچر اسی پریس میں کمپوز اور طبع ہوتا ہے۔

مرکزی احمدیہ مسجد لیگوس کی نئی سہ منزلہ عالیشان عمارت کا افتتاح

احمدیہ مشن اور احمدیہ پریس کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور ایدہ اللہ اس کے قریب اوجو گیوا سٹریٹ (OJOGIVA STREET) پر واقع مرکزی احمدیہ مسجد لیگوس کی نو تعمیر شدہ سہ منزلہ عالیشان عمارت کا افتتاح فرمانے تشریف لے گئے۔ یہ مسجد جسے پرانی مسجد کی جگہ جس کا افتتاح محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے ۱۹۴۳ء میں فرمایا تھا از سرِ نو تعمیر کی گئی ہے۔ یہ نئی عالیشان مسجد جس کی تعمیر کا آغاز "اپنی مدد آپ" کے اصول پر جنوری ۱۹۷۴ء میں اس حال میں ہوا تھا کہ تعمیر مسجد فنڈ میں صرف ۶۰۰ نیرا کی رقم تھی چھ سال کی مسلسل جدوجہد اور افرادِ جماعت کی بے مثال مالی قربانیوں کے نتیجہ میں حال ہی میں مکمل ہوئی تھی۔ یہ مسجد جس قطعۂ زمین پر تعمیر کی گئی ہے اس کا رقبہ ۲۰۰×۱۰۰ یعنی ۲۰ ہزار مربع فٹ ہے جبکہ اس کے مسقف حصّہ کا رقبہ ۵۰×۳۰ یعنی ۱۵۰۰ مربع فٹ ہے۔ مسجد کی عمارت سہ منزلہ ہے۔ پہلی منزل میں مرد نماز ادا کرتے ہیں دوسری منزل عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ تیسری منزل میں جماعت کی ذیلی تنظیموں کے دفاتر ہیں اور اسی منزل میں ان کے اجلاس منعقد ہوتے ہیں۔ یہ ۲ لاکھ پچاس ہزار نیرا کی لاگت سے بن کر تیار ہوئی ہے۔

جس وقت حضور وہاں پہنچے ہیں مسجد کی پہلی منزل احمدی احباب سے اور دوسری منزل احمدی مستورات سے پوری طرح بھری ہوئی تھی اور باہر بازار میں سینکڑوں ہزاروں لوگ حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے حضور نے مسجد میں داخل ہونے کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور اس طرح سجدوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان اس عالیشان مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

استقبالیہ ایڈریس کا خلاصہ نماز پڑھانے کے بعد حضور مسجد کی محراب میں کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ استقبالیہ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا جو مبلغ نائیجیریا مقیم لیگوس مکرم مفتی احمد صادق صاحب نے کی۔ بعد ازاں اوویری (OWERRI) واقع امیو سٹیٹ کے پانچ احمدی اطفال نے ایک انگریزی استقبالی نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ نظم کے اختتام پر حاضرین نے اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) زندہ باد کے پُر جوش نعرے لگا کر حضور کا استقبال کیا۔

اس کے بعد مکرم ظفر اللہ الیاس صاحب نے جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے انگریزی میں ایڈریس پیش کیا۔ جس میں انہوں نے نائیجیریا میں حضور ایدہ اللہ کی دوسری بار تشریف آوری اور نئی مرکزی احمدیہ مسجد میں حضور کی اقتداء میں ظہر اور عصر کی نمازوں کی ادائیگی اور مسجد کے افتتاح کو ایک ایسا مقدس و مبارک، تاریخی اور یادگاری موقع قرار دیا جو ہزاروں ہزار احبابِ نائیجیریا اور احمدیہ مشن کی خوش نصیبی پر دلالت کرتا ہے۔ اِس خوش نصیبی پر انہوں نے اللہ تعالےٰ کی حمد و ستائش اور اُس کا شکر ادا کرتے ہوئے اللہ اکبر کا پُر جوش نعرہ لگایا ساتھ ہی جملہ حاضرین نے بھی پُورے جذبہ و جوش کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ جس سے مسجد اور اس کا پورا ماحول گونج اٹھا ایڈریس میں انہوں نے ۱۹۱۶ء میں نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کے قیام، ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر کے ذریعہ احمدیہ مشن کے اجراء نیز ابتدائی دَور کے انتہائی نامساعد حالات اور صبر آزما مشکلات کا ذکر کر کے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر اور آپ کے بعد محترم مولانا فضل الرحمن صاحب حکیم کی انتھک تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی اور بعد ازاں جماعت کی روز افزوں ترقی اور مضبوطی و استحکام کا ذکر کر کے لائقِ صد احترام

ابتدائی مبلّغینِ کرام کی خدمت میں خراجِ عقیدت پیش کیا اور ان کی یاد پر محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ بعدازاں انہوں نے حضور ایّدہُ اللہ کے پہلے دَورۂ نائیجیریا جو حضور نے ۱۹۷۰ء میں فرمایا تھا، کا ذکر کر کے اس کی عظیم انسانی برکات اور طیّب و شیریں ثمرات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

ایڈریس میں انہوں نے حضور کے پہلے دَورہ کی عظیم الشان برکات کا ذکر کرتے ہوئے کہا حضور کے پہلے دَورۂ نائیجیریا سے قبل مُلک میں ۵۵، احمدیہ مساجد اور ۸۵ جماعتیں تھیں۔ حضور کے دَورہ کے بعد گزشتہ دس سال کے دَوران اہم مقامات پر ایک درجن سے زائد نئے مشن کھلے ہیں ان میں متعدد سٹیٹس کے دارالحکومت بھی شامل مثلاً اوویری، کلابار، اِلورِن، بنین سٹی، کڈونہ، منّا اور باڈگری وغیرہ۔ ستّر نئی مسجدیں تعمیر ہوئی ہیں ان میں تین وہ عالیشان مساجد بھی شامل ہیں جن کا حضور اپنے حالیہ دَورہ میں افتتاح فرما رہے ہیں۔ ایک تو لیگوس کی یہی مرکزی احمدیہ مسجد ہے جس کا حضور نے ابھی ظہر اور عصر کی باجماعت نمازیں پڑھا کر افتتاح فرمایا ہے۔ دُوسری اِبادان کی مرکزی احمدیہ مسجد ہے جس کا حضور نے کل (۲۰ اگست ۱۹۸۰ء) کو وہاں تشریف لے جاکر افتتاح فرمایا۔ تیسری اِلارو کی مرکزی احمدیہ مسجد ہے۔ جس کا انشاء اللہ حضور کل (۲۲ اگست ۱۹۸۰ء کو) وہاں تشریف لے جاکر افتتاح فرمائیں گے۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارے میڈیکل سنٹرز اور ہسپتالوں کی تعداد دو سے بڑھ کر چھ ہو گئی ہے۔ مزید برآں لیگوس کے میڈیکل سنٹر کو شہر کے نواحی علاقہ اوجوکورو (OJOKORO) میں منتقل کر کے اسے باقاعدہ ایک ہسپتال کی شکل دینے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ اِسی طرح ایک نیا تعمیری منصوبہ بھی شروع کیا گیا ہے۔

جو انشاء اللہ تعالےٰ پاکستان سے باہر کے احمدیوں کے لئے قابلِ تقلید مثال ثابت ہوگا۔ ایک بڑا قطعۂ زمین حاصل کر کے ربوہ کی طرز پر ایک احمدی بستی تعمیر کرنے کا آغاز کیا گیا ہے۔ لیگوس کے نواحی علاقہ اَوجوکورو میں چھ ایکڑ زمین حاصل کی گئی ہے وہاں مستقل احمدیہ مشن ہاؤس، مسجد، ہسپتال اور پریس تعمیر کیا جا رہا ہے۔ ان مرکزی اداروں کے نواح میں احمدی خاندانوں کو آباد کیا جائے گا اور اس طرح وہاں باقاعدہ ایک احمدی بستی معرضِ وجود میں آجائے گی انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

اس ضمن میں نصرت جہاں سکیم کے تحت پایۂ تکمیل کو پہنچنے والے منصوبوں کا ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا۔ یہ وہ انتہائی بابرکت عظیم سکیم ہے جسے حضور نے اپنے دَورۂ ۱۹۷۰ء کے دَوران شروع فرمایا تھا۔ یہ سکیم بفضل اللہ تعالےٰ خدمتِ خلق کے شعبہ میں تعمیر و ترقی کی نئی راہیں کھولنے کا موجب بنی ہے۔ گزشتہ دس سال کے دَوران نائیجیریا میں اس سکیم کے تحت سات نئے سیکنڈری سکول کھولے گئے۔ ان میں سے بعد ازاں دو سکول نائیجیریا اور سوکوٹو کی ریاستی حکومتوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ اور پھر ان حکومتوں سے کسی معاوضہ کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔ جبکہ دوسری رضاکار تنظیموں نے اپنے سکولوں کا معاوضہ طلب کیا اور کوشش کر کے حکومت سے معاوضہ کے طور پر بہت معقول رقوم وصول کیں۔

اگر نو مسلموں کی تربیت اور احمدیت میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کے پیشِ نظر حسب ضرورت نئے مبلّغین تیار ہونے کا مستقل انتظام نہ ہو تو ترقی کی رفتار کو برقرار رکھنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس بنیادی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے جماعت احمدیہ نائیجیریا نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ اسے اپنے ملک میں ایک مشنری

ٹریننگ کالج کھولنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ حضور کی اجازت سے مارچ ۱۹۸۰ء میں اِلآرو کے مقام پر ایک مشنری ٹریننگ کالج کا قیام عمل میں آیا۔ امید ہے حضور اقدس اس میں پڑھائے جانے والے نصاب کو وسیع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائینگے تاکہ اس میں تعلیم حاصل کرنے والے "شہادت الاجانب" کا کورس یہیں مکمّل کرسکیں اور پھر جب وہ یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر "شاہد" کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے ربوہ جاکر جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیں تو وہ یہ ڈگری پانچ سال میں حاصل کرسکیں۔

حضور ایّدکم اللہ! یہ تمام کامیابیاں جن کا اس ایڈریس میں ذکر کیا گیا ہے حصولِ فضلِ الٰہی کے لئے آپ کی مقبول دعاؤں کا ثمرہ ہیں اور یہ نتیجہ ہیں ہمارے امیر مولانا محمد اجمل شاہد کی مستعدی، سرگرمی اور محنت وجانفشانی کا۔ ہم اس وقت حضور کے سامنے یہ عہد کرتے ہیں اور حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم حضور کی ہر آن جاری رہنے والی مقبول دعاؤں کے طفیل آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جائیں گے اور اس وقت تک دم نہیں لیں گے جب تک کہ سارا نائیجیریا ہی نہیں بلکہ افریقہ کا پورا برِّاعظم اسلام کی آغوش میں آکر محمد رسول اللہ صلّی اللہ عَلَیہِ وسلّم کے جھنڈے تلے نہ آ جمع ہو۔ اس برِّاعظم میں خاموش انقلاب رفتہ رفتہ برپا ہوتا چلا آرہا ہے اور یہ برپا ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اپنے کمال کو پہنچ جائے گا۔

اپنے اس عہد کو نبھاتے ہوئے ہم نے ۱۹۷۲ء میں مغرب میں اپنے پڑوسی مُلک جمہُوریہ بَینِن میں اور اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں اپنے شمالی پڑوسی ملک نیجر میں احمدیّت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ وہاں مضبوط جماعتوں کا قیام عمل میں آچکا ہے یہ امر باعثِ مسرّت واطمینان ہے کہ اپنے پہلے دَورہ کے وقت جب مسلمان ملکوں کے

بعض سفیروں نے ایک تقریب میں حضور سے ملاقات کی تو اس ملاقات میں نیجر کے سفیر موصوف نے حضور سے ان کے ملک میں بھی جماعت احمدیہ کا مشن کھولنے کی درخواست کی تھی اور حضور نے ان سے مشن قائم کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے چار سال کے اندر اندر یہ وعدہ پورا کرنے کے سامان کر دیئے اور وہاں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اب ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جمہوریہ ٹوگو میں جماعت قائم کرنے کی غرض سے وہاں ابتدائی دوروں کے پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔ اور وہاں جماعت کے قیام کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اس نئی کوشش میں کامیابی کے لئے ہم حضور کی خدمت میں عرض پرداز ہیں کہ حضور ہمیں اپنی مقبول دعاؤں سے نوازیں اور ہمیشہ ہی دعاؤں اور رہنمائی سے نوازتے رہیں۔ والسلام

ہم ہیں حضور کے خدام (اراکین جماعت احمدیہ نائیجیریا)

ایڈریس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب

ایڈریس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے حاضرین کو انگریزی میں بیش قیمت ہدایات اور زریں نصائح پر مشتمل ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔ حضور کے خطاب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

حالات میں خوشگوار تبدیلی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔ کل شام موٹر کار کے ایک حادثہ میں مجھے بہت شدید جھٹکا لگا تھا۔ جس کی وجہ سے کمر میں اور جوڑوں میں درد کی شدید تکلیف لاحق ہو گئی۔ میرا خیال تھا کہ میں اس تکلیف کی وجہ سے آج کی تقریب میں شریک نہیں ہو سکوں گا۔

لیکن اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا اور درد جاتا رہا۔ چنانچہ مَیں یہاں آگیا۔ مَیں خود کو آپ کے درمیان پاکر ازحد خوشی محسُوس کر رہا ہوں۔

مَیں دس سال بعد یہاں آیا ہوں۔ جہاں تک احمدیّت کے اثر و نفوذ کا تعلق ہے گزشتہ دس سال میں نائیجیریا کا نقشہ بدل گیا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حالات میں خوشگوار تبدیلی رُونما ہو چکی ہے۔ ۱۹۷۰ء میں جب مَیں یہاں آیا تھا تو اس وقت تک اس عظیم ملک کے بعض خطّے ایسے تھے جن کے دروازے ہم پر بند تھے۔ احمدی ان خطّوں میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اس کے فضل کے نتیجہ میں مَیں نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس میں ایسی برکت ڈالی کہ اس سکیم نے حالات کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ اس سکیم کے اعلان کے بعد حکومت نے ہمیں سیکنڈری سکولز اور ہسپتال کھولنے کے لئے زمین دی اور اس طرح ہمیں یہاں متعدد سکول اور ہسپتال کھولنے اور نائیجیرین عوام کی خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ اور بفضل اللہ تعالےٰ حالات میں تبدیلی آتی چلی گئی۔ میرے اس دَورہ پر روانہ ہونے سے قبل آپ کے مرکزی مشن نے مجھے خط لکھا کہ ایک سٹیٹ کی حکومت اصرار کر رہی ہے کہ ہم اس سٹیٹ میں پانچ سکول کھولیں۔ مَیں نے اس کی منظوری دے دی ہے۔ (اللہ اکبر کے پُرجوش نعرے) مَیں اللہ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہُوئے اُمیّد رکھتا ہُوں کہ ہم چند ماہ کے اندر اندر پانچ سکول کھولنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اب اسی سٹیٹ کے گورنر کی طرف سے مجھے یہاں خط ملا ہے کہ ہم پانچ سکولوں کے علاوہ دو۲ میڈیکل سنٹرز کھولنے کا بھی انتظام کریں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے فضل کے نتیجہ میں ہم جلد دو میڈیکل سنٹرز بھی کھولنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مَیں بھی دُعا کر رہا ہُوں آپ

بھی دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں یہ نئے سکولز اور میڈیکل سنٹرز کھولنے کی ہمت اور توفیق عطا کرے۔ ہم خدا کی مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ سب کچھ اس کے فضل پر منحصر ہے اور حصولِ فضل کا اقرب طریق دُعا ہی ہے۔

جب ۱۹۷۰ء میں مَیں یہاں آیا تھا تو مَیں نے آپ کی قوم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ملک کے مختلف علاقوں میں چار سیکنڈری سکول کھولیں گے۔ وعدہ صرف چار سکول کھولنے کا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیں اس سے زیادہ سکول کھولنے کی توفیق عطا کر دی جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہم اب تک چھ سکول کھول چکے ہیں (اللہ اکبر کے پُرجوش نعرے) وہ پانچ سکول ان کے علاوہ ہوں گے جنہیں کھولنے کا ہم ارادہ رکھتے ہیں۔ (اللہ اکبر کے مزید نعرے) ۱۹۷۰ء میں جب مَیں یہاں آیا تھا تو آپ لوگوں سے ملنے اور آپ کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے بعد میرا تاثر یہ تھا کہ آپ بیدار نہیں ہیں۔ اس دَورہ میں مَیں نے دیکھا ہے (اور میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہے) کہ آپ بفضل اللہ تعالیٰ پوری طرح بیدار ہیں۔ (اپنے آقا ایّدہُ اللہ کی زبانِ فیض ترجمان سے یہ کلمات سُن کر سامعین پر ایسا وارفتگی کا عالم طاری ہؤا کہ انہوں نے بے اختیار اللہ اکبر کے نعرے لگانا شروع کر دیئے اور وہ دیر تک نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے رہے۔ نعرے تھمنے کے بعد حضور نے خطاب جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا:)

میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا کرے۔ زبانی خدمت خدا کو خوش نہیں کر سکتی۔ اس کی خوشنودی تو اسلام پر کما حقہٗ عمل کرنے سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

قرآن پڑھنے اور علم حاصل کرنے کی ترغیب اس ضمن میں پہلی بات مَیں آپ سے یہ کہنا

چاہتا ہوں کہ آپ میں سے ہر شخص کو قرآن پڑھنا چاہیئے اسے سمجھنا چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر غور کرنے سے کائنات میں صفاتِ الٰہیہ کے جلوے مشاہدہ کرنے اور انہیں سمجھنے کی صلاحیت اُجاگر ہوگی اور آپ کو اسلام پر کماحقہٗ عمل کرنے کی توفیق ملے گی۔

صفاتِ الٰہیہ کے جلووں کو سمجھنے اور ان سے حقیقی رنگ میں استفادہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ قرآن پڑھنے کے علاوہ فزکس کیمسٹری اور دوسرے سائنسی علوم بھی پڑھیں اس لئے مَیں آپ کو یہ ہدایت بھی کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہر بچے اور بچّی کو سکول ضرور بھیجیں اور اسے اس کی ذہنی استعداد کے مطابق اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم ضرور دلوائیں اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جب تک ہم مغربی قوموں کو علم کے میدان میں شکست نہیں دیں گے وہاں اسلام غالب نہیں آئے گا۔ غلبۂ اسلام کے نقطۂ نگاہ سے بھی ہمارے لئے ان علوم کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے مہدی علیہ السّلام کو یہ بشارت دی تھی کہ آپ کے ماننے والے علم اور معرفت میں وہ کمال حاصل کریں گے کہ اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اس بشارت کا مورَد بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآنی علوم کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم بھی پوری جدوجہد سے حاصل کر کے علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں۔ پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ ذہین دماغ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا عطیہ ہیں انہیں ضائع نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالےٰ کے اس عطیہ کی قدر کریں اور ان کی قدر یہی ہے کہ اپنے بچوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلوائیں۔ حصولِ علم کے لئے اگر ممکن ہو تو انہیں یورپ اور امریکہ بھیجیں اور اگر کسی علم کی تحصیل کے لئے ضروری ہو

تو روس بھی بھیجیں۔ مَیں نے سائنسی ترقی کے موجودہ دَور کے پیشِ نظر روس کو بھی خاص طور پر شامل کیا ہے اس لئے کہ محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تمھیں علم حاصل کرنے کے لئے چین جانا پڑے تو ضرور جاؤ۔ اس لئے علم جہاں سے بھی ملے وہاں جانا ضروری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہر حصّۂ عمر میں تحصیلِ علم پر بہت زور دیا ہے۔ ہر بچّے اور ہر بڑے حتّٰی کہ بوڑھوں تک کا یہ فرض ہے کہ وہ علم حاصل کریں۔

بچّوں کو صحّت مند بنانے کی تلقین

میری دوسری نصیحت یہ ہے کہ اپنے بچّوں کو صحت مند بنائیں۔ اس کے لئے دو باتیں ضروری ہیں ایک یہ کہ انہیں اچھی غذا دیں دوسرے یہ کہ ورزش کے ذریعہ اس غذا کو ہضم بھی کرائیں۔ دنیا میں ہماری جماعت سب سے زیادہ صحت مند ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ دنیا میں سب سے زیادہ صحت مند انسان تھے۔ جب محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہؓ کو ایران سے جنگ کرنا پڑی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سرحدوں پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ان کے پاس صرف ۱۸ ہزار سپاہی تھے۔ جنہیں ایران کی ایک لاکھ اور کبھی اسی ہزار تازہ دم فوج کا مقابلہ کرنا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیر کمان قریبًا پانچ لڑائیاں لڑی گئیں۔ حالت یہ تھی کہ ہر دو گھنٹہ کے بعد تازہ دم ایرانی فوج آگے آجاتی تھی اس طرح ایرانی فوج دن بھر میں صرف دو گھنٹہ تلوار چلاتی تھی جبکہ مسلمان فوج کو مسلسل آٹھ گھنٹہ تلوار چلانی پڑتی تھی اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان سپاہی ایرانیوں سے چار گنا زیادہ صحت مند تھے اللہ تعالےٰ

نے اپنے فضل اور رحم کے نتیجہ میں ایسا ممکن کر دکھایا تھا۔ تمہیں بھی اسلام کے دشمنوں کے خلاف اخلاقی اور رُوحانی جنگیں جیتنی ہیں تم کو ان جنگوں کے لئے پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں قرآن پڑھو۔ اسلام پر عمل پیرا ہو اور علم حاصل کرو۔ تم اپنی کوشش، مجاہدہ اور دُعاؤں کے نتیجہ میں کامیاب ہو گے۔

اِسلامی اخلاق کا عملی نمونہ پیش کرنے کی نصیحت

تیسری نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب تم اسلام کو پھیلانے کے لئے مغرب کی متمدّن دُنیا میں جاؤ گے تو تم دیکھو گے کہ یہ مہذّب کہلانے والی قومیں اخلاقی اعتبار سے بالکل دیوالیہ ہیں۔ پس ان قوموں کو اسلام کا گرویدہ بنانے کے لئے اپنے اندر اخلاقی اعتبار سے حُسن پیدا کرو۔ اس کے لئے تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام تم پر کیا اخلاقی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ ان ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کرتے ہوئے اپنے عمل و کردار کو اسلامی اخلاق کے سانچے میں ڈھالو۔ اسلامی اخلاق کا حسین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرو تا کہ دوسروں کو اسلام کی طرف کھینچ سکو۔

خُدا کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے کی اہمیّت

اس وقت چوتھی اور آخری نصیحت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرو۔ آجکل کی مہذّب دنیا میں ایسے طبقے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا تو ہے لیکن وہ ذاتی خدا نہیں ہے۔ وہ اپنی مخلوق کے ساتھ ذاتی تعلق قائم نہیں کرتا مخلوق کو ایک دفعہ پیدا کر کے اُس نے اس کے حال پر چھوڑا ہوُا ہے۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ خدا اپنے بندوں کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرتا ہے، وہ ان کی دُعاؤں کو سُنتا اور قبول کرتا ہے اور اُن سے ہمکلام ہوتا ہے۔ وہ خود کہتا ہے۔ نَحْنُ

اَقْرَبُ اِلَيْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد۔ کہ ہم انسان سے اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تمہارے لئے کھولا جائے گا۔ لیکن دروازہ اُنہی کے لئے کھولا جاتا ہے جو عاجزی اختیار کرتے ہیں اور بکمال عجز و انکسار کے ساتھ اس کے در پر حاضر ہوتے ہیں۔ مَیں نے دنیا کے سامنے بار بار اعلان کیا ہے، کہ مَیں عاجز ترین انسان ہوں تمہیں بھی دنیا کو دکھا دینا چاہیئے کہ تم عاجز ترین انسان ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ ہمارا خدا ہم سے جو اس کے عاجز ترین بندے ہیں پیار کرتا ہے لیکن لَا فَخْرَ اس میں ہمارے لئے فخر کی کوئی بات نہیں۔ یہ اس کا فضل اور احسان ہے۔ ہماری کسی خوبی کا اس میں دخل نہیں ہے۔

ہمارا بھروسہ اپنے خدا پر ہے۔ ہم اسی کے حضور جھکتے اور اسی سے مانگتے ہیں مَیں دُعا کرتا ہوں کہ تم اپنی کوشش، مجاہدہ اور دعاؤں کے ذریعہ اپنے مجیب خدا کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے والے بنو اور وہ اس ذاتی تعلق کی بناء پر تم سے ہمکلام ہو۔ مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی تم عاجزانہ راہیں اختیار کرتے ہوئے اسے پکارو گے تم اسے ہمیشہ اپنے پہلو میں پاؤ گے۔

جُونہی حضور کا خطاب اختتام پذیر ہؤا، مسجد اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، حضرت خاتم الانبیاء زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے پُرجوش نعروں سے گونج اُٹھی۔ اس پُرمعارف خطاب کے بعد (جو قریبًا نصف گھنٹہ جاری رہا) حضور نے اجتماعی دُعا کرائی جس میں جُملہ حاضرین شریک ہُوئے۔

شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کا پُرکیف منظر دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے جملہ احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔

اس اعلان پر کہ حضور جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ بخشیں گے احباب میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ احباب کو ہدایت کی گئی کہ وہ صفوں میں ہی بیٹھے رہیں۔ صفوں کی ترتیب برقرار رکھتے ہوئے باری باری آکر مصافحہ کا شرف حاصل کریں۔ چونکہ اِبادان کی مرکزی مسجد کے افتتاح کے وقت مصافحے پہلی صف سے شروع ہوئے تھے اور پچھلی صفوں کے احباب اپنی اپنی جگہوں پر اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور شوقِ دیدار و ملاقات کے زیرِ اثر ان کی طرف سے کسی قدر بے صبری اور بے نظمی کا مظاہرہ ہوا تھا اس لئے حضور نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ سب احباب صفوں میں اپنی اپنی جگہ خاموشی سے بیٹھے رہیں۔ مصافحے پہلی صف کی بجائے آخری صف سے شروع ہوں گے اور علی الترتیب پہلی صف کی باری سب سے آخر میں آئے گی۔ حضور کے اس ارشاد پر پچھلی صفوں کے احباب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ انہوں نے یکدم الحمد للہ، سبحان اللہ اور اللہ اکبر کی ندائیں بلند کیں۔

یکدم آخری صف کے احباب نے قطار کی شکل میں دیوار کے ساتھ ساتھ محراب کی جانب آگے آکر باری باری حضور ایّدہُ اللہ سے مصافحہ کا شرف حاصل کرنا شروع کر دیا۔ نہایت سکون اور اطمینان کے ساتھ صف وار مصافحوں کا یہ سلسلہ کمال نظم و ضبط سے جاری رہا۔ اگلی صفوں کے احباب اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے رہے اور پچھلی صفوں کے احباب باری باری آگے آکر مصافحہ کا شرف حاصل کرتے رہے۔

ملاقات اور شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کا یہ منظر بہت پُر کیف اور ایمان افروز تھا۔ شادی شدہ احباب اپنے نو عمر بچوں کو بھی اپنے ہمراہ لائے ہوئے تھے تاکہ

وہ بھی حضور کی شفقتِ بے پایاں کے مورد بن کر حضور سے برکت حاصل کر سکیں اکثر احباب نے چھوٹے بچوں کو اپنی گود میں اُٹھایا ہوا تھا۔ جب وہ حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کرنے آگے آتے تو حضور انہیں مصافحہ کا شرف عطا کرنے کے علاوہ ان کے بچّے کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے اس کے گال کو تھپتھپاتے، کسی کسی کے گال پر پیار بھی کرتے اس پر احباب ہی نہیں بلکہ بچّوں کی مائیں جو بالائی منزل کی گیلریوں میں سے مصافحوں کا یہ پُرکیف منظر دیکھ رہی تھیں از حد نہال ہوتیں اور اپنی زبان میں خوشی کے نعرے بلند کرتیں۔ جب حضور بچوں کے ساتھ شفقت اور پیار کا اظہار فرماتے۔ تو احباب کی باچھیں کھل جاتیں اور مائیں اپنی جگہ نہال ہو ہو جاتیں۔ اُدھر بہت سے نوجوان کمال درجہ محبّت و شفقت اور پیار کے ان پُرکیف نظاروں کے اپنے کیمروں سے فوٹو کھینچ کھینچ کر انہیں دائمی یادگار کے طور پر محفوظ کرتے رہے۔ بالخصوص جب حضور نے ایک چھوٹے بچّہ کو اپنے ساتھ چمٹا کر اسے پیار کیا تو مسجد احباب کے نعرہ ہائے مسرّت اور کیمروں کی کِلک کِلک کی آوازوں سے گونج اُٹھی۔

مصافحوں کا یہ پُرکیف و پُرمسرت سلسلہ شام چھ بجنے میں دس منٹ تک جاری رہا۔ اِس دَوران حضور نے ایک ہزار سے زائد احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ اس کے بعد حضور چند منٹ کے لئے مستورات کو دُعاؤں سے نوازنے کے لئے بالائی منزل پر تشریف لے گئے۔ وہاں سے آکر حضور واپس جانے کے لئے جب موٹر کار میں سوار ہوئے تو مسجد سے باہر بازار میں دونوں طرف کھڑے ہوئے ہزاروں لوگوں نے ہاتھ ہلا ہلا کر اور پُرجوش نعرے لگا لگا کر حضور کو بہت والہانہ انداز میں رخصت کیا۔ اس مجمع میں احبابِ جماعت کے علاوہ شہر کے دُوسرے لوگ بھی

بہت بڑی تعداد میں شامل تھے۔ وہ حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہو گئے تھے اور کافی دیر سے وہاں جمع تھے۔ لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے مسجد اور مشن ہاؤس کے بازار میں خاصی دیر ٹریفک رُکی رہی۔

مسجد سے روانہ ہو کر حضور فیڈرل پیلس ہوٹل واپس تشریف لے آئے۔ اور اس طرح ۱۲ ؍اگست کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں ؏
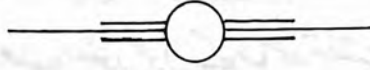
لیگوس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

ڈیڑھ ہزار اطفال و ناصرات کی تربیتی کلاس سے پُر شفقت و محبّت بھرا خطاب

احمدیہ مشن کے نئے ہیڈکوارٹرز کی زیرِ تعمیر عمارتوں کا معائنہ اور احمدیہ ہسپتال کی لیبارٹری کا سنگِ بنیاد

اِلارو کے اہم قصبہ میں وُرُودِ مسعود اور قصبہ کی پوری آبادی کی طرف سے نہایت والہانہ استقبال

مرکزی احمدیہ مسجد الارو کا افتتاح، پُر معارف خطبہ جمعہ اور نمازِ جمعہ میں کئی ہزار احباب کی شرکت

(رپورٹ نمبر ۲۶ بابت ۲۲ تا ۲۴ر اگست ۱۹۸۰ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے قیامِ نائیجیریا کے پانچویں روز ۲۲ر اگست ۱۹۸۰ء بروز جمعۃ المبارک لیگوس سے اوگُن سٹیٹ کے اہم قصبہ اِلارو تشریف لے جاکر اور وہاں نو تعمیر شدہ مرکزی احمدیہ مسجد میں نماز جمعہ پڑھا کر اس کا افتتاح فرمانا تھا۔

اس روز حضور نے لیگوس سے اِلارو تشریف لے جاتے ہوُئے لیگوس سے چند میل کے فاصلہ پر وکٹری سکول کی عمارت میں نائیجیریا کی جنوبی ریاستوں کے پندرہ سو نو عمر احمدی اطفال و ناصرات کی دس روزہ تربیتی کلاس کا معائنہ فرمایا۔ اور انہیں ایک نہایت پُر شفقت و پُر محبّت نصیحت آموز خطاب سے نوازا۔ نیز وہاں سے روانہ ہو کر راستہ ہی میں احمدیہ مشن نائیجیریا کے زیرِ تعمیر نئے ہیڈکوارٹرز کا بھی

معائنہ فرمایا۔ نیز وہاں زیرِ تعمیر احمدیہ ہسپتال کی لیبارٹری کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا۔

وہاں سے روانہ ہو کر حضور اوگن سٹیٹ کے اہم قصبہ میں وُرود فرما ہوئے جہاں قصبہ کی پوری آبادی نے سڑکوں کے دونوں طرف کھڑے ہو کر حضور کا نہایت والہانہ و پُرجوش استقبال کیا۔ وہاں حضور نے نوتعمیر شُدہ عالیشان مرکزی احمدیہ مسجد میں پُرمعارف خطبۂ جمعہ ارشاد فرماکر اور نمازِ جمعہ پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ بعدہٗ حضور نے تعمیر کئے جانے والے احمدیہ ہال کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد نصب فرمایا۔ نیز اس موقع پر دو اینٹوں پر بھی دُعا کی۔ یہ اینٹیں بعد میں کوارا سٹیٹ کے دارالحکومت الورین اور زاریہ شہر میں تعمیر کی جانے والی مساجد کی بنیادوں میں نصب کی جانا تھیں۔

اس طرح حضور نے سفر کے دَوران متعدّد دینی اجتماعات سے خطاب فرماکر، متعدد عمارتوں کی بنیادوں میں اینٹیں نصب فرماکر، ایک عالیشان مرکزی احمدیہ مسجد کا افتتاح فرماکر اور ہزاروں احباب کو شرفِ مصافحہ سے نواز کر انتہائی مصروف وقت گزارا۔ اور پھر اِلارو سے روانہ ہو کر سرِشام لیگوس واپس تشریف لائے۔ اس روز کی مصروفیات کی کسی قدر تفصیل ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:۔

(۲۲ر اگست ۱۹۸۰ء)

لیگوس سے اِلارو کے لئے روانگی

۲۲ر اگست کو حضور نے لیگوس سے اِلارو تشریف لے جاکر اور وہاں نوتعمیر شُدہ مرکزی احمدیہ مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھا کر اس کا افتتاح فرمانا تھا اِلارو اوگن سٹیٹ

کا ایک اہم قصبہ ہے جو لیگوس سے جانب غرب ۱۴ ۱۱ کلومیٹر (۷۶ میل) دور جمہوریہ بینن کی سرحد کے قریب واقع ہے۔ اس قصبہ میں تین سو گھرانے احمدی ہیں۔ اور احمدیوں کی مجموعی تعداد ایک ہزار سے اوپر ہے۔ قصبہ کے مختلف علاقوں میں چار احمدیہ مساجد پہلے سے موجود ہیں۔ اب وہاں کے احمدی احباب نے زرِ کثیر خرچ کر کے ایک کئی منزلہ نہایت خوبصورت اور عالیشان مرکزی مسجد تعمیر کی ہے حضور نے اس وسیع وعریض نئی مسجد کا ہی افتتاح فرمانا تھا۔

حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع اہلِ قافلہ سوا دس بجے صبح فیڈرل پیلس ہوٹل لیگوس سے موٹر کاروں کے ذریعہ اِلآرو کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور کی کار درمیان میں تھی۔ خدّام کی جیپ اور موٹر سائیکل سوار آگے تھے اور پیچھے اہلِ قافلہ، مبلّغینِ کرام اور کثیر التعداد احباب کی کاریں تھیں۔

اطفال و ناصرات کی تربیتی کلاس کا معائنہ

اِلآرو تشریف لے جاتے ہوئے حضور لیگوس سے سات میل کے فاصلہ پر کچھ وقت کے لئے "وکٹری سکول" کی عمارت میں رُکے۔ راستہ میں یہاں رُکنا باقاعدہ پروگرام میں شامل تھا اس لئے کہ یہاں نائیجیریا کی جنوبی ریاستوں کے ڈیڑھ ہزار احمدی اطفال اور ناصرات کی دس روزہ تربیتی کلاس ہو رہی تھی۔ یہ کلاس ۱۶ اگست کو شروع ہوئی تھی۔ مجلس خدّام الاحمدیہ نائیجیریا نے ان نوعمر بچّوں اور بچّیوں کو دین سکھانے اور ان میں خدمتِ دین کا جذبہ پیدا کرنے کی غرض سے اس کلاس کا اہتمام کیا تھا۔ بڑی سڑک سے وکٹری سکول کی عمارت تک (جو سڑک سے ہٹ کر کچھ فاصلہ پر واقع تھی) راستہ کے دونوں طرف باوردی خدّام

ڈیوٹی پر متعین تھے۔ جو راستہ کی نشاندہی کرنے کے علاوہ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور خیر مقدمی الفاظ کہہ کہہ کر حضور کا استقبال کرتے جاتے تھے۔ حضور کی موٹرکار ان کے درمیان میں سے گزرتی ہوئی دیگر موٹر کاروں کے ہمراہ "وکٹری سکول" کے احاطہ میں داخل ہوئی۔

وہاں ایک پُر فضا کھلے میدان میں اسٹیج کے سامنے درمیان میں ڈیڑھ ہزار احمدی نونہال اُجلے اور صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ایک بہت بڑے نصف دائرہ کی شکل میں ایستادہ تھے۔ اسٹیج کے دائیں طرف قطار اندر قطار احمدی مستورات کھڑی ہوئی تھیں اور بائیں طرف بچّوں کو تربیت دینے والے اساتذہ اور دیگر احباب ایک نظام کے ماتحت کھڑے حضور کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے تھے۔ ان سب بچّوں اور بچیوں نے چھوٹے چھوٹے لوائے احمدیّت اُٹھائے ہوئے تھے اور وُہ انہیں ہلا ہلا کر کلمۂ طیّبہ کا وِرد کر رہے تھے۔ جُونہی ان کی نظر حضور ایدہُ اللہ کی موٹرکار پر پڑی۔ بچّوں، مردوں اور مستورات نے بڑے ہی والہانہ انداز میں اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا بِکُمْ کا وِرد کرنا شروع کر دیا۔ یہ ایک بہت ہی دلکش و دلفریب نظارہ تھا۔ ہزاروں ہاتھوں کی دائیں بائیں حرکت کے ساتھ ہزاروں ہی چھوٹے چھوٹے جھنڈے فضا میں پھڑ پھڑا رہے تھے اور خیر مقدمی کلمات کی گونج فضا میں مسلسل بلند ہو ہو کر چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ جونہی حضور موٹرکار سے باہر تشریف لائے منتظم صاحب تربیتی کلاس اور دیگر اساتذہ نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا اور لجنہ اماءاللہ کی سرکردہ خواتین نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کو خوش آمدید کہا۔ جُونہی حضور کھُلی فضا میں بنے ہُوئے

اسٹیج پر تشریف لائے۔ پہلے عزیز رضوان محمد نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور پھر چھ اطفال نے آگے آکر ایک استقبالیہ نظم خوش الحانی سے پڑھی جس میں اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَبًا کے الفاظ بار بار آتے تھے۔

حضور کا پُر شفقت خطاب

استقبالی نغمہ ختم ہونے پر حضور ایّدہُ اللہ نے کلاس کے ننّھے منّھے طلباء اور طالبات کو انگریزی میں ایک بہت پُر شفقت و پُر محبّت خطاب سے نوازا۔ ایک خادم حضور کے ارشادات کا ساتھ کے ساتھ مقامی زبان میں ترجمہ کرتے رہے۔

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سُورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اے میرے بیٹو! اور بیٹیو! مجھے بتایا گیا ہے کہ پندرہ سو بیٹے اور بیٹیاں ایک دس روزہ تربیتی کلاس میں شرکت کے لئے یہاں جمع ہیں تاکہ وہ اسلام سیکھیں اور اللہ تعالےٰ کے حضور دُعائیں مانگیں اور اس طرح اس کی مدد و نصرت کے طالب ہوں

سب سے اہم بات جو مَیں تم سے کہنا اور تمہارے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ تم عام بچّوں کی طرح محض بچّے نہیں ہو یہ بات مَیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سب بچّے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ بچّہ بچّہ میں فرق ہوتا ہے۔ ایک بچّہ وہ ہوتا ہے جو ایک دہریہ خاندان میں پَیدا ہوتا ہے ساری زندگی میں اسے اللہ تعالےٰ اور اس کی صفات کا علم نہیں ہو پاتا۔ وہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور اس کی صفات سے بے بہرہ رہتا ہے۔

پھر بعض بچّے ایسے مالدار گھرانوں میں پَیدا ہوتے ہیں جو دین سے غافل اور دنیا میں منہمک ہوتے ہیں۔ ان کا ایسے خاندانوں میں پَیدا ہونا انہیں نیک بننے اور نیک

زندگی گزارنے میں مدد نہیں دیتا۔ وہ زندگی کے مقصد سے بے بہرہ رہ کر زندگی گزارتے ہیں۔ پھر ہزاروں لاکھوں بچے دنیا میں ایسے ہوتے ہیں جن کی کوئی نگہداشت نہیں کرتا اور کوئی ان کا پُرسانِ حال نہیں ہوتا۔ وہ حالات کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ وہ بھی بے مقصد زندگیاں گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

لیکن اے احمدی نونہالو! تم دنیا کے ان سب بچوں سے مختلف ہو۔ تم جماعت احمدیہ کے اطفال و ناصرات ہو۔ تم احمدیت کے فرزند اور نونہال ہو۔ تم ہر دوسرے بچہ سے مختلف ہو۔ تمہاری زندگیاں خدا تعالےٰ کے فضل کے ساتھ ملحق ہیں اس کا فضل تمہارے شاملِ حال ہے۔ اُس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم اس کے وفادار رہوگے تو وہ تمہیں بڑی بڑی ترقیات سے نوازے گا۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تم خدا تعالےٰ کے فضل کے نتیجہ میں انتہائی خوش بخت و خوش نصیب ہو۔ یہ فضل ہی کیا کم ہے کہ تم جماعت احمدیہ کے اطفال و ناصرات ہو اور جماعت تمہاری ہر طرح اور ہر رنگ میں دیکھ بھال اور نگہداشت کر رہی ہے۔

مَیں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے اطفال اور ناصرات ہونے کی حیثیت میں تم پر بہت عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ ذمہ داری یہ ہے کہ تم ابھی سے اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں گزارو۔ تاکہ بڑے ہو کر تم اسلام کے سچے اور حقیقی خادم بن سکو۔ آج تم سب مجھ سے وعدہ کرو کہ تم اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں گزاروگے اور اسلام کی جو باتیں تمہیں سکھائی جائیں گی ان پر تم عمل کروگے۔ (انشاء اللہ کی ننھی منھی پُرجوش آوازیں) تم وعدہ کرو کہ تم اسلام پر عمل پیرا رہتے ہوئے ہمیشہ سچے اور پکے احمدی بنے رہوگے۔ (انشاء اللہ کی پُرجوش آوازیں) اگر

تم اِس وعدہ پر قائم رہو گے تو مَیں دیکھ رہا ہُوں کہ تمہارا مستقبل بہت روشن ہے۔

جُونہی حضور کا محبّت و شفقت سے بھرپور و معمور خطاب ختم ہُوا بچّوں اور دیگر حاضرین نے پُرجوش اسلامی نعرے بلند کئے اور ساری فضا نعرہ ہائے تکبیر کے علاوہ اسلام زندہ باد، محمد رسول اللہ۔ صلے اللہ علیہ وسلم، زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے پُرجوش نعروں سے گونج اُٹھی۔ نعرے تھمنے پر حضور نے بچّوں کو مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا مَیں ایک ہزار ایک دُعاؤں کے ساتھ کہتا ہوں:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اس کے بعد فرمایا آؤ میرے ساتھ مل کر دُعا کرو۔ اس ارشاد کے ساتھ ہی حضور نے ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دُعا کرائی جس میں بچّے اور دیگر حاضرین شریک ہُوئے۔

قرآنی دُعاؤں کا وِرد

دُعا سے فارغ ہوتے ہی تمام بچّوں اور دیگر حاضرین (مردوں اور عورتوں) نے ہاتھوں میں اٹھائے ہُوئے چھوٹے چھوٹے لوائے احمدیّت ہِلا ہِلا کر پھر کلمہ طیّبہ کا وِرد شروع کر دیا۔ کچھ دیر یہ وِرد جاری رہا۔ حضور نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اب تم قرآنی دُعا:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الانبیاء آیت ۸۸)

کا بھی وِرد کرو۔ چنانچہ ایک خادم نے بچّوں سے اس قرآنی دُعا کا وِرد کرایا۔ پھر انہوں نے حضور کی زیرِ ہدایت ایک اَور قرآنی دُعا:۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ (القصص آیت ۲۵)

کا بھی وِرد کیا۔ یہ دلوں پر اثر کرنے والا عجب پُرکیف منظر تھا۔ سینکڑوں ہزاروں بچّے نیز مرد احباب اور خواتین اپنے آقا حضور ایدہ اللہ کے رُوبرُو خود حضور ہی کے

ارشاد کی تعمیل میں عجز و نیاز کی تصویر بنے کمال محویت کے عالم میں قرآنی دُعاؤں کا وِرد کر رہے تھے۔ پورا ماحول وِرد کی آوازوں سے گونج رہا تھا اور رُوحانی کیف و سرور میں سموئی ہوئی یہ گونج دلوں پر وجد کی کیفیت طاری کر رہی تھی۔

جب کلمہ طیبہ اور قرآنی دُعاؤں کا وجد آفرین وِرد اپنے اختتام کو پہنچا تو حضور نے پہلے ڈیوٹی پر متعین خدام کو جو ایک صف میں ایستادہ تھے شرفِ مصافحہ بخشا اور پھر مستورات کے احاطہ کی طرف تشریف لے جا کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر ان کے استقبالیہ نعروں کا جواب دیا اور انہیں دُعاؤں سے نوازا۔ پھر حضور اطفال اور ناصرات کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ قطار اندر قطار نصف دائرہ کی شکل میں کھڑے ہُوئے خوشی سے چھوٹے چھوٹے لوائے احمدیت ہلا رہے اور ہوا میں لہرا رہے تھے۔ بڑی عمر کے بچّے پیچھے کی جانب تھے اور چھوٹی عمر کے بچّے ان کے آگے ایستادہ تھے۔ حضور بہت متبسّم انداز میں ان کی طرف دیکھتے اور ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں دُعائیں دیتے ہُوئے ان کے قریب سے گزرے۔ گزرتے ہُوئے حضور نے سب سے نوعمر بچّہ کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہُوئے اس کے رُخسار پر کمال شفقت سے پیار کیا۔ اس شفقتِ بے پایاں پر بہت پُرجوش نعرۂ تکبیر بلند ہوُا۔ اس کے بعد حضور نے اسٹیج پر واپس تشریف لا کر اطفال اور ناصرات کے لئے اپنی طرف سے ایک مجموعی تحفہ عطا فرمایا اور پھر سب حاضرین کی طرف یکجائی نظر ڈالتے اور ہاتھ ہلاتے ہُوئے بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہا۔ فضا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کی ہزاروں آوازوں سے گونج اُٹھی۔ اس کے معًا بعد حضور قافلہ کے دیگر

احباب کے ہمراہ موٹر کار میں سوار ہو کر سوا گیارہ بجے قبل دوپہر وہاں سے روانہ ہوئے اور اِلاآرو کی جانب سفر جاری رکھا۔

احمدیہ سیٹلمنٹ کا معائنہ

وہاں سے روانہ ہو کر چند میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد حضور اوجوکورو (OJOKORO) کے علاقہ میں اس جگہ تشریف لائے جہاں چھ ایکڑ زمین پر "احمدیہ سیٹلمنٹ" کے نام سے ایک نئی بستی تعمیر کی جا رہی ہے اور پہلے مرحلہ کے طور پر اس وقت وہاں "احمدیہ مشن ہاؤس" مرکزی دفاتر، احمدیہ ہسپتال، احمدیہ پریس اور احمدیہ پولٹری فارم کی وسیع و عریض عمارتیں زیرِ تعمیر ہیں۔ حضور نے یہاں مکرم مولانا محمد اجمل صاحب اور امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا اور جماعت کے دیگر سربرآوردہ احباب کے ہمراہ زیرِ تعمیر عمارتوں کا معائنہ فرمایا۔ اور تعمیر کے سلسلہ میں کارکنان کو ضروری ہدایات سے نوازا۔ نیز حضور نے اس موقع پر زیرِ تعمیر ہسپتال کے لیبارٹری بلاک کی بنیادوں میں اپنے دستِ مبارک سے اینٹ رکھ کر اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ احمدیہ سیٹلمنٹ کی زیرِ تعمیر عمارات اور وسیع و عریض زمین کا جائزہ لینے کے بعد حضور نے ہدایت فرمائی کہ آئندہ جلسہ سالانہ اس جگہ پر ہُوا کرے۔

اِلاآرو میں ورودِ مسعود اور والہانہ استقبال

اوجوکورو میں احمدیہ سیٹلمنٹ کی مرکزی عمارات کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور ایدہُ اللہ قافلہ کی دوسری موٹر کاروں کے ہمراہ ساڑھے بارہ بجے اِلاآرو کی جانب روانہ ہوئے۔ اِلاآرو یہاں سے ۸۵ کلومیٹر (۵۰ میل) دُور تھا۔ قافلہ کی

کثیرالتعداد موٹر کاروں نے یہ فاصلہ پونے دو گھنٹہ میں طے کیا۔ حضور سوا دو بجے بعد دوپہر اِلاآرو میں وُرود فرما ہوئے۔ اِلاآرو کے جملہ باشندگان کی طرف سے حضور کا بہت پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ لوگ قصبہ کی بڑی سڑک کے دونوں طرف جگہ جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ اسی طرح عیسائی اپنے گرجا گھر کے آگے پادری صاحب کی قیادت میں اور مسلمان بھائی اپنی بڑی مسجد کے آگے اپنے امام صاحب کی قیادت میں حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں پہلے سے کھڑے تھے۔ جب حضور کی موٹر کار قصبہ کی بڑی سڑک پر سے گزرتی ہوئی ان کے سامنے سے گزری تو ہر طبقہ اور ہر مذہب وملّت کے لوگوں نے ہاتھ ہِلا ہِلا کر اور خیر مقدمی نعرے لگا لگا کر حضور کا بہت پُرتپاک استقبال کیا۔

حضور کی موٹر کار قافلہ کی دوسری کاروں کے ہمراہ قصبہ کے دُوسرے سِرے پر نو تعمیر شدہ مرکزی احمدیہ مسجد کے قریب پہنچی تو وہاں تو سماں ہی اور تھا۔ مسجد کا احاطہ شروع ہونے سے بہت پہلے ہی سڑک کے ایک طرف اِلاآرو کے مقامی احمدیوں کے علاوہ دور ونزدیک سے آئے ہوئے قریباً تین ہزار احباب قطاروں میں کھڑے ہوئے تھے۔ اور سڑک کی دوسری طرف احمدی خواتین سینکڑوں کی تعداد میں قطاروں میں ایستادہ تھیں۔ ان سب احباب و مستورات نے سفید بُرّاق لباس پہنا ہوا تھا۔ جونہی انہیں حضور کی موٹر کار آتی ہوئی نظر آئی ان میں خوشی کی ایک لہر دَوڑ گئی اور انہوں نے ہاتھ ہِلا ہِلا کر اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا بِکُمْ کہنا شروع کر دیا اور وہ خوش ہو ہو کر خیر مقدمی نعرے لگانے لگے۔ جب حضور کی کار مسجد کے احاطہ میں داخل ہوئی تو یہ سب احباب اور مستورات مسجد کے احاطہ کے اندر مَردوں

اور عورتوں کے علیحدہ علیحدہ نشان کردہ احاطوں میں آجمع ہوئے۔ تین صد کے قریب قصبہ کے دوسرے احباب اور متعدد سربرآوردہ اصحاب بھی وہاں جمع تھے اور اِلاَرو کے چیف جو کنگ (KING) کہلاتے ہیں اپنے روایتی فاخرہ لباس میں وہاں پہلے سے موجود تھے۔ جونہی حضور کی موٹر کار مسجد کے شرقی دروازے کے سامنے آکر رُکی سب احباب نے ایک خاص نظام اور ترتیب کے ساتھ درج ذیل نعرے بہت جذبہ و جوش کے ساتھ بلند کئے:۔

(۱) نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر۔ (۲) اسلام زندہ باد۔ (۳) بانیٔ اسلام صلّی اللہ علیہ وسلّم زندہ باد۔ (۴) خانۂ کعبہ، پائندہ باد۔ (۵) انسانیت زندہ باد۔ (۶) احمدیت زندہ باد۔ (۷) حضرت خلیفۃ المسیح، زندہ باد۔

حضور کے موٹر کار سے باہر تشریف لانے پر اِلاَرو کے مقامی مبلغ مکرم مصباح الدین احمد اور دیگر مقامی عہدیداروں نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ ساتھ ہی مشنری ٹریننگ سنٹر اِلاَرو کے چھ طلباء نے لاؤڈ سپیکر پر عربی میں ایک استقبالی نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ اُدھر مستورات کے حصّہ میں ۱۶ ناصرات ان کی اقتداء میں اس نظم کو خوش الحانی سے دُہرا رہی تھیں اور حضور ایدہُ اللہ کے ساتھ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کی خدمت میں خوش آمدید عرض کر رہی تھیں اس کے بعد حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا پختہ زینہ کے ذریعہ مسجد کی بالائی منزل میں جس میں مشنری ٹریننگ سنٹر قائم ہے تشریف لے گئے دریں اثناء احباب نے نماز جمعہ کی تیاری شروع کر دی۔ حضور ایدہُ اللہ نے پہلے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور پھر تیار ہو کر نماز جمعہ پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لائے

مرکزی مسجد احمدیہ الارو کا افتتاح

مرکزی احمدیہ مسجد الارو جس کا افتتاح حضور نے نماز جمعہ پڑھا کر کرنا تھا وسیع و عریض بہت خوبصورت اور عالیشان مسجد ہے۔ مغربی دیوار کے وسط میں امام الصّلوٰۃ کے لئے جو محراب بنی ہوئی ہے اس کے اوپر ایک وسیع و عریض چوکور مینار بنا ہوا ہے۔ جو چار منزلوں کی اونچائی تک بلند ہوتا چلا گیا ہے۔ دو منزلیں پوری بنی ہوئی ہیں ان میں سے نچلی منزل بطور مسجد استعمال ہوتی ہے اس کے چاروں طرف آٹھ فٹ چوڑا برآمدہ بنا ہوا ہے۔ دوسری منزل میں چار بڑے بڑے رہائشی کمرے ہیں جو آجکل مشنری ٹریننگ سنٹر کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ خدّام الاحمدیّہ کے دفتر کے کمرے اس کے علاوہ ہیں۔ تیسری اور چوتھی منزل میں چوکور مینار کے ساتھ ایک ایک کمرہ بنا ہوا ہے۔ ان دونوں کمروں میں مہمانوں کو ٹھہرانے کا انتظام ہے۔ مسجد کا مسقّف حصّہ ۵۲ فٹ لمبا اور ۴۰ فٹ چوڑا ہے جس کا رقبہ دو ہزار اسّی مربع فٹ ہے۔ مسجد کا احاطہ ساڑھے تین ایکڑ کے قریب ہے۔ یہ عالیشان مسجد ۸۲ ہزار نیرا میں بن کر تیار ہوئی ہے اسے وقارِ عمل کا شاہکار قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ احبابِ جماعت کئی سال تک ہر اتوار کو وقارِ عمل کر کر کے اس کی تعمیر میں بطور مزدور بہت محنت اور جانفشانی سے کام کرتے رہے ہیں اگر احباب جماعت خود کام نہ کرتے تو اس پر کئی لاکھ نیرا لاگت آتی۔

حضور نماز جمعہ پڑھانے کے لئے تین بجکر دس منٹ پر مسجد میں تشریف لائے۔ حضور کی تشریف آوری سے قبل مسجد نمازیوں سے پوری طرح بھر چکی تھی اور باہر میدان میں بھی صفیں بنی ہوئی تھیں۔ مستورات کے لئے مسجد کی شرقی جانب کھلے میدان کے

ایک حصّہ میں صفیں بچھا دی گئی تھیں تاکہ وہ بھی نمازِ جمعہ میں شریک ہوسکیں۔ یہ حصّہ بھی مستورات سے پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ حضور کے تشریف لانے پر مبلغِ اسلام مکرم عزیزالرحمٰن صاحب خالد نے دوسری اذان کہی۔ اس کے بعد حضور نے مساجد کی اہمیّت پر انگریزی میں ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جماعت احمدیّہ کے معمّر بزرگ مکرم الحاجی حمزہ سنیالو صاحب نے حضور کے خطبہ کا ساتھ کے ساتھ یوروبا زبان میں ترجمہ کر کے حضور کے پُرمعارف ارشادات کو حاضرین تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔ حضور کے خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درجِ ذیل ہے:-

حضور کے خطبۂ جمعہ کا خلاصہ

حضور ایّدہُ اللہ نے تشہّد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ جماعتِ احمدیّہ اِلارو نے ہمّت کا مظاہرہ کرتے ہُوئے محنت اور جانفشانی سے یہ مسجد تعمیر کی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی یہ خدمت قبول فرمائے۔

فی الوقت مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے مساجد کے متعلق ہمیں کیا تعلیم دی ہے اور اس بارہ میں وہ ہمیں کیا ہدایات دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے مساجد کے متعلق یہ اعلان فرمایا ہے کہ

اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ (الجنّ آیت ۱۹)

یعنی مساجد کی ملکیّت اللہ کی ہے۔ کسی فرد یا جماعت کو اس کی ملکیّت کا حق حاصل نہیں۔ پھر اللہ کی نگاہ میں صرف وہی مسجد صحیح معنوں میں مسجد ہے جو اللہ کی نگاہ میں مسجد ہو۔ اگر کوئی شخص شرارت کی نیّت سے مسجد بناتا ہے تو وہ مسجد خدا کی نگاہ میں مسجد نہیں ہے اگرچہ اُسے مسجد ہی کہا جائے گا۔

اب چونکہ مساجد اللہ تعالیٰ کی مِلک ہیں اس لئے ان کے استعمال کے متعلق ہدایات بھی وہی دے سکتا ہے اور اسی کا یہ حق ہے کہ وہ ہدایات دے۔ چنانچہ اُس نے ہمیں یہ ہدایت دی ہے کہ مسجد کے دروازے ہر اس شخص کے لئے کھُلے ہیں جو خُدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنا چاہے۔ اگر کوئی عیسائی خدائے واحد کی عبادت کرنا چاہتا ہے یا کوئی اَور غیر مسلم چاہتا ہے کہ وہ خدائے واحد کی پرستش کرے، تو اللہ تعالیٰ کی ہدایت یہ ہے کہ اس کو مسجد میں عبادت کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ جیسا کہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے موحّد عیسائیوں کے ایک وفد کو اپنی مسجد (مسجدِ نبویؐ) میں عبادت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور اجازت عطا ہونے پر انہوں نے مسجدِ نبویؐ میں اپنے طریق کے مطابق خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے زیادہ کوئی مسجد دُنیا میں عزّت والی نہیں ہو سکتی۔ اگر موحّد عیسائی مسجدِ نبویؐ میں عبادت کر سکتے ہیں، تو کسی موحّد کو اس مسجد میں یا کسی اَور مسجد میں عبادت کرنے سے کیسے روکا جا سکتا ہے۔ سو اسلام نے مسجد کے متعلق پہلی بات یہ بیان فرمائی ہے کہ کسی موحّد کو اس میں عبادت کرنے سے روکا نہیں جا سکتا۔ دوسری بات اسلام نے اس تعلق میں یہ بیان کی ہے کہ کسی ایسے شخص کو اللہ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں جو شرارت اور بُری نیّت سے اس میں داخل ہوتا ہے۔

ان دونوں باتوں سے ایک تو یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام امتیازات کو مٹانے والا ہے۔ یہ انسان انسان میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ مسجد میں تمام لوگ مساوی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔ کوئی کسی سے بڑا نہیں ہوتا۔ دوسرے مذکورہ بالا دو شرائط

سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد ایک مقدّس جگہ ہے جو دُعا اور ذکرِ الٰہی کے لئے مخصوص ہے۔ اور رُوحانی امور پر غور کرنے کے لئے ہے۔ اس لئے مسجد میں شور مچانے اور باہم جھگڑنے کی اجازت نہیں۔

مسجد کا ایک اَور خوبصورت پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ مسجد بنی نوعِ انسان کی رہنمائی کا کام دیتی ہے۔ اس میں لوگ کائنات کی بنیادی حقیقتوں کا علم سیکھتے ہیں۔ اور اسلام کی اصل حقیقت سے آگاہ ہونے کے بعد وہ اس قابل بنتے ہیں کہ دوسروں کو اللہ کی جنّت کی طرف لائیں۔ مسجد میں آکر اور یہاں خدائے واحد کی عبادات بجالا کر اعلیٰ اخلاقی صفات اپنے اندر پیدا کی جاتی ہیں اور ایک مسلمان اس قابل بنتا ہے کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنے۔ انسان کو مسجد میں بُرے اعمال اور بُرے خیالات سے نجات ملتی ہے۔ بعض اوقات مسافر اس میں آرام کرتے ہیں۔ مسجد لوگوں کو ان کی معاشرتی ذمہ داریاں سمجھانے کا ایک ادارہ بھی ہے۔ الغرض مسجد کے بے شمار فائدے ہیں۔ جن میں سے مَیں نے اس وقت صرف چند ایک کا ذکر کیا ہے۔

تمھیں یہ امر ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے اور اسے کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ تم یہاں (یعنی مسجد میں) زبان سے اور دل سے خدا تعالےٰ کی عبادت کرنے، اس کا ذکر کرنے اور اس سے دُعائیں کرنے آئے ہو۔ مسجد میں شور بالکل نہیں ہونا چاہیئے تمہارا فرض ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کے عاجز بندے بن کر عبادت، دُعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں مسجد کے اندر اپنا وقت گزارو۔ مَیں دُعا کرتا ہوں کہ تم نے جو یہ مسجد بنائی ہے یہ ہمیشہ آباد رہے۔ اللہ تعالےٰ تم کو اور تمہاری آئندہ نسلوں کو اسے آباد رکھنے اس کے آداب کو ملحوظ رکھنے اور اس کے علمی، دینی، رُوحانی اور معاشرتی فوائد سے

متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد مَیں تمہیں تمہاری ایک اَور ذمہ داری یاد دلانا چاہتا ہُوں اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے بچوں کی تربیت کے ذمہ دار ہو۔ تمہیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر احمدی بچّہ اور بچّی حصُولِ علم کے لئے سکول ضرور جائے۔ کوئی ایک بچّہ بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو سکول نہ جا رہا ہو۔ اور دل لگا کر تعلیم نہ حاصل کر رہا ہو۔ یہ اس لئے ضروری ہے اور تم اس سے بخوبی واقف ہو کہ جماعت احمدیّہ جاہلوں کی جماعت نہیں ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کے فضل سے عالموں اور فاضلوں کی جماعت ہے۔ اور نسلاً بعد نسلٍ اس کی اس حیثیّت کا برقرار رہنا ضروری ہے۔

ہمیں خدا تعالےٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم اس کی ذات اور صفات کا علم حاصل کریں۔ ذات وصفاتِ باری کے علم کو عربی زبان میں عرفانِ الٰہی یا معرفتِ الٰہی کہتے ہیں۔ یعنی اس بات کا حتی المقدور علم حاصل کرنا کہ قرآنِ کریم ہمیں خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارہ میں کیا تعلیم دیتا ہے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ اس کائنات اور اس کی ہر شئے کا خالق ہے، وہ مالک ہے، علیم ہے، خبیر ہے، علّام الغیوب ہے، وہ اپنی پیدا کردہ مخلوق کو، ہر ایک ذرّہ کو اور اس میں ودیعت کردہ خواص کو پُوری تفصیل اور جامعیّت کے ساتھ جانتا ہے اس کا علم ہر ایک شئ پر محیط ہے۔ کوئی چیز اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں۔ اِسی طرح تمام مادی علوم بھی اُسی کی ذات اور صفات کو آشکار کرنے والے ہیں۔ کیونکہ یہ سب علوم جنہیں عرفِ عام میں مادی یا دُنیوی علوم کہا جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی صفات کے مختلف جلووں کو ظاہر کرتے ہیں جتنا تم اللہ تعالےٰ کی صفات کے جلووں کا علم حاصل کرو گے اُتنا ہی زیادہ مادی علوم کا صحیح ادراک تمہیں حاصل ہو گا اور جتنی مادی علوم کی تحصیل تم کرو گے اُتنا ہی زیادہ صفاتِ الٰہیہ

کے جلووں سے تمھیں آگاہی حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی صفات اور کائنات میں ظاہر ہونے والے ان صفات کے جلووں کا علم حاصل کرو تاکہ معرفت تمہاری ترقی پذیر ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بنو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ تم دینی علوم بھی حاصل کرو اور ہر مادی علم بھی سیکھو۔

حضرت مہدی علیہ السّلام اس لئے بھیجے گئے تھے کہ تمام مذاہب عاجز آکر اسلام کے آگے ہتھیار ڈال دیں۔ اور اسلام تمام بنی نوعِ انسان کے دل جیت کر رُوئے زمین پر غالب آئے۔ ہم اس عظیم مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ ہم دشمنانِ اسلام کو علمی میدان میں شکست نہ دیں۔ پس علمی مَیدان میں سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ علم اور معرفت میں ایسا کمال حاصل کرو کہ کوئی اس میدان میں تمہارا مقابلہ نہ کر سکے۔ خدائی منصُوبہ کی رُو سے تم نوعِ انسانی کے مستقبل کے استاد ہو۔ اپنی اس حیثیت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو اور جس حد تک خُدا چاہتا ہے کہ ہم علم حاصل کریں تم اس حد تک علم حاصل کرکے اس کے منشاء کو پُورا کرنے والے بنو۔ بوڑھے اور عمر رسیدہ لوگ بھی علم حاصل کر سکتے ہیں اور انہیں حتی المقدور ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جہاں تک علم حاصل کرنے کا تعلّق ہے بڑی عمر کے لوگوں کے راستہ میں بعض رکاوٹیں ہیں لیکن اگر تمہارے بچّے اعلیٰ ترین تعلیم حاصل نہیں کرتے تو اس کا کوئی عذر تمہارے پاس نہیں ہے۔ پس اپنے بچّوں کو سکول بھیجو اور اس امر کی پُوری نگرانی کرو کہ وہ دلی لگن اور شوق کے ساتھ تعلیم کو جاری رکھیں اور حسبِ استعداد اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اس کی توفیق عطا کرے اور تمہارا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

نمازِ جمعہ کی ادائیگی اور شرفِ مصافحہ

اس پُر معارف خطبہ کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں جس میں احباب جماعت اور مستورات ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے جملہ حاضر احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔ چونکہ احباب میں حضور ایّدہُ اللہ سے شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کا اشتیاق اپنی انتہاء کو پہنچا ہُوا تھا اور اس امر کا امکان تھا کہ وہ جذبۂ شوق کے زیرِ اثر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے اور اس طرح نظم و ضبط میں خلل واقع ہونے کے علاوہ وقت زیادہ صرف ہوگا اس لئے حضور نے مصافحہ کا شرف عطا کرنے سے قبل احباب کو بعض ہدایات دیں۔ پہلی ہدایت یہ تھی کہ پہلی دو صفوں کے احباب صفیں برقرار رکھتے ہوئے بیٹھے بیٹھے دو گز پیچھے ہو جائیں تاکہ آگے آکر مصافحہ کرنے والوں کے لئے جگہ کھُلی اور کشادہ ہو جائے۔ دوسری ہدایت یہ تھی کہ سب احباب خاموشی کے ساتھ صف وار اپنی جگہ بیٹھے رہیں اور اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ اُٹھیں جب تک کہ اُن کی صف کی باری نہ آجائے۔ تیسری اور آخری ہدایت یہ تھی کہ مصافحہ پہلی صف کی بجائے آخری صف سے شروع ہوگا یعنی پہلے سب سے پچھلی صف کے احباب ترتیب وار آگے آکر مصافحہ کریں گے اور اس کے بعد علی الترتیب اگلی صفوں کی باری آتی چلی جائے گی۔ مکرم الحاجی فتاحی جنید ساتھ کے ساتھ حضور کی ان ہدایات کا یوروبا زبان میں ترجمہ کر کے احباب کو ان سے آگاہ کرتے رہے اور احباب ان ہدایات کی ساتھ کے ساتھ تعمیل کرتے رہے۔ اس طرح کم سے کم وقت میں سب احباب سہولت اور آرام کے ساتھ شرفِ مصافحہ سے مشرّف ہوئے۔

یادگاری تختی کی نقاب کشائی

جملہ احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ محترم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد مبلغ انچارج وامیر جماعت احمدیہ نائیجیریا اور محترم جناب الحاج عبدالعزیز ابیوا ولا نیشنل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نائیجیریا کی معیّت میں مسجد سے باہر تشریف لائے اور مسجد کے جنوبی برآمدہ کی دیوار میں یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ نقاب کشائی فرمانے کے بعد حضور نے یادگاری تختی پر اپنا ہاتھ اس طرح رکھا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی انگوٹھی تختی سے مَس کر رہی تھی اور پھر مسجد کے بابرکت ہونے کے لئے زیرِلب دیر تک دُعا کی۔ اس دَوران احباب بھی زیرِلب دُعا میں مصروف رہے۔

احمدیّہ ہال اِلارو کا سنگِ بُنیاد

بعد ازاں حضور نے مسجد کے احاطہ میں احمدیّہ ہال اِلارو کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا اور اجتماعی دُعا کرائی۔ اس موقع پر محترم مولانا محمد اجمل شاہد نے حضور کی خدمت میں سیمنٹ کنکریٹ کے دو بلاکس پیش کئے اور درخواست کی کہ حضور ان پر دُعا فرمادیں تاکہ ان میں سے ایک بلاک اِلورِن میں تعمیر کی جانے والی مسجد کی بنیاد میں اور دوسرا بلاک زاریہ میں تعمیر ہونے والی مسجد کی بنیاد میں نصب کیا جا سکے ان دونوں مسجدوں کی تعمیر عنقریب شروع ہونے والی تھی۔ حضور نے ان کی درخواست قبول فرماتے ہُوئے ان دونوں بلاکس پر بھی دُعا کی۔

اِلارو سے واپسی

اس کے بعد حضور چند منٹ کے لئے مسجد کی بالائی منزل میں واپس تشریف لے گئے۔ اور پانچ بجے سہ پہر کے قریب موٹر میں سوار ہو کر لیگوس واپس تشریف لے جانے کے لئے اِلارو سے روانہ ہُوئے۔ جُونہی حضور کی

موٹر کار قافلہ کی دوسری موٹر کاروں کے ساتھ حرکت میں آئی ہزاروں احباب نے فلک شگاف نعرے لگا کر اور بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہہ کہہ کر دلی دعاؤں کے ساتھ حضور کو رخصت کیا۔ حضور ساڑھے سات بجے شام بخیر و عافیت لیگوس واپس پہنچے۔

(۲۳؍ اگست ۱۹۸۰ء)

انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں

۲۳؍ اگست کا دن نائیجیریا میں حضور کے قیام کا آخری دن تھا۔ اگلے روز ۲۴؍ اگست کی صبح کو حضور نے غانا کے دارالحکومت اکرا روانہ ہونا تھا۔ حسبِ پروگرام ۲۳؍ اگست کا دن انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کے لئے مخصوص تھا۔ چنانچہ اس روز حضور نے کھانے اور نمازوں کے وقفہ کے سوا صبح ساڑھے دس بجے سے ½۱ بجے رات تک نائیجیریا کے درجنوں احمدی گھرانوں اور سینکڑوں احباب کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف عطا فرمایا۔ ان ملاقاتوں میں مغربی افریقہ کے مختلف ملکوں کے مبلغینِ کرام، احمدیہ سیکنڈری سکولوں کے اساتذہ حضرات اور احمدیہ ہسپتالوں کے ڈاکٹر صاحبان کی علیحدہ علیحدہ اجتماعی ملاقاتیں بھی شامل تھیں۔ نیز اس روز نائیجیریا کی بعض دوسری اہم اور ممتاز شخصیتوں نے بھی تشریف لا کر حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

ملاقاتوں کا سلسلہ صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوا اور مسلسل اڑھائی بجے دوپہر تک جاری رہا۔ اس دوران حضور نے لیگوس اور اس کے قرب و جوار کے علاوہ نائیجیریا کے دور و دراز علاقوں تک سے آئے ہوئے درجنوں احمدی خاندانوں اور سینکڑوں احباب کو علیحدہ علیحدہ ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ

سیرالیون کے نمائندہ وفد کو (جو جماعت احمدیہ سیرالیون کے امیر و مبلّغ انچارج محترم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری، وہاں کے فنانشل سیکرٹری مکرم الحاج بونگے صاحب، مکرم ابوبکر کمارا صاحب پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن اور مکرم بشیر احمد اختر صاحب پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول تو پر مشتمل تھا) ملاقات کا شرف بخشا۔ نیز مبلّغ انچارج لائبیریا مشن محترم مولوی عبدالشکور صاحب۔ مبلّغ انچارج گیمبیا مشن محترم مولوی داؤد حنیف صاحب نے بھی حضور اقدس سے فرداً فرداً ملاقات کی۔

احباب نائیجیریا کی اجتماعی ملاقات

افراد، فیمیلیز اور گروپس کی ملاقاتوں کے بعد حضور نے یک صد سے زائد احباب کو جن کی باری نہ آسکی تھی فیڈرل پیلس ہوٹل کے پریذیڈنشل سویٹ سے ملحق علیحدہ لاؤنج میں اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ یہ ملاقات سوا بجے سے اڑھائی بجے بعد دوپہر تک جاری رہی اور ان سب احباب کے لئے (جنہیں اس بابرکت موقع پر موجود ہونے کی وجہ سے شرکت کی سعادت ملی)، ازحد ایمان افروز اور رُوح پرور ثابت ہوئی۔ ہر چند کہ یہ لاؤنج کرسیوں سے آراستہ تھا۔ لیکن ملاقاتیوں کی کثرتِ تعداد کے سبب کرسیاں ہٹا کر اور انہیں دیواروں کے ساتھ ساتھ لگا کر درمیان کی وسیع و عریض خالی جگہ میں احباب کو قالینوں پر بٹھایا گیا۔

حضور نے لاؤنج میں تشریف لانے اور کرسی پر رونق افروز ہونے کے بعد فرمایا میں انفرادی ملاقاتوں کے دَوران احباب کے ساتھ صبح سے اب تک بولتا رہا ہوں، اور بولتا ہُوا ہی یہاں آیا ہُوں۔ مَیں اب خود کم بولوں گا اور آپ کی باتیں زیادہ سُنوں گا

سو آپ اب اپنی باتیں مجھے سُنائیں۔ اس پر جناب الفا آر۔ اے اولوا صاحب (ALFA R.A. OLUWA) کھڑے ہُوئے اور انہوں نے اپنا ایک خواب سُنانے کی اجازت طلب کی۔ حضور کی طرف سے اجازت ملنے پر انہوں نے اپنا ۱۹۶۵ء کا ایک ایمان افروز خواب سُنایا۔ جس میں انہیں حضور ایدہ اللہ کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کی خبر دی گئی تھی اس وقت تو اس خواب کی تعبیر ان کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن جب اللہ تعالےٰ نے خواب کو پورا کر دکھایا اور اس کی عملی تعبیر آنکھوں کے سامنے آئی تو خواب کی حقیقت ان پر منکشف ہُوئی۔ اس کے بعد حضور کی اجازت سے نو مزید احباب نے اپنے اپنے خواب سُنائے اور ان کے پورا ہونے کا بہت ایمان افروز پیرائے میں ذکر کیا۔ خوابوں کا یہ سلسلہ ابھی اَور چلتا لیکن وقت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے حضور نے فرمایا۔ دوسرے احباب کے خواب انشاء اللہ تعالےٰ اگلے دَورہ میں سُنیں گے۔ اب مَیں بعض باتیں آپ سے کر کے اس ملاقات کو ختم کرونگا۔ اس موقع پر احباب نے اپنے جو خواب سنائے اور ان کے مِن وعَن پُورا ہونے کا ذکر فرمایا وہ اس حقیقت کا آئینہ دار تھا کہ احمدیّت نے ہر قوم اور ہر ملک کے منتخب لوگوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کر کے ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دکھایا ہے خدا تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور انہیں آئندہ رُونما ہونے والے واقعات کی پہلے سے خبر دے کر اور پھر ان واقعات کو منصۂ شہود پر لا کر ان کے ایمانوں کو نئی تازگی اور جلاء بخشتا ہے۔ افریقہ کے انتہائی دُور و دراز خطہ میں صداقتِ احمدیّت کے اس درخشندہ ثبوت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے راقم الحروف پر وجد کی کیفیّت طاری ہُوئے بغیر نہ رہی۔ دل حمدِ باری سے لبریز ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجداتِ شکر بجا لایا۔

حضور ایدہ اللہ کے بصیرت افروز ارشادات

احباب کے خواب سننے اور ان میں سے بعض کی تعبیر بیان فرمانے کے بعد حضور نے اس اجتماعی ملاقات میں انہیں بہت بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔ حضور نے فرمایا۔ مَیں تمہارے لئے ہمیشہ دعائیں کرتا ہوں۔ تم بھی میرے لئے اسلام اور احمدیّت کی ترقی اور غلبہ کے لئے اور تمام بنی نوعِ انسان کے لئے دُعائیں کرتے رہو۔ یہ امر یاد رکھو کہ تم اس زمانہ میں بنی نوعِ انسان کے لئے دعائیں کرنے کے واسطے پَیدا کئے گئے ہو۔ صدیوں بعد یہ وقت آیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مہدی علیہ السّلام کو مبعوث فرما کر ایک ایسی جماعت دنیا میں قائم کی ہے جو بیک وقت تمام بنی نوعِ انسان کی ہمدرد اور اُن کے لئے دعاگو ہے۔ جماعت احمدیّہ کے افراد ہونے کی حیثیّت میں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم تمام بنی نوعِ انسان کے لئے دُعائیں کریں۔ یہ ایک عظیم ذمہ داری ہے لیکن یہ عزّت افزائی کا موجب بھی ہے اور یہ عزّت افزائی ہمیں احمدیّت کے طفیل نصیب ہُوئی ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ اسلام امن اور محبت کا مذہب ہے اور تمام بنی نوعِ انسان کی اصلاح کے لئے آیا ہے۔ اسی لئے ہمارا نصب العین تمام بنی نوعِ انسان کی خدمت کرنا، ان کے لئے دُعائیں کرنا اور ان کے دلوں کو محبّت اور پیار کے ذریعہ اسلام کے لئے جیتنا ہے۔

حضور نے احباب کو تمام بنی نوعِ انسان کا ہمدرد بننے اور بعض لوگوں کی طرف سے بدخواہی کے اظہار کی پرواہ نہ کرنے کی تلقین کرتے ہُوئے فرمایا۔ تم احمدی ہو یعنی مہدی علیہ السّلام کے ماننے والے ہو۔ تمہارا تعلق مہدی علیہ السّلام کے آقا و مطاع حضرت محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی اور اِتّباع

کی برکت کے نتیجہ میں تمہارا تعلّق خدائے واحد و یگانہ سے ہے جو حیّ و قیّوم ہے جو زندہ ہے اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا ہے۔ پس تم کسی کی طرف نہ دیکھو، بلکہ اپنے خدا پر بھروسہ رکھو اور یاد رکھو کہ اگر خدا تعالےٰ تمہیں نقصان پہنچانا نہ چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور اگر خدا تعالےٰ تمہیں کوئی چیز دینا یا اپنی جناب میں عزّت عطا کرنا چاہے تو دنیا کی کوئی ہستی یا ساری دُنیا مِل کر بھی تمہیں اس سے محروم نہیں کر سکتی۔ پس یہ نہ دیکھو کہ دُنیا تمہیں کیا کہتی ہے، اور کس نام سے پکارتی ہے بلکہ یہ دیکھو اور ہمیشہ اس بات کی فکر رکھو کہ تمہارا خدا تمہیں کیا کہتا ہے اور اس نے تمہیں کیا نام دیا ہے۔ پس اپنے خدا پر بھروسہ رکھو اور ہمیشہ اس کے وفادار رہو۔ اس سے بیوفائی کبھی نہ کرو۔ اس سے بہت محبّت کرو۔ وہ محبّت کرنے والوں کو اپنی رحمت سے بہت کچھ دیتا ہے۔ وہ ہر شئے کا مالک ہے اور جسے چاہے دیتا ہے۔

مزید فرمایا تم اسلام پر زید یا بکر کی خاطر ایمان نہیں لائے۔ تم خدا کی خاطر ایمان لائے ہو جو اپنے بندہ سے کہتا ہے اَسْلِمْ۔ محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بُت پرستوں نے کیا کچھ نہیں کہا تھا۔ ساری دنیا آپؐ کے خلاف متحد ہو گئی تھی۔ مگر یہ اتحاد آپؐ کو اور آپؐ کے مقصد کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکا تھا۔ اسی طرح جب مہدی علیہ السّلام مبعوث ہوئے تو دنیا آپ کے آقا و مُطاع صلّے اللہ علیہ وسلّم کی طرح آپ کے خلاف بھی متحد ہو گئی مگر نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ وہ جو اکیلا تھا ایک کروڑ بن گیا۔ ترقی کی اگر یہی رفتار رہی تو انشاء اللہ اگلی صدی کے دَوران (مراد پندرھویں صدی ہے)، دنیا میں ایک بھی غیر مسلم نہیں رہے گا ہاں یہ صحیح ہے کہ مومنوں کے لئے امتحان اور ابتلاء کا آنا

بھی ضروری ہے مگر نتیجہ ہمیشہ مومنوں ہی کے حق میں نکلتا ہے۔ سو انشاء اللہ آخری فتح ہماری ہی ہے۔ ہمارے ہی ذریعہ اسلام دنیا میں غالب آئے گا اور تمام بنی نوعِ انسان محمد صلّے اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے تلے آجمع ہوں گے۔

حضور کے ان بصیرت افروز ارشادات پر یہ اجتماعی ملاقات اڑھائی بجے بعد دوپہر اختتام پذیر ہوئی۔

مزید ملاقاتیں ظہر اور عصر کی نمازوں، دوپہر اور شام کے کھانے اور مغرب و عشاء کی نمازوں کے وقفہ کے بعد ۸ بجے شب ملاقاتوں کا سلسلہ پھر شروع ہؤا اور مسلسل ڈیڑھ بجے رات تک جاری رہا۔

سب سے پہلے نائیجیریا کے وزیر مملکت برائے تعلیم جناب الحاجی بالیامینو عثمان صاحب کی ملاقات ہوئی۔ حضور کے ساتھ ان کی ملاقات پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ مزید برآں محترم جناب امیر آف کانو کی کونسل کے ایک اہم رُکن محترم الحاجی بَبا ڈَن اگنڈی صاحب نے بھی تشریف لاکر حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقات کے اختتام پر حضور نے انہیں معانقہ کا شرف بھی بخشا اور دیر تک انہیں گلے لگائے رکھا۔ ان کے بعد سینیگال کے احمدی بھائی جناب الحاجی مالک اونگٹ مبلّغ گیمبیا مکرم مولوی داؤد حنیف صاحب کی معیّت میں حضور ایدہ اللہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ حضور نے انہیں بھی معانقہ کا شرف بخشا۔

آخر میں علی الترتیب مغربی افریقہ کے احمدیہ سیکنڈری سکولوں کے اساتذہ، احمدیہ ہسپتالوں کے ڈاکٹرز اور احمدی مبلّغین کی علیحدہ علیحدہ اجتماعی ملاقاتیں ہوئیں، جو ڈیڑھ بجے رات تک جاری رہیں۔ حضور نے انہیں اپنے اپنے دائرۂ عمل سے متعلق

زرّیں نصائح اور بیش قیمت ارشادات سے نوازا۔

اس طرح حضور ایدہُ اللہ کا نائیجیریا کا یہ چھ روزہ دَورہ جس میں حضور نے ہزاروں ہزار احباب کو شرفِ ملاقات بخشا اور انہیں اپنے پُر معارف و رُوح پرور ارشادات سے نوازا۔ مختلف مقامات پر تین عالیشان مساجد کا افتتاح فرمایا، متعدّد نئی جماعتی عمارات کا سنگِ بنیاد رکھا۔ نیز پریس کانفرنسوں سے خطاب فرما کر ملک بھر میں اسلام کا بول بالا کیا، نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہُوا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ان ایّام میں حضور کی موٹر کار ڈرائیو کرنے کا شرف باری باری محترم جناب ظفر اللہ الیاس صاحب اور محترم جناب مالم وزیری عبدو کے حصّہ میں آیا۔ یہ دونوں مخلص و فدائی احباب پورے دَورہ میں سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے اور بڑھ چڑھ کر خدمات سر انجام دیں۔ فَجَزَاھُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

(۲۴ر اگست ۱۹۸۰ء)

لیگوس سے غانا کے لئے روانگی

۲۴ر اگست کی صبح کو حضور ایدہُ اللہ نے لیگوس کے دارالحکومت اکرا روانہ ہونا تھا۔ اس روز صبح ہی سے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ حضور بارش میں ہی صبح ساڑھے آٹھ بجے موٹر کار میں ایئرپورٹ روانہ ہُوئے۔ نائیجیریا کے مبلّغین اور جماعتی عہدیدار نیز احمدیہ سیکنڈری سکولوں کے اساتذہ، احمدیہ ہسپتالوں کے ڈاکٹرز اور خدام الاحمدیہ کے بہت سے اراکین مشایعت کی غرض سے علیحدہ موٹروں میں ساتھ ساتھ تھے حضور ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر ایئرپورٹ پہنچے۔ اور وہاں وی آئی پی لاؤنج میں کچھ وقت قیام فرمایا۔ لجنہ اماء اللہ کی عہدیدار اور ممبرات بھی حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ

اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کو الوداع کہنے کی غرض سے وہاں پہلے سے پہنچی ہُوئی تھیں۔ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے وی آئی پی لاؤنج کے ایک علیٰحدہ حصّہ میں ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیں۔ دریں اثناء حضور احبابِ جماعت کے ساتھ بہت پُر لطف انداز میں باتیں کر کے انہیں ارشادات سے نوازتے رہے۔

گیارہ بجے حضور ہوائی جہاز میں سوار ہُوئے۔ ساڑھے گیارہ بجے جہاز حرکت میں آیا۔ ہرچند کہ اس وقت بھی ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی احباب بہت بڑی تعداد میں حضور کو الوداع کہنے کی غرض سے ایئر پورٹ پہنچے ہُوئے تھے اور ایئر پورٹ کی عمارت کے اس حصّہ کی چھت پر جس کی سمت میں جہاز کھڑا تھا جمع تھے۔ جونہی جہاز حرکت میں آیا احباب نے ہاتھ ہِلا ہِلا کر اور نعرے لگا لگا کر حضور کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ گیارہ بجکر چالیس منٹ پر جب جہاز فضا میں بلند ہُوا تو ایئر پورٹ کی چھت پر ہزاروں ہزار ہاتھ لہلہا رہے تھے۔ اور احباب مسلسل زیرِ لب دعائیں کر رہے تھے۔ اس طرح حضور ہزاروں ہزار احباب کی دعاؤں کے درمیان لیگوس سے عازمِ اکرا ہُوئے ۞

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے اکرا، کماسی اور سالٹ پانڈ میں ورودِ مسعود

والہانہ استقبال اور دینی و جماعتی مصروفیات کی بعض روح پرور جھلکیاں

موعودہ انقلاب کے درخشندہ نشانوں کا لامتناہی سلسلہ۔ تینوں شہروں میں جشن کا سماں

(رپورٹ نمبر ۲۷)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدّہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے مغربی افریقہ کے تبلیغی و تربیتی دَورہ کے سلسلہ میں نائیجیریا اور غانا کے مختلف شہروں میں جہاں کہیں بھی تشریف لے گئے موعودہ غلبۂ اسلام کے درخشندہ نشانوں کا ایک لامتناہی سلسلہ منصۂ شہود پر آتا اور روحوں پر وجد کی کیفیّت طاری کرتا چلا گیا۔ حضور کے دم قدم کی برکت سے ان شہروں میں ایک عظیم رُوحانی جشن کا سماں بندھا رہا۔ خُدائی نصرت کی موسلا دھار بارشں کے زیر اثر دل تحمید و تمجیدِ باری سے لبریز ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور بے اختیار سجداتِ شکر بجالائے۔ مغربی افریقہ کے اس انقلاب انگیز و تاریخ ساز دَورے کی مفصل رپورٹ تو سلسلہ وار بعد میں ہدیۂ قارئین کی جائے گی۔ فی الوقت حضور ایدّہُ اللہ کے دَورۂ غانا (جو ۲۴ر اگست سے ۲۹ر اگست ۱۹۸۰ء تک جاری رہا) کی بعض ایمان افروز و روح پرور جھلکیاں ذیل میں ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہیں:۔

اکرا میں والہانہ استقبال کی ناقابلِ بیان کیفیّت حضور ایدّہُ اللہ جب ۲۴ر اگست کو نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس سے

غانا

غانا میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ورود مسعود

وی آئی پی لاؤنج میں معززین حضور کے استقبال کے انتظار میں
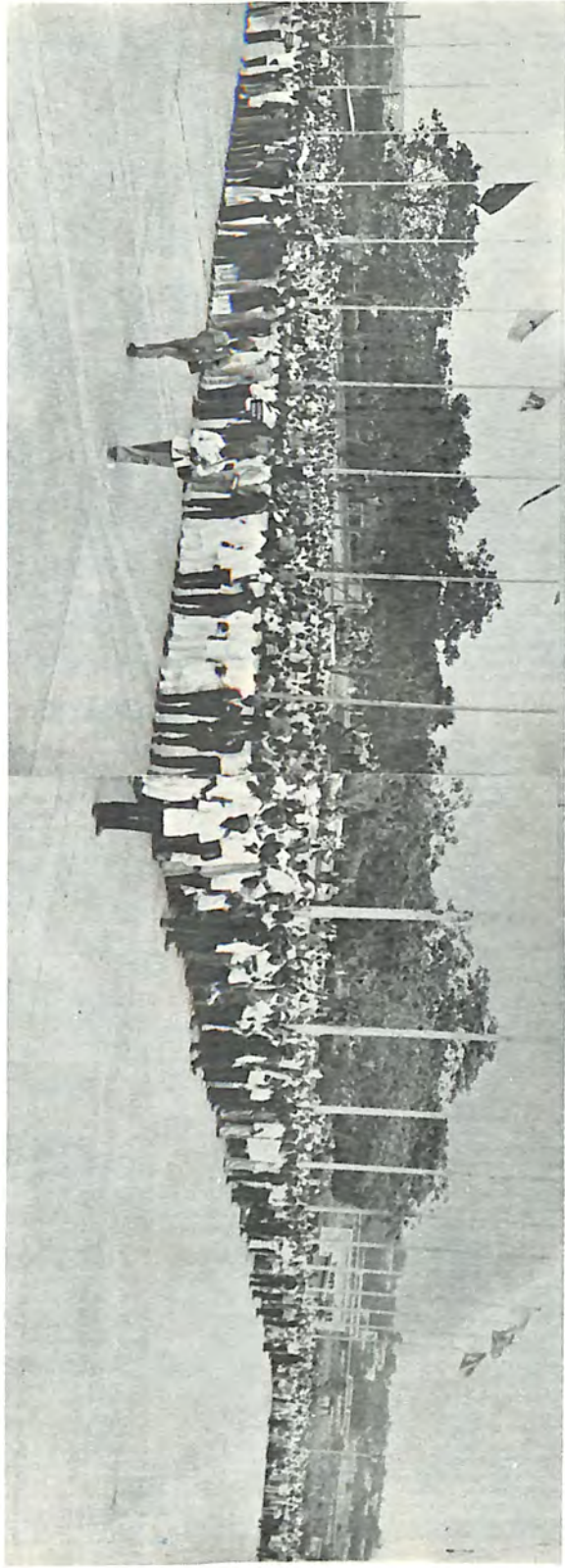
اکرا ائرپورٹ (غانا) پر حضور کے عظیم الشان استقبال کا ایک منظر
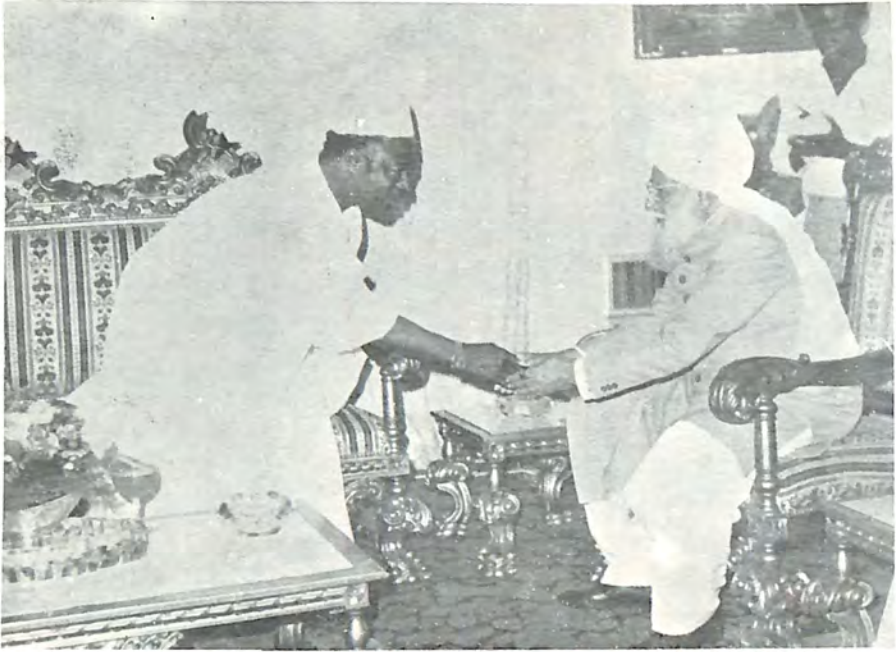
غانا کے صدر مملکت جناب ڈاکٹر ہلالیمان اپنی رہائش گاہ "اوسو کیسل" میں حضور سے
ملاقات کا شرف حاصل کر رہے ہیں

اس موقع کی ایک اور یادگار تصویر ۔

سالٹ پانڈ (غانا) میں حضور نماز جمعہ پڑھا رہے ہیں۔

سالٹ پانڈ (غانا) میں نماز جمعہ کے موقع پر احباب جماعت اپنے آقا کا خطاب سن رہے ہیں

کوکوفو (غانا) میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا ایک منظر۔ چھتریوں کے نیچے پیرا ماؤنٹ چیفس کھڑے ہوئے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا ایک اور منظر

غانا کے ایک احمدیہ ہسپتال میں حضور کی زیارت کے مشتاق احمدیوں کا اجتماع

احمدی خواتین حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کا والہانہ استقبال کر رہی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ابادان (نائیجیریا) میں نئی تعمیر شدہ مرکزی احمدیہ مسجد کا نماز جمعہ پڑھا کر افتتاح فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد مسجد کے بیرونی حصّہ کا ایک منظر

مسجد احمدیہ الارو (نائیجیریا) میں حضور کے استقبال کا ایک منظر۔

الارو (نائیجیریا) کی مسجد میں جماعت سے حضور کے خطاب کے دوران سامعین ہمہ تن گوش ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اطفال الاحمدیہ نائیجیریا کی چودہ روزہ تربیتی کلاس میں

قریباً ڈیڑھ ہزار اطفال سے خطاب فرما رہے ہیں

بذریعہ ہوائی جہاز غانا کے دارالحکومت اکرا پہنچے تو طیارہ ابھی فضا میں نیچی پرواز کرتے ہوئے فضائی مستقر پر اُترنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ جہاز میں سوار تمام مسافر ایک غایت درجہ عجیب و غریب اور دلکش منظر دیکھ کر متعجب ہوئے اور اپنے تعجب کا اظہار کئے بغیر نہ رہے۔ اس لئے کہ فضائی مستقر کی وسیع و عریض عمارت کی تمام چھتیں اور نچلی گیلریاں لاتعداد و بے حساب انسانوں سے پٹی پڑی تھیں اور وہ اپنے ہاتھوں میں سفید رومال لئے انہیں ہلا ہلا کر خوشی سے اُچھل رہے اور فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ اور سمندر کی سیماب صفت لہروں کی طرح ان کے شوقِ فراواں کا تلاطم اور جوش و خروش لحظہ بہ لحظہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ مختلف ملکوں اور قوموں سے تعلّق رکھنے والے مسافر حیران تھے کہ جوں جوں طیارہ زمین کی طرف اُتر رہا ہے چھتوں پر ٹڈی دَل کی طرح چھائے ہوئے لاتعداد انسانوں کے سفید رُومال ہلانے اور خوشی سے نعرے لگانے کی کیفیّت فزوں سے فزوں تر ہوتی جا رہی ہے۔ سرتاپا شوق کے یہ لاتعداد دُبتلے اپنی اس ناقابلِ بیان حالت سے یہ تأثر پیدا کر رہے تھے کہ گویا فضائی مستقر کی چھتوں پر آسمان سے غول در غول طائرانِ قدس کا نزول ہو رہا ہے اور وہ خوشی کے عالم میں اپنے سفید برّاق پر ہوا میں پھڑ پھڑا رہے ہیں۔ اور ساتھ کے ساتھ بہت اونچے سروں میں خوشی کے میٹھے بول الاپ رہے ہیں۔

چنانچہ اس عجیب و غریب منظر کو دیکھ کر جہاز کے مسافروں نے ایک دوسرے سے پوچھنا شروع کیا کہ کون عظیم شخصیت اکرا میں ورُود فرما ہو رہی ہے کہ جسے دیکھنے اور خوش آمدید کہنے کے لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ شہر کا شہر اُمڈ آیا ہے۔ جب انہیں اس بات کا علم ہوُا کہ عالمگیر جماعتِ احمدیّہ کے سربراہِ اعلیٰ اسی طیارہ میں سوار ہیں۔

اور ان کی زیارت کے جذبۂ شوق نے ان ہزاروں ہزار مشتاقانِ دید پر وارفتگی کا عالم طاری کر رکھا ہے تو زیارت کے شوق نے ان (مسافروں) کے اندر بھی اضطراب ملے استعجاب کی لہر دَوڑا دی اور وُہ خود طیارہ میں سوار ہونے کے باوجود فضائی مستقر پر موجود مشتاقانِ دید ہی کا ایک جُز بن گئے اور لگے شیشے کی کھڑکیوں میں سے جھانک جھانک کر باہر دیکھنے۔

جوش و خروش کا نقطۂ عروج جب طیارہ فضائی مستقر کے رَن وے پر اُترنے کے بعد زمین پر چلتے ہُوئے اس کی عمارت کے سامنے آکر رُکا اور حضور ایّدہُ اللہ مع حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا و دیگر اہلِ قافلہ بالآخر طیارہ سے باہر زینہ کے بالائی حصّہ پر نمودار ہُوئے تو فضائی مستقر پر موجود لاتعداد طائرانِ قدس کا جوش و خروش اپنے نقطۂ عروج کو جا پہنچا اور انہوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہُوئے لاتعداد سفید رومال فضا میں برق رفتاری سے دیوانہ وار ہِلا ہِلا کر نعرہ ہائے مسرّت بلند کرنا شروع کر دیئے۔ ان کے فلک شگاف نعرے فضائی مستقر کے ماحول میں گونج اور سینوں میں دھمک پَیدا کر رہے تھے۔

حضور نے غانا کی سرزمین پر قدم رنجہ فرمانے کے بعد فضائی مستقر کی چھتوں اور گیلریوں میں کھڑے ہُوئے لاتعداد مشتاقانِ دید کی طرف (جو مسلسل رُومال ہِلا رہے اور نعرے لگا رہے تھے) دیکھتے ہُوئے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کر کے ان کے خیر مقدمی نعروں کا جواب دیا۔ فضائی مستقر کی وسیع و عریض عمارت کی جس چھت اور گیلری کی طرف منہ کر کے حضور ہاتھ ہلاتے اس سمت سے پُرجوش نعروں کا ایسا غلغلہ بلند ہوتا کہ دیگر سمتوں سے بلند ہونے والے نعروں کی آوازیں اس بلند آہنگ آواز کے نیچے

دب جاتیں ۔ یہ ہزاروں ہزار احباب اپنے عشق و محبت اور جذبۂ شوق کا ایسے والہانہ انداز میں اظہار کر رہے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ ابھی چھتوں اور گیلریوں پر سے نیچے چھلانگیں لگا دیں گے تاکہ اپنے جان و دل سے عزیز آقا کا انتہائی قریب سے دیدار کر سکیں لیکن ان کا یہ جوش و خروش بحمد اللہ تعالیٰ عقل کی پاسبانی کے زیر اثر ہوش سے عاری نہیں تھا ۔ حضور کی طرف سے مختلف اطراف میں ہاتھ ہلا ہلا کر بلند و بالا چھتوں اور گیلریوں سے بلند ہونے والے نعرہ ہائے مسرّت اور لاتعداد سفید رومالوں کی پھڑپھڑاہٹ کا جواب دینے اور نعروں کے بار بار بلند ہو کر گرج دار گونج کی شکل اختیار کرنے کا یہ پُر کیف سلسلہ کئی منٹ تک جاری رہا ۔

مسرّت و شادمانی کا درجۂ کمال

اس کے بعد حضور ایدّہُ اللہ تو فضائی مستقر کی استقبالیہ تقاریب اور استقبال کے لئے آئے ہوئے اہم اصحاب کے تعارف اور وی، آئی، پی لاؤنج میں اخبار نویسوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو گئے اس دَوران پندرہ ہزار سے زیادہ مشتاقانِ دید نے چھتوں پر سے اُتر اُتر کر فضائی مستقر کے سامنے دُور دُور تک پھیلے ہوئے باغ کے وسط میں جمع ہونا شروع کر دیا ۔ وہ ایک بہت بڑے مستطیل رقبہ کے چاروں اطراف میں ایک خاص نظام اور ترتیب کے ساتھ قطار اندر قطار آ کھڑے ہوئے ۔ مردوں اور بچوں کی قطاریں آگے تھیں اور خواتین کی قطاریں ان کے پیچھے ۔ چاروں اطراف کے درمیان میں جماعت احمدیّہ غانا کی نیشنل مجلس عاملہ کے اراکین ایک بہت بڑے نصف دائرے کی شکل میں کھڑے تھے ۔ جب حضور کو اس امر کا علم ہؤا کہ احباب جماعت فضائی مستقر کے باہر صدر دروازے کے سامنے باغ میں جمع ہیں تو حضور ہوائی اڈہ کی تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد محترم

عبدالوہاب بن آدم نیشنل امیر جماعت احمدیہ غانا کی معیت میں بذریعہ موٹر کار اس جگہ
تشریف لائے اور موٹر سے اُترنے کے بعد سراپا شوق احباب کی طرف آئے اور دایاں ہاتھ
فضا میں بلند کرتے ہوئے بلند آواز سے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا۔ پُوری فضا
وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کی بیک وقت بلند ہونے والی ہزاروں آوازوں سے
گونج اُٹھی۔ اس کے بعد حضور نے احباب کی قطاروں کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اپنے
آقا ایدہ اللہ کو اپنے قریب آتا دیکھ کر احباب میں خوشی و مسرت کی ایسی زبردست لہر دوڑی
کہ انہوں نے دیوانہ وار رومال ہلانے اور نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ حضور قطار اندر
قطار کھڑے ہوئے احباب کے سامنے سے گزرتے اور ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر ان کے نعروں
کا جواب دیتے چلے جا رہے تھے۔ اس وقت احباب کے جوش و خروش اور خوشی کا یہ
عالم تھا کہ آنکھیں چمک رہی تھیں باچھیں کِھلی ہوئی تھیں اور وہ بے تکان رُومال ہِلا
ہلا کر نعرے پر نعرہ لگائے چلے جا رہے تھے۔ خوشی ان کے چہروں سے ہی نہیں رُوئیں
رُوئیں سے پھُوٹی پڑ رہی تھی۔ ہر چند کہ احباب جوشِ مسرّت کی وجہ سے اپنے حال میں
نہیں تھے بلکہ ایک اَور ہی عالم میں پہنچے ہُوئے تھے۔ لیکن ہوش و خرد کا دامن ہاتھ سے
چھوٹنے نہیں پایا۔ کیا مجال جو کسی ایک فرد نے بھی قطار سے باہر قدم رکھا ہو یا بے پناہ
جذبہ و جوش کے باوجود نظم و ضبط میں معمولی سا بھی فرق آنے دیا ہو۔ یہ ایک ایسا پُرکیف
نظارہ تھا کہ اس سے پھُوٹ نکلنے والے کیف و سرور کی بے مثال کیفیت کو بھرپور انداز
میں محسوس کرنے اور ہر ہر ذرّۂ وجود میں اسے سمو لینے کے باوجود اسے الفاظ میں بیان
کرنا محال ہی نہیں ناممکن ہے۔ ہزارہا میل دُور رہنے والے اپنے ہزاروں ہزار مہجور خدام
کو شربتِ دیدار سے سیر کرنے کے بعد اپنی جگہ واپس آکر حضور نے پھر بلند آواز سے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا اور موٹر کار میں سوار ہو کر دیگر بے شمار کاروں کے ہمراہ قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

قیام گاہ اور اس میں حضور کا وُرُود

غانا کے دارالحکومت اکرا کی مقامی جماعت نے حضور ایدہُ اللہ اور اہلِ قافلہ کے قیام کا انتظام "ایمبیسیڈر ہوٹل" میں کیا تھا اور حسبِ ضرورت کمرے ریزرو کرالئے تھے۔ لیکن جب حکومت غانا کو حضور ایدہُ اللہ کی تشریف آوری کی اطلاع ملی تو اس نے حضور ایدہُ اللہ کو مع اہلِ قافلہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرانے پر اصرار کیا جس کی وجہ سے ہوٹل کی ریزرویشن منسوخ کرانا پڑی۔ یہی نہیں بلکہ حکومت نے حضور کے استعمال کے لئے ایک موٹر کار مع ڈرائیور پیش کی اور غانا کے مختلف علاقوں میں جانے کے لئے ایک ہوائی جہاز مخصوص کرنے کے احکام بھی صادر کئے۔ حضور نے ہوائی جہاز کی پیشکش کو منظور نہیں فرمایا اور موٹر سے ہی سفر کرنے کو ترجیح دی اور مہمان نوازی کا شرف اکرا کی مقامی جماعت کو بخشا۔

چنانچہ فضائی مستقر سے حضور مع اہلِ قافلہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی جانب جو ایڈو لاج کے نام سے موسوم ہے، اس حال میں روانہ ہوئے کہ پولیس کا حفاظتی دستہ جیپ میں سوار حضور کی موٹر کار (جس پر ایک چھوٹے سائز کا لوائے احمدیت لہلہا رہا تھا) کے عقب میں تھا اور پولیس کے سپاہی متعدد موٹر سائیکلوں پر سوار آگے آگے جا رہے تھے۔ چونکہ حضور ایدہُ اللہ کے دَورۂ غانا کی خبر ریڈیو اور ٹیلیوژن کے ذریعہ بار بار نشر اور ٹیلی کاسٹ ہو چکی تھی اور لوگ حضور کی تشریف آوری کے پہلے ہی سے منتظر تھے اس لئے حضور کی موٹر کار جس راستہ سے بھی گزری لوگوں نے قطاروں میں

دو رویہ کھڑے ہو کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر حضور کو خوش آمدید کہا اور نعرے لگا لگا کر خوشی کا اظہار کیا۔ حضور جس سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں فروکش ہوئے وہ دارالحکومت کے بہت پُرفضا علاقہ میں واقع ہے۔ اور صدرِ مملکت کے محل سے جو اوسُو (OSU CASTLE) کہلاتا ہے کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں ہے۔

عقل پر عشق کی برتری کا عظیم الشان مظاہرہ

عشق کی دُنیا الگ ہے اور عقل کی دُنیا الگ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عشق اور عقل کبھی اکٹھے نہیں ہوتے۔ عشق اور عقل ایک ساتھ بھی چلتے ہیں لیکن ایک خاص حد تک۔ جب وہ حد آجاتی ہے تو ان کی راہیں ایک دوسرے سے جُدا ہو جاتی ہیں۔ ایک مرحلہ ایسا آتا ہے کہ عقل احتیاط کا تقاضا کرتی ہے اور خطرہ مول نہ لینے کی ترغیب دلاتی ہے لیکن عشق خطرہ مول لینے اور اسے گلے لگانے پر اُبھارتا ہے اور کہتا ہے کہ خطرہ مول لینا ہی زندگی کی علامت ہے اس لئے کہ ترقی ہمیشہ خطرہ مول لینے والے ہی کیا کرتے ہیں نہ کہ خطرہ سے بچنے اور فرار اختیار کرنے والے، جبھی تو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے ؎

"اے جنوں کچھ کام کر بے کار ہیں عقلوں کے وار"

عقل اور عشق کے متضاد تقاضوں کا ایک خاص مرحلہ

غانا کے دارالحکومت اکرا میں عشق و وفا کے دیوانوں کے لئے عقل اور عشق کے متضاد تقاضوں کا ایک مرحلہ اس وقت پیش آیا کہ جب ۲۴ر اگست ۱۹۸۰ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ لیگوس سے اکرا پہنچے اور غانا کے صدر مملکت ڈاکٹر ہلّا لیمان Dr. Hilla Liman سے ان کے صدارتی محل

میں ملاقات کرنے کے بعد احمدیہ مشن ہاؤس جو اوسُو اسٹیٹ (Osu Estate) کے علاقہ میں واقع ہے تشریف لے گئے۔ وہاں حضور نے ایک عالیشان مسجد کا افتتاح فرمانے کے علاوہ مشن ہاؤس کی زیرِ تعمیر نئی چار منزلہ عمارت میں یادگاری تختی کی نقاب کشائی کرنا تھی اور پھر وہاں جماعتِ احمدیہ غانا کی قومی مجلسِ عاملہ کی طرف سے دی گئی استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمانا تھی۔

جب حضور مشن ہاؤس تشریف لے جانے کے لئے روانہ ہوئے تو ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔ مسجد اور مشن ہاؤس کا پورا احاطہ رنگ برنگی جھنڈیوں اور بڑے سائز کے خوشنما خیر مقدمی قطعات سے دُلہن کی طرح سجا ہوُا تھا۔ وہاں اُس وقت دس ہزار کے قریب احمدی احباب اور احمدی خواتین حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ ان سب احباب اور خواتین نے دیوانہ وار سفید رُومال ہِلا ہِلا کر اور فلک شگاف اسلامی نعرے لگا لگا کر حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کا بڑے ہی والہانہ انداز میں بہت پُرجوش و پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ کلمۂ طیّبہ اور دُرود شریف کا بلند آواز میں وِرد کرنے اور اسلامی نعرے لگانے کے وقت ان کے جذبۂ شوق اور وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ یوں لگتا تھا کہ یہ سب حضور ایّدہُ اللہ پر پروانہ وار فدا ہو کر اپنا مقصدِ حیات پائے بغیر نہ رہیں گے۔

قدرت کو ان کے جذبۂ عشق و فدائیت کا امتحان لینا منظور تھا۔ جب حضور مشن ہاؤس پہنچے تو بارش یکدم تیز ہو گئی اور پھر تیز ہوتی ہی چلی گئی حتّٰی کہ موسلا دھار برسنے لگی۔ عقل کا تقاضا یہ تھا کہ مَرد اور خواتین اور بوڑھے اور بچّے سرد ہوَا اور بارش سے بچنے کے لئے فاصلہ پر لگے ہُوئے شامیانوں اور مشن ہاؤس کے برآمدوں وغیرہ کی طرف

دوڑ پڑتے۔ عشق کا تقاضا یہ تھا۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے وہ حضور کے شایانِ شان استقبال، زیارت اور ارشادات سے ضرور فیضیاب ہوں۔ اس لئے کہ ؎

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

عشق کے تقاضے پر والہانہ لبّیک اس وقت عقل پر عشق کی برتری کا ایک عظیم الشان مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور ٹھنڈی ہوا اس پر مستزاد تھی لیکن عشق و وفا کے ان پُتلوں میں سے کوئی ایک بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا بلکہ کمال اشتیاق کے عالم میں پاؤں جمائے اپنی جگہ کھڑا رہا۔

گہرے عنابی رنگ کی قیمتی بانات جو مشن ہاؤس کے بیرونی گیٹ سے احاطہ کے اندر کافی فاصلہ پر بنے ہوئے نہایت آراستہ و پیراستہ سٹیج تک بچھی ہوئی تھی گیلی ہی نہیں ہوئی بلکہ ایک حد تک پانی میں ڈوب گئی۔ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا تو لجنہ اماء اللہ غانا کی سربر آوردہ اراکین کے ہمراہ مشن ہاؤس کی عمارت کے اندر تشریف لے گئیں جہاں آپ کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد ہونا تھی۔ حضور ایّدہُ اللہ مع دیگر اہلِ قافلہ جماعت احمدیہ غانا کے نیشنل امیر جناب عبد الوہاب بن آدم اور دیگر عہدیداران جماعت کے ہمراہ پانی اور مٹی میں لت پت بانات پر سے گزر کر کھلے میدان میں خوبصورت شامیانے کے نیچے بنے ہوئے ایک اُونچے اسٹیج پر تشریف لائے اور تلاوتِ قرآن مجید اور استقبالیہ ایڈریس کے بعد حاضرین سے خطاب فرمایا۔ بارش اس قدر موسلا دھار تھی کہ سٹیج پر تنا ہوا شامیانہ بھی چھلنی کی طرح ٹپکنے لگا اور چھتری کے سایہ میں ہونے کے باوجود حضور کے کپڑے بھیگ گئے۔ ادھر دس ہزار کے قریب احباب بارش میں اپنی

اپنی جگہ کھڑے مسلسل بھیگ رہے تھے کوئی ایک فرد حتیٰ کہ کوئی طفل بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سب اپنی اپنی جگہ اس طرح جمے کھڑے رہے۔ جیسے وہ پتھر کے بنے ہوئے ہوں لیکن وہ پتھر کے کب تھے۔ وہ تو جذبۂ ایمان سے بھرپور و معمور زندہ انسان تھے۔ جبھی تو موسلا دھار بارش میں بھی کلمہ طیّبہ اور درود شریف کا وِرد کرنے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے کے علاوہ اسلام زندہ باد، خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، انسانیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعرے دیوانہ وار لگا رہے تھے۔ وہ کیوں بارش سے بچنے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگتے جبکہ ان کا جان و دل سے عزیز آقا جس کے دیدار اور معرفت بھری گفتار سے فیضیاب ہونے کے لئے وہ از حد مشتاق اور بیتاب تھے ان کے سامنے کھڑا خود بارش میں بھیگ رہا تھا۔

دلوں کو گرما دینے والا خطاب اور اس کی انقلاب انگیز تاثیر

حضور نے بارش کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور چھتری کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے اپنے دس ہزار فدائیوں کے عین سامنے سٹیج کے سرے پر آکر ان سے کھڑے کھڑے اس حال میں خطاب فرمایا کہ سامنے سے مسلسل بوچھاڑ پڑ رہی تھی۔ حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد انگریزی میں جو پہلا فقرہ ارشاد فرمایا اس کا مفہوم یہ تھا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ظاہری ضعف کے باوجود باطنی طور پر عناصرِ اربعہ سے کہیں زیادہ طاقتور بنایا ہے اور اسی لئے اس نے ان عناصر کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ انسان کی خدمت کریں۔ لہٰذا بارش ہمارے کام میں روک نہیں بن سکتی۔ یہ تو ہمیں کئی رنگ میں فائدہ پہنچانے کے لئے برس رہی ہے۔ حضور کا یہ فرمانا تھا کہ سامنے کھڑے ہوئے ہزاروں ہزار احباب نے بڑے پُرجوش انداز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنا شروع کر دیئے اور وہ حضور کے ارشادات سے فیضیاب

ہونے کے لئے پاؤں جمائے کھڑے اور زیادہ مستعد ہو گئے۔

حضور نے اللہ کا گھر ہونے کی حیثیت میں مسجد کی عظمت و اہمیت اور اس کی بے پناہ اِفادیّت پر بہت بصیرت افروز پیرائے میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ مسجد جس کے دروازے بلا استثناء تمام مُوَحِّدین کے لئے ہمیشہ کُھلے رہنے چاہئیں ہمیں کیسے کیسے عظیم الشان سبق یاد دلاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مسجد فِی الأصل اپنی مجسّم شکل میں ہمیں اسلامی تعلیم کے ایسے حسین پہلو یاد دلاتی ہے جن سے خدا اور بندے کا تعلق اور انسان کا اپنے ہمجنسوں سے تعلق اُجاگر ہوتا ہے اور ہمیں اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

یہ ایک نہایت ہی پُر معارف و ولولہ انگیز خطاب تھا جس نے بارش کے ٹھنڈے پانی میں بھیگے ہُوئے ہزاروں ہزار فدائیوں کے دلوں کو ایسا گرمایا کہ انہیں بارش کی خنکی اور برودت کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ بارش میں مسلسل بھیگنے والے عشق و وفا کے یہ پُتلے پُوری سرگرمی اور جذبہ و جوش سے بار بار پُرجوش نعرے بلند کرتے رہے۔ یہ حرارتِ ایمانی کو تیز کرنے والا ایسا پرکیف سماں تھا کہ جس کی یاد دلوں سے کبھی محو نہیں ہوسکتی۔ بلکہ یہ ان خوش نصیبوں کو جنہیں اس اَنمول موقع سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا ہمیشہ گرماتی اور انہیں خدمتِ اسلام کی راہ میں مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرنے اور کرتے چلے جانے پر اُبھارتی رہے گی۔

دلوں کو گرمانے اور رُوحوں کو تڑپانے والی حضور ایدہُ اللہ کی اس نہایت بصیرت افروز اور پُر اثر انگریزی تقریر کا غانا کی ایک مقامی زبان "اکان" (AKAN) میں ترجمہ غانا کے نامزد سفیر برائے ایتھوپیا جناب اسمٰعیل بی کے۔ آڈو نے کیا۔ انہوں نے حضور کی تقریر کے اختتام پر اس روانی اور جذبہ و جوش کے ساتھ ترجمہ کیا کہ اُن کی پُرجوش

تقریر کے دَوران بھی فلک شگاف نعرے بلند ہوتے رہے۔

حضور کی تقریر ابھی جاری ہی تھی کہ بارش ہلکی ہونی شروع ہوگئی اور رفتہ رفتہ اُس نے ہلکی پھوار کی شکل اختیار کر لی۔ اس روز کی بقیّہ کارروائی ظہر اور عصر کی باجماعت نمازوں کے ذریعہ مسجد کا افتتاح اور مشن ہاؤس کی زیر تعمیر نئی عالی شان عمارت پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی وغیرہ بخیر وخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

خُدائی تائید ونصرت اور قبولیّتِ عامہ کا درخشندہ نشان

غانا میں حضور ایدّہُ اللہ کا انقلاب انگیز تبلیغی دَورہ جس نے ہزاروں انسانوں کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ ۲۴ سے ۲۹ر اگست تک مسلسل چھ روز جاری رہا۔ ان چھ دنوں میں اللہ تعالےٰ نے خدائی تائید ونصرت اور قبولیّتِ عامہ کے بہت ہی نمایاں اور درخشندہ نشان ظاہر فرمائے۔ ان میں سے ایک نشان جو اشانٹی ریجن کے صدر مقام کُماسی میں ظاہر ہُوا اپنی چمک دمک اور عظمت کے لحاظ سے خاص امتیازی شان کا حامل تھا۔

قدم قدم پر نشانوں کا ظہور

حضور نے کماسی میں ۲۵ر اور ۲۶ر اگست کو دو روز قیام فرمایا۔ ان دو دنوں میں حضور نے اساکورے میں نصرت جہاں سکیم کے تحت قائم ہونے والے سب سے بڑے ہسپتال کا معائنہ کرنے کے علاوہ ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر کے رہائشی مکان پر (جو حضور کے سابقہ دَورے کے بعد تعمیر ہُوا ہے) یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ نیز کوکوفو احمدیہ ہسپتال (جو اَب تک کرایہ کی عمارت میں قائم ہے) کے معائنہ کے علاوہ ایک عظیم بِالشّان تقریب میں (جس میں علاقہ بھر کے لوگ نیز چیفس اور پیرا ماؤنٹ چیفس روایتی شان وشوکت کے ساتھ شریک ہوئے،

ہسپتال کی اپنی نئی عمارت کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا۔ نیز انچارج ڈاکٹر کے لئے مخصوص مکان (جس کی تعمیر ہسپتال کی عمارت سے قبل ہی مکمّل ہو چکی ہے) میں یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ اسی طرح ۲۷ اگست کو کماسی سے اکرا واپس آتے ہوئے حضور نے تیسرے بڑے احمدیہ ہسپتال سویڈرو کا معائنہ فرمایا۔

کماسی، اساکورے، کوکوفو اور خود اکرا میں جہاں کہیں بھی حضور تشریف لے گئے اور ان مقامات تک جانے میں حضور جن جن راستوں سے گزرے اکرا، ایسٹرن اور اشانٹی ریجنز کے عوام نے ہر جگہ ہی سڑکوں کے دونوں طرف بڑی تعداد میں جمع ہو ہو کر حضور کو بہت ہی والہانہ انداز میں خوش آمدید کہا اور حضور نے جگہ جگہ سیکنڈری سکولز اور ہسپتال کھول کھول کر تعلیمی اور طبّی میدانوں میں اہلِ غانا کی جو بے لوث خدمت انجام دی ہے۔ اس طرح انہوں نے اس پر دل کی گہرائیوں سے ازحد ممنونیت کا اظہار کیا۔ پھر ان تمام مقامات پر وہاں کے چیفس اور پیرا ماؤنٹ چیفس نے کمال درجہ تعظیم و تکریم اور عزّت و احترام کا اظہار کرتے ہوئے جس طرح حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کر کر کے خراجِ عقیدت پیش کیا اور حضور کی رہنمائی میں جماعتِ احمدیّہ کی عظیم الشان خدمات کو سراہا اور کمال عاجزی سے بعض مزید علاقوں میں سکول اور ہسپتال کھولنے کی درخواستیں کیں۔ ان میں سے ایک ایک واقعہ اپنی اپنی جگہ خدا تعالےٰ کی موعودہ تائید و نصرت اور قبولیّت عامہ کا ایک زبردست نشان تھا۔

خدائی تائید و نصرت اور قبولیّتِ عامہ کے ان لاتعداد نشانوں میں سے جس خاص نشان کا ذیل میں کسی قدر تفصیل سے ذکر نا مقصود ہے۔ وہ اپنی درخشندگی اور تابندگی میں اپنی مثال آپ ہے۔ وہ ایک ایسا مُہتَم بِالشّان نشان ہے۔ جس نے ہزاروں راہگیروں اور کماسی کے

مکینوں میں ایسا اشتعالِ شوق پیدا کیا کہ آن کی آن میں ان کی کایا پلٹ گئی اور انہوں نے محبت و عقیدت اور جاں نثاری و فداکاری کا ایسا زبردست مظاہرہ کیا کہ آسمان پر فرشتے بھی عش عش کر اُٹھے ہوں گے۔

اشتعالِ شوق کی عدیم النظیر کیفیت

۲۶ر اگست کی شام کو حضور جب تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں قریباً دس ہزار احباب و خواتین سے خطاب فرمانے اور کماسی میں تعمیر کی جانے والی عظیم الشان جامع مسجد احمدیہ کی ایک دیوار میں یادگاری تختی نصب کرنے کے بعد کماسی کے نو تعمیر شدہ دومنزلہ احمدیہ مشن ہاؤس میں تشریف لائے تو مشن ہاؤس کے سامنے کی سڑک پر شہر کے قریباً دس ہزار لوگ حضور کی زیارت کے شوق میں سراپا انتظار بنے پہلے ہی کھڑے تھے۔ سڑک ایک سرے سے دوسرے سرے تک انسانوں سے پٹی پڑی تھی نیز ارد گرد کے مکانوں کی بالکونیوں اور بالائی منزلوں کی کھڑکیوں سے بھی بے شمار لوگ جھانک رہے تھے۔

جب انہوں نے حضور کی کار کو قافلہ کی دوسری کاروں کے ہمراہ اپنی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے یکدم ہاتھ ہلا ہلا کر نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ سڑک انسانوں سے پٹی پڑی تھی اس لئے کاروں کو ان کے درمیان سے گزرنے میں سخت دقت پیش آئی۔ حضور کی موٹر کار بمشکل تمام آہستہ آہستہ رینگتی اور راستہ بناتی ہوئی مشن ہاؤس کے سامنے پہنچ کر رُکی۔ کار مشن ہاؤس کے دروازے تک پہنچ تو گئی لیکن ذوق و شوق کے عالم میں نعرے لگانے والوں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لوگوں کے بے پناہ اژدہام کی وجہ سے کار کے قریب اتنی جگہ بھی خالی نہ تھی کہ حضور کار سے باہر سڑک پر قدم رکھ سکتے پولیس نے بڑی جدوجہد کے بعد لوگوں کو پیچھے ہٹا کر موٹر کار اور مشن ہاؤس کے درمیان

ایک تنگ سا راستہ بنایا تا کہ حضور کار سے اُتر کر مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے جاسکیں۔ جونہی حضور نے کار سے باہر قدم نکالا لوگوں نے خوشی سے اُچھلنا اور نعرے لگانا شروع کر دیا۔ حضور نے کار سے باہر تشریف لا کر لوگوں کی طرف کئی بار ہاتھ ہلایا اور اس طرح بہت متبسّم انداز میں ان کے خیر مقدمی نعروں کا جواب دیا۔ اس پر لوگوں نے اور زیادہ بلند آواز سے نعرے لگائے اور از حد خوشی کا اظہار کیا۔ فلک شگاف نعروں کی گونج میں ہی حضور بدقّت تمام مشن ہاؤس کی عمارت میں داخل ہوئے۔

فرشتوں کی باطنی تحریکات کی اثر انگیزی

خیال یہ تھا کہ حضور کے مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے جانے کے بعد لوگوں کا ہجوم چھٹنا شروع ہو جائے گا اور وہ واپس چلے جائیں گے لیکن حضور کے اندر تشریف لے جاتے ہی لوگوں نے جن میں عورتیں بھی بہت بڑی تعداد میں شامل تھیں اور بھی زیادہ قوت کے ساتھ نعرے بلند کرنا شروع کر دیئے۔ وہ کسی وقفہ کے بغیر مسلسل ایک گھنٹہ تک نعرے لگاتے ہی رہے اور اس تمام عرصہ میں سڑک پر ٹریفک بالکل رُکا رہا۔ پولیس نے انہیں ہٹانے کی کئی بار کوشش کی تاکہ سڑک ٹریفک کے لئے کھل سکے لیکن شوقِ دیدار میں حال سے بے حال ہونے والے کب ہٹنے کا نام لیتے تھے وہ تو جی بھر کر حضور کے چہرۂ مبارک کی زیارت کرنے کے متمنّی تھے۔ وہ مسلسل اپنی زبان میں ایک نعرہ بار بار لگائے جا رہے تھے آخر ایک مقامی احمدی دوست نے کان لگا کر سُنا تو بتایا کہ یہ کہہ رہے ہیں:۔

"آؤ ہم مل کر خلیفہ کے لئے دعا کریں"۔

اس دوران حضور نے مشن ہاؤس کی بالکونی میں تشریف لا کر اور اپنا دایاں ہاتھ ہوا میں بلند کر کے ان کے نعروں کا جواب دیا۔ اپنی تمنّا کے پورا ہونے اور اپنے مطلوب و مقصود

کو پانے پر ان پر ایسا وارفتگی کا عالم طاری ہؤا کہ وہ کسی اَور عالم میں جا پہنچے اور لگے اُچھل اُچھل کر اور گلے پھاڑ پھاڑ کر پوری قوت سے نعرے لگانے۔ حضور بالکونی میں کھڑے رہ کر ایک منٹ تک ہاتھ ہلا ہلا کر ان کے نعروں کا جواب دیتے رہے اور وہ خوشی و مسرّت سے سرشار ہو کر نعرے لگاتے رہے۔ اس کے بعد حضور مشن ہاؤس کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں واپس تشریف لے آئے۔ خیال تھا حضور کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد اب وہ چلے جائیں گے، اور سڑک ٹریفک کے لئے کھُل جائے گی لیکن انہوں نے ہٹنا تھا نہ ہٹے۔ اور نعرے لگاتے ہی رہے وہ ہٹتے بھی کیسے جبکہ خدا تعالےٰ کے فرشتے ان کے دلوں میں اشتعالِ شوق کی ناقابلِ بیان کیفیّت کو فزوں سے فزوں تر کر رہے تھے۔ ان کو بس ایک ہی دُھن سوار تھی۔ کہ حضور اُن کے سامنے موجود رہیں اور وہ حضور کے لئے دعائیں کرتے اور نعرے لگاتے ہی رہیں۔ حضور کو وقفہ وقفہ سے تین دفعہ بالکونی میں تشریف لا کر اور متبسّم انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر اور زیرِ لب ان کے لئے دعائیں کرتے اور اللہ تعالےٰ کی حمد کرتے ہُوئے ان کے نعروں کا جواب دینا پڑا تب کہیں جا کر انہیں سیری و سکینت نصیب ہُوئی اور وہ بالآخر وہاں سے ہٹنا شروع ہُوئے اور ٹریفک کا سلسلہ جو ایک گھنٹہ سے رُکا ہؤا تھا بحال ہؤا۔ اور قافلہ کی دوسری موٹریں جنہیں لوگوں کے بے پناہ ہجوم کی وجہ سے دُور ہی رُکنا پڑا تھا آگے آئیں اور حضور مع اہلِ قافلہ موٹروں میں سوار ہو کر مشن ہاؤس سے تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں واپس تشریف لائے۔ وہاں احمدی احباب اور احمدی خواتین ہزاروں کی تعداد میں پہلے ہی جمع تھے اور صفوں میں بیٹھے حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ حضور نے یہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد ریزیڈنسی (سٹیٹ گیسٹ ہاؤس) واپس تشریف لائے جہاں کماسی میں حضور کا قیام تھا۔

الغرض فرشتوں کی باطنی تحریک کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اشتعالِ شوق کا یہ منظر خدائی تائید و نصرت اور قبولیت عامہ کے ایک ایسے درخشندہ نشان کی حیثیت رکھتا تھا جس نے روحوں پر وجد کی کیفیت طاری کر کے دلوں کو حمد اور شکرِ باری سے لبریز کر دیا اور احمدی احباب بکثرت حمد کے ترانے گا گا کر سچے وعدوں والے خدائے قادر و قدوس کے حضور سجداتِ شکر بجالائے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔

سالٹ پانڈ میں ورودِ مسعود

۲۹ اگست کا دن غانا میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قیام کا آخری دن تھا۔ اس روز حضور نے غانا کے اس خوش نصیب خطہ میں تشریف لے جا کر جمعہ کی نماز پڑھانا تھی جس میں آج سے قریبًا ۵۹ سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم کی تعمیل میں مسیح محمدی کے ایک مخلص و فدائی حواری نے تنِ تنہا پہنچ کر وہاں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے آغاز کا اعلان کیا تھا اور وہاں کی زرخیز زمین میں احمدیت کا بیج بو یا تھا۔ اور اس طرح افریقہ کے تاریک برِّ اعظم میں خدائی نور کے پھیلنے اور اسلام کے غالب آنے کی طرح ڈالی تھی۔ مسیح محمدی علیہ السلام کے وہ خوش نصیب حواری تھے حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور وہ شہر جہاں آپ نے سب سے پہلے ڈیرا ڈالا اور پڑاؤ کیا سالٹ پانڈ کے نام سے موسوم ہے اور وہ مکان آج بھی موجود ہے، جس میں آپ نے قیام کیا۔

سالٹ پانڈ کا قدیمی شہر غانا کے دارالحکومت اکرا سے ستّر میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس شہر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ کا مرکزی مشن قریبًا

۵۸ سال تک قائم رہا اور گزشتہ ڈیڑھ سال سے اکرا میں منتقل ہوا ہے تاہم یہاں جماعت کی ایک عالی شان مسجد اور مشن ہاؤس ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس پورے علاقہ میں ایک بہت بڑی اور نہایت مضبوط و مستحکم اور مخلص جماعت اُس وقت سے ہی قائم چلی آرہی ہے جو بفضل اللہ تعالیٰ روز بروز بڑھ رہی ہے اور ترقی کی منازل سرعت سے طے کر رہی ہے۔

راستہ میں عوام کی طرف سے والہانہ استقبال

۲۹ر اگست کو حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع اہلِ قافلہ اکرا سے سالٹ پانڈ جانے کے لئے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس سے موٹر کاروں کے ذریعہ صبح ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر روانہ ہوئے اور راستہ میں پوٹسن (Potsin) سویڈرو (Swedro) اور ایسی آم (Esiam) میں علی الترتیب احمدیہ سیکنڈری سکول کے نئے بلاک کا سنگِ بنیاد رکھنے، احمدیہ مسلم مشن ہسپتال کا معائنہ کرنے اور احمدیہ مسجد پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی کرنے نیز ان علاقوں کے چیفس اور پیرا ماؤنٹ چیفس سے خراجِ عقیدت وصول کرنے کے بعد (جن کا تفصیلی ذکر انشاء اللہ سلسلہ وار رپورٹوں میں کیا جائے گا) دو بجے بعد دوپہر سالٹ پانڈ میں وُرود فرما ہوئے۔ اگرچہ ۷۰ میل کے طویل راستہ میں آنے والی بستیوں اور قصبوں کے باشندے سڑک کے دونوں طرف کھڑے ہو ہو کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر اور نعرے لگا لگا کر حضور کا والہانہ استقبال کرتے اور حضور کو خوش آمدید کہتے رہے تھے لیکن سالٹ پانڈ کے قریب آتے ہی سڑک کے دونوں طرف احبابِ جماعت اور دیگر اہلِ شہر کا اتنا بڑا جمگھٹا دیکھنے میں آیا جو استقبال کرنیوالے تمام جمگھٹوں پر سبقت لے گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پورے کا پورا شہر حضور کو خوش آمدید کہنے

اور حضور کی راہ میں آنکھیں بچھانے کے لئے اُمڈ آیا ہے۔

یہ سب لوگ سفید رُومال ہلا ہلا کر، خوشی سے اُچھل اُچھل کر اور بعض تعظیماً دوہرے ہو ہو کر اور کھِلے ہُوئے ہشّاش بشّاش چہروں کے ساتھ بلند بانگ نعرے لگا لگا کر بڑے ہی والہانہ انداز میں حضور کا استقبال کر رہے تھے۔ احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس شہر کے اُس پار آخری سرے پر واقع ہیں۔ احبابِ جماعت اور دیگر اہلِ شہر کا سڑک کے دونوں جانب قطار اندر قطار اجتماع شہر شروع ہونے سے بہت پہلے ہی شروع ہوا اور پھر شہر کی اندرُونی سڑک کے ساتھ ساتھ شہر کے آخری سرے سے بھی آگے اس کوٹھی تک مسلسل پھیلتا چلا گیا جس میں حضور نے نماز جمعہ کی تیاری کے لئے مختصر قیام فرمانا تھا۔ قریبًا اڑھائی میل لمبے اس سارے راستہ کی دونوں اَطراف انسانوں سے پٹی پڑی تھیں لوگ ہاتھ ہلا ہلا کر اور نعرے لگا لگا کر حال سے بے حال ہوئے جا رہے تھے۔ حضور کی موٹر کار قافلہ کی دوسری کاروں کے ہمراہ آنکھیں بچھانے والے ہشّاش بشّاش انسانوں کے درمیان میں سے آہستہ آہستہ راستہ بناتی ہُوئی اور جماعت احمدیہ کی عالی شان مسجد اور احمدیہ مشن ہاؤس کی نہایت شاندار دو منزلہ عمارت کے سامنے سے گزرتی ہُوئی غانا کے سابق نیشنل پریذیڈنٹ جناب محمد آرتھر مرحوم کے صاحبزادگان کی بہت وسیع وعریض اور آراستہ و پیراستہ کوٹھی کے احاطہ میں داخل ہُوئی۔ جہاں جناب محمد آرتھر مرحوم کے صاحبزادگان جناب رفیق عطاء، جناب فرید عطاء اور جناب ڈاکٹر اسحاق عطاء اور ریجنل مبلّغ جناب یوسف یُوسن نے حضور کا اور لجنہ اماء اللہ کی عہدیداران نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کا پُرتپاک استقبال کیا۔ وہاں جملہ اہلِ قافلہ کی خدمت میں سرد مشروبات پیش کئے گئے اور سب کے وضو وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور نمازِ جمعہ

پڑھانے اور مجلس خدام الاحمدیہ غانا کے اجتماع کی افتتاحی تقریب کا علامتی آغاز کرنے کے لئے اس وسیع و عریض علاقہ میں تشریف لے گئے جو پام کے بلند و بالا درختوں سے گھرا ہوا ہے اور جہاں نمازِ جمعہ کی ادائیگی اور خدام کے اجتماع کی افتتاحی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اجتماعِ خدام کی افتتاحی تقریب

جونہی حضور اس نہایت کشادہ اور وسیع و عریض احاطہ کے سرے پر پہنچے ہزاروں ہزار کی تعداد میں مردوں اور عورتوں نے جن میں خدام اپنی سادہ اور باوقار وردی کی وجہ سے بہت نمایاں تھے۔ نعرے لگا لگا کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر والہانہ انداز میں حضور کا استقبال کیا۔ حضور ان کے نعروں کا جواب دیتے اور ان کے درمیان میں سے گزرتے ہوئے خدام کے مقامِ اجتماع کے اس حصہ میں تشریف لائے جہاں اجتماع کے علامتی آغاز کے طور پر لوائے احمدیت، غانا کا قومی جھنڈا اور خدام الاحمدیہ کا پرچم تینوں جھنڈے لہرائے جانے تھے۔ پہلے حضور نے لوائے احمدیت لہرایا۔ لوائے احمدیت کے فضا میں بلند ہونے اور لہرانے کے ساتھ ہی فضا اللہ اکبر اور احمدیت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی جب حضور لوائے احمدیت لہرا چکے تو غانا کے نیشنل امیر جناب عبدالوہاب بن آدم نے حضور کی اجازت سے حضور کو گلے کے گرد سکارف پہنانے کی سعادت حاصل کی۔ سکارف پہننے کے بعد حضور نے سکارف اتار کر محترم نیشنل امیر صاحب کو واپس عنایت فرمایا جسے بطور تبرک محفوظ کر لیا گیا۔

اس کے بعد غانا نیشنل یوتھ کونسل کے ریجنل رابطہ افسر نے آگے بڑھ کر غانا کا قومی پرچم لہرایا۔ انہیں اس تقریب کے لئے خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ پرچم کے فضا میں

بلند ہوتے ہی فضا اللہ اکبر اور غانا زندہ باد کے پُر جوش نعروں سے گونج اُٹھی۔ پرچم کے فضا میں بلند ہونے پر خدّام الاحمدیہ غانا کے نیشنل قائد نے اُنہیں سکارف پہنایا۔

آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدّام الاحمدیہ مرکزیہ نے آگے بڑھ کر خدّام الاحمدیہ کا پرچم لہرایا ساتھ ہی فضا میں ایک دفعہ پھر اللہ اکبر اور احمدیت زندہ باد کے نعرے گونجے اور خدّام الاحمدیہ غانا کی طرف سے محترم صاحبزادہ صاحب کو سکارف پہنایا گیا۔

نمازِ جمعہ کا اجتماعِ عظیم

پرچم کشائی کی تقریب کے بعد حضور وسیع و عریض میدان کے اس حصّہ میں تشریف لائے جہاں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ میدان کے اس سرے کے وسط میں جس کا رُخ قبلہ کی طرف تھا ایک وسیع اور بلند و بالا اسٹیج بنایا گیا تھا۔ تاکہ جب حضور اس اسٹیج پر کھڑے ہو کر خطبہ دیں تو دُور دُور تک پھیلے ہُوئے سارے نمازی حضور کی بآسانی زیارت کر سکیں۔ اسٹیج پر سے جس طرف نگاہ اُٹھتی آدمی ہی آدمی نظر آتے۔ آگے دُور تک مَردوں کی لمبی لمبی صفیں تھیں اور ان کے پیچھے مستورات صفوں میں بیٹھی ہوئی تھیں وہ مَردوں سے بھی زیادہ تعداد میں آئی ہوئی تھیں۔

یہ اجتماعِ عظیم دیکھ کر روحوں پر وجد کی کیفیّت طاری ہُوئے بغیر نہ رہی اور دل سچّے وعدوں والے قادر و کریم خدا کی حمد سے لبریز ہو گئے۔ سوز و گداز اور حمد و شکر کے اس روح پرور ماحول میں مغربی افریقہ کے سب سے پہلے مبلّغ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کسمپرسی اور تنہائی کا وہ زمانہ جب آپ آج سے ۵۹ سال قبل اس علاقہ میں تنِ تنہا وارد ہُوئے تھے نگاہِ تصوّر میں بار بار اُبھرتا رہا

اور سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لئے اور اسی طرح حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر اور آپ کے بعد آنے والے مبلّغین کرام کے لئے (جن میں محترم مولانا فضل الرحمٰن صاحب حکیم مرحوم، محترم مولانا نذیر احمد صاحب علی مرحوم اور محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشّر اَطَال اللہ بقاءہٗ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں) دل کی گہرائیوں سے دُعائیں نکلتی ہیں یہ حضور کی دلی تڑپ اور پُرسوز دعاؤں نیز ان مبلّغینِ کرام کی عظیم قربانیوں اور بے لوث خدمات ہی کا نتیجہ ہے کہ اس ملک میں جہاں حضرت مولانا نیّر صاحب تنِ تنہا کسمپرسی کی حالت میں وارد ہُوئے تھے آج مسیحِ محمّدی پر ایمان لانے والے اسلام کے فدائی، خلیفۂ وقت کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے ہزاروں ہزار کی تعداد میں وہاں موجود تھے اور اپنی موجودگی سے دُنیا پر آشکار کر رہے تھے کہ مسیحِ محمّدی علیہ السّلام کی جماعت کے ملکوں میں پھیلنے اور اس طرح اسلام کے دنیا میں غالب آنے کے خدائی وعدے مسلسل پورے ہوتے چلے آرہے ہیں اور آئندہ بھی پورے ہوتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ اسلام پوری دنیا میں غالب آئے بغیر نہ رہیگا محتاط اندازے کے مطابق اس وقت اُس وسیع و عریض میدان میں اسلام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کے پچیس ۲۵ ہزار فدائی موجود تھے۔

بصیرت افروز خطبہ اور نمازِ جمعہ کی ادائیگی حضور ایدہُ اللہ کے سٹیج پر تشریف لانے کے معًا بعد سالٹ پانڈ کے سرکٹ مشنری جناب یوسف ایڈوسے صاحب نے بہت پُرشوکت اور دلکش آواز میں اذان دی۔ بعدہٗ حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد انگریزی میں بہت ایمان پرور اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جس کا مکرم عبد الوہاب بن آدم وہاں کی

مقامی زبان میں ساتھ کے ساتھ ترجمہ احباب کو سُناتے رہے۔ حضور نے قرآنِ مجید کی رُو سے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احمدیوں کو ایمانِ حقیقی کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے اور ان کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سچے اور حقیقی مومن ہیں۔ حقیقی ایمان، اس کی کیفیات اور ثمرات کو تفصیل سے واضح کرنے کے بعد حضور نے احمدی مَردوں، عورتوں، نوجوانوں اور نیشنل امیر جناب عبدالوہاب بن آدم کو علیحدہ علیحدہ مخاطب کر کے انہیں ان کی اہم اور عظیم ذمہ داریاں یاد دلائیں، اور ان کی کماحقہٗ ادائیگی کے سلسلہ میں بیش بہا نصائح سے سرفراز فرمایا۔ اور غانا کے احمدیوں کو خاص طور پر توجّہ دلائی کہ وہ اپنے مُلک کی اقتصادی بحالی اور ترقی وخوشحالی کے لئے ہر روز پانچوں نمازوں میں بہت درد والحاح سے دُعائیں کریں۔ نیز حضور نے بلا تفریقِ مذہب وملّت غانا کے ان طلباء کے لئے جو اہلیّت کی بناء پر اعلیٰ تعلیم کے حصُول کے لئے پاکستان آنا چاہیں چار وظائف کا اعلان فرمایا اور آخر میں احبابِ غانا کو بہت بیش قیمت دُعاؤں سے نوازا۔

اس کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس طرح غانا کے سنٹرل ریجن کے قریباً پچیس ہزار احباب و مستورات کو حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کی غیر معمولی سعادت نصیب ہُوئی۔ اس سعادت کے حصُول پر ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا وہ اپنی اس خوش بختی پر حمد اور شکر کے ترانے گا رہے اور سجداتِ شکر بجالا رہے تھے۔

نماز کے اختتام پر غانا کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے والے لائبیریا اور گیمبیا کے احمدی طلباء نے سٹیج پر حاضر ہو کر حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے

تعلیمی ترقی کے بارہ میں ان سے باتیں کیں۔ پھر حضور نے جملہ حاضرین کو انگریزی میں مخاطب کرتے ہوئے نہایت بلند آواز میں فرمایا۔ مَیں اب آپ دوستوں سے رخصت ہو رہا ہوں مَیں ہمیشہ آپ کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھتا ہوں آپ بھی مجھے اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں خدا آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنی تائید و نصرت کا مورَد بنائے۔ اس کے بعد حضور نے بلند آواز سے السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، کہا۔

خلیفۂ وقت کی زبانِ مبارک سے نکلی ہُوئی اس دُعا سے فیضیاب ہونے پر ہزاروں ہزار احباب پر ایسا وارفتگی کا عالَم طاری ہوا کہ انہوں نے وعلیکم السّلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ، کہنے کے بعد بے اختیار اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، حضرت خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، انسانیت زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کر دیئے ۲۵ ہزار انسانوں کے نعروں کی گونج نے دلوں پر وجد کی حالت طاری کر دکھائی، اور وہ فرطِ مسرّت سے جھوم جھوم اُٹھے۔

قطاروں میں ایستادہ خدّام کا معائنہ

فضاؤں میں دُور دُور تک گونجنے والی ان آوازوں کے درمیان حضور ایدہُ اللہ احباب کے درمیان میں سے گزر کر خدّام الاحمدیہ والے احاطہ میں تشریف لائے۔ جہاں خدّام اپنی وردیوں میں ملبوس قطار در قطار "ریجن وائز" کھڑے ہوئے تھے اور ہر ریجن کے خدّام کے سامنے ان کی ریجنل مجلس کا بورڈ آویزاں تھا، حضور، صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدّام الاحمدیہ مرکزیہ اور ڈاکٹر آئی۔بی محمد نیشنل قائد مجلس خدّام الاحمدیہ غانا کے ہمراہ ڈیڑھ ہزار ایستادہ خدّام کے سامنے سے گزرے۔ اس دَوران نیشنل قائد صاحب نے حضور کو اجتماع کے انتظامات سے آگاہ فرمایا۔ اجتماعِ خدّام کی اس افتتاحی

تقریب کے معائنہ کے بعد حضور مع اہلِ قافلہ ساڑھے چار بجے سہ پہر موٹروں میں سوار ہو کر واپسی کے سفر پر سالٹ پانڈ سے جانبِ اکرا روانہ ہوئے۔

سالٹ پانڈ سے واپسی کا سفر

واپسی کے اس سفر میں حضور نے اسارچر (Essarkyir) نامی قصبہ کے باہر احمدیہ سیکنڈری سکول (جس کے ہیڈ ماسٹر صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ہیں) کی نو تعمیر شدہ عمارت پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دُعا کرائی۔ سکول فی الوقت کرایہ کی عمارت میں ہی چل رہا ہے، نئی عمارت کے ہر طرح مکمل اور سامان سے آراستہ ہو جانے کے بعد سکول اس میں منتقل ہو جائے گا۔

اس کے بعد حضور چند میل کے فاصلہ پر اکرافو Ekrafo نامی قصبہ میں تشریف لے گئے۔ یہاں جماعت نے ایک بہت عالی شان مسجد تعمیر کی ہے۔ حضور نے مسجد سے کچھ فاصلہ پر قبرستان تشریف لے جا کر حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ قبولِ حق کی سعادت حاصل کرنے والے سب سے قدیمی غانین احمدی محترم جناب الحاجی مہدی آپا کی قبر پر دُعا کی۔ الحاجی مہدی آپا اکرافو میں ۱۹۲۱ء یا ۱۹۲۲ء میں جماعت میں شامل ہوئے تھے اور اس کے چند سال بعد ۱۹۲۶ء میں انہوں نے وفات پائی تھی۔

اکرافو سے واپس اسارچر آ کر حضور ایدہ اللہ نے صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے مکان میں کچھ وقت کے لئے قیام فرمایا اور مع اہلِ قافلہ و دیگر کثیر التعداد احباب وہاں چائے نوش فرمائی۔ علاقہ کے پیرامونٹ چیف بھی اپنے مصاحبوں سمیت حضور کے استقبال کے لئے وہاں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضور کی اجازت سے حضور کی خدمت میں انگریزی میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا جس میں جماعت کی طبّی اور تعلیمی میدانوں میں عظیم خدمات

کو سراہتے ہوئے حضور کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کیا اور اس علاقہ میں تعلیم کے مزید فروغ کے لئے بعض تجاویز پیش کیں۔ حضور نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کی پیش کردہ تجاویز کو مفید قرار دیتے ہوئے ان پر غور کرنے اور حتی الامکان ان سے استفادہ کرنے کا وعدہ فرمایا وہاں سے روانہ ہو کر حضور آٹھ بجے رات بخیر و عافیت اکرا واپس تشریف لے آئے۔

صدرِ مملکت سے دوسری ملاقات

حضور سالٹ پانڈ سے اکرا واپس آنے کے بعد سٹیٹ گیسٹ ہاؤس پہنچے ہی تھے کہ مملکتِ غانا کے صدرِ محترم ڈاکٹر ہلاّ لیمان صاحب کی طرف سے پیغام موصول ہوا کہ وہ حضور کے اکرا سے واپس جانے سے قبل حضور سے ایک اور ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ اگلے روز حضور براستہ ایمسٹرڈم لنڈن روانہ ہو رہے تھے اس لئے اکرا پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی حضور صدرِ مملکت سے ملاقات کرنے کے لئے ان کی سرکاری رہائش گاہ "اوسو کیسل" تشریف لے گئے۔ اس ملاقات میں محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، محترم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ راقم الحروف (مسعود احمد دہلوی)، محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ غانا، محترم حسن عطاء صاحب ریجنل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اشانٹی ریجن، محترم جے۔ جی علیشے صاحب آف کوکو مارکیٹنگ بورڈ حضور کے ہمراہ تھے۔

صدر موصوف نے حضور کے کامیاب دَورے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ مَیں آپ کی روانگی سے قبل آپ کو الوداع کہنا چاہتا تھا۔ باہمی تبادلۂ خیالات کے دَوران غانا کی نازک اقتصادی صورتِ حال بھی زیرِ غور آئی۔ حضور نے اقتصادی صُورتِ حال کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ غانا کی بعض مجوزہ مساعی کا بھی ذکر کیا اور خاص طور پر

ملک میں زراعت کو فروغ دینے اور زرعی پیداوار بڑھانے پر زور دیا۔ چلنے سے قبل حضور نے اجتماعی دُعا بھی کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔

"نُشانِ فتح نمایاں بنامِ ما باشد" کا مُنہ بولتا ثبوت

غانا میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو اشاعتِ اسلام کے کام میں جو عظیم الشان کامیابی حاصل ہُوئی ہے اور روز بروز ہو رہی ہے وہ "نشانِ فتح نمایاں بنامِ ما باشد" کا ایک مُنہ بولتا ثبوت ہے وہاں اس وقت تک مُلک کے طول و عرض میں جماعت احمدیہ کی ۳۵۶ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ احمدیوں کی تعداد بحمد اللہ تعالیٰ پانچ لاکھ سے بھی متجاوز ہے۔ جماعت اب تک ۲۳۰ عالیشان مساجد تعمیر کر چکی ہے۔ اور ان کی تعداد میں خدا کے فضل سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ جماعت وہاں ۵۴ پرائمری اور مڈل سکول اور اعلیٰ پیمانہ کے سات سیکنڈری سکول چلا رہی ہے۔ ان کے علاوہ ایک مشنری ٹریننگ کالج بھی ہے جو تبلیغی نظام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کیلئے لوکل مبلّغین تیار کرتا ہے۔ اس وقت سات مرکزی مبلّغین اور ستّر لوکل مبلّغین ایک سو اسّی تبلیغی مراکز میں کام کر رہے ہیں۔ مزید برآں جماعت اب تک وہاں چار ہسپتال قائم کر چکی ہے جو مختلف علاقوں میں اہلِ غانا کی گراں بہا خدمت انجام دے رہے ہیں یہ چاروں ہسپتال ہر لحاظ سے مکمل ہیں اور ان میں مریضوں کے داخلے مختلف قسم کے امراض کے علاج اور ہر قسم کے اپریشنز وغیرہ کی جدید ترین سہولتیں موجود ہیں۔ ان سکولوں اور ہسپتالوں کے ذریعے انجام دی جانے والی خدمات کا نہ صرف مُلک بھر میں ڈنکا بج رہا ہے بلکہ ان کی شہرت ارد گرد کے ممالک میں بھی پھیلتی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہسپتال اگرچہ دُور افتادہ دیہی علاقوں میں قائم ہیں لیکن ان میں علاج کے لئے دوسرے افریقی ممالک

کے مریض بھی بڑی تعداد میں آتے ہیں اور علاج کی غرض سے آنے والے ایسے مریضوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

حالیہ دورے کے خوشکن اثرات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حالیہ دورۂ غانا نہ صرف غانا میں جماعت کی ان جملہ تبلیغی، تعلیمی اور طبّی خدمات میں وسعت پیدا کرنے کا موجب ہوا ہے بلکہ مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک میں بھی ان خدمات کو زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے میں بہت مدد ملی ہے کیونکہ اس موقع پر نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، سیرالیون، لائبیریا اور گیمبیا کے مبلّغینِ کرام نیز وہاں کے احمدیہ سیکنڈری سکولوں کے اساتذہ اور احمدیہ ہسپتالوں کے ڈاکٹر صاحبان بھی آکرا آئے ہوئے تھے۔ حضور نے ان کے علیحدہ علیحدہ متعدد اجلاس بُلا کر ان سب ممالک میں جماعت کی تبلیغی، تربیتی اور فلاحی سرگرمیوں کا جائزہ لیا اور انہیں ضروری ہدایات سے نوازا۔ اور بعض نئے منصوبوں کے لئے اخراجات وغیرہ کی منظوری دی۔

جشن کا سا سماں

جماعت کی ان گرانقدر مساعی اور بے لوث خدمات ہی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب حضور غانا کے چھ روزہ دورہ پر جب یہاں تشریف لائے تو حکومت اور عوام نے حضور کو خوش آمدید کہنے اور حضور کی راہ میں آنکھیں بچھانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ حضور جہاں بھی تشریف لے گئے، لوگ اس کثرت سے حضور کی زیارت کے لئے کھنچے چلے آئے اور انہوں نے اس دلی اخلاص کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کیا اور ایسے والہانہ انداز میں خوشی کے شادیانے بجائے کہ مسلسل چھ روز تک مُلک کے مختلف حصّوں میں جشن کا سا سماں بندھا رہا۔ حضور نئی

مساجد کا افتتاح کرنے نیز سکولوں اور ہسپتالوں کا معائنہ فرمانے جس حصۂ ملک میں بھی تشریف لے گئے ہر طبقہ اور ہر مذہب و ملّت کے لوگ اس کثرت سے حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے کھنچے چلے آئے اور پھر انہوں نے سڑکوں، راستوں اور گزرگاہوں پر دو رویہ کھڑے ہوکر، ہاتھ ہِلا ہِلا کر اور خیر مقدمی نعرے لگا لگا کر اس قدر خوشی کا اظہار کیا اور اپنی خوشی کے اظہار کے ایسے ایسے والہانہ انداز اختیار کئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی دُعا:-

"پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار"

کی قبولیت کا ایک نہایت مہتم بالشان نظارہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔

جذب و کشش کی اثر انگیزی جہاں بہت سے لوگ ہاتھوں میں تھامے ہوئے سفید رُومال اور رنگین پارچات ہِلا ہِلا کر خوش آمدید کہتے وہاں بہت سے عیسائی حضور کی تیزی سے گزرتی ہوئی موٹر کار کو دیکھ کر بایاں گھٹنہ زمین پر ٹکا کر اور دائیں ٹانگ کو پاؤں پر مُڑی ہوئی حالت میں کھڑا رکھ کر جسم کو آگے جھکاتے ہوئے دونوں بازو متوازی حالت میں آگے کی طرف پھیلا دیتے۔

گزرتی ہوئی کاروں میں بیٹھے بیٹھے بعض جگہ سڑکوں کے کنارے کھڑے ہوئے لوگوں کو یہ کہتے سُنا گیا کہ:-

He is God's Man

یعنی یہ خدا کا خاص بندہ ہے۔

بعض لوگوں کو چیخ چیخ کر یہ کہتے ہوئے راقم الحروف نے اپنے کانوں سے خود سُنا:-

Caliph! we need your Blessings

یعنی اے خلیفہ ہمیں آپ کی بابرکت دُعاؤں کی ضرورت ہے۔

اور "احمدیّہ" کا لفظ تو مُلک بھر میں بچّہ بچّہ کی زبان پر تھا۔ جب بھی لوگ سڑکوں پر حضور کی کار کو گزرتا دیکھتے تو وہ چیخ چیخ کر "احمدیّہ! احمدیّہ! احمدیّہ!" کے نعرے لگانے لگتے۔

اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیوژن میں چرچا

حضور کے دَورے کی خبریں تصاویر کے ساتھ وہاں کے اخبارات ہی شائع نہیں کرتے رہے بلکہ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر بھی حضور کی مصروفیات کی خبریں روزانہ ہی نشر اور بعض تصویری مناظر کے ساتھ ٹیلی کاسٹ ہوتی رہیں۔ یہی نہیں بلکہ ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نیوز بلیٹنوں میں حضور کی مصروفیات کو تمام دوسری خبروں پر ترجیح دیتے ہُوئے انہیں اوّلیّت دی جاتی رہی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی غانا میں تشریف آوری اور حضور کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات کا مُلک بھر میں بہت چرچا ہوُا۔ اسی لئے جب حضور مسجدوں کے افتتاح اور سکولوں اور ہسپتالوں کے معائنہ کے سلسلہ میں دور افتادہ مقامات پر تشریف لے گئے تو دیہاتوں کے لوگ بھی حضور کی زیارت کے لئے دَوڑے چلے آئے اور انہوں نے حضور کی تشریف آوری پر اپنے روایتی طریق کے مطابق خوشی کا اظہار کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی حتّٰی کہ انہوں نے حضور کو خوش آمدید کہنے اور خوشی منانے کو اپنا فرضِ عین سمجھا اور اس فرض کو پوری مستعدی اور بشاشت کے ساتھ ادا کیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ؛
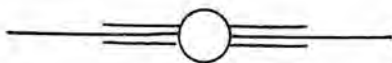
سفرِ اعظمی تبلیغی دَورہ کے سلسلہ میں یورپ اور افریقہ کے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا برِّ اعظم امریکہ کے شمالی ملک کینیڈا میں ورُود

ٹورنٹو اور کیلگری کے فضائی مستقروں پر مختلف شہروں سے آئے ہوئے احباب کی طرف سے پُرتپاک استقبال

نامور دانشوروں دیگر اہم شخصیات اور کینیڈا میں آباد سینکڑوں احمدی خاندانوں کی حضور سے ملاقات

پریس کانفرنسوں سے خطاب استقبالیہ تقاریب میں بصیرت افروز تقاریر، تربیت کے موضوع پر معرکہ آرا خطبہ

(رپورٹ نمبر ۲۸ - بابت ۴ تا ۱۰ ستمبر ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے سفرِ اعظمی تبلیغی دَورہ کے سلسلہ میں یورپ کے سات اور مغربی افریقہ کے دو ملکوں میں متعدد پریس کانفرنسوں، استقبالیہ تقاریب نیز دانشوروں اور دیگر اہم شخصیات کے ساتھ ملاقاتوں میں فضیلتِ اسلام کے گوناگوں پہلوؤں کو واضح کرنے اور اس طرح وسیع پیمانہ پر اسلام کا بول بالا کرنے کے بعد ۴ ستمبر ۱۹۸۰ء کو برِّ اعظم امریکہ کے شمالی مُلک کینیڈا میں وُرود فرما ہوئے۔ حضور نے وہاں کے دو اہم شہروں ٹورنٹو اور کیلگری میں ۱۰ ستمبر تک قیام فرمایا۔

ان سات دنوں میں حضور نے وہاں کے کثیر التعداد دانشوروں اور دیگر اہم شخصیّات کے علاوہ سینکڑوں احمدی خاندانوں کو شرفِ ملاقات بخشا بعثتِ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم مقصد کی روشنی میں دینی تربیت کی اہمیت پر ایک معرکہ آرا خطبہ ارشاد فرمایا۔ پریس کانفرنسوں سے خطاب فرما کر اسلام کے خلاف پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا، استقبالیہ تقاریب میں نہایت پُراثر تقاریر فرما کر اسلام کی حقانیت اور لازوال فضیلت کو بہت احسن طریق پر آشکار فرمایا۔ نیز تبلیغی اور تربیتی امور سے متعلق جماعتی عہدیداروں کو زرّیں نصائح اور بیش بہا ہدایات سے نوازا۔ اور حالات اور ضروریات کا جائزہ لے کر تنظیمی امور سے متعلق اہم فیصلے فرمائے

کینیڈا میں حضور نے یہ سات دن انتہائی مصروفیت میں گزارے۔ حضور کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے:۔

حضور کا عزمِ کینیڈا

حضور ایدہُ اللہ چھ روز تک غانا (مغربی افریقہ) کا تفصیلی دَورہ فرمانے کے بعد ۳۰ر اگست ۱۹۸۰ء کو اکرا سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر پہلے ہالینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈم پہنچے اور وہاں شیریٹن ہوٹل میں ایک رات قیام فرمانے کے بعد ۳۱ر اگست کو لنڈن میں دوبارہ وُرود فرما ہُوئے۔ وہاں حضور نے تین روز قیام فرمایا۔ اور پھر ۴ر ستمبر کو لندن سے براستہ ایمسٹرڈم کے ایل ایم کے ہوائی جہاز میں کینیڈا روانہ ہُوئے۔ جہاز راستہ میں مانٹریال ٹھہرتا ہُوا آٹھ گھنٹہ کی پرواز کے بعد ٹورونٹو کے فضائی مستقر پر اُترا۔ اس وقت کینیڈا کے وقت کے مطابق شام کے چھ بجے تھے۔

(۴ر ستمبر ۱۹۸۰ء)

ٹورونٹو میں وُرودِ مسعود اور استقبال

جونہی حضور طیّارہ سے باہر تشریف لائے جماعت احمدیہ کینیڈا کے نیشنل پریذیڈنٹ خلیفہ عبدالعزیز

صاحب اور مبلّغ انچارج کینیڈا مکرم منصور احمد صاحب بشیر نے آگے بڑھ کر حضور ایدہُ اللہ سے شرفِ مصافحہ حاصل کر کے حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کا نہایت پُرتپاک استقبال کیا۔

ان ہر دو احباب کی معیّت میں حضور ایئرپورٹ حکام کی طرف سے وی آئی پی کے خصوصی استقبالیہ انتظام کے مطابق مسافروں کی عام گزرگاہ کے علاوہ ایک علیحدہ راستہ سے بسہولت گزر کر فضائی مستقر کی عمارت سے باہر تشریف لائے۔ ایئرپورٹ سکیورِٹی سٹاف کے باوَردی اَرکان جگہ جگہ متعیّن تھے اور مشایعت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ حضور وہاں سے ایئرپورٹ سے ملحق ایڈمنسٹریشن بلڈنگ میں تشریف لائے جہاں دو صد کے قریب احبابِ جماعت اور خاصی بڑی تعداد میں مستورات حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کی تشریف آوری کے انتظار میں عمارت کے دو علیحدہ علیحدہ حصّوں میں پہلے سے جمع تھے۔ احبابِ جماعت نے جو عمارت کے اگلے حصّہ میں چشم براہ تھے اور جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں خیر مَقدمی قطعات اُٹھائے ہُوئے تھے۔ جونہی حضور کو اپنی طرف آتے دیکھا انہوں نے پُرجوش اسلامی نعرے لگا لگا کر حضور کا بہت والہانہ استقبال کیا ان احباب میں نیشنل مجلسِ عاملہ اور جماعتِ احمدیّہ ٹورونٹو کی مجلسِ عاملہ کے اَراکین اور دیگر مقامی احباب کے علاوہ کینیڈا کے دوسرے شہروں اور دُور و دراز علاقوں سے آنے والے احباب بھی شامل تھے بہت سے احباب مانٹریال، اوٹاوا بریٹ فورڈ، بریملے، سینٹ کیتھرین، لندن، اونٹاریو، ہیلی فیکس، گلیس بے، ڈگ بی، وِٹ بی، کیلگری، سمتھ وِل اور نارتھ پول سے ملحق نارتھ ویسٹ ٹیریٹری سے

ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے حضور کے استقبال کی سعادت حاصل کرنے ٹورونٹو پہنچے تھے۔ علاوہ ازیں جماعتہائے احمدیہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے نیشنل پریذیڈنٹ مکرم برادر مظفر احمد ظفر، مشنری انچارج مڈویسٹ ریجن محترم میاں محمد ابراہیم صاحب اور مکرم حاجی امین اللہ صاحب اور بعض دیگر امریکی احباب ڈیٹرائٹ، ٹرائے اور ڈیٹن سے وہاں آئے ہوئے تھے۔ حضور نے ان سب احباب کو باری باری شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ خواتین نے جو عمارت کے ایک علیحدہ حصہ میں جمع تھیں حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کا بہت پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ لجنہ اماء اللہ امریکہ کی طرف سے حضرت سیّدہ کی خدمت میں پھولوں کے ہار پیش کئے گئے۔

وہاں سے حضور مع اہلِ قافلہ موٹر کاروں کے ذریعہ رائل یارک ہوٹل تشریف لے گئے جس میں حضور کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے حضور کے استقبال کے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ صدر دروازہ سے لفٹ کے دروازہ تک کے طویل فاصلہ پر جو پہلے ہی قالینوں سے آراستہ تھا راستہ کی نشاندہی کے طور پر بہت قیمتی سُرخ بانات بچھا کر تعظیم و تکریم کا خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ چونکہ حضور نے اس عالیشان ہوٹل کی نویں منزل کے ایک سویٹ میں قیام فرمانا تھا اس لئے حضور کے استعمال کے لئے ایک علیحدہ لفٹ ریزرو کر دی گئی تھی تاکہ حضور بغیر کسی رکاوٹ کے بآسانی مقررہ منزل پر پہنچ سکیں۔ جب حضور کی کار ہوٹل کے صدر دروازہ کے سامنے آکر رُکی تو ہوٹل کے ڈائریکٹر آف کنونشن مسٹر ٹام میکیو اور سکیورٹی چیف مسٹر سمر سٹن نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ اور مشایعت کی غرض سے تھوڑی دُور تک حضور کے ہمراہ رہے۔ حضور سُرخ بانات

پر سے گزرتے ہوئے لفٹ تک آئے اور پھر اس کے ذریعہ نویں منزل پر پہنچ کر ریزرو شدہ سوئیٹ میں قیام فرما ہوئے۔

(۵ر ستمبر ۱۹۸۰ء)

تربیت کے موضوع پر معرکہ آراء خطبہ جمعہ

ٹورونٹو پہنچنے کے اگلے روز ۵ر ستمبر کو حضور ایدہ اللہ نے نمازِ جمعہ پڑھائی اور دینی تربیت کی اہمیت کے موضوع پر ایک معرکہ آراء خطبہ دیا۔ احباب کی غیر معمولی کثرت کے پیش نظر جو کینیڈا کے دور دراز علاقوں تک سے آئے ہوئے تھے اور مسلسل ٹورونٹو پہنچ رہے تھے نماز جمعہ کا انتظام رائل یارک ہوٹل کے نہایت وسیع و عریض آراستہ و پیراستہ عالیشان ہال میں (جو وسیع پیمانہ پر منعقد کی جانے والی خصوصی تقریبات کے لئے مخصوص ہے) کیا گیا تھا اور اِس میں مستورات کے لئے علیحدہ باپردہ جگہ بنائی گئی تھی۔

حضور نے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ کے آغاز میں حضور نے فرمایا۔ مجھے قریبًا چار سال بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے اور جو بات مَیں نے شدّت سے محسوس کی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں کی جماعت میں اخلاص تو ہے لیکن تربیت کا فقدان ہے۔ یہ امر میرے لئے تکلیف کا موجب ہوا ہے۔ جب مَیں ۱۹۷۶ء میں پہلی بار یہاں آیا تھا تو میرا خیال تھا کہ چونکہ آپ کے ہاں کوئی مُربّی نہیں ہے اس لئے خاطر خواہ تربیت نہیں ہو سکی۔ اس کے بعد مُربّی بھجوایا گیا۔ مَیں نے محسوس کیا ہے کہ چار سال گزرنے اور مُربّی موجود ہونے کے باوجود تربیت میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔

اس ضمن میں حضور نے مزید فرمایا کہ تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی سوچے اور غور کرے نیز جانے اور پہچانے کہ وہ ہے کون۔ جب تک ہر احمدی کو اس عظیم مقصد کا احساس نہیں ہوتا جس کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے ایک عظیم رُوحانی فرزند کے طور پر مبعوث کیا گیا ہے اس وقت تک اس میں تربیت کی اہمیّت کا احساس اُجاگر نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضور نے اس امر کو واضح کر کے کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کو تمام بنی نوعِ انسان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور رُوئے زمین کے ہر انسان کا آپؐ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہونا ضروری ہے اس امر پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی کہ اِس آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود مبعوث اِس لئے کئے گئے ہیں کہ آپؑ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کر کے پوری نوعِ انسانی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے تلے دینِ واحد پر جمع کر دکھائیں۔ حضور نے اس عظیم مقصد کے بتدریج پورا ہونے اور غلبۂ اِسلام کے خدائی سامانوں کے مسلسل منصۂ شہود پر آنے کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ اصل بات یہ ہے کہ مذہب کا تعلق دل سے ہے اور اس کے لئے دلائل اور معجزات کی ضرورت ہے اور پھر اس امر کی ضرورت ہے کہ دُعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو جذب کیا جائے تا کہ لوگوں کے دل بدلیں اور وہ دلائل اور معجزات کا اثر قبول کر کے اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ دلائل و معجزات کی اِس جنگ میں فتحیاب ہونے کے لئے اسی قسم کی تربیت کی ضرورت ہے جس قسم کی تربیت صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں

حاصل کی تھی یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اصحاب نے حاصل کی جس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ میں نشانات دکھانے والے ہزاروں کی تعداد میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے آئندہ نسلوں کی اِس رنگ میں تربیت کرنے کے لئے کہ ان کے ذریعہ نشاناتِ الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہے اور اسلام دنیا میں غالب آتا چلا جائے جماعت احمدیہ میں خلافت کے نظام کو قائم فرمایا ہے۔ دنیا میں اُمّتِ واحدہ خلافت کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتی ہے اور اسی کے ذریعہ اس کے قیام کے سامان ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے واضح فرمایا۔ خلافت احمدیہ کو دنیوی اقتدار، سیاست اور بادشاہت سے نہ کوئی واسطہ ہے نہ دلچسپی اور نہ کبھی یہ اس میں دلچسپی لے گی۔ یہ ایک خالصتہً روحانی نظام ہے اور اس کا مقصد دلائل و براہین، آسمانی نشانوں اور دعاؤں کے ذریعہ تمام بنی نوعِ انسان کو اُمّتِ واحدہ بنانا ہے۔

حضور نے احبابِ جماعت کو اپنی اور اپنی اولادوں کی خالص اسلامی رنگ میں تربیت کرنے اور وہاں کے ماحول میں اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے کی نہایت پُرزور الفاظ میں تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ خواتین کو سختی سے پردہ کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اگر خولہؓ جنگِ یرموک میں بہادری کے کارنامے سرانجام دیتے ہوئے پردہ کر سکتی تھی تو آپ کو یہاں جبکہ دلائل اور نشانات کی جنگ لڑی جا رہی ہے پردہ کرنا چاہیئے اور اسلام کا ہر لحاظ سے عملی نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ پھر یہ امر بھی یاد رکھیں کہ جس طرح لاطینی اور یونانی عیسائیت کی زبانیں بنیں اسی طرح اب عربی اور اردو امّتِ واحدہ کی زبانیں بننے والی ہیں۔ میں نے

دیکھا ہے کہ آپ کے بچّوں کو اُردو نہیں آتی اور بڑا فخر کرتے ہیں آپ کہ آپ کے بچّوں کو انگریزی آگئی ہے۔ آپ کا فخر اس میں نہیں کہ آپ کے بچّے اُردو بھول گئے آپ کا فخر اس میں ہے کہ آپ کے بچوں کو عربی اور اُردو دونوں زبانیں آتی ہیں جو اُمّتِ واحدہ کی زبانیں بننے والی ہیں۔

حضور نے بہت پُرجلال لہجے میں مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا۔ اپنی نسلوں کو لعنتِ خداوندی سے بچانے کی فکر کریں اور ان کی اسلامی رنگ میں تربیت کریں۔ ورنہ آئندہ نسلیں آپ پر لعنت بھیجیں گی کہ ہمارے والدین نے اُردو نہ پڑھا کر ہمیں روحانیت کے سرچشمہ سے محروم کر دیا۔ اگر آپ اپنی اور اپنے بچّوں کی تربیت نہیں کریں گے انہیں دین نہیں سکھائیں گے اور انہیں یہاں کے رنگ میں رنگین ہونے دینگے تو خدا تعالےٰ آپ کو اور آپ کی اَولادوں کو دھتکار دے گا۔ وہ اَور قوموں کو آگے لے آئے گا جو اعمالِ صالحہ بجا لانے والی اور دین کی خدمت کرنے والی اور اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے والی ہونگی۔

حضور نے نہایت پُرزور الفاظ میں خبردار کرتے ہُوئے فرمایا اگر ایسے لوگوں نے اپنی اصلاح نہ کی اور مجھے سب کو جماعت سے خارج کرنا پڑا تو مَیں ایسا کرنے سے ذرا نہیں ہچکچاؤں گا۔ خدا میں ہو کر زندگی گزاریں ورنہ آپ کا مستقبل مجھے بہت تاریک نظر آرہا ہے۔ آپ لوگوں کی حالت پر رات میری طبیعت میں بہت غصّہ تھا۔ نصف شب کے بعد مَیں جب بیدار ہُوا تو غصّہ جا چکا تھا اور اس کی جگہ پیار نے لے لی تھی۔ مَیں نے بہت دُعائیں کیں۔ خدا تعالےٰ میری دُعائیں قبول فرمائے اور آپ کی زندگیوں میں انقلاب آئے۔ آپ میں اور دوسروں میں نمایاں فرق

نظر آنا چاہیئے۔ اور تبدیلی محسوس ہونی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تفسیرِ قرآن سُورۃ کہف تک چھپ چکی ہے اسے منگوائیں اور پڑھیں۔ اگر اصل منبع سے آپ کا تعلق قائم نہیں ہے تو آپ خشک ٹہنی کی طرح ہو جائیں گے۔ یہ قانونِ قدرت ہے اس سے مَفَر نہیں۔ خدا کا پیار حاصل کریں اور اس کے لئے خدا میں ہو کر زندگی گزاریں اور اگر خدا میں ہو کر زندگی گزارنا نہیں چاہتے تو جہاں جی چاہے چلے جائیں احمدیت میں نہ رہیں۔

اس انتہائی پُر اثر معرکہ آراء خطبہ کے بعد حضور نے نمازِ جمعہ پڑھائی جس میں مستورات اور احباب سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔

احبابِ جماعت سے مُلاقاتیں

۵ ستمبر کو ہی حضور نے چار بجے سہ پہر ہوٹل کے اُس سویٹ میں جہاں حضور قیام فرما تھے احبابِ جماعت کو ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ حضور نے اس روز مِسّس ساگا (MISSISSAUGA) سکاربرو (SCARBOROUGH) اور ڈاؤنز ویو (DOWNSVIEW) کے شہروں میں رہائش پذیر ۷۵ احمدی فیملیز کو شرفِ ملاقات بخشا اور انہیں زریں نصائح سے نوازا۔ یہ ملاقاتیں شام کے بعد دیر تک جاری رہیں۔

سربرآوردہ شخصیات کی ملاقات

اس دَوران کہ احمدی خاندانوں کی ملاقاتیں جاری تھیں۔ بعض اہم اور سربرآوردہ شخصیات حضور سے ملاقات کے لئے تشریف لے آئیں۔ ان میں ٹورونٹو کی نواحی آبادی مِسّس ساگا کی میئر، سٹیزن شپ کورٹ کے جج مسٹر گریزل (MR. GRIZELE) بعض ممبران پارلیمنٹ، آلڈرمین (میونسپلٹی کے ارکان)، ایک سینئر انجینئر اور فزیو تھیراپی ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ شامل تھے۔

حضور نے ان سب حضرات سے بھی ملاقات کی۔ دَورانِ ملاقات حضور نے انہیں اسلامی تعلیم کے فضائل سے آگاہ فرمایا۔

مِسّی ساگا کی میئر موصوفہ نے ملاقات کے دَوران اہلِ شہر کی طرف سے حضور کو خوش آمدید کہا اور کینیڈا میں حضور کی تشریف آوری پر از حد خوشی کا اظہار کیا۔ دَورانِ ملاقات انہوں نے مِسّی ساگا میں مقیم احمدیوں کے طرزِ عمل کی بہت تعریف کی اور فرمایا آپ کی مقامی کمیونٹی کے افراد انتظامیہ کے ساتھ بہت تعاون کر رہے ہیں سب ہی بہت محنتی اور دیانتدار شہری ہیں۔ موصوفہ حضور کی باتوں سے بہت متأثر ہوئیں اور انہوں نے آخر میں حضور ایّدہُ اللہ کے ساتھ ملاقات کا شرف ملنے پر خوشی کا اظہار کرتے ہُوئے فرمایا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آج مجھے ایک نہایت بزرگ واجب الاحترام عظیم ہستی سے ملاقات کرنے اور ان کے ارشادات سے مستفیض ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

(۱۶ر ستمبر ۱۹۸۰ء)

ٹورنٹو میں پریس کانفرنس سے خطاب

۱۶ر ستمبر کو حضور نے رائل یارک ہوٹل ٹورنٹو کے یارک رُوم میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا جس میں کینیڈا کے اخباروں اور ریڈیو و ٹیلیوژن کے نمائندے اور فوٹو گرافرز خاصی تعداد میں شریک ہُوئے۔

یہ پریس کانفرنس پَونے گیارہ بجے قبل دوپہر سے سوا بارہ بجے تک جاری رہی اس میں اخباری نمائندوں نے اسلام اور جماعتِ احمدیہ کے متعلق بہت سے سوالات کئے۔ حضور نے ان کے سوالوں کے برجستہ اور مدلّل جواب دے کر اسلام کے متعلق

پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا اور زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اسلامی تعلیم کی فضیلت کو اُن پر آشکار کیا۔ وہ اسلامی ملکوں اور ان کے لیڈروں کے طرزِ عمل اور سیاسی روش کو عین اسلام قرار دے کر اسلام کو ہدفِ تنقید بنا رہے تھے۔ حضور نے ان پر واضح کیا کہ وہ ملکوں اور افراد کے طرزِ عمل کو اسلام کے پیشکردہ عقائد اور اس کی لازوال و بے مثال تعلیم سے خلط ملط نہ کریں۔ اگر کسی کا طرزِ عمل اسلام کے مطابق نہیں ہے تو اس سے اسلام پر حرف نہیں آتا۔ اسلام کو اس تعلیم کی روشنی میں پرکھیں جو قرآنِ کریم میں محفوظ ہے۔ وہ ایسی بے مثال و لازوال تعلیم ہے جس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں حضور نے مساواتِ انسانی، عورتوں اور مردوں میں بلحاظ انسان اور بلحاظ حقوق و فرائض مساوات نیز سفیروں کے تحفّظ اور متعدد دوسرے امور کے بارہ میں اسلامی تعلیم کو تفصیل سے بیان کیا اور واضح فرمایا کہ آج دنیا کو جو لاینحل مسائل درپیش ہیں انہیں اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ جب تک دنیا اسلام کی طرف نہیں آئے گی اور اس پر عمل پیرا نہ ہو گی نہ صرف یہ کہ اس کے مسائل حل نہیں ہونگے بلکہ مسائل میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔

حضور نے جماعتِ احمدیّہ کی تبلیغی مساعی اور ان کے نتیجہ میں رُونما ہونیوالے عظیم روحانی انقلاب پر روشنی ڈال کر انہیں اس امر سے بھی آگاہ کیا کہ اسلام کا غالب آنا ایک خدائی تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔ وہ ممالک بھی جو مذہب کے قائل نہیں ہیں اسلام کی آغوش میں آئے بغیر نہ رہیں گے۔

یہ پریس کانفرنس اس لحاظ سے بفضلہٖ تعالیٰ بہت کامیاب رہی کہ نمائندگانِ

پریس نے اسلام میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور حضور کے جوابات کو بہت توجہ سے سُنا اور ازحد متأثر ہوئے۔

مزید ملاقاتیں حضور ایدہُ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی غرض سے احمدی احباب مع اہل وعیال کینیڈا کے دُور و دراز علاقوں سے مسلسل ٹورونٹو پہنچ رہے تھے۔ ان میں سے بعض احباب نارتھ ویسٹرن ٹیریٹری کے برفانی علاقوں سے کئی کئی ہزار میل کا ہوائی سفر طے کر کے آئے تھے۔ اس لئے حضور نے ۱۶ ستمبر کو بھی احبابِ جماعت سے ملاقات فرمائی۔ ملاقاتیں ۳ ½ بجے سہ پہر شروع ہوئیں اور پونے نَو بجے رات تک جاری رہیں۔ اس روز حضور نے ڈاؤنزویو، مانٹریال، اوٹاوا، بریملی، برینٹ فورڈ، لنڈن اونٹاریو، سڈبری، سینٹ کیتھرین، ونڈسر، وِٹ بی، گلیس بے، ہیلی فیکس، ڈگ بی، اور یوکان ٹیریٹری کے ایک سو سے زائد احمدی گھرانوں کو ملاقات کا شرف بخشا۔ کچھ احباب ریاستہائے متحدہ امریکہ کے شہر بفلو، ڈیٹرائٹ، کلیولینڈ اور ڈیٹن سے بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے بھی حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

حضور کی تشریف آوری کی خبر سُنکر بعض دوسرے لوگ بھی جو جماعت کی اسلامی خدمات سے متأثر تھے حضور سے ملاقات کے لئے دوسرے شہروں سے ٹورونٹو آئے۔ چنانچہ اس روز اوٹاوا سے آئے ہوئے غیر احمدی مستورات کے ایک وفد نے بھی حضور سے ملاقات کی۔ اسی طرح کینیڈا میں رہائش پذیر ٹرینیڈاڈ گی آنا، اور ماریشس کے لوگوں نے بھی وفود کی شکل میں ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

دعوتِ طعام اسی روز رات کو جماعتِ احمدیہ کینیڈا کی طرف سے رائل پارک ہوٹل کے ٹیوڈر ہال میں حضور کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں مختلف شہروں کے ۲۲۵۔احباب شریک ہوئے۔ ان سب احباب کو حضور کی معیّت میں کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ حضور احباب کے درمیان ۹ بجے سے دس بجے تک تشریف فرما رہے اور ان سے خوب گھُل مِل کر باتیں کیں (۶ر ستمبر ۱۹۸۰ء)

سب کمیٹی مسجد کا قیام ٹورنٹو میں تین روز قیام فرمانے کے بعد حضور ایدہُ اللہ نے ۷ر ستمبر کو بعد دوپہر بذریعہ ہوائی جہاز کیلگری روانہ ہونا تھا۔ اُس روز حضور نے صبح ساڑھے دس بجے مسجد کمیٹی کا اجلاس طلب فرمایا۔ ٹورنٹو میں خاصی بڑی جماعت ہونے اور مسجد کے لئے زمین موجود ہونے کے باوجود ابھی تک مسجد تعمیر نہیں ہو سکی ہے۔ اس اجلاس میں کمیٹی کے پندرہ کے پندرہ اراکین حاضر تھے۔ حضور نے اس اجلاس میں ان رکاوٹوں اور مشکلات کا جائزہ لیا جو مسجد تعمیر کرنے کی راہ میں حائل ہیں۔ تمام صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد حضور نے تین ارکان پر مشتمل ایک سب کمیٹی قائم فرمائی اور فیصلہ فرمایا کہ یہ سب کمیٹی مکرم خلیفہ عبدالعزیز صاحب بیرسٹر نیشنل پریذیڈنٹ، مکرم منور احمد صاحب بٹ اور مسٹر ڈیوڈ وینئن آرکیٹیکٹ پر مشتمل ہو گی۔ اس کمیٹی کا یہ فرض ہو گا کہ ہر پندرہ دن کے بعد حضور کی خدمت میں براہِ راست رپورٹ بھیجے اور اپنی کارگزاری کی اطلاع دے نیز یہ کہ موجودہ زمین کو عیدگاہ کی شکل دینے کا کام چھ ماہ تک مکمل ہو جانا چاہیئے۔

روانگی برائے کیلگری کیلگری جانے کے لئے حضور پَون بجے رائل پارک ہوٹل سے

ایئرپورٹ روانہ ہوئے۔ ہوٹل کی انتظامیہ نے استقبال کی طرح خصوصی انتظامات کرکے پورے اِعزاز و اِکرام کے ساتھ الوداع کہا۔ روانگی سے قبل ہوٹل کے ایک اعلیٰ افسر نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر وی آئی پی کے لئے مخصوص "وزیٹرز بک" میں حضور سے دستخط کروائے۔

ایئرپورٹ سے ملحق ایڈمنسٹریشن بلڈنگ میں احبابِ جماعت سینکڑوں کی تعداد میں جمع تھے۔ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات بھی حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کو الوداع کہنے کے لئے بہت کثیر تعداد میں آئی ہوئی تھیں۔ حضور نے جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور خاصی دیر ان سے باتیں کیں۔ بعدازاں حضور جہاز میں سوار ہونے کے لئے ایئرپورٹ کے اندر تشریف لے گئے۔ تشریف لے جانے سے قبل حضور نے دُعا کرائی جس میں جملہ احباب شریک ہوئے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد احباب نے پُرجوش اسلامی نعرے لگا کر بہت پُرخلوص طور پر حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو الوداع کہا۔ ایئرپورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں حضور نے جماعت کے عہدیداروں سے قریباً ایک گھنٹہ باتیں کیں۔ اور انہیں ہدایات سے نوازا۔

پَونے تین بجے حضور ایئرکینیڈا کے جہاز میں سوار ہُوئے۔ جہاز تین بجے سہ پہر کیلگری کے لئے روانہ ہُوا۔ حضور ایدہُ اللہ کے قافلہ کے سَاتھ مبلّغ انچارج کینیڈا مشن مکرم سیّد منصور احمد صاحب بشیر، نیشنل پریذیڈنٹ مکرم خلیفہ عبدالعزیز صاحب بیرسٹر، مکرم سیّد شریف احمد صاحب آف منصُوری، مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب، مکرم حمید اللہ شاہ صاحب اور مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب

مبلّغ مڈویسٹ ریجن امریکہ بھی مشایعت کی غرض سے اِسی جہاز سے کیلگری روانہ ہُوئے۔

کیلگری میں وُرودِ مسعود اور پُرتپاک استقبال حضور ایّدہُ اللہ مع اہلِ قافلہ ٹورونٹو سے وہاں کے وقت کے مطابق تین بجے سہ پہر روانہ ہوکر چار گھنٹہ کی پرواز کے بعد کیلگری میں وُرود فرما ہُوئے لیکن مقامی وقت کے مطابق وہاں ابھی شام کے پانچ بجے تھے۔

کیلگری کا محلِ وقوع کیلگری، ٹورونٹو سے جانبِ غرب ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ پر کینیڈا کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ "راکی" نامی سلسلۂ کوہ (ROCKY MOUNTAINS) کے جنوب مشرقی سرے کے دامن میں واقع ہے۔ یہ البرٹا صوبہ کا ایک بہت اہم شہر ہے۔ کیلگری (CALGERY) ازمنۂ قدیم میں فرانس کے علاقہ میں آباد قدیم قومُ "گالز" کی زبان کا لفظ (GALLIC WORD) ہے۔ جس کے معنے ہیں مصفّیٰ آبِ رواں (CLEAR RUNNING WATER) آج سے کئی صدیاں پہلے جب یورپین اقوام اس علاقہ میں پہنچیں تو راکی سلسلۂ کوہ کے اس سرے پر گھڑ سوار پولیس کا ایک دستہ حفاظت کی غرض سے متعیّن کیا گیا۔ انھوں نے اپنی چوکی ایک پہاڑی چشمہ کے کنارے قائم کی اور انھوں نے اپنی چوکی کو کیلگیری کا نام دیا جو اس درجہ مشہور ہوا کہ بعد میں جب ملحقہ میدانی علاقہ میں موجودہ شہر آباد ہوا تو اسے بھی کیلگیری کے ہی نام سے پکارا جانے لگا۔

مخلص و فدائی جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے کیلگری میں ایک بہت ہی مخلص و فدائی اور مستعد جماعت قائم ہے جس کے پریذیڈنٹ مکرم راجہ باسط احمد صاحب ہیں۔ اس جماعت نے مکرم حمید اللہ شاہ صاحب کے بھرپور تعاون

اور اَنتھک مساعی کے طفیل قرآن مجید کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور نہ صرف اس حصۂ کینیڈا کے آباد علاقے میں بلکہ انتہائی شمال کے غیر آباد برفانی علاقوں میں جہاں صرف اطلاعاتی چوکیوں کا عملہ رہتا ہے یا خال خال اسکیموز کی بستیاں ہیں قرآنِ مجید کے انگریزی ترجمہ کے نسخے تقسیم کر کے اور اطلاعاتی مرکزوں کی لائبریریوں میں انھیں رکھوا کر قطبِ شمالی کی سمت میں آخری انسانی بستی تک قرآنی پیغام کی اشاعت کا کارنامہ سرانجام دینے کی توفیق پائی ہے۔

دراصل کینیڈا کا ملک دو حصّوں میں منقسم ہے۔ ایک حصّہ نارمل ٹیریٹری کہلاتا ہے اور دوسرے کو آرکٹک سرکل کہتے ہیں۔ ان دونوں علاقوں کو ایک لائن تقسیم کرتی ہے جو آرکٹک لائن کہلاتی ہے۔ نارمل ٹیریٹری باقاعدہ آباد ہے اور انتظامی صوبوں میں آباد ہے۔ جبکہ آرکٹک سرکل کا علاقہ قطبِ شمالی کے قریب ہونے کی وجہ سے برف سے ڈھکا رہتا ہے اور غیر آباد ہے اس میں صرف کہیں کہیں وہاں کے قدیم باشندوں کی (جو اسکیموز کہلاتے ہیں) چھوٹی چھوٹی بستیاں ملتی ہیں۔ آرکٹک لائن سے اڑھائی سو میل شمال میں آرکٹک سرکل کے اندر مغرب سے مشرق تک ایک لائن قائم کی گئی ہے جو ڈیو لائن (DEW LINE) کہلاتی ہے۔ یہ قطب شمالی سے ۱۴۰۰ میل جنوب میں ہے۔ اس ڈیو لائن کے ساتھ ساتھ مشرق سے مغرب تک فاصلہ فاصلہ پر کچھ اطلاعاتی سٹیشن قائم کئے گئے ہیں جو آرکٹک کے علاقہ میں روس کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے ہیں اور اطلاعات بھجواتے ہیں۔ اس کرّۂ زمہریر کے برفانی ویرانے میں ان اطلاعاتی سٹیشنز کے عملہ کے واسطے بڑی بڑی لائبریریاں قائم کی گئی ہیں تاکہ وہ اپنا فارغ وقت مطالعہ کرنے میں گزار سکیں۔ اسی طرح بعض اطلاعاتی سٹیشنوں

کے قریب اِسکیموز کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے کینیڈین حکومت نے سکول کھولے ہُوئے ہیں۔ چنانچہ کیلگری کی جماعتِ احمدیہ مکرم حمید اللہ شاہ کے ذریعہ حکومت کے ساتھ خط وکتابت کر کر کے ان سٹیشنوں میں سے بیشتر سٹیشنوں کی لائبریریوں میں انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے نسخے رکھوانے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں اِسکیمو بچّوں کے سکولوں کی لائبریریوں میں بھی قرآنِ مجید کے نسخے کثیر تعداد میں رکھوا دیئے گئے ہیں۔ ڈیولائن سے بھی ۸۵۰ میل شمال میں ایک تحقیقاتی مرکز قائم ہے وہاں سے قطب شمالی صرف ۵۵۰ میل دُور ہے۔ یہ انسانوں کی انتہائی مختصر سی آبادی ہے۔ اس کے بعد برف ہی برف ہے انسان کا نام ونشان نہیں۔ اس آخری آبادی میں بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے قرآن مجید باترجمہ کے نسخے پہنچا دیئے گئے ہیں۔ اس طرح کینیڈا کے شمال میں انسانی آبادی کے آخری کنارہ تک پہلی بار قرآن مجید پہنچانے کا انتظام ہوُا ہے۔ جو اِسکیمو بچّے سکولوں میں تعلیم حاصل کر کے جوان ہوں گے۔ ان کے مطالعہ کے لئے قرآن مجید کے نسخے پہلے سے موجود ہوں گے اور ظہورِ اسلام کے بعد پہلی مرتبہ اِسکیموز کے درمیان تبلیغِ اسلام کی راہ ہموار ہو گی۔

کیلگیری کے قائم مقام میئر کی طرف سے خیر مقدم

کیلگیری ایئرپورٹ پر جہاز کے اُترنے کے بعد جب حضور جہاز سے باہر تشریف لائے تو جماعت احمدیہ کیلگیری کے صدر مکرم راجہ باسط احمد صاحب نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور اَیّدہُ اللہ ان کی معیّت میں ایئرپورٹ کے اس حصّہ میں تشریف لائے جہاں کیلگیری اور صوبہ البرٹا کے دوسرے شہروں کے دو اڑھائی سو احباب قطاروں میں کھڑے حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔

یہاں کیلگیری کے قائم مقام میئر الڈرمین مسٹر برائن لی ALDERMAN (BRIANLEE بھی حضور کے استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی حضور سے مصافحہ کر کے سرکاری طور پر پورے شہر کی طرف سے حضور کا خیرِ مقدم کیا اور کیلگیری میں حضور کی تشریف آوری پر از حد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ چونکہ قدیم زمانہ میں کیلگیری کی حیثیت گائیں چرانے والے گڈریوں کی بستی (COWBOY CITY) کی تھی اس لئے کاؤ بوائے ہیٹ (COWBOY HAT) کو اس علاقہ کی مقامی ثقافت کی ایک خاص علامت سمجھا جاتا ہے اور بڑے لوگ بھی اسے بڑے شوق سے پہنتے ہیں۔ چنانچہ قائم مقام میئر موصوف نے وہاں کے رواج کے مطابق پورے شہر کے مہمان کی حیثیت سے حضور کی خدمت میں اعزاز کے طور پر ایک بیش قیمت کاؤ بوائے ہیٹ بطور تحفہ پیش کی۔ انہوں نے ٹوپی پیش کرتے ہوئے کہا ہم اپنے رواج کے مطابق ہر معزز مہمان کی خدمت میں پورے شہر کی طرف سے یہی تحفہ پیش کیا کرتے ہیں۔ اُمّید ہے آپ یہ تحفہ قبول کر کے ہمیں شکریّہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔ حضور نے تحفہ قبول فرماتے ہوئے ان کا شکریّہ ادا کیا اور فرمایا کہ کیلگیری آکر مَیں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ یہاں ہماری جماعت کے افراد خاصی تعداد میں ہیں۔ مَیں اُن سے اور یہاں کے دوسرے لوگوں سے مل کر اَور بھی خوش ہوں گا۔

احبابِ جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال

اس کے بعد حضور احبابِ جماعت کی طرف تشریف لائے۔ احباب نے نعرہ ہائے تکبیر کے علاوہ اسلام زندہ باد، احمدیّت زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد

کے پُرجوش نعرے لگا کر بہت والہانہ انداز میں حضور کا استقبال کیا۔ یہ دو اڑھائی سو احباب حضور کے استقبال کے لئے کیلگری کے علاوہ ایڈمنٹن، وینکوور، سسکیٹون اور بُروکس وغیرہ کے شہروں سے آئے تھے۔ حضور نے باری باری جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔

ایئرپورٹ سے حضور مع اہل قافلہ و دیگر احباب موٹر کاروں کے ذریعہ کیلگری شہر تشریف لائے اور وہاں 'فور سیزنز ہوٹل' میں قیام فرمایا۔

ہوٹل میں ڈیڑھ گھنٹہ آرام فرمانے کے بعد حضور ایّدہٗ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا موٹر کاروں کے ذریعہ شہر کے ایک ہال میں تشریف لے گئے وہاں احباب جماعت کے علاوہ احمدی مستورات بھی بڑی تعداد میں آئی ہوئی تھیں اور ہال سے ملحق علیحدہ کمرے میں جمع تھیں۔ انہوں نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کا بہت پُرتپاک خیر مقدم کیا۔

حضور نے پہلے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ پھر اسی ہال میں جملہ احباب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور احباب سے بہت پُرشفقت انداز میں گھُل مِل کر باتیں کیں۔ بعد ازاں حضور ساڑھے نَو بجے شب ہوٹل واپس تشریف لائے۔

کیلگری میں قیام کا دُوسرا دن

کیلگری پہنچنے کے دوسرے دن ۸ رستمبر ۱۹۸۰ء کو حضور ایّدہٗ اللہ نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کے علاوہ احبابِ جماعت کو انفرادی ملاقاتوں کا شرف بخشا نیز ایڈمنٹن اور وینکوور کی جماعتوں کی طرف سے دی گئی دعوتِ طعام میں شرکت فرمائی۔ نیز احمدیہ مشن ہاؤس کیلگری کا معائنہ فرمایا۔

کینیڈا و امریکہ

ٹورنٹو (کینیڈا) میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ایک پُرہجوم پریس کانفرنس میں سوالات کے جواب دے رہے ہیں

کیلگری کے میئر (MR. ROSSALGER) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصروف گفتگو ہیں۔

دعوت طعام کے بعد میئر ROSSALGER نے حضور کی خدمت میں اہل شہر کی طرف سے
خوش آمدید کہا اور حضور کی آمد کو ایک تاریخی اور یادگار واقعہ قرار دیا۔
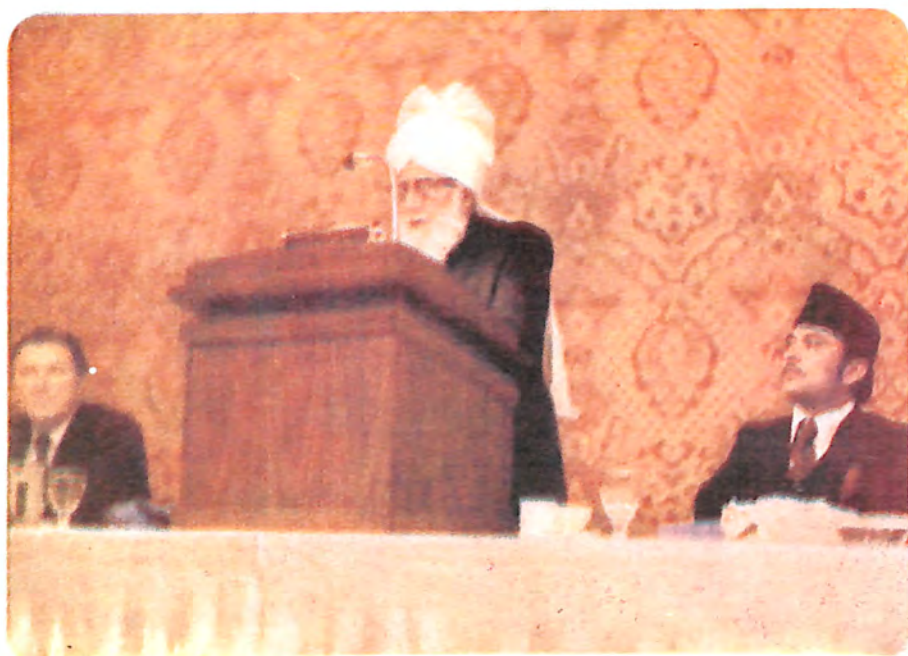
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ایڈریس کا جواب دے رہے ہیں

BOW LAKE میں نماز ظہر و عصر کا ایک خوبصورت منظر

واشنگٹن ڈی۔سی کے میئر کے نمائندہ حضور کی خدمت میں شہر کی یادگاری پلیٹ پیش کر رہے ہیں

جماعت احمدیہ واشنگٹن ڈی سی (امریکہ) کی طرف سے دیئے گئے ایک استقبالیہ میں حضور ایدہ اللہ تشریف فرما ہیں

سرزمین امریکہ پر نماز کا ایک منظر

پریس کانفرنس سے خطاب

اُس روز صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک حضور نے فورسیزنز ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اس کانفرنس میں کیلگری نیوز، کیلگری سن، کیلگری ہیرالڈ، البرٹا رپورٹ، ایڈمنٹن اور سی۔ بی۔ سی ٹیلیویژن کے نمائندے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے اسلام اور جماعت احمدیہ کے عقائد، اس کی تبلیغی اور رفاہی سرگرمیوں اور ان کے نتائج کے بارہ میں متعدد سوالات کئے جن کے حضور نے بہت برجستہ اور مُدلّل جواب دے کر جملہ مذاہب پر اسلامی تعلیم کی فضیلت واضح فرمائی۔ یہ امران کے لئے ازحد حیرت کا باعث تھا کہ اسلام بالآخر ساری دنیا پر غالب آجائے گا۔ حضور نے اس بارہ میں آسمانی پیشگوئیاں بیان کر کے ان کے پورا ہونے کے غیر معمولی سامانوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس ضمن میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی تعلیمی اور طبّی سرگرمیوں کا بھی تفصیل سے ذکر آیا۔ حضور نے انہیں دنیا میں رُونما ہونے والے خاموش انقلاب سے آگاہ فرمایا۔ اور بتایا کہ یہ انقلاب رفتہ رفتہ رُونما ہو رہا ہے ایک وقت آئے گا کہ خدائی پیشگوئیوں کے مطابق یہ بالآخر اپنے کمال کو پہنچے گا اور اسلام کو دنیا میں غالب کر دکھائے گا۔

انفرادی مُلاقاتیں

پریس کانفرنس سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے ایڈمنٹن، سسکیٹون اور کیلگری کے احباب کو انفرادی ملاقاتوں کا شرف بخشا علاوہ ازیں ستّر کے قریب احمدی فیمیلیز نے اس روز حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ۱۱ بجے قبل دوپہر سے مسلسل ایک بجے دوپہر تک جاری رہا۔

استقبالیہ دعوت

اُس روز ایڈمنٹن اور وینکوور کی جماعتوں نے مالبرو اِن (MARLBOROUGH INN) میں حضور کے اعزاز میں بہت

وسیع پیمانہ پر استقبالیہ دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ ڈیڑھ بجے بعد دوپہر حضور نے مالبرو اِن تشریف لے جاکر اس دعوت میں شرکت فرمائی۔ اس موقع پر کیلگری کے علاوہ سسکیٹون، ایڈمنٹن اور وینکوور کے ڈیڑھ صد کے قریب احباب اور مستورات مدعو تھے۔ حضور نے احبابِ جماعت کے ساتھ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا نے ایک علیحدہ کمرہ میں مستورات کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور مدعووین سے خوب گھُل مِل کر باتیں کیں۔

احمدیہ مشن ہاؤس کا معائنہ

وہاں سے حضور تین بجے سہ پہر کیلگری کے جنوب مشرقی علاقہ "12th, AVENUE" میں واقع احمدیہ مشن ہاؤس کا معائنہ فرمانے تشریف لے گئے۔ جماعت احمدیہ کیلگری نے اس علاقہ میں ایک بہت باموقع مکان خرید کر اس میں مشن ہاؤس کا دفتر قائم کیا ہے اور اسی میں نمازیں بھی ادا کی جاتی ہیں مشن ہاؤس بہت صاف ستھرے اور پُر فضا علاقہ میں واقع ہے جس کشادہ پلاٹ پر یہ بنا ہوُا ہے اس کے سامنے اور پہلو سے سڑکیں گزرتی ہیں۔ مشن ہاؤس کے عقب میں خاصی کشادہ زمین بھی ہے جس پر بہت خوشنما گھاس اُگی ہوئی ہے۔

حضور نے جاتے ہی پہلے ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر مشن ہاؤس اور اس سے ملحقہ زمین کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ حضور مشن ہاؤس اور اس کے نہایت باموقع جگہ پر واقع ہونے سے ازحد مسرور ہوئے۔ جماعت کیلگری نے اپنا مشن ہاؤس بنانے کے سلسلہ میں جس ہمّت مستعدی اور ایثار کا ثبوت دیا ہے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ حضور نے مشن ہاؤس میں فوٹو کوپئنگ مشین کا بھی افتتاح فرمایا۔

جماعت نے یہ مشین حال ہی میں خرید کر مشن میں رکھی ہے۔ حضور نے مشین کا افتتاح کرنے کی غرض سے بٹن دبایا تو اس میں سے حضور کا ایک فوٹو نکلا جس پر اَھْلاً وَّسَھْلاً وَّ مَرْحَبًا کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

کیلگری میں قیام کا تیسرا دن

حضور نے کیلگری میں قیام کا تیسرا دن (۹ ستمبر ۱۹۸۰ء) انتہائی مصروفیت میں گزارا۔ حضور نے البرٹا رپورٹ کے نمائندہ کو اس کی درخواست پر انٹرویو دینے کے علاوہ یونیورسٹی کے متعدد پروفیسروں اور دیگر معروف دانشوروں سے (جو حضور کی ملاقات کے لئے آئے تھے) ملاقات فرما کر ان سے تبادلہ خیالات فرمایا۔ رات کو جماعت احمدیہ کیلگری کی طرف سے دی گئی استقبالیہ تقریب میں شرکت فرما کر ایک بصیرت افروز تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں دیگر سربرآوردہ حضرات کے علاوہ کیلگری کے میئر موصوف نے بھی شرکت کر کے حضور کی خدمت میں جملہ اہالیانِ شہر کی طرف سے حضور کو خوش آمدید کہا۔ وہاں سے ہوٹل واپس تشریف لا کر حضور نے اس سویٹ کے ڈرائنگ روم میں جس میں حضور قیام فرما تھے، جماعتی عہدیداروں کو شرفِ ملاقات بخشا اور رات بارہ بجے تک انہیں ہدایات اور ارشادات سے نوازا۔

البرٹا رپورٹ کے نمائندہ کی ملاقات

۹ ستمبر کو صبح حضور نے صوبہ البرٹا کے دارالحکومت ایڈمنٹن سے شائع ہونے والے بہت معروف ہفت روزہ رسالہ 'البرٹا رپورٹ' کے نمائندہ خصوصی مسٹر تھامس رپورٹر کو اس کی درخواست پر انٹرویو دیا۔ وہ خاص طور پر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ حضور نے بار بار جو یہ اعلان فرمایا ہے کہ آئندہ ایک سو سال کے اندر اندر اسلام ساری دنیا میں غالب آ جائے گا

اور تمام نوعِ انسانی دینِ واحد پر آ جمع ہو گی تو یہ سب کچھ رُونما کس طرح ہو گا۔ وہ پادریوں کی پھیلائی ہُوئی غلط فہمیوں کے زیرِ اثر یہ سمجھتا تھا کہ قرنِ اوّل میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا، وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا اسلام اب بھی فوجی طاقت کے بل پر غالب آئے گا یا اس کے غلبہ کی کوئی اَور صورت ہو گی۔

حضور نے اس کے متعدّد سوالوں سے اس کا اصل منشاء بھانپ کر اُس پر واضح فرمایا کہ مذہب کا تعلّق دل سے ہے اور دل کو جبر سے یا قوّت کے بَل پر بدلا نہیں جا سکتا۔ ساری دنیا کے ایٹم بم مل کر بھی ایک دل کو نہیں بدل سکتے۔ دل ہمیشہ کسی عقیدہ کے باطنی حُسن اور خوبی سے بدلتے ہیں یا محبّت و پیار اور بے لوث خدمت سے۔ اسلام نہ پہلے تلوار سے پھیلا تھا اور نہ اب تلوار یا فوجی قوّت سے پھیلے گا۔ پہلے بھی اسلام کے حُسن نے دلوں کو مسخّر کیا تھا اور اب بھی اس کا اپنا حُسن نوعِ انسانی کے دلوں کو مسخّر کر کے ان پر فتح حاصل کرے گا اور ہر قوم اور ہر مُلک کے لوگ خود بخود اس کی طرف کھنچے چلے آئیں گے حضور نے اُسے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے خلفاء کو جو جنگیں لڑنا پڑیں وہ سب دفاعی جنگیں تھیں۔ ان کا اسلام کی اشاعت سے کوئی تعلّق نہ تھا۔ پہلے قریشِ مکّہ نے ظلم و ستم کا بازار گرم کر کے اور پھر متعدّد بار مدینہ پر حملہ آور ہو کر اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہا اور پھر اس زمانہ کی دو بڑی طاقتوں قیصر و کسریٰ نے اپنی زبردست جنگی قوّت سے اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹانا چاہا لیکن نہ قریشِ مکّہ اور نہ اس زمانہ کی دونوں بڑی طاقتیں اسلام کو کالعدم کرنے میں کامیاب ہو سکیں اور اسلام اپنے باطنی حُسن اور بے پناہ کشش کی وجہ سے دُنیا

میں پھیلتا چلا گیا۔ قریشِ مکہ اور قیصر و کسریٰ نے مسلمانوں پر جو جنگیں مسلّط کیں وہ اس بات کو دنیا پر آشکار کرنے کا موجب بنیں کہ دلوں کو جبر کے ذریعہ یا طاقت کے بل پر بدلا نہیں جا سکتا۔ اگر بدلا جا سکتا تو قیصر و کسریٰ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے۔

حضور نے فرمایا ہم پُرامن تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ اور محبت و پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ اسلام کو دنیا میں پھیلانے میں کوشاں ہیں اور اس میں رفتہ رفتہ کامیابی ہو رہی ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ تمام نوعِ انسانی اسلام کے حُسن کی گرویدہ ہو کر اس کی طرف کھنچی چلی آئے گی اور دینِ واحد پر جمع ہو کر اُمّتِ واحدہ کی شکل اختیار کر لے گی۔

یہ انٹرویو جو گیارہ بجے قبل دوپہر شروع ہؤا تھا ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔

یونیورسٹی کے صدر شعبۂ مذاہب کے ساتھ تبادلۂ خیالات

ساڑھے گیارہ بجے کیلگری یونیورسٹی کے صدر شعبۂ مذہبی پروفیسر (PROF. COWARD) حضور سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کے لئے تشریف لے آئے۔ حضور نے ساڑھے گیارہ بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک ان کے ساتھ تبادلۂ خیالات فرمایا۔ پروفیسر موصوف یونیورسٹی میں ہندو فلاسفی پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے مذاہبِ عالَم کا وسیع مطالعہ کیا ہؤا ہے۔ انہوں نے دَورانِ ملاقات حضور کو بتایا کہ انہیں وحیٔ الٰہی کے موضوع سے گہری دلچسپی ہے۔ یہ امر اُن کے لئے حیران کُن ہے کہ فی زمانہ کسی بھی مذہب کا پیرو اِن معنوں میں وحی الٰہی کا مدّعی نہیں ہے جن معنوں میں ابتداء میں ہر مذہب میں وحیٔ الٰہی کے مدّعی موجود تھے۔ انہوں نے اِس

خواہش کا اظہار کیا کہ حضور وحیٔ الٰہی کے موضوع پر اسلام کی رُو سے روشنی ڈالیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے ہی دُنیا دہریّت اور مادیّت کی طرف بہی جا رہی ہے۔

حضور نے پروفیسر صاحب کے اس اظہارِ خیال پر اسلام کی رُو سے تعلّق بِاللہ کے موضوع پر بہت سیر حاصل روشنی ڈالی۔ حضور نے واضح فرمایا کہ اسلام توحید کا قائل ہے اس نے یہ بتایا ہے کہ انسان تعلّق بِاللہ کے لئے پَیدا کیا گیا ہے۔ جب وہ خدائی احکام کی کامل فرمانبرداری اختیار کر کے خدا میں ہو کر زندگی گذارتا ہے اور خدا سے ملنے کے لئے مجاہدہ کرتا ہے تو وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اس تعلّق کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ خدا تعالےٰ کبھی خوابوں کے ذریعہ، کبھی کشوف کے ذریعہ اور کبھی القاء اور الہام کے ذریعہ اس سے ہمکلام ہوتا ہے، اس کی رہنمائی فرماتا ہے اور اسے آئندہ پیش آنے والے واقعات سے اطلاع دیتا ہے۔

اِس ضمن میں حضور نے رؤیاءِ صادِقہ، اِلقاء اور کشوف والہامات پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈال کر ان کی نوعیّت اور ان کے باہمی فرق کو واضح فرمایا۔ نیز حضور نے خود اپنے بعض رؤیا و کشوف اور اِلہامات بیان کر کے بتایا کہ خدا تعالےٰ نے کس طرح مختلف مواقع پر حضور کی رہنمائی فرمائی اور اپنی بشارتوں کو مِن وعَن پورا کر دکھایا۔ حضور نے انہیں بتایا کہ اب جملہ مذاہب میں سے صرف اسلام ہی ہے جو اپنے حقیقی پَیروؤں کا خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ اور حقیقی تعلّق قائم کر دکھاتا ہے اسلام میں ایسے لوگ ہمیشہ پَیدا ہوتے رہے ہیں جن سے وہ ہمکلام ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے۔ اگر کوئی مذہب خدا تعالےٰ سے زندہ تعلّق قائم نہ کرا سکے تو پھر اُسے

ماننا بے فائدہ ہے۔ محترم پروفیسر صاحب نے حضور کی اس پُر معارف اور بصیرت افروز گفتگو کو بہت دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سُنا اور استفادہ کے رنگ میں ساتھ کے ساتھ بعض امور کی وضاحت کرا کے اپنے شکوک کا ازالہ کرواتے رہے۔

انہوں نے اس امر پر کسی قدر تشویش کا اظہار کیا کہ کینیڈا میں مقیم احمدی یہاں کے بے دین معاشرہ میں رہ رہے ہیں کہیں ان پر ماحول کے زیرِ اثر یہاں کے معاشرہ کا رنگ غالب نہ آجائے۔ ساتھ ہی انہوں نے دریافت کیا کہ اس خطرہ کے سدِّباب کے طور پر آپ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ اس کے جواب میں حضور نے انہیں بچوں کے لئے سلسلہ وار تربیتی کتب کی اشاعت کے منصوبہ اور عملی تربیت کے لئے عیدگاہ کی شکل میں ہیکٹر دو ہیکٹر زمین پر جگہ جگہ عملی تربیت گاہیں تعمیر کرنے کے منصوبہ کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ انہوں نے ان منصوبوں کی تفصیلات میں بھی گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ یہ دلچسپ اور مفید ملاقات ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

ماہرینِ علوم کی تشریف آوری اور تفصیلی ملاقات

اسی روز سہ پہر کے وقت کیلگری یونیورسٹی کے بعض پروفیسر، دیگر دانشور اور سکالرز ایک وفد کی صورت میں حضور ایدہُ اللہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان میں درجِ ذیل ماہرینِ علوم شامل تھے:۔

۱۔ کیلگری یونیورسٹی کے ڈین آف ہیومینیٹیز ڈاکٹر پیٹر کریگی DR. PETER CRAIGIE — DEAN OF HUMANITIES, UNIVERITY OF CALGARY

۲۔ یونیورسٹی آف کیلگری میں مشرقی مذاہب کے پروفیسر ڈاکٹر میک کریڈی۔ (DR MC. CREADY)

۳۔ یونیورسٹی آف کیلگری میں اسلامک سٹڈیز کے پروفیسر مسٹر رپّن (PROF. RIPPAN)

۴۔ یونیورسٹی میں شعبۂ مکینیکل انجینئرنگ کے صدر ڈاکٹر منسا سنگھ۔

۵۔ ڈاکٹر منسا سنگھ کی کینیڈین نژاد اہلیہ۔

۶۔ یونیورسٹی میں شعبۂ کیمیکل انجینئرنگ کے صدر ڈاکٹر خالد عزیز۔

۷۔ چیف جیالوجسٹ جناب تسلیم واسطی۔

۸۔ البرٹا ریسرچ سنٹر بروکس کے پلانٹ پتھالوجسٹ ڈاکٹر رون ہاورڈ۔

(DR. RON HOWARD)

حضور نے ان سب سکالرز سے ایک ساتھ ملاقات فرمائی۔ انہوں نے عام دنیوی مسائل کے علاوہ اپنے اپنے شعبۂ علم سے متعلق حضور سے متعدد سوالات کئے۔ جن کے حضور نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں بہت برجستہ اور مدلّل جواب دیئے۔ سوال وجواب کا یہ سلسلہ ایک نہایت ہی عالمانہ و فاضلانہ مذاکرہ کی شکل میں خاصی دیر جاری رہا۔ سکالرز نے حضور کے ارشادات کو بہت توجّہ اور اِنہماک سے سُنا اور سب ہی دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم میں حضور کی دسترس اور تبحرِ علمی سے بہت متأثر ہُوئے۔ دنیا کو درپیش مختلف مسائل کے بارہ میں حضور کا بیان فرمودہ قرآنی حل ان کے لئے خاص دلچسپی اور استفادہ کا موجب ہُوا۔ اور انہوں نے اس امر کا اظہار بھی کیا کہ انہیں آج قرآنی تعلیم کے بعض ایسے پہلوؤں سے مستفیض ہونے کا موقع ملا ہے جن کا تعلق براہِ راست موجودہ زمانہ کے مسائل سے ہے۔

آخر میں ڈاکٹر پیٹر کریگی نے نہایت ادب کے ساتھ حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ حقوقِ انسانی سے متعلق آپ نے قرآنی تعلیم کی بہت مؤثر انداز میں وضاحت فرمائی

ہے۔ اس میں شک نہیں یہ تعلیم بہت عمدہ ہے اور اس سے دنیا کے بہت سے مسائل خاطر خواہ طریق پر حل ہو سکتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ مختلف ملکوں اور قوموں میں اسے عملی جامہ کیونکر اور کس طرح پہنایا جائے؟ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا اس پر عمل تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب عمل کرنے کی نیّت اور ارادہ ہو۔ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ازبس ضروری ہے کہ جس میں محبت و پیار کا دَور دَورہ ہو اور ایک دوسرے کی بے لوث خدمت کا جذبہ کارفرما ہو۔ اب رہا یہ سوال کہ ایسا معاشرہ کیسے تشکیل پائے؟ سو ہم اسلامی تعلیم کو دُنیا میں پھیلا کر ایسا معاشرہ پَیدا کرنے کی مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں اور اُمّید رکھتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ہم اس میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

یہ سکالرز اس بات پر بھی بہت مشوّش تھے کہ موجودہ دنیا اپنے لاَینحل مسائل کی وجہ سے ایک ہولناک تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ حضور نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بنی نوعِ انسان نے ایک دوسرے سے محبّت کرنا چھوڑ دیا ہے اِسی لئے مَیں جہاں بھی جاتا ہُوں لوگوں سے یہی کہتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبّت کرنا سیکھو۔ اس بات کو اپنی زندگی کا اصول بناؤ کہ نفرت کسی سے نہیں محبّت سب کے لئے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو نوعِ انسانی جس عظیم خطرہ سے دوچار ہے وہ حقیقت میں تبدیل ہو کر رہے گا۔

اس پر ایک صاحب نے دریافت کیا کہ قرآن کی رُو سے انسانوں اور قوموں کے مابَین محبّت کیسے پَنپ سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا محبّت حُسن اور احسان کے نتیجہ میں پَیدا ہوتی ہے۔ اسلام میں حُسن اور احسان دونوں موجود ہیں۔ یہ امر بھی اس

کے حُسن اور احسان کا آئینہ دار ہے کہ اس نے ہر ایک کے حقوق کی حفاظت کا اہتمام کیا ہے۔ انسانوں ہی کے حقوق کی حفاظت کا نہیں بلکہ حیوانات اور نباتات کے حقوق کی حفاظت کا بھی۔ یہ محبّت اسلام کو اپنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے ہی پیدا ہو گی۔

یہ عالمانہ و فکر انگیز مذاکرہ ایک گھنٹہ سے زائد عرصہ تک جاری رہنے کے بعد نہایت خوشگوار ماحول میں اختتام پذیر ہوُا اور یہ دانشور از حد ممنونیت اور جذباتِ تشکّر کا اظہار کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

جماعتِ احمدیّہ کیلگری کی طرف سے استقبالیہ دعوت

جماعتِ احمدیّہ کیلگری کی طرف سے اسی روز رات کو حضور کے اعزاز میں کیلگری اِن (CALGARY INN) نامی ہوٹل میں وسیع پیمانہ پر ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں آلبرٹا کی صوبائی اسمبلی کے بعض اراکین، کیلگری میونسپلٹی کے بعض ممبران، یونیورسٹی کے پروفیسران نیز متعدد دیگر دانشور اور سربرآوردہ حضرات بھی شریک ہوُئے۔ مزید برآں کیلگری کے میئر مسٹر روسل گر (MR. ROSSALGER) مع اپنی بیگم کے تشریف لائے ہوُئے تھے۔

دعوتِ طعام کے بعد پہلے جماعتِ احمدیہ کیلگری کے صدر جناب راجہ باسط احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوُئے حضور ایّدہُ اللہ کا تعارف کرایا۔ اور بین الاقوامی سطح پر نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے ضمن میں حضور کے رفیع الشّان کارناموں پر روشنی ڈالی اور اس امر پر حضور ایّدہُ اللہ کا شکریّہ ادا کیا کہ حضور نے جماعتِ احمدیّہ کیلگری کی دعوت کو ازراہِ ذرّہ نوازی شرفِ قبول سے نوازا اور ہزار ہا میل کی مسافت طے کر کے یہاں تشریف لائے۔ انہوں نے کہا یہ امر ہمارے لئے ار

کیلگری کے دیگر شہریوں کیلئے فخر کا موجب ہے۔

اس کے بعد کیلگری کے میئر موصوف نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے کیلگری میں حضور کی تشریف آوری پر ازحد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پورے شہر کی طرف سے حضور کو خوش آمدید کہا اور حضور کی تشریف آوری کو ایک تاریخی اور یادگار واقعہ قرار دیا۔

حضور ایدہُ اللہ کا معرکہ آراء خطاب

آخر میں حضور نے حاضرین سے انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے ایک معرکہ آراء خطاب فرمایا۔ جس میں حضور نے توحید باری تعالیٰ اور وحدت نوعِ انسانی پر متحد ہوکر تیسری عالمگیر تباہی کو روکنے کی اہمیت پر زور دیا۔

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پہلے تو حضور نے میئر موصوف کا شکریّہ ادا کیا اور فرمایا کہ میئر موصوف نے میرے بارہ میں جو الفاظ کہے ہیں مَیں اس پر ان کا شکرگزار ہُوں۔ مَیں ایک ناچیز اور عاجز انسان ہُوں۔ مَیں اسلام کے ایک نمائندہ کی حیثیّت سے یہاں آیا ہُوں اور جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیّہ نے فرمایا ہے مَیں یہ بتانے آیا ہُوں کہ اسلام محبّت اور صلح و آشتی کا مذہب ہے، نوعِ انسان کی نجات اس کے ساتھ وابستہ ہے۔

بعد ازاں حضور نے اسلام کی بنیادی حقیقت کا ذکر کرتے ہُوئے فرمایا۔ خدا نے ہم سب کو پَیدا کیا ہے۔ وہ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم خدا میں ہو کر زندگی گزاریں اور اپنے آپ کو اس کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کریں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ زندہ تعلّق قائم کریں تا وہ بھی ہم سے محبّت کرے اور ہمیں اپنے فضلوں

اور رحمتوں سے نوازے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے اور اس بنیادی حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ خدا ایک ہے اور ہم سب جنہیں اُسی نے پیدا کیا ہے ایک آدم کی اولاد ہیں اور اس نسبت سے ایک ہی خاندان کے افراد ہیں۔

حضور نے ایک اور حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ قرآن جب دنیوی زندگی کا ذکر کرتا ہے تو وہ در اصل ان ذمہ داریوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو خدا اور اپنے ہمجنس بنی نوع کے بارہ میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ ان ہر دو قسم کی ذمہ داریوں کو ادا کئے بغیر ہم خدا میں ہو کر زندگی نہیں گزار سکتے۔ بحیثیت انسان اسلام مسلمان اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ وہ سب سے یکساں محبت کرنے کا درس دیتا ہے کیونکہ سب ایک جیسے ہی انسان ہیں۔ اور ایک ہی خدا کی مخلوق اور ایک ہی آدم کی اولاد ہیں۔ وہ ان سے بھی محبّت کا درس دیتا ہے جو خود اس کے منکر اور مخالف ہیں۔ کیونکہ ہیں وہ بھی انسان ہی۔ ہمارے تعلقات کی بنیاد اس اصل پر ہونی چاہیئے کہ محبّت سب سے نفرت کسی سے نہیں۔ قرآن کریم انسان انسان میں کامل مساوات کی تعلیم دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ بحیثیت انسان مرد، مرد ہیں۔ اسی طرح عورت عورت ہیں اور علیٰ ہذا مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے سب مساوی حیثیت کے مالک ہیں۔

قرآن کی رُو سے انسانوں کے مابین اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ مساوات کو واضح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی استعدادیں عطا کی ہیں اور ان کی کامل نشو و نما کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ بھی اس کرۂ ارض پر مہیّا کی ہیں۔ ان جُملہ استعدادوں کی کامل نشو و نما کے یکساں مواقع میسّر آنا ہر انسان کا حق ہے۔ اگر ایک انسان کی بھی استعدادیں بغیر نشو و نما

کے رہتی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حق کسی اَور انسان کے قبضہ و تصرّف میں ہے۔ وہ حق جس کسی کے بھی قبضہ و تصرّف میں ہے وہ اس سے لے کر اس کو دینا چاہیئے جو اصل مستحق ہے۔ اِس حق میں بھی اللہ تعالےٰ نے مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں کیا ہے اسی لئے قرآن نے احکام دیتے وقت مَردوں اور عورتوں کو یکساں مخاطب کیا ہے۔ البتہ بعض احکام ایسے ہیں جو صرف عورتوں سے متعلق ہیں جیسے بچّوں کو دُودھ پلانا وغیرہ۔ ان میں عورتوں کو ہی مخاطب کیا جا سکتا تھا۔ ایسے چند احکام کے سوا باقی تمام احکام دیتے ہوئے مَردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ ہی قرآن نے مخاطب کیا ہے۔

قرآن نے مَردوں اور عورتوں میں مساوات کی جو تعلیم دی ہے اس کی اہمیّت واضح کرتے ہوئے حضور نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے رسُول اللہ صلےَّ اللہ علیہ وسلّم سے یہ کہلوایا کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یعنی اے مَردو! اور عورتو! میں تم جیسا ہی ایک انسان ہُوں۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ مساواتِ انسانی کو آشکار کرنے والا بہت عظیم اعلان ہے۔ وہ جو خدا کی نگاہ میں اَفضل الرّسل اور اَفضل النّاس ہے وہ خود اللہ کے حکم سے یہ اعلان کرتا ہے کہ بحیثیّت انسان مجھ میں اور دوسرے انسانوں میں کوئی فرق نہیں۔

حضور نے موجودہ زمانہ میں جسے متمدّن اور ترقی یافتہ زمانہ کہا جاتا ہے مساواتِ انسانی کی زبردست خلاف ورزی کا ذکر کرتے ہُوئے فرمایا۔ آج دنیا میں بڑی اور چھوٹی قوموں کی تفریق نے بہت ناگوار صورت اختیار کر رکھی ہے۔ بعض بڑی قومیں ہیں اور بعض چھوٹی۔ انسانی اقوام ہونے کی حیثیت میں ان کے حقوق میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے لیکن ایسا نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اقوامِ متحدہ میں بڑی قوموں کے

حقوق زیادہ ہیں اور چھوٹی قوموں کے کم۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اقوامِ متحدہ میں اصل طاقت بڑی قوموں کے ہاتھوں میں ہے اور چھوٹی قومیں بے بس ہیں۔ حالانکہ انسانی مساوات کی رُو سے سب کو یکساں درجہ ملنا چاہیئے۔

اس ناانصافی اور عدمِ مساوات کا نتیجہ یہ ہے کہ تیسری عالمگیر جنگ کا خطرہ نوعِ انسانی کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ اس مکمل تباہی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ پوری نوعِ انسانی متحد ہو کر اس خطرہ کو دور کرنے کی کوشش کرے اسے ONE GOD AND ONE HUMANITY (یعنی ایک خُدا اور ایک نوعِ انسانی) کے اصول پر متحد ہو جانا چاہیئے۔

حضور نے بڑے دردمندانہ لہجے میں جذبہ و جوش سے کہا اگر تیسری عالمگیر جنگ کی شکل میں سروں پر منڈلانے والی مکمل تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح باہم مل کر زندگی گزارو۔ سب کو یکساں درجہ دو اور سب کے یکساں حقوق تسلیم کرو۔ ابھی وقت ہے۔ ہمیں آج کچھ کرنا چاہیئے تاکہ مستقبل میں اپنی دانشمندی اور دُور اندیشی کی وجہ سے ہم ہنسیں اور خوش ہوں نہ کہ اپنی حماقتوں پر آنسو بہائیں۔ خدا ہمیں اس کی توفیق دے۔

حضور نے اپنے اس معرکہ آراء خطاب کو ایک بہت ہی اہم نصیحت پر ختم فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ جب اپنی اپنی مذہبی کتابیں پڑھیں تو انہیں سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس ضمن میں مَیں آپ صاحبان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن ایک بہت عظیم کتاب ہے اگر اس کی تعلیم اور مدنی زندگی سے متعلق اس کے بیان کردہ اصولوں پر عمل کیا جائے تو عالمگیر جنگ کے خطرات میں گھری ہوئی یہ دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتی

ہے کیونکہ یہ عظیم کتاب سب کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے۔

یہ مہتم بالشّان اِستقبالیہ تقریب جو دس بجے رات شروع ہوئی تھی گیارہ بجے نہایت کامیابی اور خیروخوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ میئر موصوف اور دیگر سربرآوُردہ اصحاب نے رخصت ہونے سے قبل اس معرکہ آراء خطاب پر حضور کا بطورِ خاص شکریہ ادا کیا اور اسے بہت سراہا۔

اشاعتِ قرآن کے قابلِ قدر کام پر خوشنودی کا اظہار

استقبالیہ تقریب سے واپس آکر حضور اپنے سویٹ کے ڈرائنگ رُوم میں جماعتِ کیلگری کے سربرآوُردہ احباب کے درمیان رونق افروز ہوئے۔ اور ان سے بہت پُرشفقت انداز میں باتیں کیں۔ جماعت احمدیہ کیلگری نے کینیڈا کے انتہائی شمال میں واقع آخری انسانی بستیوں تک قرآن مجید کی اشاعت کے سلسلہ میں جو قابلِ قدر کام کیا ہے حضور نے اس کی تعریف فرمائی اور اظہارِ خوشنودی کے طور پر جماعت کیلگری کو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بیان فرمودہ سُورۃ الفاتحہ کی پُرمعارف تفسیر کی ایک جِلد عطا فرمائی اور اس پر اپنے قلم سے درجِ ذیل عبارت رقم کی:۔

"کیلگری جماعت!

اللہ تعالےٰ آپ کو اشاعتِ تراجمِ قرآن کی مزید توفیق دیتا چلا جائے۔ مرزا ناصر احمد"

جماعت کیلگری کی طرف سے اس کے پریذیڈنٹ مکرم راجہ باسط احمد صاحب نے یہ بابرکت تحفہ حضور کے دستِ مبارک سے وصول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضور نے انہیں شرفِ مصافحہ بھی عطا فرمایا۔ اور بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ فرما کر دُعا بھی دی۔ اس وقت مبلّغ کینیڈا مکرم سیّد منصور احمد بشیر صاحب کے علاوہ کیلگری اور ٹورونٹو کے بہت سے احباب مجلس میں موجود تھے۔ یہ نہایت بابرکت اور پُر لطف محفل بارہ بجے شب برخاست ہوئی۔

کیلگری میں قیام کا چوتھا دن

تین دن تک حضور کے انتہائی مصروف پروگرام کے پیشِ نظر چوتھے روز ۱۰ ستمبر کو مقامی جماعت کے صدر مکرم راجہ باسط احمد صاحب نے کیلگری سے کسی قدر شمال مغرب میں راکی نامی سلسلۂ کوہ میں واقع لیک بو (LAKE BOW) کے کنارے ساری جماعت کے ساتھ پکنک منانے کا پروگرام بنایا تھا اور حضور نے اسے منظور فرما لیا تھا۔ بو نامی جھیل کیلگری سے ۱۳۲ میل دُور واقع ہے۔

حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع دیگر اہلِ قافلہ صبح ساڑھے نَو بجے موٹر کاروں کے ذریعہ فور سیز نز ہوٹل سے روانہ ہُوئے۔ حضور میدانی علاقہ سے گزر کر طویل سلسلہ ہائے کوہ کے درمیان واقع بینف پارک (BENFF PARK) نامی خوبصورت علاقہ سے گزر کر راستہ میں دُور واقع پہاڑوں کی چوٹیوں پر بڑے بڑے گلیشیئرز کا نظارہ کرتے ہُوئے LAKE LOUIS نامی جھیل کے کنارہ آئے۔ لیک لوئی دو پہاڑوں کے دامن میں واقع ایک چھوٹی سی جھیل ہے۔ جس کے کناروں کے ساتھ ساتھ خوبصُورت باغ لگا ہُوا ہے۔ یہ جھیل کیلگری سے ۱۲۰ میل دُور ہے۔ حضور وہاں پَونے بارہ بجے دوپہر پہنچے تھے۔ حضور قریبًا ایک گھنٹہ جھیل کے کنارے چہل قدمی کرنے اور سیّاحوں سے باتیں کرنے کے بعد آگے روانہ ہُوئے

اور ۲۲ میل کا مزید فاصلہ طے کرنے کے بعد لیک بوؔ کے کنارے آکر اُترے۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں پکنک منانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جماعت کے احباب بہت بڑی تعداد میں پہلے سے وہاں پہنچے ہُوئے تھے۔ جھیل کے کنارے بنی ہوئی ایک HUT (جھونپڑی نما مکان) میں جماعت کی مستورات مقیم تھیں۔

کھانے پکانے کا سامان بہت وافر مقدار میں احباب اپنے ہمراہ لائے تھے۔ چنانچہ احباب نے اپنے لئے اور مستورات نے اپنے لئے کھانا تیار کیا۔ حضور نے احباب کے ساتھ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے مستورات کے ساتھ کھانا تناول کیا اور وہاں تین چار گھنٹہ قیام کر کے پکنک منائی۔ حضور نے اس دَوران احباب کے ساتھ گھُل مِل کر باتیں کیں۔ ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت پڑھانے کے بعد حضور پانچ بجے بوؔ لیک سے روانہ ہو کر راستہ میں سڑک کے کنارے ایک اَور جھیل کے کنارے ٹھہرتے ہُوئے کیلگری واپس پہنچے۔ کیلگری پہنچتے پہنچتے شام ہو چکی تھی۔ ہوٹل واپس تشریف لے جانے سے قبل حضور نے شہر سے کچھ میل کے فاصلہ پر ٹیلیوژن کے "سی ایف سی این ٹاور" کے بلند و بالا ٹیلے پر سے شہر کی روشنیوں کا نظارہ کیا۔ نظارہ بہت ہی دلکش اور خوبصورت تھا۔ حضور نَو بجے شب ہوٹل واپس پہنچے۔

کیلگری سے سَان فرانسسکو روانگی

اس سے اگلے روز ۱۱ ستمبر کو حضور ایک بجے دوپہر کیلگری سے سَان فرانسسکو روانہ ہوئے۔ احبابِ جماعت اور مستورات نے بہت کثیر تعداد میں فضائی مستقر پر جمع ہو کر حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو نہایت پُرخلوص طور پر دِلی دُعاؤں کے ساتھ رخصت کیا ؛

کینیڈا کا تبلیغی اور تربیتی دورہ مکمل کرنے کے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا امریکہ کے مغربی ساحل پر ورودِ مسعود

سانفرانسسکو اور واشنگٹن میں ملک کے کونہ کونہ سے آئے ہوئے احباب کی طرف سے پُرتپاک استقبال

متعدد شہروں کے میئر صاحبان کی طرف سے خیر مقدمی خطوط اور تشریف آوری پر خوشی کا اظہار

استقبالیہ تقاریب میں سربرآوردہ اصحاب سے تبادلۂ خیالات اور وسیع پیمانہ پر پیغامِ حق کی اشاعت

جماعتہائے احمدیہ کے صدر صاحبان اور مبلغینِ اسلام کے ساتھ تبلیغی و تربیتی امور پر مشورے اور اہم فیصلے

(رپورٹ نمبر ۲۹ بابت ۱۱ ستمبر تا ۲۳ ستمبر ۱۹۸۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک ہفتہ تک کینیڈا کا تبلیغی اور تربیتی دورہ کرنے کے بعد ۱۱ ستمبر ۱۹۸۰ء کو کینیڈا کے شہر کیلگری سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوکر امریکہ کے مغربی ساحل پر سانفرانسسکو میں ورود فرما ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ کا ریاستہائے متحدہ امریکہ کا یہ دوسرا دورہ تھا۔ پہلی بار حضور ۱۹۷۶ء میں امریکہ تشریف لے گئے تھے اور اس وقت حضور نے مشرقی ساحل پر واشنگٹن، نیویارک، ٹینک، میڈیسن سٹی اور مڈویسٹ میں ڈیٹن کے احمدیہ مشنز

اور وہاں کی جماعتوں کا دَورہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد بفضل اللہ تعالیٰ امریکہ کے مغربی ساحل پر بھی سان فرانسسکو کے قریب احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ اس دفعہ حضور کینیڈا کا دَورہ فرمانے کے بعد کیلگری سے بذریعہ ہوائی جہاز سیدھے سانفرانسسکو تشریف لے گئے اس طرح مغربی ساحل کے مختلف شہروں سیٹل SEATTLE پورٹ لینڈ PORTLAND) لاس انجلیز LOS ANGELES ، سان ڈی آگو SANDIAGO اور ٹوسان TUCSON ، کے احمدی احباب کو سانفرانسسکو پہنچ کر حضور کا استقبال کرنے، حضور کی زیارت اور ارشادات سے مستفیض ہونے اور حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی۔

سانفرانسسکو میں چار روز قیام فرمانے اور اس دَوران وہاں نمازِ جمعہ پڑھانے اور احباب کو ملاقاتوں اور ارشادات سے نوازنے کے بعد حضور ۵ استمبر کو واشنگٹن ڈی سی تشریف لے گئے۔ اور وہاں ایک ہفتہ قیام فرما کر نماز جمعہ پڑھانے اور خطبہ ارشاد فرمانے کے علاوہ مختلف شہروں سے آئے ہوئے ایک ہزار سے زائد احباب کو ۱۲ اگروپس کی شکل میں ملاقاتوں کا شرف بخشا جماعتہائے احمدیہ امریکہ اور مبلّغینِ امریکہ کے اجلاس کی صدارت فرما کر تبلیغی، تربیتی اور تنظیمی امور کے بارہ میں اہم فیصلے فرمائے۔ نیز حضور نے استقبالیہ تقاریب میں شرکت فرما کر امریکی دانشوروں اور دیگر اہم شخصیّتوں کے ساتھ تبادلۂ خیال فرمایا اور زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اسلام کی پُر حکمت تعلیم سے اُنہیں آگاہ کر کے ان پر اس لازوال و بے مثال تعلیم کی بہر نوع فضیلت کو آشکار فرمایا۔ مزید برآں امریکہ کے دور و دراز علاقوں سے آئے ہوئے آٹھ سو سے زائد احباب و مستورات سے ایک علیحدہ تقریب میں

خطاب فرما کر انہیں بصیرت افروز ارشادات سے نوازا۔ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ کینیڈا کے شہر کیلگری کی طرح سانفرانسسکو واشنگٹن اور ڈیٹن کے میئر صاحبان نے حضور کی خدمت میں خیر مقدمی خطوط ارسال کر کے امریکہ میں حضور کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے اپنے اہالیانِ شہر کی طرف سے حضور کو بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔

سانفرانسسکو اور واشنگٹن میں حضور کی ان اہم دینی اور جماعتی مصروفیات کی کسی قدر تفصیل درجِ ذیل ہے:۔

سانفرانسسکو میں وُرودِ مسعود اور استقبال

کیلگری سے سانفرانسسکو ڈیڑھ ہزار میل دُور ہے۔ حضور ساڑھے بارہ بجے کیلگری سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر کیلگری کے وقت کے مطابق تین بجے سہ پہر سانفرانسسکو کے فضائی مستقر پر وُرود فرما ہوئے اس وقت سانفرانسسکو کے مقامی وقت کے مطابق دوپہر کے دو بجے تھے۔

جونہی حضور ایدہُ اللہ طیّارہ سے باہر تشریف لائے محترم سیّد محمود احمد صاحب ناصر مبلّغ انچارج امریکہ مشن، محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مبلّغ احمدیّہ مشن ویسٹ کوسٹ ریجن، جماعتِ احمدیّہ امریکہ کے نیشنل پریذیڈنٹ محترم برادر مظفر احمد صاحب ظفر، محترم لطیف احمد صاحب ملک صدر جماعتِ احمدیہ سانفرانسسکو اور محترم برادر حاجی امین اللہ صاحب آف ڈیٹن نے آگے بڑھ کر اور مصافحہ کا شرف حاصل کر کے حضور کا پُرتپاک استقبال کیا۔ بعد ازاں حضور اُن کی معیّت میں اس جگہ تشریف لائے جہاں جماعت کے دوسرے احباب حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے ان میں لاس اینجلیز

کے مکرم عبد الربّ صاحب انور اور رفاقت احمد صاحب شیخ اور مکرم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی آف سان ڈی آگو نیز سیّد ساجد احمد صاحب قائد خدّام الاحمدیہ ویسٹ کوسٹ ریجن لیفٹیننٹ انتصار احمد عباسی اور سیّد انور حسین شاہ صاحب آف سانفرانسسکو بھی شامل تھے۔ حضور نے جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور پھر ان احباب کی معیّت میں موٹر کاروں کے ذریعہ ایئر پورٹ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہوٹل اَمیفک HOTEL AM FAC تشریف لے گئے جس میں حضور کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔

جب حضور ہوٹل کے اندر داخل ہوئے تو مکرم الیاس خان صاحب آف فجی کے ایک نوعمر بچے نے حضور کی خدمت میں اور مکرم سیّد خادم حسین شاہ صاحب کی بچّی نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا کی خدمت میں پھولوں کے خوشنما گلدستے پیش کئے۔ حضور اور سیّدہ بیگم صاحبہ ان دونوں بچّوں کی معیّت میں ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں پندرہ سولہ چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں صاف ستھرے لباسوں میں ملبوس دو رویہ کھڑے ہوئے تھے انہوں نے خیر مقدمی نعرے اور ایک خیر مقدمی نغمہ الاپ کر حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ اسی کمرہ کے ایک حصّہ میں لجنہ اماء اللہ کی ممبرات کھڑی ہوئی تھیں انہوں نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا سے مصافحہ کا شرف حاصل کر کے آپ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ سانفرانسسکو میں حضور نے اسی ہوٹل میں قیام فرمایا۔ حضور ایّدہ اللہ اور دیگر اہلِ قافلہ کے علیحدہ علیحدہ کمروں کے علاوہ ایک نسبتاً زیادہ کشادہ کمرہ بھی ریزرو تھا جس میں قبلہ رُخ فرش کر کے باجماعت نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کیا گیا تھا۔

سان فرانسسکو میں قیام کا دُوسرا دن

کو حضور ایدہُ اللہ نماز جمعہ پڑھانے سانفرانسسکو سے چالیس میل دُور والنٹ کریک کے علاقہ میں واقع احمدیہ مشن ہاؤس تشریف لے گئے۔ احمدیہ مشن ہاؤس میں سانفرانسسکو کے علاوہ لاس انجلیز (ریاست کیلیفورنیا) سان ڈی آگو (ریاست کیلیفورنیا) مرسڈ (کیلیفورنیا) سیکرامنٹو (کیلیفورنیا)، ٹیوسان (ریاست اریزونا) پورٹ لینڈ (ریاست اوریگن) اور سیٹل (ریاست واشنگٹن) کے اسّی سے زائد احباب اور مستورات حضور کے خطبہ جمعہ سے مستفیض ہونے اور حضور کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے پہلے سے پہنچے ہُوئے تھے۔ اور مشن ہاؤس کے دو علیحدہ علیحدہ حصوں میں صفوں میں قبلہ رُخ بیٹھے ہُوئے تھے۔

حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کے ساڑھے بارہ بجے وہاں پہنچنے پر محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مبلّغ ویسٹ کوسٹ ریجن نے اذان دی بعدہٗ حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ چونکہ پاکستانی احباب کے علاوہ امریکن احمدی دوست بھی خاصی تعداد میں آئے ہوئے تھے اس لئے حضور نے اگرچہ خطبہ اُردو میں ہی ارشاد فرمایا۔ تاہم حضور خود ہی ساتھ کے ساتھ انگریزی میں بھی اس کا اعادہ فرماتے جاتے تھے تاکہ امریکن دوست بھی حضور کے ارشادات سے مستفیض ہوسکیں۔ حضور کے خطبۂ جمعہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

حضُور کے خطبۂ جمعہ کا خلاصہ

تشہد و تعوّذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے اوّلاً تو اس امر پر روشنی ڈالی کہ ہم احمدیوں کا مذہب صرف اور صرف اسلام ہے۔ خالص، حقیقی، اصل اسلام۔ اور بحمداللہ تعالیٰ ہم سچّے اور حقیقی مسلمان ہیں۔ بعد ازاں حضور نے واضح فرمایا کہ احمدیت ہمارے کندھوں

پر عظیم ذمہ داری ڈالتی ہے اور اس ذمہ داری کو کما حقّہٗ ادا کرنا ہمارا ایک اہم بنیادی فرض ہے۔

حضور نے اس عظیم ذمہ داری کی وضاحت کرتے ہُوئے فرمایا۔ احمدیّت ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم جملہ احکامِ قرآنی پر عمل پیرا ہو کر اسلام کے مطابق زندگی گزاریں اور دنیا کے سامنے اپنی زندگیوں میں اسلام کا عملی نمونہ پیش کریں۔ فرمایا اسلام پر ایمان لانے اور مسلمان ہونے کا زبانی دعویٰ محض بے معنی ہے۔ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں زبانی دعوے کی کوئی قیمت نہیں۔ اصل اہمیّت اپنے عمل سے اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت فراہم کرنے کو حاصل ہے۔ چاہیئے کہ اسلام ہی ہماری رُوح اور ہماری زندگی ہو۔

فرمایا یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ جب تک ہم مغربی قوموں کے سامنے اسلام کا عملی نمونہ پیش نہیں کریں گے اس وقت تک ہم انہیں اسلام کی طرف مائل نہیں کر سکیں گے۔ یہاں کے لوگ اگر متأثر ہوں گے تو عملی نمونہ سے ہوں گے نہ کہ محض زبانی پیش کئے جانے والے دلائل سے۔ جب مَیں یہاں کی قوموں کے سامنے اسلام کی حسین اور دل موہ لینے والی تعلیم پیش کرتا ہوں تو لوگ اسلام کے حُسن کا اقرار کرنے کے بعد ساتھ ہی مجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ بتایئے کہ کونسا ملک یا مسلمانوں کا کونسا طبقہ ایسا ہے جو ایسی حسین اور بے مثال تعلیم پر عمل کر رہا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب دینا میرے لئے مشکل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیّہ کے سوا کوئی بھی حقیقی معنوں میں اسلام کا عملی نمونہ پیش نہیں کر رہا۔

اِس زمانہ میں یہ ذمہ داری احمدیوں کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے کہ وہ ساری دنیا میں اسلام کو پھیلائیں۔ ہم اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے جبتک کہ

ہم میں سے ہر احمدی اپنی زندگی میں اسلام کا عملی نمونہ پیش نہ کرے۔ ہمیں وعدہ دیا گیا ہے کہ اگر ہم اپنے قول اور فعل سے اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کی کوشش کریں گے اور اپنی اس کوشش کو کمال تک پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھیں گے تو ہم ساری دُنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں خبردار کیا گیا ہے کہ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو پھر اس کی سزا بھی بہت سخت ہے۔

اس ذمہ داری سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم مغربی تہذیب سے بکلّی کنارہ کش رہتے ہُوئے اسلام پر عمل پَیرا ہوں اور اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے میں کوشاں رہیں۔ آج تہذیب کے معنے اِباحتی زندگی گزارنا ہیں۔ حالانکہ بے قید زندگی گزار کر حرام کے بچّے جننا تو تہذیب نہیں ہے۔ حیوانوں کی سی زندگی گزارنے کو کیسے تہذیب قرار دیا جاسکتا ہے۔ حیوان اور انسان میں بہرحال فرق ہونا چاہیئے۔ ہمارا کام ان لوگوں کو جو حیوان کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ دوبارہ انسانی زندگی کے قابل بنانا ہے۔ آج خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص مغربی تہذیب سے بکلّی مجتنب رہتے ہُوئے اسلام پر کما حقّہٗ عمل پَیرا ہو اور اپنی زندگی میں اسلام کا عملی نمونہ پیش کرے تاکہ دوسروں کو اسلام کی طرف مائل کر کے اُن کی زندگیوں میں انقلاب لانے کی کوشش کرے۔

مَیں دُعا کرتا ہُوں کہ اللہ تعالےٰ ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق دے کہ وہ خُدا تعالےٰ کی منشاء کے مطابق زندگی گزار کر اس کی خوشنودی حاصل کر سکے۔

اس پُر اثر خطبہ کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جملہ احباب کو باری باری شرف مصافحہ بخشا۔

اس کے بعد جماعتِ احمدیہ سانفرانسسکو کی طرف سے جملہ احباب اور مستورات کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ اس طرح احباب کو حضور ایدہ اللہ کی معیّت میں اور مستورات کو حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی معیّت میں کھانا تناول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

اِنفرادی مُلاقاتوں کا شَرَف

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مشن ہاؤس کے ایک کمرہ میں تشریف فرما ہو کر دور و دراز علاقوں سے آئے ہوئے احباب کو اِنفرادی ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ بعض احباب اہل وعیال سمیت آئے ہوئے تھے حضور نے ایسے خاندانوں کو علیحدہ علیحدہ اجتماعی ملاقات کے شرف سے مشرّف فرمایا۔ احباب کے لئے یہ امر انتہائی مسرّت کا موجب تھا کہ دنیا کے دوسرے سرے پر رہنے اور مرکزِ سلسلہ سے ہزاروں ہزار میل دور ہونے کے باوجود حضور ایّدہُ اللہ کے یہاں تشریف لانے کے نتیجہ میں انہیں بفضلِ اللہ تعالےٰ حضور کی زیارت کرنے اور حضور کے ارشادات سے بِالمشافہ مُستفیض ہونے کا اَنمول موقع میسّر آیا۔ وہ اپنی اس خوش بختی پر اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر بجا لائے۔ اور دیر تک ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے رہے۔

سب کو اپنی ملاقات اور رُوح پروَر اِرشادات سے شاداں و فرحاں کرنے کے بعد حضور وہاں سے چار بجے سہ پہر روانہ ہو کر ساڑھے پانچ بجے شام سانفرانسسکو میں ہوٹل آیمِفک واپس تشریف لائے۔

رات کو حضور نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ہوٹل کے ایک کمرہ میں جمع کر کے پڑھائیں اور نمازوں کے بعد کچھ دیر احباب کے درمیان تشریف فرما رہ کر انہیں اِرشادات سے نوازا۔

سانفرانسسکو میں قیام کا تیسرا دن

سانفرانسسکو میں قیام کے تیسرے روز ۱۳ ستمبر کو حضور نے صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

اس روز جماعت احمدیہ سانفرانسسکو نے حضور ایدہ اللہ کو مغربی ساحل کے اس مشہور ترین شہر اور اس کے مضافات کی سیر کرانے کا پروگرام بنایا تھا اور حضور نے اسے منظور فرما لیا تھا۔ چنانچہ اس روز حضور ایدہ اللہ، حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا اور دیگر اہلِ قافلہ، پریذیڈنٹ جماعتِ احمدیہ سانفرانسسکو مکرم لطیف احمد صاحب ملک اور بعض دیگر مقامی احباب کی معیّت میں گیارہ بجے سے تین بجے سہ پہر تک سانفرانسسکو اور اس کے بعض مضافاتی علاقے دیکھنے تشریف لے گئے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ سانفرانسسکو کا شہر بحرالکاہل کے کنارے اپنے مرکزی نقطہ سے چاروں اطراف میں سات سات میل دُور تک پھیلا ہوا ہے جس میں جا بجا بہت اونچے اُونچے پہاڑی ٹیلے پھیلے ہوئے اور شہر کا ایک بڑا حصّہ انہی پہاڑی ٹیلوں کی ڈھلوانوں پر بنی ہوئی بلند و بالا عمارتوں، بازاروں اور ان کے دونوں طرف بنی ہوئی دکانوں اور رہائشی مکانوں پر مشتمل ہے۔ یہ پہاڑی ٹیلے خوبصورت بازاروں اور عمارتوں سے اس طرح ڈھکے ہوئے ہیں کہ اِن بلند و بالا ٹیلوں کا اپنا علیحدہ وجود کہیں نظر نہیں آتا بس آسمان کی طرف بلند ہوتے ہوئے سیدھے بازاروں اور ان پر درجہ بدرجہ بلند ہوتی اور آسمان سے باتیں کرتی ہوئی عمارتیں ہی نظر آتی ہیں۔ بعض بازاروں کی چڑھائی اتنی زیادہ اور خطرناک ہے کہ ان پر موٹر کار ڈرائیو کرنا ہنسی کھیل نہیں ہے پھر بھی ان پر موٹریں دوڑتی پھرتی ہیں۔

اس شہر کی ایک اَور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس شہر کی شمالی جانب ایک بہت چوڑی اور گہری کھاڑی ہیں سے بحرالکاہل کا پانی انتہائی تیزی سے داخل ہو کر بہت ہی خطرناک قسم کے لاتعداد بھنور بناتا ہؤا خشکی میں اندر کی طرف داخل ہوتا ہے اور پھر دائیں طرف مُڑ کر شہر کے عقب میں ایک بہت وسیع و عریض خلیج کی شکل میں پھیلتا چلا جاتا ہے اس طرح اس شہر کی تین اطراف سمندر سے گھری ہوئی ہیں جس کھاڑی سے سمندر کا پانی اندر داخل ہو کر خلیج بناتا ہے اس کے اُوپر ایک معلّق پُل HANGING BRIDGE بنا ہؤا ہے۔ جو گولڈن گیٹ بِرج کہلاتا ہے اور جو اپنی ساخت کے لحاظ سے دنیا کے خوبصورت ترین پُلوں میں شمار ہوتا ہے۔

حضور نے گولڈن گیٹ بِرج کے اس پار بیس میل دُور جاکر میور وُوڈز (MUIR WOODS) کا علاقہ دیکھا یہ علاقہ ریڈ وُوڈ (RED WOOD) کے قوی ہیکل درختوں کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ وہاں سے واپس آکر حضور نے موٹر میں بیٹھے بیٹھے شہر کے مختلف علاقے دیکھے ان میں KNOB HILL کا بلند ترین گنجان آباد علاقہ بھی شامل تھا۔ کئی گھنٹہ پر پھیلی ہُوئی اس سیر سے ہوٹل واپس آکر حضور نے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ دریں اثناء لاس انجلیز کے بعض احمدی خاندان حضور سے ملاقات کے لئے آئے ہُوئے تھے نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے انہیں شرفِ ملاقات بخشا۔

سانفرانسسکو میں قیام کا چوتھا اور آخری دن

دعوتِ طعام:۔ سانفرانسسکو میں قیام کے چوتھے اور آخری روز ۱۴ ستمبر ۱۹۸۰ء کو حضور کی طرف سے ویسٹ کوسٹ ریجن کی جماعتہائے احمدیّہ کے

مختلف شہروں سے آئے ہُوئے احباب کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کرنے کا اہتمام کیا گیا۔
اس خصوصی دعوت کا اہتمام سانفرانسسکو کے معروف ہوٹل ہائی آیٹ HYATT
کے دو علیحدہ علیحدہ ہال کمروں میں کیا گیا۔ ایک بڑے کمرہ میں مَردوں کے لئے انتظام
تھا اور اس سے ملحق نسبتاً چھوٹا کمرہ مستورات کے لئے مخصوص تھا۔

حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا مع دیگر اہلِ قافلہ فورسیزنز
ہوٹل سے ہائی آیٹ ہوٹل پہنچے تو مکرم لطیف احمد ملک صدر جماعتِ احمدیّہ سانفرانسسکو
مکرم سیّد آفتاب احمد صدر جماعتِ احمدیّہ پورٹ لینڈ (اوریگن سٹیٹ) مکرم عبد الحی
سیّال صدر جماعتِ احمدیّہ سیّاٹل (واشنگٹن سٹیٹ) اور مکرم قریشی محمد اسحٰق
صاحب صدر جماعتِ احمدیّہ ٹوسان (اریزونا سٹیٹ) نے آگے بڑھ کر حضور کا
استقبال کیا۔ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کا استقبال محترمہ ثمر عباسی صاحبہ
صدر لجنہ اماء اللہ سانفرانسسکو، محترمہ نور الیاس صاحبہ جنرل سیکرٹری، محترمہ امۃ الحکیم
صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ لاس انجلیز (کیلیفورنیا سٹیٹ) نے کیا۔

اس موقع پر ویسٹ کوسٹ ریجن کے مختلف شہروں سے آئے ہُوئے ستّر کے
قریب احباب نے حضور ایدہُ اللہ کی معیّت میں اور دو درجن کے قریب مستورات نے
حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کی معیّت میں کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا۔ دعوتِ
طعام کے اختتام پر جملہ احباب نے اسٹیج پر باری باری حاضر ہو کر حضور سے مصافحہ
کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے احباب سے بہت پُرشفقت انداز میں باتیں کیں۔
اس موقع پر سانفرانسسکو اور اوک لینڈ میں مقیم بعض دوسرے پاکستانی، عرب اور
فجی مسلمان بھی مدعو تھے۔ حضور نے انہیں بھی شرفِ مصافحہ بخشا اور ان سے گھُل مِل کر باتیں کیں۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے ہوٹل ہائی آیٹ میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں جن میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔

مجلسِ عرفان

اُس روز حضور نے ہوٹل آیمفک کے اس کمرہ میں جو نمازوں کے لئے مخصوص تھا ۸ بجے شب مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ احباب نمازمیں شرکت کے لئے بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ کمرہ نمازیوں سے پوری طرح بھرا ہُوا تھا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے احباب کے درمیان رونق افروز ہوکر انہیں پُر معارف ارشادات سے نوازا۔ پہلے تو حضور نے ویسٹ کوسٹ ریجن کے مختلف شہروں کے احباب سے ان کی جماعتی تنظیم اور تبلیغی مساعی کے بارہ میں دریافت فرمایا اور اس امر پر زور دیا کہ ان تمام شہروں کی لائبریریوں میں جہاں ہماری جماعتیں قائم ہیں کوئی لائبریری ایسی نہیں ہونی چاہیئے جس میں انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے نسخے نہ رکھوائے گئے ہوں۔ اس موقع پر لاس انجلیز کے احباب نے عرض کیا کہ ان کے شہر میں ۸۴ بڑی لائبریریاں ہیں ان میں انگریزی ترجمۂ قرآن مجید کے نسخے رکھوا دیئے گئے ہیں۔ اس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

گفتگو جاری رکھتے ہُوئے حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیّہ کو اس لئے قائم فرمایا ہے کہ تا یہ جماعت اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرے۔ اس جماعت کا زندہ رہنا اور اس مقصد کے حصول میں اِس کا درجہ بدرجہ کامیابی سے ہمکنار ہوتے چلے جانا اس امر کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ ہے اُسے ہر قدرت حاصل ہے اور جب وہ کسی امر کے ظہور پذیر ہونے کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ امر ہو کر

رہتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہونے کو روک نہیں سکتی وہ ہو کر رہتا ہے۔ اس کے ٹلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک فردِ واحد جسے خدا تعالیٰ نے اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی غرض سے مبعوث فرمایا اور اس کے ذریعہ ایک جماعت قائم کی تو دنیا کے تمام مذاہب اس کے خلاف متحد ہو گئے اور انہوں نے اسے ناکام کرنے اور اس کے مشن کو ختم کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے اور نہ ہو سکتے تھے اس لئے کہ خدا تعالےٰ کو اس کے ارادوں میں کون ناکام کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت غلبۂ اسلام کے مقصد میں اوّل دن سے مسلسل کامیاب ہوتی چلی آ رہی ہے اور ہوتی چلی جائے گی یہاں تک کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آجائیگا۔

اس کی متعدد مثالیں دیتے ہوئے آخر میں حضور نے فرمایا۔ ۱۹۷۰ء میں جب میں نے مغربی افریقہ کے چھ ملکوں کا دورہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں القاء کیا کہ ہمیں ان ملکوں میں ہسپتال اور سیکنڈری سکول کھول کر یہاں کے عوام کی خدمت کرنی چاہیئے چنانچہ میں نے نصرت جہاں سکیم کا آغاز کیا اور وہاں کے لوگوں سے ہسپتال اور سکول کھولنے کا وعدہ کر کے آیا۔ چنانچہ ہم وہاں اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت سے ۱۷ کلینکس اور ۲۱ سیکنڈری سکولز کھول چکے ہیں ان کلینکس میں سے اکثر پورے ہسپتالوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ جماعت نے اس کام کیلئے ۵۰ لاکھ روپے بطور چندہ دیئے تھے جس سے کام کی ابتداء ہوئی۔ اب ان سکولوں اور ہسپتالوں کا مجموعی بجٹ چار کروڑ سالانہ تک پہنچ چکا ہے۔ اس خدمت کا وہاں کی حکومتوں اور عوام پر بہت اچھا اثر ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ اسلام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور جماعت اور اسلام میں ان کی دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ ہم

خدا تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں اس کے یہ فضل اور یہ احسان اس کی ہستی کا ایک زبردست ثبوت ہیں۔

حضور نے احباب کو امریکہ میں اشاعتِ اسلام کے کام کو تندہی سے ادا کرنے اور اس میں وسعت پیدا کرنے کی ضرورت اور اہمیّت کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا امریکہ کا مستقبل اس امر کے ساتھ وابستہ ہے کہ یہاں کے لوگ اسلام قبول کرلیں اور اس کے احکام پر دل و جان سے عمل پیرا ہوں۔ ان کی مادی ترقی اُن کے لئے وبال بنتی جارہی ہے۔ اِس نام نہاد ترقی کے نتیجہ میں ان کے مسائل میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ پہلے مسائل حل نہیں ہو رہے اور نت نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ انہیں جب ان مسائل کا کوئی حل نظر نہیں آئے گا اور یہ ہر طرف سے مایوس ہو جائیں گے تو وہ وقت اسلام کی پیش قدمی کا وقت ہوگا اسلام میں انہیں اپنے مسائل کا حل نظر آئے گا۔ اور ان کے لئے اسلام کی طرف آنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔ امریکہ دنیا بھر میں لوگوں کے دل جیتنے کے لئے اربوں ڈالر خرچ کر چکا ہے لیکن اس میں اُسے ذرّہ بھر بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ چیانگ کائی شک کی اس نے مدد کی لیکن چین کو اپنے زیرِ اثر لانے میں کامیاب نہ ہوا۔ ویٹ نام، ایران اور کئی جگہ اس نے روپیہ پانی کی طرح خرچ کیا لیکن نتیجہ کیا نکلا۔ ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا اُدھر خود امریکہ کی نوجوان نسل بے راہ روی اختیار کر کے مُنشّیات کی عادی ہو رہی ہے حکومت نے اور وہاں کے فلاحی اداروں نے چرس وغیرہ کے پھیلاؤ کو روکنے لئے بہت جتن کئے ہیں۔ اب وہ اس میں بھی ناکامی کا اعلان کر رہے ہیں یہ اپنے نوجوانوں کو کنٹرول نہیں کر سکتے باقی دنیا کی قوموں کو کیسے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ الغرض ان کے مسائل

بڑھ رہے ہیں اور حل انہیں نظر نہیں آرہا۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب انہیں ان مسائل کے حل کی تلاش میں اسلام کی طرف آنا پڑے گا۔ اس لئے ہمیں اشاعتِ اسلام کی کوششوں میں وسعت پیدا کرنے اور اس ضمن میں ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں ادا کرنے میں لگا رہنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارا قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے تاکہ جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر اسلام کی طرف متوجہ ہوں تو ہم ان کی مدد اور رہنمائی کرنے کے لئے پہلے سے مستعد اور تیّار ہوں۔

یہ پُر معارف اور بصیرت افروز مجلس رات سوا آٹھ بجے سے سوا نو بجے تک جاری رہی۔ جس کے بعد حضور اپنے کمرہ میں واپس تشریف لے گئے۔

سانفرانسسکو سے روانگی اور واشنگٹن میں ورودِ مسعود و استقبال

چار روز تک ویسٹ کوسٹ ریجن کے احباب کو ملاقاتوں سے مشرّف فرمانے اور غلبۂ اسلام کے ضمن میں ان کی عظیم ذمہ داریوں سے آگاہ فرمانے کے بعد حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع اہلِ قافلہ ۵ ستمبر ۱۹۸۰ء کو سانفرانسسکو سے بذریعہ ہوائی جہاز واشنگٹن روانہ ہوئے۔ مبلّغ انچارج احمدیّہ مشن سیّد محمود احمد صاحب ناصر اور محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مبلّغ ویسٹ کوسٹ ریجن بھی حضور کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مزید برآں مکرم حمید اللہ شاہ صاحب بھی جو کیلگری (کینیڈا) سے اپنے طور پر قافلہ کے ہمراہ سان فرانسسکو آئے تھے اسی جہاز سے عازمِ واشنگٹن ہوئے۔ ویسٹ کوسٹ ریجن کے احباب اور مستورات نے بہت کثیر تعداد میں ایئرپورٹ پہنچ کر حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کو بہت پُر خلوص طور پر دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ حضور نے روانگی سے قبل ساڑھے بارہ بجے دوپہر

ایئر پورٹ پر اجتماعی دُعا کرائی اور پھر ہوائی جہاز میں سوار ہو کر ایک بجے بعد دوپہر عازم واشنگٹن ہوئے۔

سانفرانسسکو سے واشنگٹن اڑھائی ہزار میل دُور ہے۔ یہ فاصلہ جہاز نے پانچ گھنٹے میں طے کیا اور حضور سانفرانسسکو کے وقت کے مطابق چھ بجے شام واشنگٹن کے فضائی مستقر پر وارد فرما ہوئے لیکن اس وقت واشنگٹن کے مقامی وقت کے مطابق رات کے نَو بجے تھے۔ حضور ایّدہُ اللہ کے جہاز سے اُترنے اور موبائل جیٹی کے ذریعہ ایئر پورٹ کی عمارت میں داخل ہونے پر محترم جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، مبلّغین امریکہ محترم میاں محمد ابراہیم صاحب، محترم میجر عبد الحمید صاحب اور محترم عبد الرشید یحیٰ صاحب، جماعتہائے احمدیہ کے نیشنل پریذیڈنٹ محترم برادر مظفر احمد صاحب اور محترم برادر امین اللہ صاحب نے حضور کا استقبال کیا۔ محترمہ صاحبزادی سیّدہ امۃ القیوم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بھی تشریف لائی ہوئی تھیں۔ آپ نے اور آپ کے ساتھ لجنہ اماء اللہ واشنگٹن کی دیگر عہدیداران اور ممبرات نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کو خوش آمدید کہا۔ وہاں سے حضور ایئر پورٹ کی عمارت کے اس حصّہ میں تشریف لائے جہاں احبابِ جماعت بہت بڑی تعداد میں جمع تھے۔ اور قطاروں میں کھڑے حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ احباب نے بہت پُرتپاک انداز میں حضور کا خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور نے سب احباب کو باری باری شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور احباب سے فرداً فرداً ان کی خیریت دریافت کی اور ان سے باتیں کیں۔

بعد ازاں حضور ایّدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا موٹر کاروں کے

ذریعہ روانہ ہو کر ایئرپورٹ سے قریبًا بیس میل دُور محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ہاں تشریف لے گئے اور آپ کے ہاں ہی قیام فرما ہُوئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اور حضور کے خادمِ خاص ناصر احمد خان (بہادر شیر) حضور کے ہمراہ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ہاں ہی مقیم ہُوئے جبکہ اہلِ قافلہ میں سے محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب اور مکرم لطف الرحمٰن صاحب شاکر جماعتی نظام کے تحت محترم میر داؤد احمد صاحب (ابن محترم ڈاکٹر میر مشتاق احمد) کے ہاں نیز محترم چوہدری انور حسین صاحب اور خاکسار راقم الحروف (مسعود احمد دہلوی) محترم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب (ابن محترم مولوی عبدالباقی صاحب مرحوم) کے ہاں قیام پذیر ہُوئے۔ محترم میر داؤد احمد صاحب اور محترم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب دونوں محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب وکیل الدیوان تحریک جدید کے داماد ہیں اور دونوں کے مکان محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے مکان سے چند میل کے فاصلہ پر ساتھ ساتھ (ایک دوسرے سے ملحق) بنے ہُوئے ہیں۔

واشنگٹن میں مصروفیات کا اجمالی ذکر

۱۵ ستمبر کا دن نو سانفرانسسکو سے واشنگٹن تک کے سفر میں گزرا۔ اس طرح حضور نے ۱۶ ستمبر سے ۲۳ ستمبر ۱۹۸۰ء تک واشنگٹن میں قیام فرمایا۔ پہلے تین روز کے لئے اہم دینی اور جماعتی مصروفیات کا بھاری بھرکم پروگرام نہیں بنایا گیا تھا اور غرض اس سے یہ تھی حضور اتنے طویل سفر اور اڑھائی تین ماہ پر پھیلے ہُوئے ایک درجن ملکوں کے دَورہ کے بعد کچھ آرام فرما سکیں۔ تاہم حضور نے ان دنوں میں ہنگامی مصروفیات سے فراغت کے اس عرصہ میں مکمّل آرام نہیں فرمایا۔ بلکہ اسے دو تین تقریبات میں شرکت فرمانے کے علاوہ زیادہ تر جمع شدہ ڈاک ملاحظہ فرمانے اور اہم خطوط کے جواب

لکھوانے میں گزارا۔

مصروفیات کا اصل پروگرام ۱۹ر ستمبر کو جمعہ کے روز سے شروع ہؤا اور ۲۳ستمبر تک پوری سرگرمی سے جاری رہا۔ ایسٹ کوسٹ اور مڈویسٹ ریجن کی جماعتوں کے ایک ہزار کے قریب احباب و مستورات حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے اور حضور کے زندگی بخش ارشادات سے مستفیض ہونے واشنگٹن آئے ہوئے تھے۔ اس عرصہ میں حضور نے خطبہ ارشاد فرما کہ نمازِ جمعہ پڑھائی۔ مبلغین اسلام اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جماعتوں کے صدر صاحبان کا ایک خصوصی اجلاس بلا کر تنظیمی، تربیتی اور تبلیغی امور کا جائزہ لیا اور پھر انہیں زرّیں نصائح اور بیش بہا ہدایات سے نوازا۔ احمدیہ مشن امریکہ کی طرف سے دی گئی استقبالیہ تقریب میں واشنگٹن کی بعض اہم علمی شخصیات سے مختلف علمی اور دینی موضوعات پر تبادلۂ خیالات فرما کر یہ امر اُن کے ذہن نشین کرایا کہ موجودہ زمانہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے، مزید برآں بہت وسیع پیمانہ پر منعقد کی گئی جماعت کی ایک علیحدہ تقریب میں دور و دراز علاقوں سے آئے ہوئے احباب اور لجنہ اماء اللہ کی ممبرات سے خطاب فرما کر غلبۂ اسلام کے ضمن میں انہیں ان کی عظیم ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور ان عظیم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے سلسلہ میں اہم ہدایات دیں۔ اور وقت کے اہم تقاضوں کو پورا کرنے کے سلسلہ میں انہیں اَور زیادہ مستعدی اور تعہد سے دینی اور جماعتی خدمات بجا لانے کی تلقین فرمائی۔

حضور کی ان گوناگوں مصروفیات کی کسی قدر تفصیل اِفادۂ عام کی غرض سے درج ذیل ہے:۔

واشنگٹن میں قیام کے پہلے تین روز

واشنگٹن میں قیام کے پہلے روز ۱۶ ستمبر کو دن میں ڈاک ملاحظہ فرمانے اور خطوط کے جواب لکھوانے کے بعد رات کو حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہا نے مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی امتہ النور صاحبہ کے گھر تشریف لے جاکر اس دعوت میں شرکت فرمائی جو انہوں نے حضور اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کے اعزاز میں دی تھی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے جملہ افراد جو واشنگٹن میں مقیم ہیں یا ان دنوں پاکستان سے وہاں آئے ہوئے تھے شریک ہوئے۔ ان میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور آپ کی بیگم محترمہ صاحبزادی سیّدہ امتہ القیوم صاحبہ، محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب، محترمہ صاحبزادی امتہ النصیر صاحبہ بیگم میر داؤد احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب مع اہل وعیال اور مبلغ انچارج احمدیہ مشن امریکہ محترم سیّد محمود احمد صاحب ناصر شامل تھے۔ مزید برآں دیگر مبلغینِ امریکہ مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب مبلغ مِڈ ویسٹ ریجن، مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ ویسٹ کوسٹ ریجن، مبلغ نیویارک مکرم میجر عبدالحمید صاحب اور مبلغ واشنگٹن مکرم عبدالرشید یحیٰی صاحب، جماعتہائے احمدیہ کے نیشنل پریذیڈنٹ مکرم برادر مظفر احمد صاحب ظفر، مکرم برادر حاجی امین اللہ صاحب اور بعض دیگر جماعتی عہدیداروں کو بھی اس دعوت میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور نے محترمہ صاحبزادی امتہ النور صاحبہ کے ہاں قریبًا اڑھائی گھنٹہ قیام فرمایا۔ اور دعوت کے اختتام پر ساڑھے گیارہ بجے شب محترم جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ہاں واپس تشریف لائے۔

واشنگٹن میں قیام کے دوسرے روز ۱۷ستمبر ۱۹۸۰ء کو حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مع جملہ افرادِ خاندان و اہلِ قافلہ واشنگٹن سے ۱۲۰ میل دُور ریاست پنسلوانیہ میں امریکہ کے مشہور و معروف لانگ وُڈ گارڈنز LONG WOOD GARDENS دیکھنے تشریف لے گئے۔

لانگ وُڈ گارڈنز ۳۵۰ ایکڑ رقبہ پر پھیلے ہوئے ہیں اور امریکہ میں فنِ باغبانی کے ایک شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس میں قسم ہا قسم کے پھولوں اور پودوں کے علیحدہ علیحدہ باغوں کے علاوہ، علم نباتات کے نقطۂ نگاہ سے لگائے جانے والے باغات تفریحی باغات، مصنوعی جھیلیں، تالاب، فوّارے، آبشاریں اور چراگاہیں شامل ہیں۔ تمام تر شیشے سے بنے ہوئے بہت بڑے بڑے ہال (CONSERVATORIES) اس کے علاوہ ہیں جن میں مختلف ممالک کے موسمی حالات پیدا کرکے اور وہاں کے درختوں پودوں اور پھولوں کو بڑے قرینے اور سلیقہ سے اُگا کر محفوظ کیا گیا ہے۔ ان قسم ہا قسم کے باغوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت دلکش و دِلشاد باغ مین فاؤنٹن گارڈن (MAIN FOUNTAIN GARDEN) ہے۔ اِس میں چمن بندی کے فن کو نقطۂ عروج پر پہنچانے کی بہت کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ اس کی سرسبزی و شادابی، ترو تازگی رنگینی و رعنائی اور لاتعداد فوّاروں سے مسلسل اُچھلنے اور عجیب در عجیب انداز سے مختلف شکلوں میں نیچے گرنے والے دس ہزار گیلن متحرک پانی کی دلکشی سیّاحوں کو محوِ حیرت بنائے بغیر نہیں رہتی اور یہاں آکر ان کے قدم جم کر رہ جاتے ہیں۔ ہر سال چھ لاکھ سیّاح ان باغات کو دیکھنے آتے ہیں۔

حضور ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر واشنگٹن سے روانہ ہو کر دو بجے کے قریب

لانگ وُڈ گارڈنز پہنچے تھے۔ یہیں حضور نے جملہ ہمراہیوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور یہیں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ بعدازاں حضور نے لانگ وُڈ گارڈنز کے ۳۵۰ ایکڑ میں پھیلے ہوئے ڈیڑھ درجن باغوں، جھیلوں اور چشموں میں سے بمشکل دو تین باغ دیکھے اور ان میں کچھ وقت چہل قدمی فرمانے اور نئی نئی قسموں کے پودے اور پھول دیکھنے اور اللہ تعالیٰ کی غیر محدود صفات کے جلووں کا مشاہدہ کرنے کے بعد شام کو وہاں سے روانہ ہو کر ساڑھے نو بجے واشنگٹن میں اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لائے۔

واشنگٹن میں قیام کے تیسرے روز ۱۸ ستمبر کو حضور نے حسب پروگرام بوقت دوپہر اس دعوت میں شرکت فرمائی جس کا اہتمام حضور کے اعزاز میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے ورلڈ بنک کی عمارت میں کیا تھا۔ اس میں ورلڈ بنک کے بعض حکّام اور اعلیٰ افسر بھی مدعو تھے۔ اس موقع پر حضور نے مالی اور اقتصادی نظام اور اس سے متعلق مغربی نظریات کے بارہ میں ماہرینِ اقتصادیات سے تبادلۂ خیالات فرمایا۔ اور ان امور سے متعلق اسلام کی بنیادی تعلیم ان کے سامنے پیش کی اور اسلامی تعلیم کے فضائل پر روشنی ڈالی۔ اس خصوصی دعوت میں محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدّام الاحمدیہ مرکزیہ، محترم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ شیخوپورہ اور محترم سیّد محمود احمد صاحب ناصر مبلّغ انچارج احمدیہ مشن امریکہ کو بھی حضور کے ہمراہ شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

واشنگٹن میں قیام کا چوتھا دن | واشنگٹن میں قیام کے چوتھے روز ۱۹ ستمبر ۱۹۸۰ء کو

حضور ایدہُ اللہ نے احمدیہ مشن ہاؤس تشریف لے جاکر مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھائی۔ مسجد اور مشن ہاؤس کی پوری عمارت ایسٹ کوسٹ ریجن اور مڈ ویسٹ ریجن کے مختلف شہروں سے آئے ہوُئے احباب سے بھری ہوئی تھی۔ مستورات بالائی منزل میں تھیں اور مرد نچلی منزل میں واقع مسجد اور اس سے ملحق کمروں میں صفوں میں بیٹھے ہوُئے تھے۔ حضور ڈیڑھ بجے مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔ حضور کے تشریف لانے پر ویسٹ کوسٹ ریجن کے مبلّغ مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب نے اذان دی۔ اس کے بعد حضور نے انگریزی میں ایک پُرمعارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں احباب کو قرآن مجید کے جملہ احکام پرعمل پیرا ہو کر ایک حقیقی مسلمان کی زندگی گزارنے اور دوسروں کے لئے نمونہ بننے کی تلقین فرمائی تاکہ وہ دوسروں کو بھی اس نئی زندگی سے ہمکنار کر سکیں جس سے خدا تعالےٰ نے حضرت مہدی علیہ السّلام کے ذریعہ انہیں ہمکنار کیا ہے۔ حضور کے اس پُرمعارف خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

حضور کے خطبۂ جمعہ کا خلاصہ

حضور ایدہُ اللہ نے تشہّد وتعوّذ اور سُورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد قرآن مجید کی متعدد آیات سے استدلال کر کے احباب کو تلقین فرمائی کہ وہ اس امر کی پرواہ نہ کریں کہ دوسرے انہیں کیا کہتے ہیں اور کیا نہیں کہتے بلکہ فکر اس بات کی کریں کہ وہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں مومن بنے رہیں اور خدا کی نگاہ میں مومن وہی ہوتے ہیں جو اپنے عمل سے ثابت کر دکھاتے ہیں کہ وہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے مصداق ہیں۔

حضور نے فرمایا ہم حضرت مہدی علیہ السّلام کے پیرو ہیں۔ آپؑ کی بعثت کی غرض

يُحْيِ الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ تھی اس کی رُو سے آپ لوگوں کو قرآن کا پیرو بنا کر انہیں نئی زندگی سے ہمکنار کرنے آئے تھے۔ آپ کے پیرو ہونے کی حیثیت میں ہمارا فرضِ منصبی یہ ہے کہ ہم رُوئے زمین کے ان لوگوں کو جو کا لمَیّت کے حکم میں ہیں نئی زندگی سے ہمکنار کریں اور یہ امر ان کے ذہن نشین کرائیں کہ تم اسلام کی لازوال و بے مثال شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہی زندہ ہو گے۔ اس اہم مقصد میں ہم جبھی کامیاب ہونگے کہ ہم قرآن کو پڑھیں اور اس کی تعلیم پر خود عمل پیرا ہوں۔ اگر ہم خود اسلام پر عمل کریں گے اور اسلام کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے تب ہی ہم دوسروں کو زندہ کرنے کے اہل بنیں گے۔ حضور نے فرمایا ایک احمدی کو لازمی طور پر اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ اس صورت میں ہی وہ نوعِ انسانی کو محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے تلے دینِ واحد پر جمع کرنے میں کامیاب ہو گا۔

خطبہ کے دَوران حضور نے قرآن کا عملی نمونہ پیش کرنے کے نتیجہ میں آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے ذریعہ رُونما ہونے والے عظیم انقلاب پر بھی تفصیل سے روشنی ڈال کر واضح فرمایا کہ اس انقلابِ عظیم کے نتیجہ میں دنیا نے اِحیاءِ موتٰی کا ایک عدیم النظیر نظارہ دیکھا۔ اگر ہم قرآن پر عمل کر کے اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے میں اپنی استعداد کی آخری حد تک کوشش کر دکھائیں گے تو اِحیاءِ موتٰی کا ایسا ہی نظارہ اس زمانہ میں بھی ظاہر ہو گا۔ حضور نے بعض مثالیں دے کر اس امر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی کہ قرآن مجید کی لازوال و بے مثال تعلیم میں اس زمانہ کے مسائل کا بھی پورا پورا حل موجود ہے۔

حضور کا یہ پُر معارف و بصیرت افروز خطبہ نصف گھنٹے سے زائد عرصہ تک جاری

رہا۔ اس کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا طویل سلسلہ نماز جمعہ کے بعد حضور نے مشن ہاؤس کے ایک حصہ میں احباب کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ اڑھائی بجے بعد دوپہر سے مسلسل ساڑھے سات بجے شام تک جاری رہا۔ احمدی خاندانوں اور جماعتوں کے لحاظ سے ملاقاتیوں کی فہرست پہلے ہی مرتب کرلی گئی تھی اور ہر خاندان اور ہر گروپ کو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ ان کی باری کس نمبر پہ آئے گی۔ چنانچہ احباب اور جماعتیں مشن ہاؤس کے مختلف کمروں میں جمع ہو کر کمال سکون و اطمینان سے اپنی باری کا انتظار کرتے رہے۔ اِس دَوران بہت سے امریکن احباب حضور کے قافلہ کے دیگر اراکین سے مِل کر ان سے تعارف حاصل کرنے اور اپنا تعارف کرانے میں مشغول رہے احباب کی کثرت، باہمی میل ملاقات اور خوشی و انبساط کی کیفیّت کی وجہ سے مشن ہاؤس میں ایک جشن کا سماں بندھا رہا۔ احباب حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کرکے باہر آتے تو ان کے چہرے خوشی سے گلاب کی طرح کِھلے ہوتے اور وہ اپنی اِس خوش بختی پر دلی مسرّت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ٹھکانوں کی طرف رُخصت ہوئے۔ پانچ گھنٹے کے اس طویل عرصہ میں ایسٹ کوسٹ ریجن اور مِڈ ویسٹ ریجن کے ایک ہزار سے زائد افراد نے ۱۱۲ گروپس میں حضور ایّدہُ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس روز ملاقاتیوں کے ذوق و شوق، خوشی و انبساط اور اخلاص و فدائیت کا ایسا حسین اور دل موہ لینے والا ایمان افروز منظر دیکھنے میں آیا کہ جس کی یاد ہمیشہ ذہنوں میں تازہ رہیگی اور دل اس کی یاد سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

امریکہ جیسے دور و دراز مُلک میں مسیح محمدی کے پروانوں کی اس کثرت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے حضور نے ملاقاتوں کے بعد کمرۂ ملاقات میں دو نفل ادا کئے۔ اور سجدات میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ امریکہ میں دینِ محمد صلّے اللہ علیہ وسلّم کے غالب آنے کے لئے دُعائیں کیں۔

ملاقاتوں سے فارغ ہونے کے بعد حضور مشن ہاؤس سے محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ہاں تشریف لائے۔

واشنگٹن میں قیام کا پانچواں دن

واشنگٹن میں قیام کے پانچویں روز ۲۰ ستمبر ۱۹۸۰ء کو قبل دوپہر حضور ایدہُ اللہ نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جماعتہائے احمدیہ کے صدر صاحبان کے ایک خصوصی اجلاس کی صدارت فرما کر ان کی تبلیغی اور تربیتی مساعی کا جائزہ لیا اور انہیں بیش قیمت نصائح اور ہدایات سے نوازا۔ نیز شام کو استقبالیہ تقریب میں شرکت فرما کر وہاں کی بعض اہم علمی اور سربرآوردہ شخصیّات سے تبادلۂ خیالات فرمایا۔

صدرانِ جماعت کا خصُوصی اجلاس

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اس خصُوصی اجلاس میں مبلّغین محترم سیّد محمود احمد صاحب ناصر محترم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم، محترم میجر عبدالحمید صاحب، محترم میاں محمد ابراہیم صاحب اور محترم مولوی عبدالرشید یحیٰی صاحب کے علاوہ درج ذیل صدر صاحبان جماعت نے شرکت کی:۔

۱۔ محترم برادر عابد حنیف صاحب (بوسٹن) ۲۔ محترم برادر عبدالکبیر (شکاگو) ۳۔ محترم برادر عمر بی۔ ابراہیم (نیویارک)۔ ۴۔ محترم برادر یحیٰی شریف (یارک) ۵۔ محترم

برادر منیر حنیف (فلاڈلفیا) ۶۔محترم برادر جمیل رحمٰن (پٹسبرگ)۔۷۔محترم ناصر محمود ملک (ڈیٹرائٹ) ۸۔محترم برادر منیر احمد اسینٹ لوئیس)۔ ۹۔محترم اللہ بخش چوہدری (واشنگٹن ڈی سی)۔۱۰۔محترم برادر ابو بکر (ریسین) ۱۱۔محترم عبدل ایم۔ملک (ولنگ برو)۔ ۱۲۔محترم برادر محمد صادق (نیوجرسی) ۱۳۔محترم لطیف احمد ملک (سانفرانسسکو)۔۱۴۔ محترم بشارت منیر صاحب (انیھنز) ۱۵۔محترم عبدالحفیظ صاحب (بالٹی مور) ۱۶۔محترم ڈاکٹر اوسامہ صاحب (کلیولینڈ) ۱۷۔محترم برادر منظفر احمد ظفر صاحب (ڈیٹن) ۱۸۔محترم برادر علی رضا صاحب (واکنگن) ۱۹۔محترم برادر رشید احمد صاحب (ملواکی) ۲۰۔محترم ڈاکٹر لئیق احمد (ورجینیا)

مندرجہ بالا مبلّغینِ کرام اور صدر صاحبان کے علاوہ جماعتِ احمدیّہ امریکہ کے فنانشل سیکرٹری محترم مبشر احمد صاحب اور آڈیٹر محترم منور احمد سعید صاحب نے بھی اس اجلاس میں شرکت فرمائی۔

جب یہ سب احباب محترم جناب صاحبزادہ مرزا منظفر احمد صاحب کے مکان کے مقررہ کمرہ میں اپنی نشستوں پر آبیٹھے تو ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر حضورؒ ایدہ اللہ تشریف لائے۔ جملہ حاضرین نے کھڑے ہو کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوت قرآنِ مجید سے ہوا۔ جو حضور کے ارشاد کی تعمیل میں محترم برادر عابد حنیف صاحب صدر جماعت احمدیّہ بوسٹن نے کی۔ اس کے بعد حضور نے اجتماعی دُعا کرائی۔ جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ بعد ازاں محترم میاں محمد ابراہیم صاحب مبلّغ مڈ ویسٹ ریجن نے گزشتہ اجلاس کی روداد پڑھ کر سُنائی جس پر حضور نے منظوری کے دستخط ثبت فرمائے۔

بعدہٗ صدرانِ کرام میں سے جن کے نام اُوپر درج کئے جا چکے ہیں، پہلے تیرہ[۱۳] صدر صاحبان نے حضور ایدہُ اللہ کی اجازت سے باری باری یکم جنوری ۱۹۷۹ء سے اوائل ستمبر ۱۹۸۰ء تک کے عرصہ کی رپورٹ پڑھ کر سُنائی جس میں اپنے اپنے علاقہ میں کی جانے والی تبلیغی اور تربیتی مساعی پر اختصار سے روشنی ڈالی گئی تھی۔ حضور نے رپورٹیں سننے کے بعد جملہ صدر صاحبان کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنی مساعی کی رپورٹ باقاعدگی سے ہر ماہ مبلّغ صاحب انچارج کو بھیجا کریں اس مرحلہ پر حضور نے صدر جماعتِ احمدیہ ڈیٹن محترم برادر منظفر احمد صاحب ظفرؔ کو جو جماعت احمدیہ امریکہ کے نیشنل پریذیڈنٹ بھی ہیں۔ ہدایت فرمائی کہ وہ حضور کے قریب آکر بیٹھیں تاکہ حضور تبلیغی اور تربیتی مساعی کے جائزہ کے دَوران ساتھ کے ساتھ ان سے مشورہ کرسکیں چنانچہ اجلاس کی بقیہ کارروائی کے دَوران انہیں حضور کے پہلو میں بیٹھنے اور مختلف امور سے متعلق حضور کی خدمت میں مشورہ عرض کرنے کا خصُوصی شرف حاصل ہوُا۔

صدر صاحبان کے بعد مبلّغین کرام نے باری باری اپنی مساعی کی رپورٹیں پڑھ کر سُنائیں۔ مالی امور سے متعلق مرکزی مشن کی رپورٹ مکرم مولوی عبدالرشید یحیٰ صاحب نے پیش کی۔ اس بارہ میں حضور نے مبلّغ صاحب انچارج مرکزی مشن نیز فنانشل سیکرٹری صاحب اور آڈیٹر صاحب سے بعض استفسارات فرمائے جن کے انہوں نے جواب عرض کئے۔

حضور ایدہُ اللہ کے ارشادات رپورٹیں پیش ہونے کے بعد حضور نے سابقہ پروگرام پر عملدرآمد اور رپورٹوں میں پیشکردہ امور سے متعلق صدران جماعت کو ہدایات سے نواز کر ان کی رہنمائی فرمائی۔

عیدگاہ کی اہمیّت:۔حضور نے فرمایا کہ مَیں نے ۱۹۷۶ءمیں آپ لوگوں کو ملک کے مختلف علاقوں میں کمیونٹی سنٹر قائم کرنے کی غرض سے زمینیں خریدنے کی ہدایت کی تھی لیکن آپ نے میری اس ہدایت پر عمل نہیں کیا۔ مَیں نے اس سکیم میں بعض تبدیلیاں کی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم اور بنیادی تبدیلی یہ ہے کہ آپ کمیونٹی سنٹرز کی بجائے مختلف علاقوں میں عیدگاہیں بنانے کا پروگرام بنائیں اور اسے جلد از جلد عملی جامہ پہنانے کے لئے اقدامات کریں۔

حضور نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا عیدگاہ جسے آبادی سے باہر کھلی فضا میں OPEN AIR MOSQUE کے طور پر بنایا جاتا ہے اسلام میں ایک مستقل ادارہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہا تو اسے عیدگاہ جاتا ہے یعنی وہ جگہ جہاں عیدین کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں لیکن اس کھلے علاقہ کو جس میں عیدگاہ بنائی جاتی ہے۔ دیگر تربیتی مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً آپ چار پانچ ایکڑ زمین خرید کر اس میں عیدگاہ کی طرز پر کھلی فضا میں غیر مسقّف مسجد بنائیں۔ سامان وغیرہ رکھنے کے لئے ایک سٹور اور بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے ایک بڑا سا شیڈ بنالیں باقی زمین میں پھلدار پودے اور درخت لگادیں۔ اور اس احاطہ کو اپنے تربیتی اجتماعوں اور پکنک وغیرہ کے لئے استعمال کریں۔ چھٹیوں کے دَوران کئی احمدی گھرانے مل کر وہاں جائیں اور اپنے ساتھ بچوں کو بھی لے جائیں۔ بچے وہاں کھیلیں کودیں اور پکے ہوئے پھل درختوں سے توڑ توڑ کر آزادی سے کھائیں۔ ساتھ کے ساتھ ان کی تربیت بھی کریں اس طرح بچوں کی تفریح بھی ہوجائے گی اور بہت خوشگوار ماحول میں تربیت کی سہولت بھی میسّر آجائے گی۔

عیدگاہ کی ایک اور افادیت:۔ حضور نے عیدگاہ کی ایک اُور افادیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ یہاں ہماری تبلیغ میں ایک بڑی رُکاوٹ یہ ہے کہ یہاں کے لوگ ہمارے قریب نہیں آتے اور نہ ہم ان کے قریب ہوتے ہیں۔ ہمارے ان کے درمیان ایک دیوار سی حائل ہے۔ جب تک یہ دیوار نہیں ہٹے گی ہم انہیں اسلام کے قریب نہیں لاسکیں گے عیدگاہ اس دیوار کے ہٹانے میں بھی ممد ثابت ہوسکتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب احمدی بچے اپنے بڑوں کے زیرِ نگرانی وہاں پکنک منانے جائیں۔ تو یہاں کے اپنے ہم عمر دوسرے بچوں کو بھی پکنک منانے کی دعوت دیں اور انہیں اپنے ساتھ وہاں لے جائیں۔ پکنک کے خوشگوار ماحول میں باہمی ربط وضبط بڑھے گا۔ وہاں لمبی چوڑی تربیتی تقریریں کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ باتوں باتوں میں بچّوں کو اسلامی اخلاق اور اسلامی آداب سکھائے جائیں مثلاً کھانا کھانے بیٹھیں تو انہیں بتایا جائے کہ اسلام میں کھانا اللہ کے نام سے شروع کرنا ضروری ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اِدھر اُدھر ہاتھ نہ مارو بلکہ اپنے سامنے سے کھاؤ۔ پھر انہیں بتایا جائے کہ اسلام کا حکم یہ ہے کہ کسی کو گالی نہ دو، کسی سے نفرت نہ کرو، وغیرہ وغیرہ۔ بار بار بچوں کو محبّت اور پیار کے رنگ میں جب یہ چھوٹی چھوٹی باتیں سکھائی جائیں گی۔ تو بچّوں کی از خود تربیت ہوتی چلی جائے گی۔ اور دوسرے بچّے بھی ان باتوں کا اثر قبول کریں گے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ہم ایک سال کے اندر اندر ایسا لٹریچر تیار کریں گے جو اسلامی اخلاق و آداب پر مشتمل ہوگا اور جسے بچّے بآسانی پڑھ سکیں گے۔

عیدگاہ کے لئے زمینوں کی خرید:۔ حضور نے عیدگاہ کے لئے زمینیں

خریدنے کے ضمن میں فرمایا۔ آپ لوگ جب چار پانچ ایکڑ زمین خریدنے کے متعلق سوچتے ہیں تو آپ کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ اس کے لئے دس ہزار ڈالر درکار ہوں گے۔ حالانکہ مَیں نے رسالہ "آؤٹ ڈور" (OUT DOOR) میں ایسی فالتو زمینوں کے اشتہار بھی پڑھے ہیں جو سات ڈالر فی ایکڑ کے حساب سے مِل جاتی ہیں۔ دراصل ہم دو ضرورتوں کے تحت زمینیں خریدتے ہیں ایک فوری ضرورت کے ماتحت اور دوسرے بیس بیس سال بعد پیدا ہونے والی ضرورتوں کے پیشِ نظر۔ آپ عیدگاہ کے لئے دوسری قسم کی سستی زمینیں خریدنے کی کوشش کریں۔ مَیں ہر سٹیٹ میں ایسی زمینیں خریدنا چاہتا ہوں حتٰی کہ ایسی سٹیٹ میں بھی جہاں فی الحال کوئی ایک احمدی بھی نہیں ہے مستقبل میں وہاں بھی ہزاروں احمدی ہوں گے اور اس وقت آپ کو وہاں بھی زمینیں درکار ہوں گی۔ اللہ تعالےٰ مستقبل میں جو کچھ کرنے والا ہے اس کا آپ لوگوں کو ابھی احساس نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ ہم پر بڑے فضل نازل کر رہا ہے۔

نئی عیدگاہ کمیٹی کا قیام :۔ بعد میں حضور نے تمام سابقہ کمیٹیاں توڑکر عیدگاہوں کے قیام کے لئے ایک نئی کمیٹی تشکیل دی۔ مشنری انچارج کو اس کا صدر اور نیشنل پریذیڈنٹ کو اس کا سیکرٹری مقرر فرمایا۔ اور کمیٹی کو اس امر کا پابند کیا کہ وہ اپنی کارگزاری اور کامیابی کی رفتار کے متعلق براہِ راست حضور کی خدمت میں رپورٹیں ارسال کرے گی۔

اشاعت لٹریچر و تبلیغ :۔ صدران جماعتہائے احمدیہ نے اپنی رپورٹوں میں اشاعت لٹریچر اور تبلیغ اسلام کے ضمن میں حضور سے ہدایت و رہنمائی کی درخواست کی تھی۔ اس ضمن میں حضور نے قرآن مجید مع انگریزی ترجمہ کی اشاعت

اور ایک خاص پروگرام کے ماتحت اس کی تقسیم پر زور دیا۔ حضور نے پہلے احمدیہ مشن امریکہ کو ہدایت دی تھی کہ وہ پہلے مرحلہ کے طور پر علم دوست امریکنوں کے ایک ہزار نام اور پتے مرتب کریں اس کے بعد پورے مُلک میں سے مزید چار ہزار ایسے امریکی باشندوں کی فہرست بنائیں جنہیں قرآنِ مجید مہیّا کرنا مفید ہوگا اور وہ اس سے استفادہ کرنے میں دلچسپی لیں گے۔ حضور نے محترم سیّد محمود احمد صاحب مبلّغ انچارج احمدیہ مشن سے دریافت کیا کہ قرآنِ مجید کے چالیس ہزار نسخوں کی تقسیم کے ضمن میں اس ہدایت پر کس حد تک عمل ہوا۔ اس کے جواب میں محترم مبلغ انچارج صاحب نے عرض کیا کہ ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے علم دوست اہم افراد کے تین ہزار پتے رجسٹر میں درج کرکے محفوظ کئے جاچکے ہیں۔ مزید پتے حاصل کرنے اور ان سے رابطہ پیدا کرنے کا کام جاری ہے اس سلسلہ میں صدر صاحبان نے قرآن مجید کے نسخے تقسیم کرنے سے متعلق متعدد مشورے پیش کئے جنہیں نوٹ کر لیا گیا۔

اس دَوران ایک دوست نے بڑے لوگوں کو تبلیغ کرنے کی اہمیّت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اگر ایک بڑا آدمی احمدی ہو جائے تو اس کے اثر کے نتیجہ میں اور بہت سے لوگ اسلام کی طرف متوجّہ ہوں گے اور وہ دَوڑے چلے آئیں گے۔ حضور نے فرمایا۔ اشاعتِ حق کے سلسلہ میں بڑے لوگوں پر انحصار کرنا اور انہیں ہی اشاعتِ حق کا ذریعہ سمجھنا بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ہر احمدی خود بڑا بننے کی کوشش کرے اور اللہ تعالےٰ سے اس کے فضلوں رحمتوں اور برکتوں کا طالب ہو۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ لوگ ذاتی تعلّق کی شکل میں عوام سے رابطہ پیدا کریں تاکہ اس وقت امریکی عوام اور آپ کے درمیان جو دیوار حائل ہے اور جو

تبلیغ کے راستہ میں روک ثابت ہو رہی ہے وہ دُور ہو۔

<u>فولڈرز شائع کرنے کا منصوبہ</u>:۔ اس دیوار کو دُور کرنے کے لئے حضور نے بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور احمدیت کے تعارف پر مشتمل مختصر ٹریکٹ کی شکل میں "فولڈرز" شائع کرنے کے ایک منصوبے کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا دنیا کی ہر معروف زبان میں یہ "فولڈرز" شائع ہونے چاہئیں۔ اور اس امر کا اہتمام ہونا چاہیئے کہ جن تاریخی یا تفریحی مقامات کو دیکھنے دنیا کے تمام ملکوں سے لاکھوں کی تعداد میں سیّاح آتے ہیں وہاں ہمارے آدمی دنیا کی مختلف زبانوں کے فولڈرز لے کر جائیں اور ہر ملک کے سیاحوں کو خود ان کی اپنی زبان کے فولڈرز دیں وہ انہیں شوق سے پڑھیں گے اور ان میں سے بہت سے لوگ مشن سے رابطہ قائم کریں گے۔ حضور نے جماعت احمدیہ امریکہ کو ایسے فولڈرز پچاس ہزار کی تعداد میں شائع کرنے اور مذکورہ طریق کے مطابق تقسیم کرنے کی ہدایت فرمائی۔

اس ضمن میں حضور نے ایک اَور ہدایت یہ فرمائی کہ ہر عمر کے AGE GROUP کے لئے علیحدہ لٹریچر ہونا چاہیئے تا کہ ہر عمر کے لوگ اپنی عقل و شعور اور سمجھ کے مطابق اس سے استفادہ کر سکیں۔ پھر زمانہ کے طریق اور اسلوب کے مطابق لٹریچر تیار کرنا اور اسے شائع کرنا چاہیئے کیونکہ ہر زمانہ کا طریق اور اسلوب اپنے سے پہلے کے زمانوں کے طریق اور اسلوب سے مختلف ہوتا ہے۔

<u>مختصر تفسیرِ قرآن شائع کرنے کی ضرورت</u>:۔ صدر صاحبان نے اپنی رپورٹوں میں اس امر کا بھی ذکر کیا تھا کہ مختصر تفسیرِ قرآن کی جلد ONE VOLUME COMMENTARY کی یہاں بہت مانگ ہے۔ جبکہ باہر سے اس مختصر انگریزی تفسیر کی جلدیں

منگوانے میں بہت سی مشکلات حائل ہیں اس لئے اس کی طباعت کا امریکہ میں ہی انتظام ہونا ضروری ہے اس کے متعلق حضور نے فرمایا اگر آپ ایک جلد کی مختصر تفسیر کو یہاں دو ماہ کے اندر اندر ۵۰ ہزار کی تعداد میں چھاپنے اور خریدنے کے لئے تیار ہیں تو میں آپ کو اسے یہاں چھاپنے کی اجازت دینے کے لئے تیار ہوں۔

شادی بیاہ سے متعلق مشکلات کا حل:۔ بعض صدرانِ جماعت نے شادی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بعض مسائل کا بھی ذکر کیا تھا۔ ان کے ضمن میں حضور نے قرآنی تعلیم کو تفصیل سے بیان کیا اور بتایا کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کی رو سے گھر کے تمام تر اخراجات کو پورا کرنے کا مرد ذمہ دار ہے۔ عام حالات میں ضروری نہیں کہ عورتیں باہر جا کر کام کریں اور گھر کے اخراجات کے لئے روپیہ کمائیں۔ آمد پیدا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے لیکن عورتوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ مرد کی آمدن کے مطابق گھر کے اخراجات کو کنٹرول کریں۔ خرابی اس وقت ہی پیدا ہوتی ہے جب عورتیں اپنے خاوندوں کی آمدنی سے بڑھ کر اخراجات کرتی ہیں۔ اسلام نے عورتوں کی یہ ذمہ داری قرار نہیں دی کہ وہ اپنی کمائی ہوئی یا ورثہ وغیرہ میں ملی ہوئی دولت سے اپنے خاوندوں کے اخراجات پورے کریں۔ یہ ذمہ داری مردوں کی ہے کہ وہ اپنے اور بیوی بچوں کے اخراجات اپنی آمدن سے پورا کریں۔ البتہ عورتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی اور گھر کی ضرورتوں کو خاوندوں کی آمدن کے اندر محدود رکھیں۔ حضور نے تعدّدِ ازدواج کے ضمن میں ملکی قوانین کی پابندی کرنے پر زور دیا۔

جماعتی چندوں کی ادائیگی:۔ جماعتی چندوں کی ادائیگی کے ضمن میں حضور نے معیار کے مطابق چندے ادا کرنے کی اہمیت واضح فرمائی اور فرمایا کہ جو لوگ

چندوں کے معاملہ میں ہمارے معیار پر پورے نہیں اُترتے ہیں انہیں معیار پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم انہیں یہ احساس دلائیں کہ معیار کے مطابق چندوں کی ادائیگی کیوں ضروری ہے۔ جب تک انہیں اس امر کا احساس نہیں ہوگا، کہ ہماری جماعت، ہماری آئندہ نسلوں، ہمارے ملک اور تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے نقطۂ نظر سے اسلام کو پھیلانے کے لئے اس چندہ کی ضرورت ہے اس وقت تک وہ بڑھ چڑھ کر چندے نہیں دیں گے۔

حضور کی صدارت میں مبلغینِ امریکہ اور امریکہ کی جماعتہائے احمدیہ کے صدران کا یہ خصوصی اجلاس تین گھنٹے تک جاری رہا۔ آخر میں حضور نے اجتماعی دُعا کرائی اور اس طرح یہ اجلاس جو ساڑھے گیارہ بجے شروع ہوا تھا اڑھائی بجے بعد دوپہر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دُعا پر اختتام پذیر ہوا۔

استقبالیہ تقریب میں سربرآوردہ ہستیوں سے تبادلۂ خیالات

اسی روز (۲۰ ستمبر ۱۹۸۰ء کو) سوا چھ بجے شام حضور ایدہُ اللہ اُس استقبالیہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے جس کا اہتمام احمدیہ مشن امریکہ نے حضور کے اعزاز میں ہوٹل "واشنگٹن ہلٹن" میں کیا تھا۔ اس استقبالیہ تقریب میں یونیورسٹی پروفیسرز، اخبار نویس، دیگر دانشور اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے سربرآوردہ حضرات بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔

ان سب احباب کا حضور سے تعارف کرایا گیا۔ قریبًا ہر ایک نے باری باری اپنے شعبہ سے متعلق حضور سے مختلف سوال پوچھے اور حضور نے قرآنِ مجید کی رُو سے ان کے نہایت مدلّل اور برجستہ جواب دے کر اسلامی تعلیم اور اس کے محاسن کو ان کے سامنے

بڑی وضاحت سے پیش کیا۔ تقریب کے ہال میں گھوم پھر کر حضور اِن سربرآوردہ ہستیوں سے مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیالات فرماتے اور حقائق و معارف بیان فرماتے رہے اس دَوران مذہبی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل پر اقوامِ عالَم کے باہمی تعلقات اور بین الاقوامی امن سے متعلق بے شمار مسائل زیرِ بحث آئے اور حضور قرآنی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل پیش کر کر کے یہ امر انہیں ذہن نشین کراتے رہے کہ اِس زمانہ میں بنی نوعِ انسان جن مسائل سے دوچار ہیں اُنہیں اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ہی حل کیا جا سکتا ہے۔

ان سب حضرات نے حضور کے ارشادات کو بہت دلچسپی اور توجّہ سے سُنا اور از حد متأثر ہوئے۔ پروفیسر ہیمنڈ نے (جنہوں نے حضور سے لیبر پرابلم اور اقتصادی مسائل سے متعلق بہت سے سوال کئے تھے) حضور کے جوابات سُن کر کہا حضرت امام جماعتِ احمدیّہ نے اسلام کی رُو سے بہت سے اقتصادی مسائل کو حل فرما کر مجھ پر بہت کرم فرمایا ہے۔ آپ کی گفتگو بہت مدلّل تھی۔ آپ کے ساتھ ملاقات اور تبادلۂ خیالات اور آپ کے تبحرِ علمی سے استفادہ میرے لئے ایک گونہ فخر اور عزّت افزائی کا موجب ہے۔

میئر کی طرف سے خوش آمدید:۔ احمدیّہ مشن کی طرف سے حضور ایدہ اللہ کے اعزاز میں منعقد کی گئی اس استقبالیہ تقریب میں واشنگٹن شہر کے میئر موصوف کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ایک اہم مصروفیت کی وجہ سے وہ خود تو تشریف نہ لا سکے تاہم انہوں نے اپنے اسسٹنٹ ایگزیکیوٹو سیکرٹری مسٹر لیوس انتھونی کو اس میں شرکت کے لئے بھجوایا اور ان کے ہاتھ ایک تحفہ بھی ارسال کیا۔ جب مسٹر انتھونی حضور

کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو انہوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا۔ میئر موصوف استقبالیہ تقریب میں خود آنا چاہتے تھے لیکن ایک اہم مصروفیت کی وجہ سے نہ آسکے۔ اس کا انہیں بہت افسوس ہے۔ تاہم انہوں نے واشنگٹن میں آپ کی تشریف آوری پر اہلِ شہر کی طرف سے دلی خوشی اور مسرت کے اظہار کے طور پر یہ تحفہ ارسال فرمایا ہے (یہ کہہ کر انہوں نے وہ تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ لکڑی کے ایک سٹینڈ پر چمکدار میٹل کی ایک خوبصورت ٹرے رکھی ہُوئی تھی جس پر واشنگٹن شہر کا نشان منقّش تھا۔ یہ خوبصورت تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہُوئے انہوں نے مزید کہا) آپ ایسی معزز و محترم ہستیوں کا واشنگٹن میں تشریف لانا پورے شہر کے لئے از حد خوشی اور عزّت کا موجب ہے۔ مَیں میئر موصوف کے ارشاد کی تعمیل میں جملہ اہالیانِ شہر کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور نیک تمنّاؤں کا اظہار کرتے ہُوئے خلوصِ دل سے عرض کرتا ہوں:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سلام کے یہ دُعائیہ کلمات مسٹر انتھونی نے عربی میں ہی اپنی زبان سے ادا کئے۔ حضور نے یہ تحفہ قبول فرماتے ہُوئے میئر موصوف کا شکریہ ادا کیا اور مسٹر انتھونی کی معرفت انہیں سلام کہلوایا۔

مُسرّت کا اصل مُوجب:۔ ایک معمّر خاتون صحافی نے عرض کیا کہ حقیقی مُسرّت کے حصُول کے لئے بنی نوعِ انسان کے درمیان تمام مسائل پر اتفاق ضروری ہے تاکہ ہر قسم کا نزاع دُور ہو اور کسی قسم کی مناقشت کا امکان باقی نہ رہے۔ مَیں سوچتی ہُوں کہ چونکہ مسائل پر کامل اتفاق ممکن نہیں ہے اس لئے اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ بنی نوعِ انسان کبھی حقیقی مسرّت سے ہمکنار ہوسکیں۔ خاتون صحافی کے اس اظہارِ خیال پر

حضور نے فرمایا اختلاف تو باعثِ رحمت ہے اور مسرّت اختلاف کی کوکھ سے ہی جنم لیتی ہے۔ اختلاف کی وجہ سے مختلف زاویہ ہائے نگاہ اور گوناگوں نقطہ ہائے نظر سامنے آتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں تعمیر و ترقی کی نئی راہیں کھلتی ہیں اصل چیز جس پر حقیقی مسرّت کا دار و مدار ہے یہ ہے کہ اختلاف کے باوصف نفرت کسی سے نہ کی جائے اور محبت بلا تفریق و امتیاز سب کے لئے عام ہو۔

اس جواب پر نہ صرف وہ خاتون صحافی بلکہ جملہ سامعین بہت محظوظ ہوئے، اور سب نے ہی حضور کے اس ارشاد کی تائید کی۔

سفیرِ امن کی خدمت میں خراجِ عقیدت :- استقبالیہ تقریب میں امریکی فوج کے ایک ریٹائرڈ جرنیل، جنرل رولینڈ ڈیل مار GENERAL ROLAND DELMAR بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب ان کا حضور سے تعارف ہوا تو انہوں نے حضور سے دریافت کیا کہ حضور واشنگٹن میں اور کتنا عرصہ قیام فرمائیں گے حضور نے انہیں بتایا کہ حضور دو روز بعد انگلستان واپس جا رہے ہیں۔ اس پر جنرل موصوف نے کہا۔ اوہو! آپ کا قیام تو بہت مختصر ہے یہاں بہت سے لوگ ہیں جو آپ سے ملنے اور تبادلۂ خیالات کرنے کے متمنّی ہیں کیونکہ آپ جہاں بھی جاتے ہیں امن لے کر جاتے ہیں۔ آپ امن کی باتیں کرتے ہیں۔ امن ہی آپ کی گفتگو کا موضوع ہوتا ہے۔ امن کا پرچار ہی آپ کا مشن ہے۔ اور باہمی تفرقوں، مخاصمتوں اور نفرتوں کو ختم کرنا آپ کا مقصد ہے۔ آپ کو تو امریکہ میں زیادہ عرصہ ٹھہرنا اور قیام کرنا چاہیئے تا کہ ملاقات کے متمنّی آپ سے مل سکیں اور آپ کے بیش قیمت خیالات سے مستفیض ہو سکیں۔ حضور نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے

مطابق اس وقت تو میرے لئے یہاں زیادہ عرصہ قیام کرنا ممکن نہیں ہے اگر خدائی منشاء کے بموجب آئندہ میرا یہاں آنا ہوا تو میں پروگرام میں زیادہ قیام کی گنجائش رکھ کر یہاں آؤں گا۔

یہ تقریب جو سوا چھ بجے شام شروع ہوئی تھی سوا دو گھنٹہ جاری رہنے کے بعد ساڑھے آٹھ بجے شب اختتام پذیر ہوئی اور حضور وہاں سے روانہ ہو کر رات نو سوا نو بجے اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لائے۔

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کے اعزاز میں لجنہ اماء اللہ کا استقبالیہ اُسی روز (۲۰ ستمبر ۱۹۸۰ء کو) بوقت سہ پہر حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کے اعزاز میں لجنہ اماء اللہ امریکہ نے احمدیہ مشن ہاؤس کی بالائی منزل میں وسیع پیمانہ پر ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی جس میں امریکہ میں مقیم خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خواتینِ مبارکہ کے علاوہ امریکہ کی احمدی خواتین نے بہت کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت سیّدہ ممدوحہ نے جملہ بہنوں کو شرفِ ملاقات بخشا اور اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے سے متعلّق انہیں بیش بہا نصائح سے سرفراز فرمایا۔ حضرت سیّدہ کے ساتھ امریکہ کی احمدی خواتین کی یہ تفصیلی ملاقات ان کے لئے ازحد مسرّت اور ازدیادِ ایمان کا موجب ثابت ہوئی۔

واشنگٹن میں قیام کا چھٹا دن واشنگٹن میں حضور کے قیام کا چھٹا دن (۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء کا دن) جماعتہائے احمدیہ امریکہ کی طرف سے بہت وسیع پیمانہ پر ترتیب دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت فرما کر انہیں بہت تفصیلی الوداعی خطاب سے سرفراز فرمانے اور ان کے ساتھ شریکِ طعام ہو کر انہیں بیش بہا

نصائح اور شرفِ مصافحہ سے نوازنے کے لئے مخصوص تھا۔ اس استقبالیہ کا اہتمام واشنگٹن کے معروف ہوٹل شورہم امریکنا (SHOREHAM AMERICANA) کے ایک بہت وسیع و عریض آراستہ و پیراستہ ہال میں کیا گیا تھا جس کے ایک سرے پر ایک بہت شاندار اسٹیج پہلے سے بنا ہوا تھا۔ ہال کو دو حصّوں میں تقسیم کرکے ایک باپردہ حصّہ کو مستورات کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا تاکہ وہ بھی شریک ہو کر حضور کے خطاب سے مستفیض ہو سکیں۔ حضور ایدہُ اللہ، مبلّغینِ کرام اور امریکہ کے مرکزی عہدیداران کے لئے اسٹیج پر نشستوں کا اہتمام تھا جبکہ احباب نیچے ہال میں قرینہ سے لگی ہوئی چھوٹی چھوٹی میزوں کے گرد بیٹھے ہُوئے تھے۔ اس تقریب میں چار صد سے زائد احباب اور اتنی ہی تعداد میں مستورات نے شرکت کی۔

جماعتی استقبالیہ میں حضور کی تشریف آوری اُس روز حضور ایدہُ اللہ اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا مع اہلِ قافلہ ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی کوٹھی سے موٹر کاروں کے ذریعہ روانہ ہو کر بارہ بجے دوپہر 'شورہم امریکنا' ہوٹل پہنچے۔ ہوٹل کے صدر دروازہ پر مبلّغ انچارج امریکہ مشن محترم سیّد محمُود احمد صاحب ناصر اور جماعت کے مرکزی عہدہ داروں نے حضور کا پُرتپاک استقبال کیا۔ لجنہ اماء اللہ امریکہ کی عہدیداروں نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا کو بہت پُرخلوص طور پر خوش آمدید کہا۔ حضور جماعتی عہدیداروں کی معیّت میں اور حضرت سیّدہ لجنہ اماء اللہ کی سرکردہ ممبرات کی معیّت میں اس ہال میں تشریف لائے جس میں استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ احبابِ جماعت نے اللہ اکبر، اسلام زندہ باد حضرت خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، حضرت مرزا غلام احمد کی جے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

زندہ باد کے پُرجوش نعرے لگا کر حضور کا بہت والہانہ انداز میں استقبال کیا۔

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا تو مستورات والے حصّہ میں تشریف لے گئیں اور حضور اسٹیج پر جماعتی عہدیداروں کے درمیان صدر جگہ پر رونق افروز ہوئے۔ حضور کے تشریف فرما ہونے کے بعد مبلّغ انچارج محترم سیّد محمود احمد صاحب ناصر نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ بعد ازاں حضور نے اجتماعی دُعا کرائی اور پھر حاضرین کو انگریزی میں ایک پُر معارف اور بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔ حضور کے اس الوداعی خطاب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

حضور کے الوداعی خطاب کا خلاصہ

حضور ایدہ اللہ نے تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سُورۃ الحشر کے آخری رکوع کی تلاوت کی اس کے بعد فرمایا کہ مَیں اس وقت تمھیں زندگی کے بعض حقائق اور اس کائنات کی بنیادی حقیقت کی طرف توجّہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس بنیادی حقیقت کو سمجھے بغیر ہم اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے والے نہیں بن سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سُرخرو قرار نہیں پا سکتے۔

کائنات کی بُنیادی حقیقت:۔ حضور نے فرمایا اس کائنات کی بنیادی حقیقت توحید باری تعالیٰ ہے۔ زندگی کا سرچشمہ یہی بنیادی حقیقت ہے۔ اگر اس سرچشمہ سے انسان کا تعلّق منقطع ہو جائے تو پھر زندگی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور انسان ظلمات میں بھٹکنے لگتا ہے اور اپنی زندگی کے مقصد سے دُور جا پڑتا ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بے ہمتا ذات اور اس کی غیر محدُود صفات کا علم حاصل کریں تاکہ ہم دنیا میں بامقصد اور کامیاب زندگی گزار سکیں۔ اِس

بنیادی حقیقت کو ذہن نشین کرانے اور تمام نوعِ انسان کا زندگی کے سرچشمہ سے تعلق جوڑنے کی غرض سے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کا ظہور ہوُا اور اسی لئے آپؐ بیک وقت تمام انسانوں اور قیامت تک تمام زمانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے۔

آنحضرتؐ کی بعثتِ عامہ اور اس کا ایک خاص پہلو فرمایا اس امر کا کہ حضرت محمد رسُولُ اللہ تمام انسانوں اور تمام زمانوں کے لئے رسُول بنا کر بھیجے گئے ہیں اللہ تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا آیت ۲۹)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھے تمام بنی نوعِ انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقۂ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا) رسُول بنا کر بھیجا ہے جو (مومنوں کو) خوشخبری دیتا اور (کافروں کو) ہوشیار کرتا ہے لیکن انسانوں میں سے اکثر اس حقیقت سے واقف نہیں۔

اس آیت میں النّاس کا لفظ بہت اہم ہے۔ عربی میں یہ لفظ عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے جب النّاس کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس سے مراد مرد اور عورتیں دونوں ہوتے ہیں۔ سو رسولُ اللہ جس طرح مردوں کے لئے رسُول بنا کر بھیجے گئے ہیں بعینہٖ اسی طرح عورتوں کے لئے بھی آپؐ رسول ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کی حیثیّت کیا ہے۔ اس آیت کی رو سے

مرد اور عورت انسان ہونے کی حیثیّت میں مساوی ہیں اللہ تعالےٰ نے صرف ایسے امور میں جن کا تعلّق خاص عورتوں سے ہے صرف عورتوں کو ہی مخاطب کیا ہے۔ ورنہ قرآنِ مجید میں تمام احکام مردوں اور عورتوں دونوں کو ایک ساتھ مخاطب کرکے دیئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ عورتوں کی حیثیّت اسلام میں وہی ہے جو مَردوں کی ہے

آنحضرتؐ کے تمام عَالمین کیلئے رحمت ہونے کا مفہوم

حضور نے زندگی کی اس حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے کہ ہر جاندار کے بعض حقوق ہیں اور ان کی ادائیگی ضروری ہے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث ہی اس لئے کیا ہے کہ آپؐ تمام موجودات کے حقوق متعیّن کرکے ان کی ادائیگی کا اہتمام فرمائیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو مخاطب کرکے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء آیت ۱۰۸)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کی رُو سے اسلام نے تمام جانداروں کے حقوق متعیّن کرکے ان کا تحفّظ کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ہونا اس امر کا مقتضی تھا کہ اسلام میں تمام جانداروں کے حقوق متعیّن کرکے ان کے تحفّظ کا انتظام کیا جاتا۔ چنانچہ اسلام نے ایسا ہی کیا۔ انسانوں کے حقوق کا تو مَیں آگے چل کر ذکر کروں گا۔ فی الوقت مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام نے جانوروں کے حقوق بھی متعیّن کئے ہیں اور اس بارہ میں بہت تفصیلی احکام دیئے ہیں۔ ان کی تفصیلات میں جانا فی الوقت میرے لئے ممکن نہیں۔ مَیں صرف ایک حکم کا ذکر کرنے پر ہی اکتفا کروں گا اور وہ یہ ہے

کہ اسلام نے حکم دیا ہے کہ تمہیں پرندوں اور جانوروں کے اتنے شکار کی اجازت ہے جتنی تمہیں ضرورت ہو۔ اسلام نے ضرورت سے زیادہ شکار کرنا اور جنگلی پرندوں اور جانوروں کو بے دریغ مارنا ممنوع قرار دے دیا اور اس طرح جانوروں کے حقوق کا تحفظ کیا۔ یہ حکم اس لئے بھی ضروری تھا کہ اسلام نے اسراف سے منع کیا ہے اسراف سے دُوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ امریکہ میں وسیع پیمانہ پر خوراک کا جو ضیاع ہوتا ہے وہ سراسر خلافِ اسلام ہے۔ اسلام میں اناج کا ایک دانہ بھی ضائع کرنے کی اجازت نہیں۔

انسانی شرف کا قیام اور اس کی حفاظت کا طریق حضور نے کائنات اور زندگی کی ایک اور حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین اور آسمانوں میں جو چیز بھی پَیدا کی گئی ہے اسے انسان کا خادم بنایا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ (الجاثیہ آیت ۱۴)

ترجمہ :۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب اس نے تمہاری خدمت پر لگایا ہوُا ہے۔

یہ آیت اس حقیقت پر دال ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو تمام مخلوقات میں امتیاز بخشا ہے اور اسے عزّت و شرف کا ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے۔ لیکن عزّت و شرف کا یہ مقام اطاعتِ خداوندی کے ساتھ وابستہ ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم اسلام کی تعلیم پر عمل کرکے ہی عزّت اور شرف کے مقام کے مستحق قرار پا سکتے ہیں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اختیار کرکے انسان عزّت و شرف کے اس مقام سے گر جاتا ہے اور جانوروں سے بھی بدترین جاتا ہے۔ اس سے ایک اور بات مستنبط ہوتی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ اپنے

حقیقی بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اطاعت کے ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں اور اپنے آپ کو ایسا بنائیں کہ دوسرے ان کی تقلید کریں اور یہ کہ وہ نافرمانی اختیار کر کے ایسے نہ بنیں کہ دوسروں کی تقلید کرتے پھریں اور اَسْفَلَ السَّافِلِیْنَ میں جا گریں۔ اس میں خاص طور پر آپ لوگوں کے لئے جو سراسر مادی تہذیب کے زیر اثر زندگی گزار رہے ہیں بہت بڑا سبق مضمر ہے۔

دوسروں کی تقلید سے بچنے کے سلسلہ میں ایک ضروری احتیاط

اس مرحلہ پر حضور نے دوسروں کی تقلید سے بچنے کے سلسلہ میں ایک ضروری احتیاط کا بھی بطورِ خاص ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ تمھیں حکم یہ ہے کہ خدائی احکام کی اطاعت کر کے اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ دوسرے تمہاری تقلید کریں اور ایسے نہ بنو کہ تم دوسروں کی تقلید کرو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ان لوگوں سے جو خدا سے غافل ہیں اور اِباحتی زندگی گزار رہے ہیں نفرت کرو اور یہ کہو کہ وہ سب دوزخی ہیں۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم دوسروں سے محبّت کرو۔ اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ کیونکہ تم اُس اَفْضَلُ الرُّسُل صلے اللہ علیہ وسلّم کے پیرو ہو جسے خدا تعالےٰ نے رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ بنا کر بھیجا ہے۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کے نافرمان ہیں اُنہیں اُن کے گناہوں کی سزا دینے کا اختیار صرف خدا کو ہے اور خدا خود کہتا ہے کہ

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(آلِ عمران آیت ۱۳۰)

ترجمہ:۔ وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

بعض اوقات لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ جو لوگ اسلام پر ایمان نہیں لاتے کیا وہ سب جہنّم میں جائیں گے۔ مَیں کہتا ہُوں نہیں۔ یہ فیصلہ تو خدا نے کرنا ہے کہ وہ کِس کو جنّت میں داخل کرے گا اور کِس کو دوزخ میں بھیجے گا۔ پس تمھیں ہمیشہ اپنی نجات کی فکر کرنی چاہیئے۔ تم خدا تعالےٰ کے اطاعت گزار بندے بنو۔ اس کے حکموں پر چلو اور وہ جو خدا کی اطاعت سے باہر ہیں ان کی تقلید مت کرو اور ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبہ کے تحت ان کے لئے دُعائیں کرو کہ وہ بھی راہِ حق اختیار کر کے خدا تعالےٰ کی اطاعت میں واپس آجائیں۔

کھانے سے متعلق اِسلام کا ایک تاکیدی حکم

بعد ازاں حضور نے مغربی تہذیب کی بعض خامیوں کا ذکر کرتے ہُوئے ان سے بچنے کی پُر زور تلقین فرمائی۔ سب سے پہلے حضور نے اسراف اور اس کی مضرّت کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا ابھی ہم یہاں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ اسلام نے اس بارہ میں بھی ہمیں تفصیلی تعلیم دی ہے اور بنیادی حکم اس ضمن میں یہ دیا ہے کہ

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الاعراف آیت ۳۲)

ترجمہ:۔ کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو کیونکہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس حکم کی یہاں (امریکہ میں) کھُلے بندوں خلاف ورزی ہو رہی ہے ایک طرف خوراک میں بے انتہاء اسراف سے کام لیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ماہرین یہ شور مچا رہے ہیں کہ آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے اگر اسے روکا نہ گیا تو زمین میں خوراک تھوڑی رہ جائیگی۔ اور لوگ بھوکوں مرنے لگیں گے۔ بات یہ نہیں ہے کہ خوراک کم رہ جانے کا خطرہ ہے۔

بلکہ خرابی یہ ہے کہ کھانے پینے میں اسراف کی وجہ سے بے انداز خوراک ضائع جارہی ہے ماہرین کے اس واویلا پر میں ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں کہ خوراک بہت ہے اگر اسلامی حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اسراف سے بچا جائے تو خوراک کی کمی کبھی نہیں ہوگی۔ پس تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اسراف سے پرہیز کرتے ہوئے خوراک کو ضائع ہونے سے بچاؤ اور اس بارہ میں دوسروں کے لئے نمونہ بنو۔

والدین کی خدمت و اطاعت

حضور نے مغربی تہذیب کی ایک اور خرابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مغرب میں والدین کی خدمت و اطاعت کا جذبہ سرے سے ہی مفقود ہے بالخصوص بڑھاپے میں ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا ان کی اولاد انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر ان سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور ان کی خبر تک نہیں لیتی کہ وہ کس حال میں ہیں۔ بچے والدین کی وفات پر ان کی دولت تو ورثہ میں ہتھیا لیتے ہیں لیکن خود ان پر ایک پائی خرچ کرنے کے بھی روادار نہیں ہوتے برخلاف اس کے قرآن نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل۔ آیات ۲۴ و ۲۵)

ترجمہ:۔ تیرے ربّ نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک

کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا
آجائے تو اُنہیں (ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہُوئے)
اُف تک نہ کہہ اور نہ اُنہیں جھڑک اور ان سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر
اور رحم کے جذبہ کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویّہ اختیار کر اور
(ان کے لئے دُعا کرتے وقت) کہا کر کہ اے میرے ربّ ان پر مہربانی فرما
کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

مغرب میں والدین کے ساتھ ان کے بڑھاپے میں لاپرواہی برت کر جس سہل انگاری سے کام لیا جاتا ہے وہ اخلاقی دیوالیہ پن کی آئینہ دار ہے۔ تم اپنے آپ کو اس اخلاقی دیوالیہ پن سے بچاؤ ورنہ تم خدا کی رحمت سے دُور جا پڑو گے۔

مغربی تہذیب کی ہلاکت آفرینیوں سے بچنے کی تلقین حضور نے مغربی تہذیب اور اس کے نتیجہ میں رُونما ہونے والے اخلاقی دیوالیہ پن کی ہلاکت آفرینیوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہُوئے فرمایا۔ اس مُلک کی معاشرتی فضا اور یہاں کے تمدّنی ماحول کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ یاد رکھو اگر تم نے یہاں کے تمدّنی ماحول کا اثر قبول کیا اور بے راہ روی کی رَو میں بہہ گئے تو تم اپنے آپ کو لاکھ مہذّب سمجھو تم خُدا کی نگاہ میں گر جاؤ گے۔ اگر تم اخلاقی اور رُوحانی اَقدار سے عاری ہو تو تمہاری اعلیٰ رہائش، اعلیٰ پوشاک اور زندگی کی دیگر آسائشیں تمہارے کسی کام نہ آئیں گی اور تمھیں خدا کے غضب سے نہ بچا سکیں گی۔

اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کو چار قسم کی استعدادیں عطا کی ہیں۔ یعنی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی استعدادیں۔ اسلام نے ہر انسان کا یہ حق مقرر کیا ہے کہ اس کی

اِن جملہ استعدادوں کی کامل نشوونما ہو۔ معاشرہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر انسان کی ان سب استعدادوں کی کامل نشوونما کا انتظام کرے۔ اب اگر کسی معاشرہ میں جسمانی اور ذہنی استعدادوں کی نشوونما تو کی جاتی ہے اور اخلاقی و رُوحانی استعدادوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا جاتا ہے تو ایسا معاشرہ کبھی صالح معاشرہ نہیں بن سکتا۔ صالح معاشرہ وہی معاشرہ ہوگا جس میں جسمانی اور ذہنی استعدادوں کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی استعدادوں کے نشوو ارتقاء کا بھی اہتمام ہو۔ اگر مغربی تہذیب کی تقلید کر کے تم اپنی اخلاقی اور رُوحانی استعداد کو مفلوج کر لیتے ہو۔ اور رُوحانیت سے بالکل عاری ہو جاتے ہو تو پھر تمہیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ تم انسان نہیں بلکہ کُتّے سے بھی بدتر ہو۔

پَیدائش انسانی کا اصل مقصد

اس کے بعد حضور نے انسانی پَیدائش کے اصل مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا رُوحانی استعداد کی کامل نشوونما سے مراد یہ ہے کہ تمہارا خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہو جائے وہ تم سے ہمکلام ہو اور قدم قدم پر تمہاری رہنمائی فرمائے اور تمھیں اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور تم اسی لئے پَیدا کئے گئے ہو کہ تم خدا تعالےٰ سے زندہ تعلق قائم کرو۔ یہی تمہاری پَیدائش کا مقصد ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اگر کوشش نہیں کرتے یا نہیں کرنا چاہتے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تمھیں خدا تعالیٰ اور اس کے مقرر کردہ مقصد کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن اگر واقعی تمہارے اندر خدا تعالےٰ کے سَاتھ زندہ تعلق قائم کرنے کی تڑپ ہے اور اپنی اس تڑپ کے زیرِ اثر تم اپنے ربّ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو پھر تمھیں کِسی اَور کی

ضرورت نہیں ۔ وہ تمھارا سہارا بن جائے گا اور جو تم مانگو گے وہ تمھیں ملے گا۔ تم دَارُالاَمان میں داخل ہو جاؤ گے۔

اس مرحلہ پر حضور ایّدہُ اللہ نے ۱۹۷۴ء کے پُر آشوب حالات کا ذکر کر کے اپنے متعدد الہامات بیان کئے اور پھر ان کے پورا ہونے کا بھی تفصیل سے ذکر کیا اور خدائی تائید و نصرت کے نزول پر روشنی ڈالنے کے بعد فرمایا اگر یہ تجربہ مجھے ہو سکتا ہے تو تمھیں کیوں نہیں ہو سکتا۔ تم اس کے حصُول کی کوشش کیوں نہیں کرتے اور کیوں نہیں چاہتے کہ خدا تعالےٰ کی رہنمائی تمھیں بھی حاصل ہو اور تم بھی اس کی تائید و نصرت کے مورد بنو۔

اِس زمانہ کا عظیم ترین واقعہ

حضور نے آخر میں احباب کو ان کی عظیم ذمہ داریاں یاد دلاتے ہوئے فرمایا۔ اس زمانہ میں ایک عظیم ترین واقعہ رُونما ہو چکا ہے اور تم اس کے عینی شاہد ہو۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی کے بموجب حضرت مہدی علیہ السّلام کی بعثت ظہور میں آچکی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں آپؐ کا ایک رُوحانی فرزند مبعُوث ہو گا اور اس کے زمانہ میں اسلام ساری دنیا میں غالب آئے گا سو آپ کا وہ رُوحانی فرزند، وہ موعود مہدیؑ آگیا۔ ساری دنیا نے متحد ہو کر اس کی مخالفت کی لیکن وہ اسے اس کے مقصد میں کامیاب ہونے سے نہ روک سکی۔ وہ جو اکیلا تھا ایک صدی کے اندر اندر ایک کروڑ بن گیا۔ اور ساری دنیا میں اس کو ماننے اور اس پر ایمان لانے والے پیدا ہو گئے۔ خدا تعالےٰ نے دنیا پر آشکار کر دکھایا ہے کہ وہ اپنی اس جماعت یعنی جماعت احمدیّہ کے ساتھ ہے اور غلبہٗ اسلام کے کام میں وہ اس کی

مدد کر رہا ہے اور اب مَیں خُدا تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہُوئے آپ کو بتاتا ہوں کہ اگلی صدی جو عنقریب شروع ہونے والی ہے غلبۂ اسلام کی صدی ہو گی۔ اس میں اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے گا۔ اِنْشَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

پاکستانی اور امریکی احباب کیلئے لمحۂ فکریّہ

خطاب جاری رکھتے اور احباب کو مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا۔ خدا تعالےٰ تو اپنے فضل بارش کی طرح نازل کر رہا ہے وہ اسلام کو غالب کرتا چلا آرہا ہے اور اب اسلام کی آخری فتح کو قریب سے قریب تر لا رہا ہے۔ لیکن تمہارے لئے غور طلب بات یہ ہے کہ جب تک تم سچے مسلمان نہیں بنتے تم اسلام کی آخری فتح میں حصّہ دار نہیں بن سکتے۔ تم اپنے دلوں کو ٹٹولو اور سوچو کہ تم اسلام کی آخری فتح میں حصّہ دار بننے کے لئے کیا کر رہے ہو۔ خدا تعالےٰ تو انہی پر اپنے فضلوں کی بارشں نازل کرے گا جو اچھا نمونہ پیش کریں گے۔

امریکہ میں مقیم پاکستانی احمدیوں کو مخاطب کرکے حضور نے فرمایا۔ تم یہاں کے لوگوں کے لئے نمونہ بنو۔ بُرا نمونہ پیش نہ کرو۔ سوچو اور غور کرو۔

اور پھر آخر میں امریکی احمدیوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ تم بھی اپنے ہموطنوں کے لئے نمونہ بننے کی کوشش کرو اور اپنی نسلوں کی تربیت کی طرف خاص توجّہ دو تاکہ وہ بھی آنیوالے نئے امریکیوں کے لئے نمونہ بنیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف دوڑ کر جاؤ۔ اور اس کی طرف اپنی پیش قدمی کو تیز کرو۔ بلالؓ کا نمونہ تمہارے سامنے ہے۔ بلالؓ غلام تھا لیکن خدا کی راہ میں ثابت قدمی دکھانے اور اس کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کا سردار بنا اور "سیّدنا بلالؓ" کہلایا۔ تم بنی نوعِ انسان

کی حالت کو محسوس نہیں کرتے ۔ وہ مکمل تباہی کے کنارہ پر کھڑے ہیں ۔ ہر احمدی کی یہ ذمّہ داری ہے کہ وہ نوعِ انسانی کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچائے ۔ پس ایسے بنو کہ نوعِ انسانی کو مکمل تباہی سے بچا سکو ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو ، اور تمہیں اس کی توفیق دے ۔ آمین ۔

یہ پُر معارف و بصیرت افروز خطاب قریبًا پون گھنٹہ تک جاری رہا ۔ یہ بارہ بجکر بیس منٹ پر شروع ہوُا تھا اور ایک بجکر ۵ منٹ پر اختتام پذیر ہوُا ۔

دعوتِ طعام حضور کے خطاب کے بعد میزوں کے گرد بیٹھے ہوئے جملہ احباب کے سامنے کھانا پیش کیا گیا ۔ اس طرح چار سو سے زائد احباب کو حضور کی معیّت میں اور اتنی ہی تعداد میں احمدی مستورات کو حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدّظلہّا کی معیّت میں کھانا تناول کرنے کا خصوصی شرف حاصل ہوُا ۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے جملہ حاضر احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا ۔ مصافحہ کے دَوران حضور نے احباب سے باتیں بھی کیں ۔ مصافحے ڈیڑھ بجے شروع ہوُئے اور سوا تین بجے تک جاری رہے ۔

شرفِ مصافحہ عطا فرمانے کے بعد حضور نے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور پھر چار بجے سہ پہر اپنی قیام گاہ پر جانے کے لئے وہاں سے روانہ ہوُئے ۔

واشنگٹن میں قیام کا ساتواں اور آٹھواں دن اور لندن رَوانگی ۲۲ ستمبر کا دن (جو واشنگٹن میں قیام کا ساتواں دن تھا) حضور نے اپنی قیام گاہ میں ڈاک ملاحظہ فرمانے اور سفر کی تیاری کرنے میں گزارا کیونکہ اس روز رات کو حضور نے بذریعہ ہوائی جہاز لندن واپس روانہ ہونا تھا ۔

چنانچہ حضور ۹ بجے کی فلائٹ پر لندن روانہ ہونے کے لئے مع اہلِ قافلہ ڈلس ایئرپورٹ تشریف بھی لے گئے اور احبابِ جماعت بھی حضور کو الوداع کہنے کی غرض سے بڑی تعداد میں ایئرپورٹ پر پہنچے لیکن برٹش ایئرویز کا جہاز جس سے حضور نے لندن روانہ ہونا تھا موسم کی خرابی کی وجہ سے ڈیٹرائٹ سے واشنگٹن نہ آسکا۔ آخر ڈیڑھ گھنٹہ کے انتظار کے بعد اعلان ہوا کہ جہاز اگلے روز ساڑھے بارہ بجے دوپہر روانہ ہوگا۔ وقت زیادہ ہوجانے کی وجہ سے حضور نے مع اہلِ قافلہ رات کا کھانا ایئرپورٹ کے ریسٹورانٹ میں تناول فرمایا اور گیارہ بجے رات محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ہاں واپس تشریف لائے۔

اگلے روز ۲۴ر ستمبر کو جو واشنگٹن میں قیام کا آٹھواں روز تھا حضور ایدہُ اللہ مع اہلِ قافلہ قیام گاہ سے موٹر کاروں کے ذریعہ روانہ ہوکر گیارہ بجے ڈلس ایئرپورٹ پہنچے وہاں امریکہ میں مقیم خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور احبابِ جماعت حضور کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ حضور نے احباب کے درمیان رونق افروز ہوکر کچھ دیر باتیں کیں۔ گیارہ بجکر بیس منٹ پر حضور نے دعا کرائی جس میں جملہ احباب شریک ہوئے۔ پھر حضور نے جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا اور سوا بارہ بجے کے قریب جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز نے بارہ بجکر چالیس منٹ پر فضا میں بلند ہوکر لندن کی جانب پرواز شروع کی۔

اس طرح حضور ایدہُ اللہ کا بارہ روزہ دورۂ امریکہ نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ چار دن حضور نے سانفرانسسکو میں اور آٹھ روز واشنگٹن میں قیام فرمایا۔ ہر چند کہ یہ حضور کا امریکہ کا دوسرا دورہ تھا۔ کیونکہ حضور قبل ازیں ۱۹۷۶ء میں امریکہ کا دورہ فرما چکے تھے۔ لیکن اس وقت حضور صرف ایسٹ کوسٹ

ریجن اور مِڈ ویسٹ ریجن کی بعض جماعتوں میں ہی تشریف لے جا سکے تھے۔ موجودہ دَورہ کو ایک یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اس دَورہ میں حضور پہلی بار ویسٹ کوسٹ ریجن میں تشریف لے گئے اور وہاں کے احباب کو بھی حضور کی زیارت کرنے اور حضور کے زندگی بخش ارشادات سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ اس طرح بیک وقت امریکہ کے مشرق و مغرب میں پریس کانفرنسوں اور استقبالیہ تقاریب میں تقاریر، خطابات اور سربرآوردہ حضرات کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے ذریعہ بہت وسیع پیمانہ پر اسلام کا پیغام پہنچا اور امریکہ بھر میں اسلام کا چرچا اور بول بالا ہوا۔

انگلستان میں حضور ایدہ اللہ کی دینی و تبلیغی مصروفیات

پانچ نئے مراکزِ احمدیت کا افتتاح، جلسہ سالانہ سے خطاب اور عید الاضحیٰ کا خطبہ

پریس کانفرنسوں اور تقاریر کے ذریعے اسلام کے پیغام کی اشاعت

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ کے دورے سے واپسی پر انگلستان میں ۲۴ ستمبر سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء تک قریباً ایک ماہ کا عرصہ قیام فرمایا۔ اس دوران حضور چند یوم کے لئے سپین تشریف لے گئے جہاں پر سات سو سال کے بعد تعمیر کی جانے والی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

برطانیہ میں حضور کے قیام کا ایک بڑا مقصد برطانیہ میں مسجد فضل لندن کی تعمیر کے پچپن سال بعد پانچ مراکزِ احمدیت کا افتتاح کرنا تھا۔ چنانچہ حضور نے مانچسٹر، ہڈرزفیلڈ، بریڈفورڈ، ساؤتھ آل، اور برمنگھم مشنوں کا افتتاح فرمایا۔ اس دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پریس کانفرنسوں سے خطاب فرمایا اور احباب جماعت کے اجتماعات کو بھی اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ اس کے علاوہ جماعہائے احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ سے خطاب کیا اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر پُرمعارف خطبہ ارشاد فرمایا۔

اس عرصہ کی مصروفیات میں بڑی مقدار میں اکٹھی ہو جانے والی ڈاک کا نکالنا بھی تھا جو کہ حضور کے دورۂ کینیڈا اور امریکہ کے دوران جمع ہو گئی تھی اس کے علاوہ مختلف احباب اور معاشرے کے نمایاں افراد سے ملاقاتیں بھی اس شامل ہیں۔ اسکی تفاصیل روزنامہ الفضل میں چھپنے والی تاروں اور رپورٹوں کے ذریعے پیش کی جا رہی ہیں:-

برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے دو نئے مشن ہاؤسز کا افتتاح

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاح فرمایا اور احباب کو اپنے کلمات سے نوازا۔

نئے مراکز مانچسٹر اور ہڈرز فیلڈ میں قائم کئے گئے ہیں۔ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی کیبل گرام

لندن یکم اخاء / اکتوبر۔ حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے جناب امیر صاحب مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے نام ارسال کردہ کیبل گرام میں یہ خوشکن اطلاع دی ہے کہ حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے ۳۰ ستمبر کی شام برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے دو نئے مشن ہاؤسز کا افتتاح کیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

یہ نئے مشن ہاؤسز مانچسٹر اور ہڈرز فیلڈ میں قائم کئے گئے ہیں۔ حضور ایدہُ اللہ ہڈرز فیلڈ مشن ہاؤس کا افتتاح کرنے کے بعد احبابِ جماعت کے درمیان تشریف فرما رہے اور قریبًا دو گھنٹے تک احبابِ جماعت ہڈرز فیلڈ کو اپنے زندگی بخش کلمات سے مستفید فرماتے رہے۔ حضور کی یہ بابرکت مجلس نمازِ عشاء کے بعد شروع ہوئی۔ اس سے قبل حضور ایدہُ اللہ نے مانچسٹر کے مشن ہاؤس کا افتتاح کرنے کے بعد نمازِ مغرب پڑھائی۔ حضور اس کے بعد احبابِ جماعت میں تشریف فرما ہوئے اور قریبًا ایک گھنٹہ تک احباب سے مصروفِ گفتگو رہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے کیبل گرام میں حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ

بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے بتایا ہے کہ:۔

حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ کو گزشتہ چند روز سے چکرّوں کی تکلیف رہی۔
جس کی وجہ سے حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ ۲۶ر ستمبر کا جمعہ بھی نہ پڑھا سکے۔
کیبل گرام میں لکھا ہے اب حضور کی طبیعت قدرے بہتر ہے۔

یاد رہے کہ یہ کیبل گرام بھیجنے کی تاریخ کے بعد موصول ہونیوالی اطلاع کے مطابق اب حضور ایدہُ اللہ کی طبیعت بہتر ہے۔

احباب کرام کامل توجّہ اور مکمّل التزام کے ساتھ دعاؤں میں مصروف رہیں، کہ اللہ تعالےٰ حقیقی قادرِ مطلق ہمارے پیارے آقا کو صحت و سلامتی سے رکھے۔ آپ کے جملہ مقاصد دینیہ میں کامیابی عطا کرے۔ تبلیغ و اشاعت دین کے لئے آپ کی انتھک مساعی کو بارآور کرے اور اپنی معجزانہ تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین۔

(الفضل ۶ر اکتوبر ۱۹۸۰ء)

حضور ایدہ اللہ کے ذریعہ بریڈ فورڈ کے مشن ہاؤس کا افتتاح

ڈپٹی میئر کی شرکت۔ پریس کانفرنس سے خطاب۔ ریڈیو۔ ٹی وی پر تقریب کی اشاعت

لندن ۳؍اخاء؍اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ حضرت بیگم صاحبہ کی طبیعت بھی ٹھیک ہے۔

یہ اطلاع اس کیبل گرام میں دی گئی ہے جو کہ حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے ربوہ میں جناب امیر صاحب مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ کیبل گرام میں یہ خوشکن اطلاع دی گئی ہے کہ منگل ۲؍اکتوبر کو حضور ایدہ اللہ نے بریڈ فورڈ میں نماز ظہر و عصر پڑھا کر جماعت احمدیہ کے مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ اس تقریب میں بریڈ فورڈ کے ڈپٹی میئر اور دیگر نمایاں شخصیات شامل تھیں۔ اس سے قبل حضور نے مشن ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا جس میں ٹی وی۔ ریڈیو اور مقامی اخبارات کے نمائندے اور فوٹو گرافر موجود تھے۔ اس تقریب میں قریباً تین صد احمدی احباب نے شرکت کی۔ حضور ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر خطاب فرماتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ احمدیوں کو دیگر علوم کے ساتھ ساتھ عربی اور اُردو بھی سیکھنی چاہیئے تاکہ جماعت احمدیہ کی آئندہ آنیوالی صدی میں اسلام کی عظیم الشان فتح کا راستہ ہموار ہو سکے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نئی مساجد کی تعمیر کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ اس تقریب کی کارروائی ریڈیو اور ٹی وی پر نشر کی گئی۔ اس روز دوپہر کو بریڈ فورڈ کی جماعت کی طرف سے تمام حاضرین کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

(الفضل ۹؍اکتوبر ۱۹۸۰ء)

روئداد کاروائی جلسہ سالانہ انگلستان منعقدہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء

بمقام کرین فورڈ پارک، ہنسلو

(مرتبہ مکرم محمد شریف صاحب اشرف سیکرٹری تبلیغ برطانیہ)

جماعتہائے احمدیہ انگلستان ہر سال جلسہ سالانہ گرمیوں میں منعقد کرتی ہے امسال بھی حسبِ سابق جلسہ سالانہ انگلستان کے انعقاد کی تاریخیں مقرر کر کے اعلان کر دیا گیا۔ مگر اس سال جماعت احمدیہ انگلستان کی خوش بختی سے سیّدنا حضرت امامِ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انہی ایّام میں اپنے دَورۂ یورپ، انگلستان۔ مغربی افریقہ اور امریکہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ سیّدنا حضرت اقدس کے ورودِ مسعود سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم جناب شیخ مبارک احمد صاحب امام مسجد لندن نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ اگر اس موقع پر حضور اقدس جماعت سے خطاب فرمانا منظور فرمائیں تو یہ بات احبابِ جماعت کے لئے ازدیادِ ایمان اور دلی مسرّت کا باعث ہوگی۔ حضور اقدس نے ازراہِ نوازش اس درخواست کو شرفِ قبولیّت بخشا۔ لہٰذا حضور کے پروگرام کے مطابق جلسہ کی پہلی تاریخیں تبدیل کر کے نئے پروگرام کا اعلان کر دیا گیا اور بجائے دو روز کے جلسہ صرف ایک روز رکھا گیا۔

پروگرام کے مطابق جلسہ کرین فورڈ کے خوش منظر اور وسیع پارک میں ۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء بروز اتوار صبح دس بجے شروع ہوا۔ ابتدائی اجلاس کے بعد دوپہر کے کھانے اور نمازوں کا وقفہ ہوا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ ان ننھے بچوں سے ملے جنہوں نے اپنی عمر کے آٹھویں سال تک پہنچنے سے پہلے پہلے قرآن کریم ختم کیا تھا حضور

نے بچّوں سے بڑے پیار اور محبت سے باتیں کیں۔ بچّوں سے فارغ ہو کر حضور اسٹیج پر تشریف لے آئے اور اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم جناب منیر الدّین صاحب شمس نائب امام مسجد لندن نے تلاوتِ قرآن کریم کی اور اس کے بعد مکرم آدم چغتائی صاحب نے حضور کی ہدایت کے مطابق دُرِّثمین سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیّہ کا کلام نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے حضور ایّدہُ اللہ تعالےٰ نے بچّوں میں دینی معلومات کے مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی دو جماعتوں کو لوائے احمدیت دیا۔ سنڈے سکول کے انچارج خواجہ بشیر احمد صاحب کو بہترین کارکردگی کا انعام دیا۔ سلیمان طارق کو مجلس انصار اللہ کے بہترین زعیم کا انعام دیا۔ مکرم نثار احمد صاحب بَٹ کو فنانس میں اعلیٰ کارکردگی کا انعام دیا۔ اور عبد الحمید صاحب جگّو کو پرائز دیا۔ انھوں نے لاٹریں اپنے ادارہ کا گزشتہ بارہ سال کا ریکارڈ توڑا تھا۔

انعامات کی تقسیم کے بعد حضور نے اپنی تقریر شروع فرمائی۔ حضور کی تقریر دو حصّوں میں تقسیم تھی۔ پہلے حصّہ میں آپ نے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ خدا کی وحدانیت ایک حقیقت ہے وہ ایک ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں۔ وہ قدّوس ہے۔ عالم الغیب ہے۔ خالق ہے۔ حکمت والا ہے۔ اس کا رحم ہر چیز پر غالب ہے۔ فرمایا:۔ اس کرۂ ارض کے علاوہ اور بھی کرّے ایسے ہیں جن میں مخلوق پائی جاتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا کی رحمت نے ہر ایک چیز کا احاطہ کیا ہوُا ہے۔

جس طرح خدا ایک حقیقت ہے اسی طرح ایک دُوسری حقیقت بھی ہے اور وُہ ہے محمّد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم۔ جن کو خُدا نے تمام رُوئے زمین کے انسانوں (مَرد و زن) کے لئے بھیجا۔ جس طرح خدا رحیم ہے اسی طرح آپؐ بھی تمام بنی نوعِ انسان کیلئے

رحمتِ مجسم تھے۔ خدا نے آپؐ کے ماننے والوں کا بھی فرض قرار دیا کہ وہ بھی دوسروں کے لئے رحمت بنیں۔

قرآن کریم کی تعلیم تمام دنیا کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہے۔ قرآن کریم عدل وانصاف کی تعلیم دیتا ہے اور دوسری اقوام کی دشمنی سے روکتا ہے۔ عدل وانصاف کے معاملات میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی تفریق نہیں رکھتا۔ دولت کی تقسیم کا مسئلہ جو بڑی مشکلات کا باعث بنا ہوا ہے۔ قرآنِ کریم نے دولت مند کے مال میں غریبوں، مسکینوں، مانگنے والوں اور جو مانگنے کی استطاعت نہیں رکھتے سب کا حق بلا امتیاز مسلم وغیر مسلم رکھا ہے۔

حضور نے اس سلسلہ میں قرآنِ حکیم کے بہت سے مقامات سے ثابت فرمایا کہ دولت کی تقسیم میں بلاتخصیص مذہب و ملّت سب کا حصّہ اور حق ہے۔ ایمان والوں کو خدا کا حکم ہے کہ وہ مسلمان اور غیر مسلمان بھائیوں میں انصاف قائم کریں۔ فرمایا۔ سچّی گواہی کو مت چھپاؤ خواہ کسی غیر مسلم کے حق میں دینی پڑے۔ قرآنِ کریم ایک انسان کو دوسرے انسان سے تعاون اور مدد کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے آدم زاد بھائیوں سے احسان کا سلوک کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنی عمر میں سینکڑوں مرتبہ قرآن کریم کا نہایت تدبّر سے مطالعہ کیا ہے اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جو کہ دنیاوی معاملات میں ایک مسلم اور ایک غیر مسلم میں تفریق کی تعلیم دیتی ہو۔ شریعتِ اسلامی بنی نوعِ انسان کے لئے خالصتہً باعثِ رحمت ہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے لوگوں کے دلوں کو محبّت، پیار اور ہمدردی سے جیتا تھا۔ اگر ہم بھی لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہوگا۔ قرآنِ کریم کی

تعلیم کا خلاصہ یہ ہے۔ "سب سے محبت۔ اور نفرت کسی سے نہیں" LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE یہی طریق ہے دلوں کو جیتنے کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں۔

انگریزی میں خطاب فرمانے کے بعد حضور نے اُردو میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں اپنے احمدی بھائیوں اور بہنوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ انسان جو اپنی غفلتوں اور گناہوں کے نتیجہ میں تباہی کے گڑھے پر آکھڑا ہؤا ہے اُسے ہلاکت سے بچا کر خدا کی رحمت کے سایہ میں لے آویں۔ یہ کام آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ اس کے لئے خدا کا پیار حاصل کرنا ضروری ہے۔ بانئ سلسلہ احمدیہ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ کا پیار حاصل کرنا تو کوئی مشکل نہیں وُہ جان مانگتا ہے جان دے دو۔ پیار مل جائے گا۔ اسلام کی صحیح روح بھی یہی ہے۔ جس طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کی اطاعت اور پیار میں اپنی زندگی گزاری ہے کسی اَور نے نہ پہلوں میں سے اور نہ پچھلوں میں سے گزاری ہے۔ اور آپؐ نے صحابہؓ کی ایسی تربیت کی کہ وہ بھی بکلّی خدا کے ہو گئے۔

پھر اب آپؐ کا جاں نثار پیدا ہو گیا ہے وہ کیسا مزیدار فقرہ کہہ گیا۔ خدا کا پیار حاصل کرنا تو کچھ مشکل نہیں جو کچھ وہ مانگتا ہے دے دو۔ جان مانگتا ہے۔ جان دے دو۔ پیار مل جائے گا۔ آج وہ آپ سے کہہ رہا ہے:۔

"صحابہؓ سے مِلا جب مجھ کو پایا"

اگر تم دنیا میں اسلام کو غالب کرنا چاہتے ہو تو تمھیں صحابہ کرامؓ کا نمونہ پیش کرنا پڑے گا۔ خالی زبانی جمع خرچ سے کچھ نہ ہو گا۔

اور یہ بات مشکل بھی ہے۔ آج ساری دنیا اِل کے اس کے غلبہ میں روک بن رہی ہے۔ جھوٹے دلائل بیہودہ منطقی و فلسفی خیالات اور اپنی گندی عادتوں کے ساتھ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً یہ اعتراض کہ عورتوں کو اسلام پردہ کیوں کرواتا ہے۔ اسلام میں عورتوں سے مساوات نہیں ہے۔ یہ وہ اعتراضات ہیں جو ایک صحافی نے میری ایک پریس کانفرنس میں کئے۔ مَیں نے اُسے کہا۔ کہ اسلام تمہاری عورتوں کی تمہارے غنڈوں سے حفاظت کرنے کے لئے آیا تھا۔ وہ لاکھوں عورتیں جو ناجائز بچے جَن رہی ہیں کیا ان کی کچھ عزّت نہیں اور اُن کی حفاظت کی ضرورت نہیں؟ فرمایا کہ یہاں ایسی ایسی مثالیں ہیں جن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جماعت کے دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ کہ آپ کو تو ان کی نقل چھوڑنی پڑیگی نہ صرف اپنی عزّت کی خاطر بلکہ اسلام کی عزّت کی خاطر۔

اسلام کے لئے آج قربانی کی ضرورت ہے۔ جبکہ آپ نے ہر چیز خدا سے لی ہے پھر وہ جو کچھ مانگتا ہے وہ اُسے دے دو۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ مَیں دوگنا دُوں گا بلکہ وہ کہتا ہے کہ مَیں بے شمار دُوں گا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم دس ملین ہیں یہ غلط ہے چندہ تو اتنا نہیں کہ اسے دس ملین کا سمجھا جائے۔ حضور نے جب عبدالوہاب سے سب چندوں کا حساب منگوایا تو نصرت جہاں کا چندہ اور دوسرے چندے ملا کر دس کروڑ بن گئے۔ حضور نے ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب سرگودھا کا ذکر فرمایا۔ کہ ۱۹۷۴ء کے فسادات میں ان کی دو منزلہ عمارت جلادی گئی اور ان کا کاروبار تباہ کر دیا گیا۔ ان کو اس کا بڑا صدمہ ہوا اور انہوں نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ مَیں نے ان کو حکم دیا کہ خواہ جھونپڑی میں کام کرنا پڑے۔ کام شروع

کر دیں۔ سرمایہ مَیں نہیں دُوں گا وہ خدا دے گا۔ آج اس جگہ ان کی دو درجن دکانیں اور پہلے سے بڑی عمارت ہے۔ اور کام پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ پچھلے دنوں طوفان میں ارد گرد کے دس پندرہ گھر تباہ ہو گئے۔ ان سب لوگوں کو حافظ صاحب نے اس گھر میں پناہ دی جس کو جلایا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا ہم کسی کے لئے بد دُعا نہیں کرتے۔ یہ خدا کا کام ہے کسی کو سزا دے یا کسی کو چھوڑ دے وہ مالک ہے۔

فرمایا ہم احمدی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے ذریعہ سے اسلام غالب آئے گا۔ ہماری بیٹیاں بے پردہ پھرتی رہیں اور ہم بے فکری سے ہر قسم کے گناہ کرتے پھریں۔ اس چیز کو خدا پسند نہیں کرتا۔ جو صبح گناہ کر کے شام کو خدا کے حضور توبہ کرتا ہے خدا اسے معاف کر دے گا۔ لیکن جو گناہ پر اصرار کرتا ہے اس کو خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ اپنی اولادوں کی فکر کرو۔

جماعت احمدیہ نے اسلام کو غالب کرنا ہے۔ اسلام ڈنڈے۔ تلوار۔ نیزے ایٹم بم۔ ہائیڈروجن بم اور دوسرے ہتھیار جن کا ابھی لوگوں کو پتہ نہیں ان کے ذریعہ غالب نہیں آسکے گا۔ دل صرف پیار سے جیتے جاسکتے ہیں۔ خدا سے ان کی اصلاح کی دُعا مانگو جو اس سے دُوری اور ہلاکت کی راہ اختیار کر رہے ہیں کہ یہ تیرے بندے ہیں ان کے لئے رحمت کے سامان پیدا کر۔ اس کے لئے آپ کو راتوں کو جاگنا پڑے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ عاجزانہ اور تڑپ والی دعا غیر مسلم کے لئے تھی۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔

مَیں اس وقت آپ سب کو جھنجوڑنا چاہتا ہوں۔ بیدار ہو جائیں۔ بہت بڑی

تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

حضور نے مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم کا ذکر فرمایا۔ جب وہ پہلے پہل گھانا میں تبلیغ کے لئے گئے تھے۔ اور ان کو جس گاؤں میں وہ جاتے تھے نکال دیا جاتا تھا تو وہ اپنی گٹھڑی اُٹھا کر اگلے گاؤں چل دیتے تھے۔ آخر خدا نے ان کے ذریعہ احمدیت کا قیام کیا۔ اور آج یہ حال ہے کہ گورنمنٹ گھانا نے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مذہب کے علاوہ احمدیت کو بھی ملک میں مذہبی طور پر اثر انداز ہونے والی تحریک کے طور پر تسلیم کر لیا ہے اور جو رپورٹیں آرہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ وہاں عیسائیت سے بیزار ہو رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہمیں مبلّغوں کی ضرورت ہے اور ان لوگوں کی خدمت کے لئے سامانوں کی ضرورت ہے۔ اور سب سے زیادہ خدا کے حضور جھک کر دُعاؤں کی ضرورت ہے اس لئے آپ بیدار ہو جائیں۔ اگر خدا کی مخلوق کی خاطر اس کے حضور جُھکیں گے تو پھر وہ آپ کی دُعاؤں کو سُنے گا اور ان لوگوں کی اصلاح کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ مہیّا کر دے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اس سے زیادہ میرے لئے اور کیا خوشی کا باعث ہو گا۔

اس کے بعد حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ دُعا کے بعد حضور نے حاضرین کو اَلسَّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہا اور تشریف لے گئے۔ اور یہ جلسہ خدا کے فضل سے بخیر و خوبی ختم ہوا ؛

(الفضل ۲۳ر دسمبر ۱۹۸۰ء)

انتہائی مُبارک تقریبِ سعید، انتہائی مُبارک دن، انتہائی مُبارک گھڑی

سپین میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے جانے کی دلوں کو گرما دینے والی تفصیلات

پیدرو آباد کے قصبے کے ہزاروں مرد عورتیں بچے خوشی کے ساتھ تقریب میں شامل ہوئے

قصبے کی مُعمّر ترین عورت اور سب سے کمسن بچّے نے بھی سنگِ بُنیاد رکھنے کی سعادت حاصل کی

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ میں ۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کا دن انتہائی برکتوں، انتہائی خوشیوں اور انتہائی مسرتوں سے معمور دن تھا جبکہ حضرتِ مہدی علیہ السّلام کے تیسرے خلیفہ اور مقدس نافلہ سیّدنا حضرت حافظ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے دردمندانہ اور عاجزانہ دعاؤں کے پُرکیف ماحول میں اسلامی عظمتِ رفتہ کے شہر قرطبہ سے ۳۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر قصبہ PEDRO ABAD پیدرو آباد میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ سپین میں ساتسو چوالیس سال کے بعد یہ سب سے پہلی مسجد ہے جس کی تعمیر کی سعادت جماعتِ احمدیہ کو حاصل ہو رہی ہے۔ تا خدائے واحد کی توحید اس زمین پر پھیلے اور ہسپانوی قوم ایک دفعہ پھر توحید کے نور سے منوّر ہو کر اور فخر الانبیاء حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی اختیار کر کے سلامتی اور امن کی زندگی بسر کر سکے۔

آج عید ہے | بلاشبہ اسلام و احمدیّت کی تاریخ میں ۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء جمعرات کا دن

وہ تاریخی دن تھا کہ جب سات صدیوں کے بعد سپین کی سرزمین میں پھر خدائے واحد و یگانہ کی عبادت اور اس کی حمد کے لئے مسجد کی بنیاد رکھی جانی تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے اہلِ خانہ کو ہدایت فرمائی تھی۔ کہ آج کے روز کوئی ملاقات نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی اور DISTURBANCE ہو۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مَیں سارا وقت دعاؤں میں گزارنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضور ساڑھے تین بجے صبح سے قبل کے وقت سے ہی دعاؤں میں مصروف رہے۔

اس اہم تاریخی اور مبارک تقریب کو منانے کے لئے آج قرطبہ میں دنیا کے مختلف کونوں سے احمدیت کے پروانے جمع ہو رہے تھے۔ امریکہ۔ سویڈن۔ ناروے۔ ڈنمارک۔ سوئٹزرلینڈ۔ نائیجیریا۔ انگلستان۔ ہالینڈ۔ ایران اور پاکستان کے ممالک کے کئی دوست پہنچ چکے تھے۔

پیدروآباد کو روانگی

بالآخر وہ وقت آپہنچا جس کا شدّت سے انتظار تھا۔ اڑھائی بجے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے۔ مولوی کرم الٰہی ظفرؔ صاحب سے فرمایا۔ خوش ہوں آج عید کا دن ہے۔ عید کا دن کیوں نہ ہو جب صدیوں کے بعد مسلمانوں کی پستی، زوال بے بسی اور کسمپرسی کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے ایک رُوحانی فرزند مہدی علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا تا اس کے ذریعہ اسلام کو دیگر مذاہب پر غالب کر دے۔ جماعت احمدیّہ کے لئے یہ ہزار خوش بختی اور شکر گزاری کا موقعہ ہے یہ سعادت جماعت احمدیّہ کو حاصل ہوئی اسلام کے احیاء کے لئے پہلی مسجد کی بنیاد رکھے۔

پیدروآباد۔میڈرڈ سے قرطبہ جانے والی شاہراہ پر واقع ہے اور قرطبہ سے ۴۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مسجد کے لئے جو زمین خریدی گئی ہے اس کا کل رقبہ ۱۵ کنال کے قریب ہے زمین کے دونوں طرف سڑک گزرتی ہے۔ایک طرف میڈرڈ کو جانے والی شاہراہ ہے اور دوسری طرف گاؤں کو جانی والی پختہ سڑک ہے۔اُونچی جگہ ہے جہاں سے ارد گرد کا سارا علاقہ نظر آتا ہے۔

جب حضور ایدہُ اللہ پیدروآباد تشریف فرما ہُوئے تو سب سے پہلے زمین کے رقبہ کا جائزہ لیا اپنے خادم بہادر شیر صاحب سے فرمایا کہ وہ جگہ کی پیمائش کریں تاکُل رقبہ کا اندازہ ہوسکے۔اس کے بعد حضور شامیانوں کی طرف تشریف لے گئے جہاں ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی جانی تھیں۔

مکرم منیرالدین شمس صاحب نے اذان کہی۔حضور ایدہُ اللہ کے ارشاد پر کمال یوسف صاحب نے ظہر کی نماز کی اقامت کہی اور عصر کی اقامت سیّد محمُود احمد ناصر صاحب نے کہی۔نماز شروع ہُوئی۔ہر دل خدا کی حمد سے معمور اور رقّت کے جذبات سے بھرپور تھا۔خدا تعالےٰ سے رو رو کر عاجزانہ دُعائیں کیں کہ خدا اسلام کو ایسا غلبہ عطا کرے جو قیامت تک باقی رہے۔

گاؤں کے لوگ جو اَب آہستہ آہستہ جمع ہونے شروع ہوگئے تھے اوّلاً ایک عجوبہ سمجھ کر کچھ ہنستے رہے۔لیکن نمازیوں کے خشوع و خضوع کی حالت کو دیکھا تو حیرت میں پڑگئے۔ان کے چہرے سنجیدہ ہو رہے تھے۔خیالات میں تبدیلی آرہی تھی۔جب عصر کی نماز شروع ہوئی تو ان لوگوں کی خاموشی اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ یوں محسوس ہونے لگا گویا یہ لوگ بھی عبادت میں شامل ہیں۔

مسجد کا سنگِ بنیاد ٹھیک ۳ بجکر ۰۴ منٹ پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہِ العزیز اس جگہ پہنچے جہاں مسجد کی بنیاد رکھی جانی تھی اس وقت پیدرو آباد کے مرد۔ عورتیں۔ بچے۔ بوڑھے اور جوان سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ اجنبیّت کے پردے آہستہ آہستہ سرکنے شروع ہو گئے۔ لوگوں نے حضور کے ارد گرد جمع ہونا شروع کر دیا اور جلد ہی ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی کہ نقل و حرکت مشکل ہو گئی۔ مکرم سیّد محمود احمد صاحب ناصر اس پتھر (SLAB) کو جو تقریباً ۱۲"×۱۲"×۱½" تھا۔ تھامے ہُوئے تھے جسے حضور نے بطور بنیاد رکھنا تھا۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی انگوٹھی کے ساتھ بنیادی پتھر کو برکت دی پھر فرمایا۔ مَیں کچھ وقت دُعا کروں گا پھر بنیاد رکھوں گا۔ چنانچہ حضور نے حسب ذیل آیاتِ قرآنیہ اور دُعائیں پڑھیں۔ اس وقت ہر آنکھ سے آنسو رواں تھے اور ہر دل میں انتہائی رقّت طاری تھی۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔ (البقرۃ : ۱۲۸-۱۲۹)

دُعا:- رَبَّنَا اِسْتَجَبْتَ دُعَاءَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ (عَلَیْھِمَا السَّلَامُ) وَبَعَثْتَ فِیْنَا رَسُوْلًا تَتْلٰی عَلَیْنَا اٰیٰتِکَ وَعَلَّمَنَا الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَزَکّٰنَا بِقُوَّتِہِ الْقُدْسِیَّۃِ وَاَحْیَانَا بِحَیَاتِہِ الْاَبَدِیَّۃِ وَنَوَّرَنَا بِنُوْرِہِ الْاَتَمِّ الَّذِیْ وَسِعَ الزَّمَانَ وَالْمَکَانَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

رَبَّنَا بِفَضْلِكَ اٰتِنَا عَقْلًا سَلِيْمًا وَّ قَلْبًا مُّنِيْبًا فَنَجْهَدُ
اَنْ لَّا نَرْغَبَ عَنْ مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَلَا عَنْ دِيْنِ الْمُصْطَفٰى خَاتَمِ
النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَبَّنَا قُلْتَ اَسْلِمُوْا۔ اَسْلَمْنَا
يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَسْلَمْنَا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَسْلَمْنَا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(قرآنی دُعا اپنے الفاظ میں) پھر حسب ذیل آیات تلاوت فرمائیں:۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا۔
رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝
رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ
هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

ان آیات اور دُعاؤں کا ترجمہ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے پُرشوکت اور پُرسوز آواز میں پڑھ کر سُنایا جبکہ اس کا سپینش زبان میں ترجمہ مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر نے کیا۔ حضور ابھی بنیاد میں نیچے اُترے ہی تھے کہ ساری فضا اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ طارق بن زیاد زندہ باد کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ سب سے پہلا نعرہ مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے لگایا۔ اس کے بعد نعروں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کو ایک فتح عظیم حاصل ہوئی ہے اور ایک بہت بڑا محاذ جیت لیا گیا ہے۔ ہر چہرہ خوشی اور بشاشت سے تمتما رہا تھا۔ ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کی جا رہی تھی۔

حضور ایدہُ اللہ کے بنیادی اینٹ رکھنے کے بعد حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ سلّمہا اللہ کو دُنیا کی تمام احمدی مستورات کی طرف سے اور پھر حضور کے ارشاد پر حسب ذیل دوستوں کو اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہُوئی۔

سیّد محمود احمد صاحب ناصر امریکہ۔ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب لندن۔ کمال یوسف صاحب ناروے۔ نسیم مہدی صاحب سوئٹزرلینڈ۔ منصور احمد خاں صاحب مغربی جرمنی لئیق منیر صاحب مغربی جرمنی (مسٹر سون ہینڈسن MR. SEVEN HENDSEN) ڈنمارک منیر الدین صاحب سویڈن۔ اللہ بخش صادق صاحب ہالینڈ۔ منیر الدین شمس صاحب لندن۔ صالح محمد خان صاحب۔ سردار منیر احمد صاحب لندن۔ آرکیٹکٹ۔ پیدرو آباد کی سب سے معمّر عورت SRA MADALEN A LOPE RUIZ سب سے چھوٹا بچّہ JOSE OSUNA SALINA. مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر۔ مولوی عبد السّتار صاحب قرطبہ کے سپینش احمدی محمد احمد صاحب۔ عبد الرحمٰن صاحب۔ صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیّہ مرکزیّہ اور صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری۔

جس وقت سنگِ بنیاد رکھا جا رہا تھا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ کی اقتداء میں تمام حاضرین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ رہے تھے۔ دعاؤں کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیّت زندہ باد کے نعرے بھی جاری تھے۔

سنگِ بنیاد کے رکھے جانے کے بعد پروگرام کے مطابق کارروائی کا دوسرا حصّہ شروع ہُوا۔ سب سے پہلے عطا الٰہی صاحب ابن مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر نے تلاوت

قرآنِ پاک کی۔ اس کے بعد طارق احمد بھٹی صاحب نے نظم پڑھی۔ پھر حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے احباب کو انگریزی میں خطاب کرتے ہُوئے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر کا کام اپنی حقیقت کے لحاظ سے بہت اہم کام ہے۔ مسجد خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے۔ مسجد ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمام انسان برابر ہیں۔ خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔ پڑھے لکھے ہوں یا اَن پڑھ۔ پیدرو آباد کے رہنے والے ہوں یا ہزاروں میل دُور پاکستان میں مقیم ہوں۔ بلحاظ انسان سب برابر ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اسلام ہمیں باہم محبّت اور الفت سے رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمیں انکساری سکھاتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے وقت ہمیں مسلم اور غیر مسلم میں کسی قسم کی کوئی تمیز روا نہیں رکھنی چاہیئے انسانیت کا یہی تقاضا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرا پیغام صرف یہ ہے کہ LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE یعنی سب کے ساتھ پیار کرو۔ نفرت کسی سے نہ کرو حضور کا یہ پیغام اہالیانِ پیدرو آباد کے لئے بہت مسرّت کا باعث ہُوا۔ جس کا اظہار انہوں نے تالیاں بجا کر کیا۔ آخر پر حضور نے دعا دی کہ اللہ تعالےٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ نیک اور سعادتمند اولاد دیں بہت بہت ترقی ہو۔ ان کی عمروں میں اور صحت میں برکت دے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی ہو۔

حضور اقدس کے خطاب کے بعد پیدرو آباد کے میئر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کو خوش آمدید کہتے ہُوئے کہا THIS IS YOUR VILLAGE کہ یہ گاؤں آپ ہی کا ہے۔ ہم ہر لحاظ سے آپ کے تابعدار ہیں اور آپ کو یہاں آنے اور مسجد بنانے کی مبارکباد دیتے ہیں۔

جوُں جوُں وقت گزرتا جاتا تھا۔ ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔ وہاں کے اسکول کے

پیڈرو آباد سپین میں ۵۰۰ سو سال بعد تعمیر ہونے والی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے سے پہلے نماز ظہر و عصر کا تاریخی منظر

پتھر کو بنیاد میں نصب کرنے سے پہلے حضور پتھر سے اپنی انگوٹھی مَس کرتے ہوئے دُعا فرما رہے ہیں۔

سنگِ بنیاد رکھنے کا منظر

احمدیہ مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد خدائے بزرگ و برتر کے حضور سرزمینِ سپین میں
اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے پرسوز دُعا کا ایک منظر

پیڈرو آباد سپین میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد حضور حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔

سپین کی مسجد کے پلاٹ پر حضور اپنے خدام کے ساتھ۔ بائیں طرف مسجد کے آرکیٹکٹ اور مقامی
گورنر کا نمائندہ

پیڈرو آباد کی معمّر ترین خاتون SENORA MAGDALENA LOPERUIZ
جنہیں مسجد کے سنگِ بنیاد میں ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

پیڈرو آباد (سپین) کا سب سے کم عمر بچّہ JOSEOSUNASALINA جس نے سپین میں
۵۰۰ سو سال بعد تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کا ایک بنیادی پتھر رکھا۔

استاد نے بتایا کہ تمام بچے کلاس چھوڑ کر یہاں آپہنچے ہیں۔ اب میں بھی آگیا ہوں حضور نے بچوں سے پیار کیا۔ ایک آدمی اپنے بچے کو لایا۔ اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ حضور کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ اس بچے کے متعلق ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اس کی بیماری ایسی ہے کہ اس کی عمر چودہ سال سے تجاوز نہ کر سکے گی۔ اس کیلئے دُعا کریں۔ چنانچہ حضور نے بچے سے پیار کیا اور اسے دُعا بھی دی۔

پریس کانفرنس اس موقعہ پر ایک پریس کانفرنس بھی ہوئی۔ ریڈیو اور ٹی وی کے نمائندوں نے بھی شرکت کی جس کا مختصراً تذکرہ سوال و جواب کے رنگ میں درج ذیل ہے:۔

سوال:۔ آپ نے مسجد کے لئے پیدروآباد کی جگہ کو کیوں انتخاب کیا؟

جواب:۔ اس کے جواب میں حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس جگہ کو نہیں چُنا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے چُنا ہے۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں۔

سوال:۔ مسجد کی اہمیت کیا ہے؟

جواب:۔ مسجد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک ایسی جگہ ہو جہاں پر اکٹھے مل کر خدا کی عبادت کی جاسکے۔

سوال:۔ کیا یہ درست ہے کہ سات سو سال کے بعد سپین میں یہ پہلی مسجد بنائی جارہی ہے؟

جواب:۔ یہ بات درست ہے اور اگر کوئی اور مسجد اس دوران بنی ہو تو آپ بتائیں (اُن کی طرف سے خاموشی)

سوال:۔ مسلمانوں کے درمیان اس وقت جو لڑائی ہو رہی ہے اس کے متعلق آپ کا

کیا خیال ہے؟

جواب:۔ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان جو لڑائی ہو رہی ہے وہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اس لئے ہم اس کے لئے اسلام کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔ گزشتہ دو عالمی جنگوں میں عیسائی حکومتیں بھی ایک دوسرے کے خلاف لڑ رہی تھیں مگر اس کے لئے ہم عیسائیت کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔ اسی طرح اس جنگ کا حال ہے۔ پھر فرمایا۔ قرآن ایک عظیم کتاب ہے یہ تمام انسانی مشکلات کے حل کا ذریعہ ہے۔ جہانتک انسانیت کا تعلق ہے یہ کتاب مسلم اور غیر مسلم میں کسی قسم کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھتی۔ اور جہاں تک اعمال کا سوال ہے، ان کی جزا اور سزا کا فیصلہ اللہ تعالے کے ہاتھ میں ہے جس کا پتہ قیامت کے روز لگے گا۔

پریس کانفرنس کے دوران اہالیانِ پیدرو آباد نے حضور ایدہ اللہ کی میز کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پریس نمائندگان کی نسبت گاؤں کے لوگ باتیں سننے کے زیادہ مشتاق ہیں۔ پریس کانفرنس ختم ہونے کے بعد حضور اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر حال یہ تھا کہ جہاں بھی اور جس سمت بھی حضور تشریف لے جاتے۔ آپ کے گرد جمگھٹے کی صورت ہو جاتی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہر شخص حضور کے قرب کا متمنّی ہے ان میں سے شائد کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو انگریزی بول سکتا ہو۔ لیکن ان کے چہروں کی بشاشت اور ان کی آنکھوں کی چمک سے ان کی محبّت کے جذبات کچھ ایسے رنگ میں ان کی قلبی کیفیات کو ظاہر کر رہے تھے جس کے بیان سے زبان عاجز تھی۔

حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے ایک بچّے کو یکصد پیسیتہ (سپینش سکّہ) کا ایک نوٹ دیا۔ بس پھر کیا تھا سارے لوگ ٹوٹ پڑے اور ہر ایک نے حضور کے دستِ مبارک سے نوٹ حاصل کرنے میں سبقت لے جانے کی بازی لگا دی۔ جوان۔ بوڑھے۔ بچّے عورتیں اور مَرد سب بلا امتیاز حضور کے گرد ہو گئے۔ اور حضور نہایت بشاشت اور فیّاضی کے ساتھ مُسکراتے ہُوئے چہرہ سے نوٹ بانٹتے چلے گئے۔ جب آپ کے پاس موجود نوٹ ختم ہو گئے تو جس قدر احمدی احباب وہاں جمع تھے انہوں نے حضور کی خدمت میں نوٹ پیش کرنے شروع کر دیئے جب وہ ختم ہُوئے تو حضرت بیگم صاحبہ محترمہ نے کچھ رقم بھجوائی۔ پھر ریزگاری کی تقسیم شروع ہُوئی۔ لیکن یہ کہاں تک جاری رہتی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا حضور ایّدہُ اللہ تعالےٰ نے تمام اہالیانِ پیدرو آباد کے دل جیت لئے ہیں۔ حضور جہاں بھی تشریف لے جاتے ہجوم آپ کے گِرد پروانوں کی طرح جمع رہتا۔ کیا یہ لوگ روپے پیسے کے بھُوکے تھے؟ نہیں۔ وہ تو دراصل تبرّک جمع کر رہے تھے۔ چنانچہ حضور کو جب کچھ بھوک سی محسوس ہُوئی تو حضور کی خدمت میں انگوروں کا ایک خوشہ پیش کیا گیا آپ نے چند دانے اس میں سے لئے۔ اور بقیہ خوشہ ایک عورت کو پکڑا دیا۔ اس عورت نے اس کا ایک ایک دانہ اپنے گِرد کھڑے لوگوں میں تقسیم کیا۔ یہ واقعہ بظاہر ایک معمولی سا واقعہ ہے مگر یہ معمولی سا واقعہ ان لوگوں کے اندرونی عقیدتمندانہ جذبات کو اُجاگر کرنے کے لئے اپنی دلیل آپ ہے۔

حضور ایّدہُ اللہ تعالےٰ جب مستورات کے حصّہ میں جہاں حضرت بیگم صاحبہ اور دیگر احمدی خواتین اور دوسری خواتین جمع تھیں تشریف لے گئے تو پیدرو آبا،

کی کم عمر بچیوں نے وہاں ایک دائرہ بنا کر اور خوشی سے تالیاں بجا بجا کر گانا اور اُچھلنا کُودنا شروع کر دیا۔ اور اس کے ساتھ یہ فقرہ بھی کہنا شروع کیا۔ EL-REY EL-REY یعنی HE IS KING HE IS KING

خاکسار نے پیدرو آباد کے میئر سے پوچھا کہ آج کی تقریب کے بارے میں اُن کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے گاؤں کی تاریخ میں یہ ایک بہت بڑا اور اہم واقعہ ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ حال ہی میں گورنمنٹ نے مذہبی آزادی کا اعلان کیا ہے اور آپ لوگوں نے سب سے پہلے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔

بہرحال یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اس نے اس ملک میں تبلیغ کے لئے اور اسلام کے احیاء کے لئے اپنے فضل سے یہ سامان ہمارے لئے پیدا فرما دیئے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔ اس جگہ پھر ایک دفعہ اس حقیقت کا اظہار بے جا نہ ہوگا کہ حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ کی جاذب شخصیت اور آپ کی رُوحانی کشش کا لوگوں کے دلوں پر اس قدر گہرا اثر تھا جو ایک زمانہ تک ان کے قلوب پر نقش رہے گا۔ اور ان لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں ممد اور معاون ثابت ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

شام چھ بجے اس گاؤں سے ہماری روانگی ہُوئی۔ اس مختصر سے قیام کا اثر یہ تھا کہ جب روانگی کے وقت ہمارے احمدی احباب نے نعرے لگانے شروع کئے تو وہاں کے بچّوں نے بھی اللہ اکبر کے الفاظ دُہرانے شروع کر دیئے۔ وہ اگرچہ ان الفاظ کو پورے طور پر ادا نہ کر سکتے تھے۔ لیکن اللہ اللہ اور کبھی آللہ ھُو کے الفاظ بے ساختہ ان کی زبانوں پر جاری تھے۔ ان کے اس غلط تلفّظ میں بھی ایک حُسن تھا اور ایک دلکشی تھی۔ جسے سُنکر طبیعت حد درجہ متأثر ہوئی۔ بہرحال

سنگِ بنیاد رکھنے کی اس تقریب سے واپسی پر دل اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے بھرپور تھے آنکھوں نے جو کچھ دیکھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک لمبی خواب ہے جس سے جی بھر کے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرتؒ ناصرِ دینؒ کی تضرعات کو قبولیت کا شرف بخشا۔ چنانچہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے اور اسی کے نام کی سربلندی کے لئے اِحیائے اسلام کی ایک نئی صبح کا سپین کی سرزمین میں آغاز ہوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

جماعت احمدیہ سپین کے احباب نے بہت ہی محنت اور مستعدی سے کام کیا۔ نئی روز تک وقارِ عمل کر کے مسجد کے علاقہ کو صاف کیا۔ مشن ہاؤس میں احباب کے قیام کا انتظام کیا۔ مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر کے صاحبزادے ڈاکٹر منوّر الٰہی صاحب ہر وقت حضور ایدہُ اللہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ڈرائیونگ بھی کی اور ترجمانی کے فرائض بھی ادا کرتے رہے۔ جَزَاہُ اللہ۔

آرکیٹیکٹ سے ملاقات

اسی روز شام کو حضورِ اقدس نے D.JOSE'LUIS LOPE آرکیٹیکٹ سے ملاقات فرمائی۔ اور مسجد کے نقشہ و تعمیر کے متعلق تفصیلاً ہدایات دیں۔ آرکیٹیکٹ حضور کی ملاقات سے بہت خوش تھا اور حضور کی نورانی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا۔

مبلّغین سے گفتگو

آرکیٹیکٹ سے ملاقات کے بعد حضور اقدس نے ازراہِ شفقت مختلف مشنوں سے آئے ہوئے مبلّغین کو شرفِ ملاقات بخشا۔ سب نے حضورِ اقدس کی خدمت میں مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کی مبارکباد پیش کی۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ باوجود دو دن کے لگاتار سفر اور دن بھر کی مصروفیات کے ہشّاش بشّاش تھے۔

چہرہ مبارک پر تھکاوٹ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ انتہائی محبّت و شفقت کے ساتھ مبلّغین سے گفتگو ہوتی رہی۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا ذکر ہوُا۔

نمازِ جمعہ اگلے روز یعنی ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو جمعہ تھا۔ نمازِ جمعہ حضرت اقدس ایّدہُ اللہ تعالےٰ نے پیدرو آباد تشریف لے جا کر مسجد کی زمین میں پڑھائی اور اس طرح ہماری دُہری عید ہوگئی۔ نمازِ جمعہ سے قبل حضرت اقدس جملہ احمدی احباب اور مبلّغین کے ہمراہ قرطبہ شہر کی عظیم جامع مسجد دیکھنے تشریف لے گئے اور مسجد کے ستونوں والے ہال میں مسجد کے بارے میں متعدد معلومات سے آگاہ فرماتے رہے اس موقع پر متعدد احباب نے کثرت سے حضور اقدس کے فوٹو بھی لئے۔ بعدہٗ حضور نمازِ جمعہ پڑھانے پیدرو آباد PEDROABAD تشریف لے گئے۔

نمازِ جمعہ کے بعد قرطبہ کے محل "اَلْقَصْر" کو دیکھا۔ اور یہ شام بھی احباب کے ساتھ نہایت بے تکلفی اور دلی خوشی و مسرّت سے گزاری۔

نکاح کی پُر مُسرّت تقریب مورخہ ۱۰ اکتوبر کو حضور انور ایّدہُ اللہ تعالےٰ نے نمازِ مغرب وعشاء ہوٹل MELIA (جہاں حضور کا قیام تھا) کے ہال میں پڑھائیں۔ اور ازراہِ شفقت و احسان مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مبلّغ سپین کے فرزند ڈاکٹر عطا الٰہی منصور کے نکاح کا اعلان کرنے کے لئے سیّد میر محمود احمد صاحب ناصر مبلّغ انچارج امریکہ مشن کو ارشاد فرمایا۔ چنانچہ پیارے آقا کی موجودگی میں مکرم میر صاحب نے عزیز عطا الٰہی صاحب منصور کا نکاح بہمراہ عزیزہ ثمینہ رفیع صاحبہ دختر مکرم محمد رفیع صاحب آف لندن کے ساتھ پڑھا۔ بعدہٗ حضور نے دُعا فرمائی اور عزیز کو شرفِ معانقہ بخشا اور گلے لگایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

لندن کے لئے روانگی مورخہ ۱۱ر اکتوبر بروز ہفتہ سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ علی الصبح بمعہ قافلہ MALAGA (مالگا) کے لئے سفر پر روانہ ہوئے۔ غیر ممالک سے تشریف لانیوالے جملہ مبلغین و احبابِ جماعت کو بھی قرطبہ سے مالگا MALAGA تک کے سفر میں حضور کے ہمراہ جانے کا موقع ملا۔ راستہ میں ناشتہ ANTEQUERA کے نیشنل ALBERGUE میں تناول فرمایا۔

مالگا MALAGA پہنچنے پر ائیر پورٹ کے افسروں نے حضور اقدس کا GUEST OF HONOUR کے طور پر استقبال کیا۔ چنانچہ ہوائی جہاز کی پرواز میں کچھ وقت باقی تھا اس لئے مشفق آقا تمام احباب جماعت کے درمیان تشریف فرما رہ کر گفتگو فرماتے رہے۔ ۵۰-۱۲ پر حضور اقدس B.E.A کے جہاز پر بمعہ قافلہ سوار ہو کر عازمِ لندن روانہ ہو گئے (روانگی سے قبل دُعا فرمائی) اللہ تعالیٰ ہمیشہ سفر و حضر میں حضور اقدس کا حافظ و ناصر رہے۔ (آمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے عید الاضحیٰ کی نماز مسجد فضل لندن میں پڑھائی۔

اور

پُرمعارف خطبہ ارشاد فرمایا

مومن کی حقیقی خوشی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں ہے،

ہمیں چاہیئے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خود کو پیش کرنے کیلئے تیار رہیں۔

ساؤتھ آل اور برمنگھم میں مساجد اور مشن ہاؤسز کا افتتاح

لنڈن ۱۹ اخاء / اکتوبر۔ جناب امیر صاحب مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی خدمت میں لنڈن سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے جو تازہ کیبل گرام ارسال کیا ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۔ حضور تمام پاکستانی احباب جماعت کو عید مبارک کہتے ہیں۔

۱۸ اکتوبر کو حضور نے عصر کی نماز پڑھا کر ساؤتھ آل کے مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ جس کے بعد حضور نے ایک کامیاب پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے ۴۰۰ احباب جماعت سے خطاب

فرمایا۔ اس تقریب میں احبابِ جماعت کے علاوہ بہت سے مقامی باشندوں نے بھی شرکت کی۔ حضور نے برمنگھم کے مشن ہاؤس کا دعاؤں کے ساتھ افتتاح فرمایا۔ حضور نے اس موقعہ پر اپنے خطاب میں نوجوانوں میں وقارِ عمل کی رُوح کو سراہا۔ اور احباب پر زور دیا کہ وہ اپنی تمام سرگرمیوں میں کمال حاصل کریں۔ پریس کانفرنس میں حضور نے اللہ تعالےٰ کے افضال و انعامات کا ذکر فرمایا جو کہ پچھلے چھ سال میں جماعت پر ہوئے ہیں۔ اس سے قبل برطانیہ کے مشنری انچارج اور مسجد فضل لنڈن کے امام مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے احباب برطانیہ کی ان قربانیوں کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کی جو کہ انہوں نے برطانیہ میں پانچ نئے مراکز اسلام کے قیام کے لئے ایک سال میں دی ہیں۔

۱۹ر اکتوبر کو حضور نے لنڈن میں عید کی نماز پڑھائی اور خطبۂ عید ارشاد فرمایا کہ ایک مومن کی حقیقی خوشی اس میں ہے کہ وہ حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خود کو اس کی راہ میں پوری طرح وقف رکھے اور اس سلسلے میں اسے کسی کا خوف نہ ہو۔ مرزا انس احمدؒ

(الفضل ۲۷ر اکتوبر ۱۹۸۰ء)

کراچی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا شاندار استقبال

تیرہ ملکوں کے کامیاب دورہ سے واپسی پر اپنے محبوب امام کا ہزاروں احمدیوں کی طرف سے خیر مقدم

کراچی ۲۴ر اکتوبر۔ سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تقریباً چار ماہ کے طویل دورہ سے جب مراجعت فرما ہوئے تو گزشتہ رات ایئر پورٹ پر دور و نزدیک سے آئے ہوئے ہزاروں احمدیوں نے حضور کا نہایت والہانہ استقبال کیا۔

کراچی ایئر پورٹ پر گزشتہ رات ایک بجکر پندرہ منٹ پر جب **KLM** کی فلائٹ پہنچی تو اپنے امام کی زیارت کے لئے ہزاروں بیقرار احمدیوں کا جوش و جذبہ لائق دید تھا۔ حضور کے جہاز سے اترنے پر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کی سربراہی میں ایک نمائندہ وفد نے حضور اور اہلِ قافلہ کو خوش آمدید کہا۔

ایئر پورٹ لاؤنج میں حضور کی تشریف آوری پر مرکز سے آمدہ وفد نے حضور کا استقبال کیا۔ جس میں صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، صد سالہ جوبلی منصوبہ، نصرت جہاں سکیم، مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نمائندے شامل تھے۔ ان کے علاوہ جماعت احمدیہ کراچی کے چیدہ افراد، حیدر آباد، میر پور خاص، کوئٹہ کی جماعتوں کے اُمراء اور سندھ کی متعدد جماعتوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ لاہور سے استقبال کے لئے آنے والا وفد جہاز کی آپریشنل وجوہ کی بناء پر چھ گھنٹے تاخیر سے پہنچا۔

اس موقع پر لاؤنج میں حضور ایّدہُ اللہ تعالےٰ نے احباب سے گفتگو کے دَوران اپنے تاریخی دَورہ کے بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات سُنائے۔ سپین میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے جانے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ کہ جب میں ۱۹۷۰ء میں سپین گیا تو حالات مختلف تھے۔ طلیطلہ میں ایک پُرانی چھوٹی سی مسجد تھی۔ اس وقت کی حکومت بیس سال کے لئے یہ مسجد احمدیّہ جماعت کی تولیت میں دینے کے لئے آمادہ ہوگئی۔ مگر عیسائی چرچ کے سربراہوں نے اس کی مخالفت کی اور ہمیں مسجد نہ دی گئی۔ مگر اب دس سال بعد اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان پَیدا کر دیئے کہ وہاں جماعت احمدیّہ کو نئی مسجد کی تعمیر کے لئے نہ صرف جگہ خریدنے کی توفیق مل گئی بلکہ حکومت نے اس جگہ مسجد کی تعمیر کی اجازت اور نقشہ جات کی منظوری بھی دے دی۔ یہ جگہ قرطبہ سے قریب ہے۔ جب مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب ہوئی تو احمدی مسلمانوں کے علاوہ سینکڑوں عیسائی مرد وزن بھی وہاں موجود تھے۔ یہ مسجد اس لحاظ سے غیر معمولی اہمیّت کی حامل ہے کہ سپین میں مسلمانوں کے صدہا سال دَورِ حکومت کے اختتام کے بعد خدائے واحد کے نام پر تعمیر کیا جانے والا یہ پہلا گھر ہے جس کی سعادت جماعت احمدیّہ کے حصّہ میں آئی ہے۔ مسجد کے سنگِ بنیاد رکھے جانے کی تقریب میں مقامی لوگوں کی غیر معمولی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ عیسائی لوگ بھی اسلام میں مساجد کی اہمیّت و افادیّت جاننے اور اسلامی لٹریچر حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے دیکھے گئے۔

حضور نے فرمایا۔ اسی دَوران ایک شخص مجمع کو چیرتا ہوُا آگے بڑھا اور میرے قریب آگیا اور اپنا تعارف کرواتے ہوُئے کہنے لگا کہ مَیں یہاں سے قریب ہی ایک

آبادی سے آیا ہوں اور وہاں کا میئر ہوں۔ میری درخواست ہے کہ ہمارے ہاں بھی ایک مسجد تعمیر کی جائے۔

سپین میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے تابندہ نشان یعنی نئی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے ساتھ اذان کی آواز بھی بلند ہوئی اور وہاں کے در و دیوار کو کئی سو سال کی محرومی کے بعد اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی کی روح پرور ندا سننے کی سعادت ملی۔

اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے جانے کی تقریب کی یادگار کے طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کو سپین کا ایک مقامی سکہ کراچی جماعت کے لئے مرحمت فرمایا۔

حضور نے مغربی افریقہ کے دورہ کے تأثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نائیجیریا کے لوگوں میں ذہنی انقلاب آچکا ہے جس کے نتیجہ میں وہ اسلام کی طرف راغب ہیں۔ کئی جگہوں سے سکول اور ہسپتال کھولنے کے لئے مطالبات کئے گئے ہیں اسی طرح غانا میں اسلام کے حق میں ایک عملی انقلاب آچکا ہے۔ اور وہ دن دُور نہیں جبکہ غانا پورے طور پر اسلام کی آغوش میں آجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

غانا میں جہاں کہیں ہم دَورہ پر گئے کثرت سے لوگوں نے استقبال کیا۔ ایک جگہ شدید بارش کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لوگ استقبال کے لئے جمع تھے حالانکہ غانا کے لوگ بارش میں بھیگنے سے بہت گھبراتے ہیں۔

جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت بیگم صاحبہ اور دیگر افرادِ قافلہ فضائی انتظارگاہ سے باہر تشریف لائے تو ہزاروں احمدی احباب دو رویہ صفوں میں نہایت ترتیب اور نظم و ضبط

کے ساتھ اپنے آقا کے لئے چشم براہ تھے یہ استقبالیہ طویل قطاریں اس طرح ترتیب دی گئی تھیں کہ ایک جانب انصار اللہ کے اراکین اور دوسری جانب خدّام و اطفال کثیر تعداد میں کھڑے تھے علاوہ ازیں بہت سی احمدی مستورات بھی اپنے امام کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے جمع تھیں۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں خوش آمدید کہنے اور اَھلاً و سھلاً و مرحبًا کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے لجنہ اماء اللہ کراچی کی صدر صاحبہ محترمہ کی قیادت میں نمائندہ وفد موجود تھا حضور نے قطاروں کے قریب پہنچنے پر اپنے فدائیوں کو بلند آواز سے السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، کی محبت و شفقت بھری دُعا سے نوازا۔ جس کے جواب میں احباب نے فرطِ مسرّت و جذباتِ تشکّر سے لبریز بلند آوازوں سے وعلیکم السّلام اور اھلاً و سھلاً و مرحبًا کا نذرانہ اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نہایت پُرکشش اور پُر مسرّت چہرہ کے ساتھ دائیں بائیں حاضرین کو نوازتے اور ہاتھ بلند کر کے ان کے جذبۂ شوق کا جواب دیتے کاروں تک پہنچے۔ حضور کے کار میں تشریف فرما ہونے اور درجنوں کاروں کے قافلہ کی روانگی کے بعد احباب نے اپنی جگہ چھوڑی اور شکر وحمد کے ترانے گاتے اپنے گھروں کو لوٹے۔ حضور جب کراچی جماعت کے مہمانخانہ میں ورود فرما ہوئے تو صبح کے تین بج چکے تھے۔ کراچی جماعت نے حضور کی آمد کے پیشِ نظر مہمانخانہ کو خیر مقدمی قطعات اور قمقموں سے سجا رکھا تھا۔ خدّام و انصار جذبۂ خدمت سے سرشار اپنی ڈیوٹیوں پر موجود تھے۔ اور چار ماہ کی طویل جُدائی کے بعد اہلِ کراچی کو دوبارہ یہ سعادت بھری گھڑیاں نصیب ہوئیں جبکہ اُن کا جان سے پیارا آقا تیرہ ممالک کے نہایت کامیاب تبلیغی دَورہ کے بعد ان میں جلوہ افروز ہو رہا تھا الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

کراچی میں قیام کے دَوران حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ نے ۲۴ اکتوبر کو مسجد احمدیہ مارٹن روڈ میں جمعہ پڑھایا اور اسی روز شام کو گیسٹ ہاؤس میں نمازِ مغرب وعشاء کے بعد مجلسِ عرفان سے خطاب فرمایا۔ اس سے اگلے روز بھی حضور نے نمازِ مغرب وعشاء کے بعد مجلس عرفان کی بابرکت اور رُوح پرور محفل میں اپنے دَورہ کی تفاصیل اور جماعت پر نازل ہونے والی بے شمار برکات اور انعامات کا ذکر فرمایا۔

(الفضل یکم نومبر ۱۹۸۰ء)

یورپ، افریقہ اور امریکہ کے انقلاب آفریں تبلیغی دورہ کے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بخیر و عافیت ربوہ واپس تشریف لے آئے

کراچی اور لاہور میں احبابِ جماعت نے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر حضور کو خوش آمدید کہا۔

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی سرکردگی میں اہلِ ربوہ کی طرف سے اپنے آقا کا والہانہ استقبال

ربوہ ۲۶ اخاء/اکتوبر۔ تین برّاعظموں کے تیرہ ممالک کا پورے چار ماہ تک انقلاب آفریں دورہ فرمانے اور اللہ تعالیٰ کی غیر محدود صفات کے حسین جلووں اور اس کے افضال و انعامات کا بھرپور نظارہ کرنے کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج رات نو بجکر پچپن منٹ پر مرکزِ سلسلہ ربوہ میں بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

۲۶ اکتوبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کراچی سے لاہور روانہ ہوئے۔ ہوائی اڈے پر حضور کو الوداع کہنے کے لئے کراچی بھر کے احباب جمع تھے۔ کراچی سے روانہ ہو کر حضور کا طیّارہ پانچ بجکر بیس منٹ پر لاہور پہنچا۔ جہاں حضور کا استقبال کرنے کے لئے ہزاروں لوگوں کا جمِ غفیر موجود تھا جس میں لاہور کے مقامی احمدیوں کے علاوہ شیخوپورہ، گوجرانوالہ ملتان، سیالکوٹ، اسلام آباد، راولپنڈی، گجرات، فیصل آباد اور دوسرے شہروں۔ قصبات اور دیہات سے آئے ہوئے ہزاروں احباب بھی موجود تھے۔ ہوائی اڈے سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ امیر جماعتِ احمدیہ لاہور محترم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب کی کوٹھی واقع چھاؤنی تشریف لے گئے۔ کوٹھی کو حضور کی آمد پر جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ اور چراغاں کیا گیا تھا۔ حضور کی گاڑی جب کوٹھی میں داخل ہوئی تو حضور کی

کار پر گل پاشی کی گئی۔ یہاں پر قریبًا دو ہزار افراد حضور کی زیارت کرنے کے لئے موجود تھے۔ حضور کی آمد پر سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابہ محترم میاں محمد حسین صاحب اور محترم بابو عبدالحمید صاحب نے حضور کا استقبال کیا۔ حضور احباب کی طرف تشریف لائے اور بلند آواز سے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہا۔ جس کا احباب نے نہایت جوش وجذبہ سے جواب دیا۔ یہاں پر حضور ازراہِ شفقت آلائیڈ سائنٹیفک سٹور کے مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کا حال دریافت کرنے ان کی کرسی تک تشریف لے گئے جو ان دنوں بیمار تھے مگر حضور کے دیدار کی خاطر بیماری میں بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔

لاہور سے حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ سوا سات بجے شام ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اہلِ قافلہ کے علاوہ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد ایڈیشنل ناظر اعلیٰ، چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ناظر امور عامہ، چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان وسیکرٹری صد سالہ جوبلی فنڈ (نمائندگان صدر انجمن احمدیہ) چوہدری مبارک احمد صاحب طاہر (نمائندہ تحریک جدید) چوہدری حمید اللہ صاحب ناظر ضیافت (نمائندہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ) اور محترم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدّام الاحمدیہ مرکزیہ حضور کے ہمراہ تھے۔ لاہور کے بہت سے احباب مشایعت کی غرض سے شیخوپورہ تک ساتھ آئے۔ شیخوپورہ میں مقامی جماعت نے حضور کا استقبال کیا۔ راستے میں چوہڑ کانہ، کھیکی اور پنڈی بھٹیاں میں بھی احباب حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے راستے پر کھڑے تھے۔ ربوہ کے خدام دریائے چناب کے پل پر حضور کے منتظر تھے۔ یہاں سے حضور کی کار بارہ موٹر سائیکلوں کے جلو میں دارالہجرت ربوہ میں داخل ہوئی۔ مسجد مبارک کی سامنے والی سڑک سے ہوتے ہوئے اور محلہ دارالصدر کی درمیانی شاہراہ سے گزرتی ہوئی حضور اور اہلِ قافلہ کی کاریں مغربی گیٹ سے قصرِ خلافت کے احاطہ میں داخل ہوئیں۔ ان سارے راستوں پر ربوہ کے ہزاروں احباب کئی گھنٹوں سے حضور کے استقبال کے منتظر تھے۔ حضور جدھر سے گزرتے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے۔ حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ نہایت شفقت سے مسکرا مسکرا کر احباب کے نعروں کا جواب دیتے۔ قصرِ خلافت میں حضور کی بخیریت آمد پر مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے اللہ اکبر، خاتم الانبیاء زندہ باد، اسلام زندہ باد اور حضور کی بابرکت زندگی کی دعا پر مشتمل نعرے لگوائے۔ جن کا احباب نے نہایت

جوش اور جذبہ سے جواب دیا۔

حضور کی تشریف آوری پر قصرِ خلافت کے باہر سب سے پہلے صدر انجمن احمدیہ کے ناظر اعلیٰ اور حضور کے غیر ملکی سفر کے دَوران حضور کے مقرر کردہ امیرِ مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے آگے بڑھ کر حضور کو ہار پہنائے۔ اور شرفِ مصافحہ حاصل کرنے کے ساتھ حضور کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔ بعد ازاں امیرِ ضلع فیصل آباد محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر، فضلِ عمر ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب، امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ پنجاب محترم مرزا عبدالحق صاحب نے بھی ہار پہنا کر حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں ربوہ کے چیدہ احباب نے جن کی تعداد اڑھائی تین سو کے لگ بھگ تھی شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔ حضور ایدہ اللہ نہایت ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ مُسکرا مُسکرا کر اپنے خدّام سے ملتے اور ان سے ان کا احوال دریافت فرماتے رہے۔ احباب کو شرفِ مصافحہ بخشنے کے بعد حضور ایّدہُ اللہ قریبًا سوا دس بجے قصرِ خلافت کے ساتھ تعمیر شدہ گیسٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے جہاں پر خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے جملہ افراد و خواتین حضور سے ملاقات کے منتظر تھے۔

حضور ایّدہُ اللہ کی بخیریّت واپسی اور کامیاب مراجعت کی خوشی میں ربوہ میں ایک جشن کا سماں تھا۔ اس موقعہ پر خوشی کے اظہار کے لئے مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، قصرِ خلافت اور گیسٹ ہاؤس پر نہایت خوبصورت انداز میں چراغاں کیا گیا تھا۔ اور ہر فرد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا جس نے حضور کے اس دورہ میں ہر مرحلہ پر اپنی تائید اور نصرت کے نشانات دکھائے اور قدم قدم پر حضور کی آواز کو قبولیّت بخشی اور آئندہ صدی میں اسلام کے حق میں رونما ہونے والے روحانی انقلاب کے آثار نمایاں فرما کر ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کے سامان پیدا کئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔